

صحیح

مشرف

میں حضرت نبوی کریم ﷺ کی

۴۲۲ احادیث نبوی کا صحیح پرزاور ایمان فوئذ ذریعہ

ترجمہ: علامہ محمد حیدر الزمان

ناشر: محمد صالح بن عبد اللہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی رومہ

معدن البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 library@mohaddis.com



۴۲۲ احادیث نبوی کا شرح پروردگار ایمان اور فوز و خیر

صحیح

مشرف

امام محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ

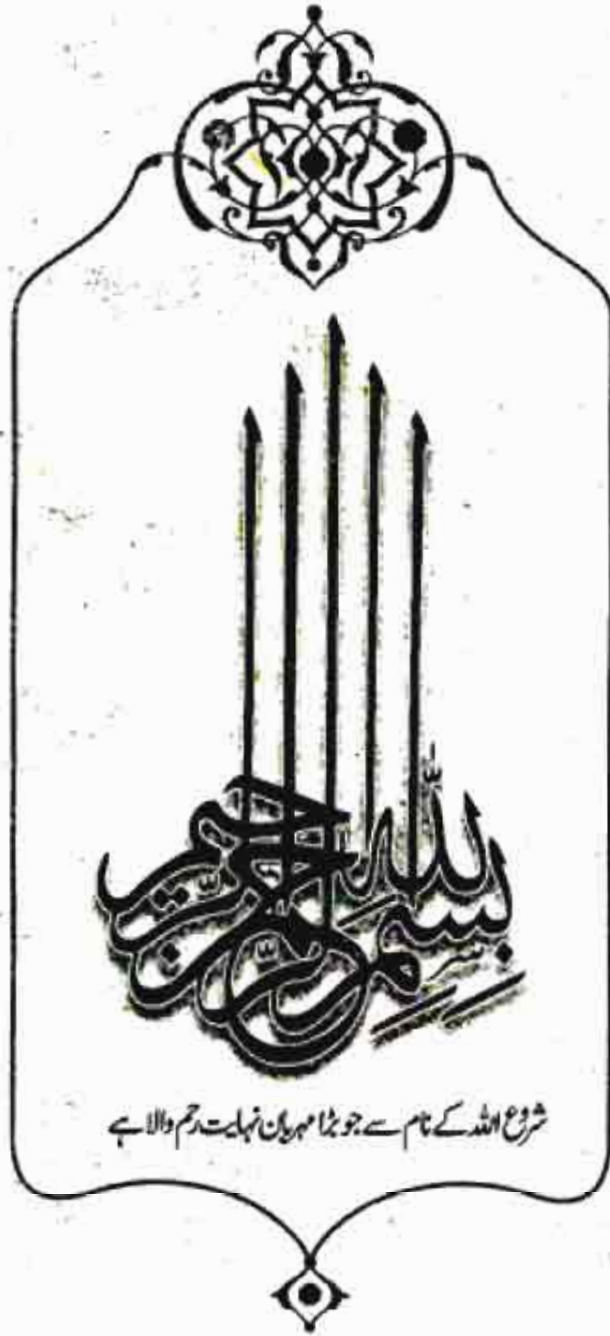
جلد



امام مسلم بن الحجاج نے کئی لاکھ احادیث نبوی سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

علامہ وحید التمرانی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفے ناشر

﴿الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و على آله و اصحابه اجمعين﴾

محترم قارئین!

حدیث رسول اور اس کے علوم کے ساتھ اشتغال اللہ تعالیٰ کے خاص کرم اور نعمتوں میں سے ہے۔ یہ مشغولیت اللہ تعالیٰ محض اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جن پر اس کی خاص رحمت اور نظر کرم ہوتی ہے۔

الحمد للہ یہ اعزاز والد گرامی (بشیر احمد نعمانی) کو نعمانی کتب خانہ کے قیام کے فوراً بعد ہی حاصل ہوا کہ علوم حدیث رسول میں صحاح ستہ کی کتب کے تراجم اور ان کی اردو زبان میں شروحات کی وسیع پیمانے پر اشاعت کرنے کی پاکستان میں ابتداء ہمارے ادارہ نے کی اور عوام الناس اردو پڑھے لکھے لوگ اور علوم جدیدہ کے حامل علماء و طلباء ہر ایک کو حدیث اور علوم حدیث کی تفصیلی دُور کرنے کا موقع ملا۔

ان تراجم میں علامہ وحید الزماں کا نام ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور فرمودات سے اظہار محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جا رہا ہے۔

”نعمانی کتب خانہ“ کے شائع کردہ ان تراجم احادیث کی اشاعت کے لیے اُس دور کے تقاضوں کے مطابق دُور دراز علاقوں سے کنبہ مشق خطاط حضرات کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تراجم صحاح ستہ میں ہمارے ادارہ کے شائع شدہ نسخے کم و بیش گذشتہ پچاس برس سے تاحال بیشتر دینی و علمی لائبریریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

علمی و تحقیقی میدان میں کمپیوٹر کی آمد سے جو انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کی روشنی میں ہم (مسلم شریف مع مختصر شرع النووی) موجودہ ایڈیشن نئی کمپوزنگ اور جدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجودہ ایڈیشن کو درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔ جس سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ ”مسلم شریف“ کا موجودہ ایڈیشن مارکیٹ میں موجود دیگر اردو نسخوں میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔

تمام احادیث کو نئے سرے سے جدید اردو کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث کا مرکزی حصہ الگ فونٹ (سائل) میں لکھا گیا ہے تاکہ حدیث میں فرمان رسول کا حصہ نمایاں ہو جائے۔

تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اس سلسلہ میں جو عالمی معیار کے مطابق نمبر رائج ہیں انہی کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہ تھیں ان کو عربی کے سابقہ اصل نسخے سے نقل کروا کر ترجمہ بھی کروایا گیا ہے۔ الحمد للہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث موجود ہیں۔

عربی اعراب کی درستگی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ بحیثیت ناشر کسی دینی کتاب کی اصل اشاعتی خوبصورتی کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قاری کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر سمجھ لے اور اس پر عمل کرے یہ تمام تبدیلیاں اور کاوشیں اسی سلسلہ میں کی جاتی ہیں۔

اس عظیم الشان کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، ڈیزائننگ اور نظر ثانی میں ہمیں اپنے نہایت قابل احترام دوست جناب ابو بکر قدوسی صاحب اور ان کے معاونین کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی حسنہ میں شرکت کرنے والے ہم تمام کارکنان کو دین اور آخرت کی کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں ہم اللہ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے سربسجود و دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں اور ہمارے والدین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

محمد ضیاء الحق نعمانی و محمد عثمان ظفر
نعمانی کتب خانہ (لاہور۔ گوجرانوالہ)



فہرست صحیح مسلم مترجم مع شرح نووی جلد سوم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
			کتاب الزکوٰۃ
۴۶	ایک کھجور یا ایک کام کی بات بھی صدقہ ہے اور دوزخ سے آز کرنے والا ہے	۱۳	زکوٰۃ کے مسائل
۵۰	جمال۔ مزدوروں کو بھی صدقہ کرنا چاہیے	۱۳	وسق نصاب اور رطل کی تحقیق
۵۰	دودھ والا جانور مفت دینے کی فضیلت	۱۴	ادویہ اور درہم کی تحقیق
۵۱	خنی اور بخیل کی مثال	۱۵	عشر اور نصف عشر کا بیان
۵۲	صدقہ دینے والے کو ثواب ہے اگرچہ صدقہ فاسق وغیرہ کو پہنچے	۱۶	غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں
	خازن امانت دار اور عورت کو صدقہ کا ثواب ملنا جب وہ اپنے شوہر کی اجازت سے خواہ صاف اجازت ہو یا دستور کی راہ سے	۱۸	صدقہ فطر کا بیان
۵۳	اجازت ہو صدقہ دے	۲۰	عید الفطر کا بیان
۵۴	غلام کا اپنے مالک کے مال سے خرچ کرنا	۲۱	زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب
۵۶	صدقہ سے اور چیز ملانے کا بیان	۲۸	زکوٰۃ کے تحصیلداروں کے راضی کرنے کا بیان
۵۷	خرچ کرنے کی فضیلت اور گن گن کر رکھنے کی کراہت	۲۸	زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سخت سزا دیئے جانے کا بیان
۵۸	تھوڑے صدقہ کی فضیلت اور اس کو حقیر نہ جاننے کا بیان	۲۹	صدقہ کی ترغیب دینا
۵۸	صدقہ کو چھپا کر دینے کی فضیلت	۳۲	مال کو خزانہ بنانے والوں کے بارے میں اور ان کو ڈانٹ
۵۹	خوش حالی اور تندرستی میں صدقہ کرنے کی فضیلت	۳۳	سقاوت کی فضیلت کا بیان
۵۹	صدقہ دینا افضل ہے لینا افضل نہیں	۳۵	اہل و عیال پر خرچ کرنے کا بیان
۶۰	سوال کرنے کی ممانعت	۳۶	پہلے اپنی ذات پر پھر اپنے گھر والوں پر پھر قرابت والوں پر خرچ کرنے کا بیان
۶۲	مسکین کون ہے	۳۷	والدین اور دیگر اقرباء پر خرچ کرنے کی فضیلت اگرچہ وہ مشرک ہوں
۶۲	لوگوں سے سوال کرنے سے کراہت	۴۰	میت کے ایصال ثواب کا بیان
۶۳	کس شخص کو سوال کرنا جائز ہے	۴۱	ہر نیکی صدقہ ہے
۶۵	بغیر خواہش اور سوال کے لینا جائز ہے	۴۳	صدقہ دینے کی ترغیب چلنے اس سے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے
۶۶	حرص دنیا کی مذمت	۴۵	پاک کمائی سے صدقہ کا قبول ہونا اور اس کا پرورش پانا
	اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو ادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۸	روزہ طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے	۶۷	چاہے گا
۱۱۱	سحری کی فضیلت	۶۸	قناعت کی فضیلت
۱۱۳	روزہ کا وقت تمام ہونے کا اور دن کے ختم ہونے کا بیان	۶۹	دنیا کی کشادگی اور زینت پر مغرور مت ہو
۱۱۴	وصال کی ممانعت	۷۱	کفاف و قناعت کی فضیلت
۱۱۷	روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو	۷۱	مؤلفہ القلوب اور خوارج کا بیان
۱۲۰	روزے میں جنسی کو اگر صبح ہو جائے تو روزہ صحیح ہے	۷۳	ضعیف الایمان لوگوں کو دینے کا بیان
	روزہ دار پر رمضان میں دن کو جماع حرام ہے اور کفارہ کے	۷۴	قوی الایمان لوگوں کو صبر کی تلقین کا بیان
۱۲۲	واجب ہونے کا بیان	۸۱	خوارج اور ان کی صفات کا ذکر
۱۲۵	رمضان میں مسافر کو افطار کی رخصت ہے	۸۸	خوارج کے قتل پر ابھارنے کے بارے
۱۳۰	رمضان میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار کا بیان	۹۲	باب خوارج کا ساری مخلوق سے بدتر ہونے کا بیان
۱۳۲	حاجی عرفات میں عرفہ کے روز روزہ نہ رکھے	۹۳	رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اولاد
۱۳۳	عاشورے کے روزے کا بیان	۹۳	بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر زکوٰۃ حرام ہے
۱۳۸	عاشورہ کا روزہ کس دن رکھا جائے	۹۴	آل نبی ﷺ کا صدقہ کا استعمال نہ کرنے کا بیان
۱۳۹	عاشورہ کے دن اگر ابتداء دن میں کچھ کھالیا ہو..... الخ	۹۷	حضور اکرم ﷺ اور آپ کی اولاد پر ہدیہ حلال ہے
۱۴۰	یوم الفطر یوم النہی کو روزہ رکھنا حرام ہے	۹۸	رسول اللہ کا ہدیہ قبول کرنا اور صدقہ کو رد کرنا
۱۴۱	ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے	۹۹	صدقہ دلانے والے کو دعائے کا بیان
۱۴۲	اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت		تحصیل دار زکوٰۃ کو راضی رکھنے کا بیان جب تک وہ مال حرام
۱۴۳	آیت و علی الذین یطیقونہ کے منسوخ ہونے کا بیان	۹۹	طلب نہ کرے۔
	ایک رمضان کی قضاء میں دوسرے رمضان تک تاخیر روا ہونے		
۱۴۴	کا بیان		
۱۴۵	سیت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان	۱۰۰	روزہ کے مسائل
۱۴۸	سائم کو دعوت دی جائے اور وہ افطار کا ارادہ نہ..... الخ	۱۰۱	باب اس بیان میں کہ روزہ اور افطار چاند دیکھ کر کریں۔ اور اگر
۱۴۸	سائم کو دعوت قبول کر لینی چاہیے		بدلی ہو تو تیس تاریخ پوری کریں
۱۴۹	روزے کی فضیلت	۱۰۳	رمضان کے استقبال کے طور پر ایک یا دو روزے رکھنے کی
۱۵۱	مجاہد کے روزے کی نیت		ممانعت
۱۵۲	نظمی روزے کی نیت دن میں زوال سے قبل ہو سکتی ہے	۱۰۶	شہر میں وہیں کی رویت معتبر ہے اور دوسرے شہر کی رویت وہاں
۱۵۳	بھولے سے کھانے اور جماع سے روزہ نہیں ٹوٹتا		کام نہیں آتی
۱۵۳	نبی ﷺ کے نظمی روزوں کا بیان	۱۰۷	چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں اور جب بدلی ہو تو
۱۵۶	صوم دہر کی ممانعت اور صوم داؤدی کی فضیلت	۱۰۷	تیس کی گنتی پوری کرو
			دو مہینے عید کے ناقص نہیں ہوتے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۱	محرم کی شروط	۱۶۳	ہر ماہ میں تین روزے کی فضیلت
۲۱۳	حائضہ اور نفاس والی کے احرام اور غسل کا بیان	۱۶۷	شعبان کے روزوں کا بیان
۲۱۳	رسول اللہ ﷺ کے حج کی بقیہ کیفیت	۱۶۷	محرم کے روزوں کی فضیلت
۲۱۴	احرام کی قسموں کا بیان	۱۶۸	شش عید کے روزوں کی فضیلت
۲۴۱	حج اور عمرہ میں تمتع کے بارے میں	۱۶۹	شب قدر کی فضیلت اور اس کے تعین کا ذکر
۲۴۳	نبی ﷺ کے حج کا بیان		شب قدر کا بیان
۲۴۴	اس بیان میں کہ عرفات سارا ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے		کتاب الاعتکاف
	وقوف کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں	۱۷۶	اعتکاف کا بیان
۲۶۲	کہ..... الخ	۱۷۶	رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا
	ایک شخص اپنے احرام میں کہے کہ جو فلاں شخص کا احرام ہے وہی	۱۷۸	رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ عبادت کرنی چاہیے
۲۶۳	میرا بھی ہے اس کے جائز ہونے کا بیان	۱۷۹	عشرہ ذی الحجہ کے روزوں کا بیان
۲۶۷	تمتع کے جائز ہونے کا بیان		کتاب الحج
۲۷۲	تمتع پر قربانی واجب ہے	۱۸۰	حج کے مسائل
۲۷۳	قارن مفرد کے احرام کے وقت اپنا احرام کھولے	۱۸۰	محرم کو حالت احرام میں کونسا لباس پہننا چاہیے
۲۷۵	حاجی بوقت احصار احرام کھول سکتا ہے	۱۸۵	میقات حج کا بیان
۲۷۸	افراد اور قرآن کا بیان	۱۸۷	لبیک کا بیان
۲۷۹	طواف قدم اور سعی مستحب ہے	۱۸۸	رسول اللہ ﷺ کے حج کی کیفیت
	معتمر کا احرام سعی کے قبل اور حاجی اور قارن کا طواف افاضہ سے	۱۹۰	اہل مدینہ ذی اہلیہ سے احرام باندھیں
۲۸۰	قبل نہیں کھلتا		جب اونٹ مکہ کی طرف متوجہ ہو کر اٹھے اس وقت احرام باندھنے
۲۸۵	حج تمتع کے بارے میں	۱۹۰	کا بیان
۲۸۶	حج کے مہینوں میں عمرہ کے جائز ہونے کا بیان	۱۹۲	ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان
۲۸۸	قربانی کی کو بان چیرنے اور اس کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان	۱۹۲	احرام کے قبل بدن میں خوشبو لگانا جائز ہے
۲۸۹	احلال کے بارہ میں ابن عباسؓ کے فتویٰ کا بیان	۱۹۶	محرم کے لئے جنگلی شکار کی حرمت
۲۹۰	معتمر اپنے بال کتر بھی سکتا ہے موٹہ نا واجب نہیں	۲۰۱	حلال و حرام میں محرم کون سے جانور مار سکتا ہے
۲۹۱	حج میں تمتع اور قرآن جائز ہے	۲۰۳	عذر کی وجہ سے محرم مرمتا سکتا ہے
۲۹۲	نبی اکرم ﷺ کے احرام اور ہدی کے بارے میں	۲۰۷	محرم کے لئے پھینے لگانے کا جواز
۲۹۳	نبی ﷺ کے عمرہ اور ان کے اوقات کا بیان	۲۰۷	محرم کو آنکھوں کا علاج کرانا جائز ہے
۲۹۵	رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت	۲۰۹	محرم کے لئے بدن اور سر دھونا روا ہے
۲۹۶	مکہ میں دخول بلند راستہ سے اور خروج نشیب سے مستحب ہے	۲۰۹	محرم مر جائے تو کیا کریں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳۶	قربانی میں شریک ہونا جائز ہے	۲۹۷	ذی طوی میں رات کو رہنا اور نہا کر دن کو مکہ میں جانا مستحب ہے
۳۳۸	اونٹ کو بندھا کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے	۲۹۸	حج کے طواف اول میں رمل مستحب ہے
۳۳۸	قربانی کو حرم محترم میں بھیجنا مستحب ہے	۳۰۱	طواف میں دو یمانی رکنوں کے استقام کے مستحب ہونے کا بیان
۳۴۰	قربانی کے اونٹ پر بوقت ضرورت سوار ہونا جائز ہے	۳۰۲	طواف میں دونوں رکن یمانیاں کا چھونا مستحب ہے
۳۴۲	جب قربانی کا جانور راہ میں چل نہ سکے تو کیا کرے	۳۰۳	طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے
۳۴۳	طواف وداغ کا بیان..... الخ	۳۰۴	سواری پر طواف کرنا جائز ہے
۳۴۵	خانہ کعبہ کے اندر جانا مستحب ہے	۳۰۴	اور حجر اسود کو چھری سے چھوسنا ہے
۳۴۹	کعبہ کو تکرار بنانے کا بیان	۳۰۶	سفامرہ کی سعی حج کا رکن ہے
۳۵۲	کعبہ کی دیوار اور دروازے کا بیان	۳۰۹	سعی دو بار نہیں ہوتی
۳۵۵	بوڑھے اور میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان	۳۱۰	حاجی حجرہ عقبہ کی رمی شروع کرنے تک لہیک پکارے جائے
	بچے کا حج درست ہے اور اس کو حج کرانے والی کو ثواب		لہیک اور تکبیر کہنے کا بیان جب معنی سے عرفات کو جائے عرفہ کے
۳۵۶	ہے	۳۱۲	دن
۳۵۷	حج ساری عمر میں ایک بار فرض ہے		عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اس رات مغرب و عشاء جمع کر کے
۳۵۸	عورت حج وغیرہ میں بغیر محرم کے سفر نہ کرے	۳۱۳	پڑھنے کا بیان
۳۶۲	مسافر کو سواری پر سوار ہو کر دعا پڑھنا (ذکر کرنا) مستحب ہے	۳۱۷	بہت سویرے صبح کی نماز پڑھنے کا بیان مزدلفہ میں عید کی صبح کو
۳۶۳	سفر حج وغیرہ سے واپس آ کر کیا دعا پڑھے	۳۱۷	ضعیفوں کو اور عورتوں کو مزدلفہ سے سویرے روانہ کرنا مستحب ہے
۳۶۳	بطحائے ذی الحلیفہ میں اترنے وغیرہ کا بیان	۳۲۱	حجرہ عقبہ کی کنکریاں مارنے کا بیان
	مشرک بیت اللہ میں حج نہ کرے اور برہنہ ہو کر بیت اللہ کا	۳۲۲	نحر کے دن رمی جمار کا حکم
۳۶۵	طواف نہ کیا جائے اور یوم حج اکبر کا بیان	۳۲۳	کنکریاں مڑ کے برابر ہونی چاہئیں
۳۶۶	عرفہ کے دن کی فضیلت	۳۲۳	رمی کے لئے کونسا وقت مستحب ہے
۳۶۷	حج اور عمرہ کی فضیلت کا بیان	۳۲۳	کنکریوں کی تعداد
	حاجیوں کے اترنے کا مکہ میں اور اس کے گھروں کے وارث	۳۲۵	سرمنڈانا افضل ہے کتر وانا جائز ہے
۳۶۸	ہونے کا بیان	۳۲۷	نحر کے دن پہلے رمی کرے پھر باقی کام
۳۶۸	مہاجر کا مکہ میں رہنے کا بیان	۳۲۸	رمی سے پہلے ذبح جائز ہے
۳۶۹	مکہ میں شکار وغیرہ کا حرام ہونا	۳۳۱	طواف افاضہ نحر کے دن بجالانا مستحب ہے
۳۷۳	مکہ مکرمہ میں بلا ضرورت ہتھیار اٹھانا منع ہے	۳۳۲	کوچ کے دن کھب میں اترنا مستحب ہے
۳۷۳	مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا روا ہے	۳۳۲	ایام تشریق میں منی میں رات گزارنا واجب ہے
	مدینہ کی فضیلت اور نبی ﷺ کی دعا اور اس کے شکار کے حرام	۳۳۵	حج میں پانی پلانے کی فضیلت
۳۷۵	ہونے اور اس کے حرم کی حدود کا بیان	۳۳۵	قربانی کا گوشت کھال وغیرہ سب صدقہ کر دو

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۹۰	جناب رسول اللہ ﷺ کا خیر دینا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے		مدینہ کی سکونت کی فضیلت اور وہاں کی شدت و محنت پر مبر کرنے
۳۹۱	قبر مبارک اور منبر کے درمیان کی اور موضع منبر کی فضیلت کا بیان	۳۸۲	کا بیان
۳۹۱	احد پہاڑ کی فضیلت	۳۸۶	طاعون اور دجال سے مدینہ طیبہ کا محفوظ رہنا
۳۹۲	مسجد مکہ اور مدینہ میں نماز کی فضیلت	۳۸۷	مدینہ کا طابا اور طیبہ نام ہونا اور بری چیزوں کو اپنے سے دور کرنا
۳۹۳	تین مسجدوں کی فضیلت		اہل مدینہ سے برائی کرنا منع ہے اور جو ایسا کرے گا خدا اس کو سزا
۳۹۵	اس مسجد کا بیان جس کی بناء تقویٰ پر ہے	۳۸۸	دے گا
۳۹۵	مسجد قباہ کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کا ذکر	۳۸۹	لوگوں کو مدینہ میں سکونت کی ترغیب دینا جب شہر فتح ہو جائیں



کِتَابُ الزَّكَاةِ زکوٰۃ کے مسائل

زکوٰۃ لغت میں بڑھنے اور پاک کرنے کو کہتے ہیں اور زکوٰۃ شرعی سے چونکہ مال کی ترقی اور برکت ہوتی ہے اور دینے والا اس کا گناہوں سے اور رذالتِ بخل سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے اس کو زکوٰۃ کہا۔ اور بعض لوگوں نے کہا اس کا اجر بڑھتا ہے اس لیے زکوٰۃ کہا اور بعضوں نے کہا زکوٰۃ اپنے دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے یعنی گواہی دیتی ہے اس کے سچے ایمان کی جیسے آنحضرتؐ نے فرمایا الصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ یعنی صدقہ دعویٰ ایمان کی دلیل ہے۔ اور قاضی عیاضؒ نے نقل کیا مازنیؒ سے کہ زکوٰۃ شرع میں مواسات کے لیے ہے اور مواسات نہیں ہوتی مگر بڑھتے ہوئے مال میں۔ اسی لیے مال نصاب میں جو نامی یعنی بڑھنے والا ہو جیسے نقد اور بکھیتی اور چارپائے ہیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس قسم کے مال میں بالا جماع زکوٰۃ واجب ہے اور اس کے سوا اور مالوں میں اختلاف ہے جیسے عروض وغیرہ میں یعنی سامانِ خانگی وغیرہ میں۔

۲۲۶۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْسَقٌ صَدَقَةً وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذَوْبٌ صَدَقَةً وَلَا فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوْاقٌ صَدَقَةً))
 ۲۲۶۴- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَىٰ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.
 ۲۲۶۵- عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا
 ۲۲۶۳- ابوسعید خدری نے نبیؐ سے روایت کیا کہ فرمایا پانچ ٹوکروں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔
 ۲۲۶۴- عمرو بن یحییٰ نے اس اسناد سے مثل اسکے روایت کی۔
 ۲۲۶۵- یحییٰ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

وسق، صاع اور رطل کی تحقیق

(۲۲۶۳) ☆ نوٹی نے فرمایا ہے کہ وسق یعنی ٹوکرا ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ہر صاع پانچ رطل اور ٹمٹ رطل کا بغدادی کے حساب سے۔ اور بغداد کے رطل میں کئی قول ہیں سب سے مشہور یہ ہے کہ رطل بغدادی ایک سواٹھائیس درہم اور چار اسباع ایک درہم کے اور بعضوں نے ایک سو تیس درہم کہا ہے۔ غرض پانچ وسق اس حساب سے ایک ہزار چھ سو رطل ہوئے۔ اور حافظ ترمذیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ صاع نبیؐ کا بھی پانچ رطل اور ٹمٹ رطل کا ہوتا ہے اور صاع کوفہ والوں کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ تمام ہواکام ترمذیؒ کا۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ پانچ انگلیوں سے اشارہ فرما کے وہی حدیث فرماتے تھے جو اوپر گزری۔

۲۲۶۶- ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔

۲۲۶۷- ابو سعید خدری نے کہا رسول اللہ نے فرمایا پانچ وسق (یعنی نو کرایا گوئی) سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں اور نہ اس سے کم غلہ میں زکوٰۃ ہے۔

۲۲۶۸- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پانچ وسق تک نہ ہو اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں۔

سَعِيدُ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عَيْنَةَ.

۲۲۶۶- عَنْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ فِيْمَا ذُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا ذُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا ذُوْنَ خَمْسِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ)).

۲۲۶۷- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ فِيْمَا ذُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مَنْ تَمْرٍ وَلَا حَبِّ صَدَقَةٌ)).

۲۲۶۸- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِي حَبِّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فِيْمَا ذُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْمَا ذُوْنَ خَمْسِ أَوْاقٍ صَدَقَةٌ)).

اوقیہ اور درہم کی تحقیق

مترجم کہتا ہے پانچ وسق تخمیناً پانچ من بنتے ہوئے اور من چالیس درہم کا ہے اور لہام نووٹی نے فرمایا کہ اوقیہ شرعیہ باجماع محدثین و فقہاء و اہل لغت کے چالیس درہم ہے اور یہ اوقیہ حجاز کا ہے اور اصحاب شافعیہ نے باجماع کہا ہے کہ ہر درہم چھ دانق ہے اور دس درہم کے سات مشتال ہوتے ہیں اور مشتال جاہلیت اور اسلام میں یکساں رہا ہے۔

مترجم کہتا ہے اور پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوتے ہیں اور تولوں کے حساب سے دو سو درہم ساڑھے باون تولے ہیں اور یہ نصاب چاندی کا ہے کہ اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۲۲۶۸) ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہے۔ پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوتے اور اس زمانہ میں کہ سن ایک ہزار تین سو چار (۱۳۰۴ھ) ہے پانچ اوقیہ کے ساڑھے باون روپے کھدار ہوتے ہیں اور تھکس ریال فرانہ مکہ میں ہوتا ہے اور مغربی ریال ساڑھے بائیس ہوتے ہیں اور سونے کا نصاب بیس دینار ہے اور دینار ساڑھے تین روپے کا ہوتا ہے اور درہم پانچ آنے سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے اور وسق ساٹھ صاع کا اور صاع چار مد کا اور مد دو رطل کا اور رطل آدھ سیر آدھ پاؤ کا اور سیر اسی روپے کھدار کا۔ یہ تفصیل روپیہ کی مولانا اسحاق صاحب سے ہے اور باقی عبد اللہ سراج محدث مکہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً سے خبر دی اس کی مترجم کو مولوی محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ نے اللہ رحمت کرے ان پر وقت قراءت مسلم کے۔

- ۲۲۶۹- و حَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ بِهَذَا
الْبِسَانِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ.
- ۲۲۷۰- عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ بِهَذَا الْبِسَانِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ
مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ تَمْرًا.
- ۲۲۷۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِيمَا ذُونَ خَمْسِ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرِقِ
صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا ذُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْبَابِلِ صَدَقَةٌ
وَلَيْسَ فِيمَا ذُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ))

۲۲۶۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۷۰- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں تمر
کی جگہ شکر کا لفظ ہے یعنی پھلوں میں زکوٰۃ نہیں جب تک پانچ
وسق نہ ہوں۔

۲۲۷۱- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں پانچ اوقیہ
وسق سے کم میں آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہیں۔

باب: عشر اور نصف عشر کا بیان

- ۲۲۷۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ
ﷺ قَالَ: ((فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعَشُورُ
- ۲۲۷۲- جابر نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جس
میں نہروں سے اور مینہ سے پانی دیا جاوے اس میں دسواں حصہ

(۲۲۷۱) ورق بکسر راہ مہملہ چاندی کو کہتے ہیں مضروب ہو خواہ غیر مضروب۔ اور اہل لغت کا اس میں اختلاف ہے کہ اصل اس کی کیا ہے؟
بعضوں نے کہا ہر چاندی پر استعمال کرتے ہیں اور بعضوں نے کہا ورق اسی کو بولیں گے جس پر سکے ہو اور بے سکے کی چاندی پر مجازاً بول سکتے ہیں
اور اکثر اہل لغت کا یہی قول ہے۔ اور نصاب سونے کا کسی روایت صحیح میں وارد نہیں ہوا مگر بعض احادیث میں نہیں مشقال مروی ہوا ہے۔ اگرچہ
وہ روایتیں ضعیف ہیں مگر اس پر اجماع ہو گیا ہے اور امت نے ان روایتوں کو قبول کر لیا ہے اور یہ سب کا اتفاق ہو گیا ہے کہ جانوروں میں
اور سونے چاندی میں جب تک پورا سال نہ گزرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی سوا ان چیزوں کے جن میں عشر لیا جاتا ہے اور اس حدیث سے
استدلال کیا ہے شافعی نے کہ جو چاندی دو سو درہم سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے مگر مذہب ان کا بے دلیل ہے
اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور شافعی کا یہ بھی قول ہے کہ درہم مغشوشہ یعنی کھونے روہیوں میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک ان سے
ساڑھے باون تولہ کو نہ پہنچے جو نصاب ہے چاندی کا اور یہ حدیث ان کی مؤید ہے۔ (نووی)

(۲۲۷۲) یہ حکم ہے زراعتوں کا کہ اگر وہ آسمان کے یا ندی کے پانی سے پیدا ہوں جس میں محنت کم ہوتی ہے تو دسواں حصہ زکوٰۃ ہے ورنہ
بیسواں حصہ اور اس پر اتفاق ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ جتنی چیزیں زمین سے نکلتی ہیں جیسے پھل اور غلہ اور پھول وغیرہ سب میں زکوٰۃ ہے سوا
گھاس اور لکڑی کے یا خاص چیزوں میں ہے؟ غرض ابو حنیفہ کے نزدیک ان سب میں ہے اور جمہور نے بعض میں زکوٰۃ خاص کی ہے جیسے گہوں
اور جو اور جو اور کھجور اور انگور ہے اور حضرت عمر اور علی اور عائشہ کا قول ہے کہ سبز ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں اور زمین عشری (ت کے ساتھ)
اس کا بھی حکم مینہ سے سینچی ہوئی کا ہے یعنی اس میں بھی عشر دینا ہوتا ہے اور عشری وہ زمین ہے جس میں اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو بلکہ
اس کے درخت اپنی چیزوں سے رطوبت زمین کی جذب کریں اور تروتازہ رہیں۔

زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ لگا کر سینچی جاوے اس میں بیسواں حصہ۔

باب: غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں

۲۲۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

۲۲۷۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَفِيمَا سَقَى بِالسَّائِيَةِ نِصْفُ الْعَشْرِ))

بَابُ لَا زَكَاةَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَفَرَسِهِ

۲۲۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ))

۲۲۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَمَّرُوا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ يَنْبُغُ بِهِ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ))

۲۲۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِإِسْنِهِ

۲۲۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ))

۲۲۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ

۲۲۷۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلام کی زکوٰۃ نہیں مگر صدقہ فطر ہے۔

۲۲۷۷- ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا اور انھوں نے آکر کہا کہ ابن جبیل

(۲۲۷۳) نووی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ ضروری چیزوں میں زکوٰۃ نہیں جیسے گھوڑے اور غلام ہیں اور یہی قول ہے تمام علماء کاسلف سے خلف تک۔ مگر ابو حنیفہ اور ان کے شاخ حماد بن سلیمان اور امام زفر نے اس میں بھی زکوٰۃ واجب کہی ہے اور کہا ہے کہ جب گھوڑے زیادہ ملے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ہر ایک میں ایک دینار زکوٰۃ دے یا نہیں تو اس کی قیمت کر کے ہر دو سو درہم میں پانچ درہم دے مگر ان کی کوئی حجت نہیں اور یہ حدیث صریحاً ان کے مذہب کا رد کرنے والی ہے۔

(۲۲۷۴) نووی نے کہا اس سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر غلام کی طرف سے مالک کو دینا ضروری ہے خواہ غلام اپنی خدمت کے لیے ہو خواہ تجارت کے لیے اور امام مالک اور شافعی اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ اور اہل کوفہ نے کہا ہے کہ تجارت کے غلاموں میں صدقہ فطر واجب نہیں۔ اور داؤد ظاہری کا قول ہے کہ مالک پر صدقہ غلام کا واجب نہیں بلکہ غلام اپنی مزدوری میں سے باجالت مالک کے ادا کر دے۔ اور قاضی عیاض نے ابی ثور سے بھی یہی نقل کیا ہے اور شافعی اور جمہور علماء کا مذہب مکاتب کے لیے یہ ہے کہ نہ اس پر فطرہ واجب ہے نہ مالک پر اور عطاء اور مالک اور ابی ثور کے نزدیک سید پر واجب ہے اور بعض اصحاب شافعی بھی اسی کے قائل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم بھی باقی ہے۔ اور مکاتب وہ غلام ہے کہ جس سے اسکے مالک نے کہا ہو کہ اتار دو یہی مثلاً سو دو سو ہم کو کما کر دے دے تو تو آزاد ہے۔

(۲۲۷۵) نووی نے فرمایا ہے کہ انھوں نے خالد سے زکوٰۃ مانگی اس خیال سے کہ شاید وہ تجارت کے لیے ہیں اور زکوٰۃ اس میں واجب ہے اور حضرت نے فرمایا کہ وہ تو جہاد کے لیے ہیں اور ابھی حولان حول نہیں ہوا اور یہی مراد ہے کہ جب اس نے مال سارا اللہ کی راہ میں کر دیا ہے تو زکوٰۃ واجب کیوں نہ ادا کرے گا اور بعضوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور داؤد ظاہری نے کہا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ تمام ہوا قول نووی کا۔ اور شوکانی نے الدرر البیہ میں لکھا ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں اور جناب مولانا مولوی صدیق حسن صاحب نے روضۃ الندیہ میں لکھا

اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عباس رسول اللہ ﷺ کے چچا ان صاحبوں نے زکوٰۃ نہیں دی تو آپ نے فرمایا کہ ابن جمیل تو اس کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ محتاج تھا اور اللہ نے اس کو امیر کر دیا اور خالد پر تم زیادتی کرتے ہو اس لیے کہ اس نے تو زر ہیں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں دے دیئے ہیں (یعنی پھر زکوٰۃ کیوں نہ دے گا) اور رہے عباس سوان کی زکوٰۃ اور اتنی ہی اور میرے ذمہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر! چچا تو باپ کے برابر ہے۔

حَمِيلٌ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَطْلِمُونَ خَالِدًا قَدْ اخْتَسَى أَذْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُوْهُ أَبِيهِ))

فقہ اس کی شرح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ مبارکہ میں اگرچہ تجارت جاری تھی مگر کوئی دلیل جو تجارت کے مال میں زکوٰۃ واجب کرے وارد نہیں ہوئی اور وہ جو ابو داؤد اور دارقطنی اور یزار نے جبر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم زکوٰۃ دیتے رہیں ان مالوں کی جو بیچنے کے لیے رکھے ہیں تو اس کو ابن حجر نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی اسناد میں جہالت ہے اور جو حاکم اور دارقطنی نے عمران سے مروی روایت کی ہے کہ اونٹ میں صدقہ ہے اور بکری میں صدقہ ہے اور بزرا زام نقطہ دار سے ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کو فتح الباری میں ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کے سب طرق ضعیف ہیں اور ایک سند کو اس کی کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں (یہ کہنا بھی ضعیف ہونے سے خالی نہیں) اور ایسی روایتوں سے حجت قائم نہیں ہوتی اور فرضیت قطعی ثابت نہیں ہو سکتی علی الخصوص ایسے امور میں جو نہایت کثرت سے جاری ہوں۔ اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ مستدرک میں جو یہ حدیث آئی ہے تو اس میں یہ لفظ ہے کہ ہر میں صدقہ ہے اور ہر بے نقطہ کی را سے گیہوں کے معنوں میں ہے اور کہا ہے کہ اگرچہ دارقطنی نے اس کو نقطہ دارنا سے روایت کیا ہے مگر طرق اس کے ضعیف ہیں اور حاکم نے اگرچہ اس حدیث کی اسناد کی تصحیح کی ہے جیسے کہ محلی شرح منہاج میں ہے مگر جب اس میں احتمال ہو گیا کہ وہ لفظ را سے ہے یا زام نقطہ دار سے تو استدلال کے قابل نہ رہا اور حاکم کے مقابلہ میں حافظ ابن حجر اس کی تضعیف کر رہے ہیں اور ابو ہریرہ سے اوپر مروی ہو چکا کہ حضرت نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حال میں صدقہ نہیں۔ اور ابن منذر نے اگرچہ نقل کیا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے پر اجماع ہوا ہے مگر یہ نقل ان کی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اول تو ظاہر یہ جو ایک فرقہ محدثین اسلام کا ہے اس کے وجوب کا انکار کر رہا ہے پھر اجماع اس کے وجوب پر کیوں کر ہو سکتا ہے اور یہ جو خالد کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان سے تجارت کا مال خیال کر کے زکوٰۃ طلب کی (یعنی جیسے ابھی نووی کے کلام میں اسی فائدہ کے ابتداء میں گزرا) اس سے معلوم ہوا کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے یہ استدلال بھی صحیح نہیں اس لیے کہ اول تو ثابت نہیں کہ وہ تجارت کا تھا دوسرے رسول اللہ نے خود فرمادیا کہ اس نے خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور بعد وقف کے زکوٰۃ نہیں۔ تیسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب وہ ایسا سخی اور دل والا ہے کہ سب مال اپنا خدا کی راہ میں دے چکا ہے تو زکوٰۃ کیوں رکھے گا۔ غرض اس سے اموال تجارت میں زکوٰۃ کا وجوب نہیں ثابت ہوتا۔ غرض وجوب زکوٰۃ پر تجارت کے مال میں کوئی دلیل قطعی موجود نہیں اور اصل اشیاء میں براءت ہے جب تک دلیل وجوب کی ثابت نہ ہو اور اجماع کا حجت ہونا اس کے درمیان خود اختلاف ہے کہ حصول الما مول اور ارشاد الجول میں مذکور ہے۔ تمام ہوا کلام مولانا صدیق حسن صاحب کا۔

مترجم کہتا ہے غرض یہ ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ کی فرضیت قطعی نہیں ہے اس لیے اکابر نے صحیح کی ہے اس قول کی کہ مگر اس کا کافر نہیں اور یہ موافقت جمہور اگر کوئی ادا کرے تو ثواب سے خالی نہیں مگر امام کو جبراً وصول کرنا نہیں پہنچتا کہ اخذ مال مسلم بغیر حق لازم نہ آئے۔

باب: صدقہ فطر کا بیان

بَاب زَكَاةِ الْفِطْرِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ

۲۲۷۸- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر رمضان کے بعد لوگوں پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا ہے ہر آزاد اور غلام مرد و عورت پر جو مسلمان ہو۔

۲۲۷۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرَ أَوْ أُتِيَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

۲۲۷۹- ابن عمرؓ نے کہا مقرر کیا رسول اللہ نے صدقہ فطر کا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر غلام اور آزاد پر چھوٹے اور بڑے پر۔

۲۲۷۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ.

۲۲۸۰- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ فرض کیا ہر آزاد اور غلام پر اور مذکورہ مونت پر ایک صاع کھجور یا جو سے۔ حضرت نافع نے کہا کہ پھر لوگوں نے تجویز کر لیا اس کو آدھا صاع گہوں کے برابر۔

۲۲۸۰- عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ يَصِفُ صَاعٌ مِنْ بُرٍّ.

۲۲۸۱- نافع نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا صدقہ فطر میں ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع

۲۲۸۱- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ

(۲۲۷۸) صدقہ فطر جمہور سلف و خلف کے نزدیک فرض ہے اس حدیث کے ظاہر کی رو سے اور بعض اہل عراق اور اصحاب مالک اور بعض اصحاب شافعی نے کہا ہے کہ سنت ہے واجب نہیں۔ اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ واجب ہے فرض نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے مذہب میں واجب اور فرض میں فرق ہے اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ وہ منسوخ ہو گیا جب زکوٰۃ فرض ہوئی اور یہ لفظ ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ فرض واجب ہے (کذا قال النووي فی شرح)۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وقت وجوب اس کار رمضان کے بعد ہے۔ چنانچہ شافعی کا قول ہے کہ غروب شمس جب ہو پچھلی تاریخ میں رمضان کی اور رات شروع ہو عید الفطر کی جب واجب ہوتا ہے۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک طلوع فجر سے عید کے واجب ہوتا ہے۔

(۲۲۸۱) جمہور کا مذہب یہی ہے کہ صدقہ فطر لڑکے کی طرف لے بھی دینا چاہیے جیسے اسکے اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے اور ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے شہر والوں پر اس کا وجوب ہے ویسے ہی گاؤں والوں پر اور جنگیوں پر اور یہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہیر علماء کا اور عطاء اور زہری اور ربیعہ اور لیث کا قول ہے کہ سوائے شہر والوں کے اوروں پر واجب نہیں ہوتا اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے اہل و عیال کی قوت سے عید کے دن زیادہ رکھتا ہو اس پر صدقہ واجب ہے اور یہی قول ہے امام شافعی کا۔ اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ جس کو زکوٰۃ لینا روا ہے اس پر صدقہ واجب نہیں اور امام مالک اور ان کے اصحاب میں اختلاف ہے اور ان روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زوج پر بھی واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنا صدقہ اپنے مال سے ادا کرے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا اور امام مالک اور شافعی اور جمہور کا قول ہے کہ لڑکے

جو کا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر لوگوں نے تجویز کیا کہ دو مد
گیہوں کے (جو قیمت میں اس کے برابر ہوتے ہیں)۔

۲۲۸۲- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا صدقہ فطر کا رمضان کے بعد
ہر ایک مسلمان پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا
ایک صاع کھجور کا یا جو کا۔

۲۲۸۳- ابو سعید خدریؓ کہتے تھے کہ ہم صدقہ فطر نکالتے
تھے (یعنی رسول اللہ کے زمانہ میں) ایک صاع طعام کا (یعنی
گیہوں کا) یا ایک صاع جو کا یا کھجور کا یا پیڑ کا یا انگور کا۔

۲۲۸۴- ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے زمانہ
میں صدقہ فطر ہر چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام کی طرف سے
ایک صاع گیہوں یا ایک صاع پیڑ یا جو یا کھجور یا انگور نکالتے
تھے۔ پھر جب حضرت معاویہؓ حج کو یا عمرہ کو آئے تو لوگوں
سے منبر پر وعظ کیا اور اس میں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ دو مد
(یعنی نصف صاع) شام کے سرج گیہوں کا برابر ہوتا ہے ایک
صاع کھجور کے (یعنی قیمت میں)۔ سولوگوں نے اس کو لے
لیا اور ابو سعید نے کہا میں تو وہی نکالے جاؤں گا جو نکالتا تھا
(یعنی ایک صاع) جب تک جیوں گا (سبحان اللہ یہ اتباع تھا
حدیث کا اور نفرت تھی رائے اور قیاس سے)۔

۲۲۸۵- اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو مذکورہ بالا

صَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ غَدْلَهُ
مُدَّتَيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

۲۲۸۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ حُرًّا أَوْ عَبْدًا أَوْ رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً صَغِيرًا
أَوْ كَبِيرًا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

۲۲۸۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ
زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ
صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ.

۲۲۸۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ
إِذَا كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ
صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرًّا أَوْ مَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ
صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ
أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَهُ النَّاسُ
عَلَى الْمَبْتَرِ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَهُ بِهِ النَّاسُ أَنْ قَالَ إِنِّي
أَرَى أَنَّ مُدَّتَيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ
تَمْرٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا
أَزَالُ أَخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أَخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

۲۲۸۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ

لہ شوہر اس کی طرف سے دیوے جیسے عورت کو نفقہ دیتا ہے اور معلوم ہوا کہ یہ جو فرمایا باپ کی پہلی روایت میں کہ جو مسلمان ہو اس سے کافر
نکل گئے۔ غرض کسی کا غلام یا بیوی یا لڑکا یا باپ اگر کافر ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں اگرچہ نفقہ ان کا واجب ہے اور یہی مذہب
ہے امام مالک اور شافعی اور جماہیر علماء کا۔ اور کوفیوں اور احناف اور بعض سلف کا قول یہ ہے کہ غلام کافر سے بھی دینا واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع واجب ہے۔ پھر اگر سوا گیہوں کے اور انگور خشک کے ہو تو بالا جماع ایک صاع واجب ہے اور اگر گیہوں اور
انگور ہو تو مالک اور شافعی اور جمہور کے نزدیک جب بھی صاع ہی واجب ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نصف صاع واجب
ہے۔ اور جمہور کی حجت ابو سعید کی روایت ہے جو آگے آتی ہے کہ اس میں ایک صاع انگور کا مذکور ہے اور اسی طرح کی صاع طعام کا اور طعام اہل
جہاز کی اصطلاح میں گیہوں کو کہتے ہیں اور صاع کا بیان اس سے اوپر کے باب میں ہو چکا ہے۔

زَكَاةَ الْفِطْرِ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ
وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ
صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ
كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ مُعَاوِيَةَ فَرَأَى أَنَّ مُدَيْنٍ مِنْ بُرِّ
تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أُرَازِلُ
أُخْرِجُهُ كَذَلِكَ.

۲۲۸۶- ابو سعید نے کہا صدقہ فطر ہم دیتے ہیں پیڑ اور
کھجور اور جو سے۔

۲۲۸۷- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرت
معاویہؓ نے نصف صاع گہوں کا مقرر کیا ایک صاع کھجور کے
برابر تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو وہی
دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیتا تھا
ایک صاع کھجور یا انگور یا جو یا پیڑ۔

باب: عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقہ
فطر ادا کیا جائے

۲۲۸۸- عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا رسول اللہ نے حکم دیا کہ
صدقہ فطر ادا کیا جاوے نماز کو نکلنے سے پہلے۔

۲۲۸۹- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر ادا کر دیا جاوے

۲۲۸۶- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ
زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ.

۲۲۸۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ
نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِطَّةِ عَدَلَ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ
ذَلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لِمَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ
أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ
صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

بَابُ الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ
الصَّلَاةِ

۲۲۸۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ
بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

۲۲۸۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ

(۲۲۸۸) ☆ اوپر کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے حنفیہ نے کہ نصف صاع خط صدقہ فطر میں دینا ان کے آگے کافی ہے حسب تجویز حضرت
معاویہؓ اور جمہور اس کے خلاف ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ قول صحابی ہے اور ابو سعید وغیرہ جو مدت تک آنحضرتؐ کی خدمت میں رہے حضرت
معاویہؓ کا خلاف کیا اور حضرت کے زمانہ کا جو معمول تھا اس کو سند لائے۔ پھر حضرت معاویہؓ کے قول کو کیوں کر ترجیح ہو سکتی ہے آپ کے زمانہ
مبارک کے معمول پر۔ دوسرے یہ کہ حضرت معاویہؓ نے تصریح کر دی کہ یہ میری رائے ہے اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ جب صحابہؓ کا اختلاف
ہو تو کسی کا قول اولی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اب حدیث اور قیاس دونوں کو دیکھنا چاہیے تو دونوں سے ثابت ہو ایک صاع کا مشروط ہونا حدیث میں تو
آسی چکا ہے اور قیاس بھی چاہتا ہے کہ انگور، کھجور کے برابر گہوں بھی ہے۔ اور مستحب وقت یہی ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے جیسا
حدیث میں آچکا ہے۔

إلى الصلاة.

لوگوں کے جانے سے پہلے نماز کو۔

بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ

باب: زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب

۲۲۹۰- عن ابي هريرة يقول قال رسول الله ﷺ ((ما من صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها إلا إذا كان يوم القيامة صفت له صفايح من نار فأخمي عليها في نار جهنم فيكوى بها جنبه وجبينه وظهره كلما بردت أعيدت له في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار قيل يا رسول الله فالإبل قال ولا صاحب إبل لا يؤدي منها حقها ومن حقها حلبها يوم وردها إلا إذا كان يوم القيامة يطح لها بقاع قرقر أو فرما كانت لا يفقد منها فصيلاً واجداً تطؤه بأخفافها وتعضه بأفواهها كلما مر عليه أولها رذ عليه آخرها في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار قيل يا رسول

۲۲۹۰- ابو ہریرہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی چاندی سونے کا مالک ایسا نہیں کہ زکوٰۃ اس کی نہ دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہوگا کہ اس کی چاندی سونے کے تختے بنائے جاویں گے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کیے جاویں گے پھر اس کا ماتھا اور کروٹیں اس سے داغی جاویں گی اور اس کی پیٹھ۔ اور جب وہ ٹھنڈے ہو جاویں گے پھر گرم کیے جاویں گے پچاس ہزار برس کے دن پھر اس کو یہی عذاب ہوگا یہاں تک کہ فیصلہ ہو اور بندوں کا اور اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔ ان سے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! پھر اونٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق نہیں دیتا اور اس کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دودھ دوہے جس دن ان کو پانی پلاوے (عرب کا معمول تھا کہ تیسرے یا چوتھے دن اونٹوں کو پانی پلانے لے جاتے وہاں مسکین جمع رہتے۔ مالک اونٹوں کے ان کو دودھ دودھ کر پلاتے حالانکہ یہ واجب نہیں ہے مگر آپ نے اونٹوں

(۲۲۹۰) ☆ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ سزا جس گناہ سے ہے۔ دوسرے یہ کہ جو کسی نعمت خدا کا حق نہ ادا کیا جائے وہ باعث وبال ہے۔ تیسرے واجب ہونا زکوٰۃ کا گائے بیل میں اور یہ روایت اس کے وجوب کی سب روایتوں سے زیادہ صحیح ہے۔ چوتھے استدلال کیا ہے اسی حدیث سے حنفیہ نے کہ گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور مذہب ان کا یہ ہے کہ اگر سب گھوڑے نہ ہوں تو زکوٰۃ نہیں اور اگر زیادہ دونوں ملے ہوں یا صرف ماہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور مالک کو اختیار ہے چاہے ہر گھوڑے بدلے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت جوڑ کر چالیسواں حصہ قیمت کا ادا کرے۔ اور امام مالک اور شافعی اور جمہیر علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں اگلی حدیث کے موافق کہ آپ نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں۔ اور جو حق اس حدیث میں مذکور ہے اس سے اس کی خبر گیری مراد ہے اور کسی دوست کو مانگے دینا پانچویں فضیلت مجاہد کے گھوڑے کی کہ مرد عابد، زاہد، گوشہ نشین، چلہ کش سے ہزار درجہ اس کا گھوڑا افضل ہے۔ چھٹے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ کو اجتہاد روا نہیں آپ جو حکم فرماتے تھے وحی سے فرماتے تھے۔ اسی لیے گدھوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ مجھ پر کچھ وحی نہیں ہوئی۔ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ آپ کو اجتہاد جائز تھا مگر گدھوں کے بارے میں آپ کا اجتہاد یہی ظہر کہ ان میں زکوٰۃ فرض نہ کی جائے۔

کا ایک حق اس کو بھی قرار دیا ہے)۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جاوے گا ایک برابر زمین پر اور وہ اونٹ نہایت قریب ہو کر آویں گے کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ سے کانٹیں گے۔ پھر جب ان میں کا پہلا جانور روندنا چلا جاوے گا پھلا آ جاوے گا۔ یوں ہی عذاب ہوتا رہے گا سارا دن کہ چچاس ہزار برس کا ہو گا یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے بندوں کا پھر اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔ پھر عرض کیا اے رسول اللہ کے اور گائے بکری کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی گائے بکری والا ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جاوے گا ایک پیٹ پر صاف زمین پر اور ان گائے بکریوں میں سب آویں گی کوئی باقی نہ رہے گی اور ایسی ہوں گی کہ ان میں سینگ مڑی ہوئی نہ ہوں گی نہ بے سینگ کی نہ سینگ ٹوٹی اور آکر اس کو ماریں گی اپنے سینگوں سے اور روندیں گی اپنے کھروں سے۔ جب اگلی اس پر سے گزر جاوے گی پچھلی پھر آوے گی۔ یہی عذاب ہوگا اس پر چچاس ہزار برس کے دن پھر یہاں تک کہ فیصلہ ہو جاوے بندوں کا پھر اس کی راہ کی جاوے جنت یا دوزخ کی طرف۔ پھر عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے! اور گھوڑے؟ آپ نے فرمایا گھوڑے تین طرح پر ہیں ایک اپنے مالک پر بار ہے یعنی وہال ہے۔ دوسرا اپنے مالک کا عیب چھپانے والا ہے۔ تیسرا اپنے مالک کے ثواب کا سامان ہے۔ اب اس وہال والے گھوڑے کا حال سنو جو باندھا ہے اس لیے کہ لوگوں کو دکھاوے اور لوگوں میں بڑمارے اور مسلمانوں سے عداوت کرے سو یہ اپنے مالک کے حق میں وہال ہے اور وہ جو عیب چھپانے والا ہے وہ گھوڑا ہے کہ اس کو اللہ کی راہ میں باندھا

اللَّهُ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُطْحَ لَهَا بِقَاعٍ فَرَقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءٌ وَلَا جَلْحَاءٌ وَلَا عَضْبَاءٌ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطْوُهُ بِأَطْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وَرِزٌّ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وَرِزٌّ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنَوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وَرِزٌّ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ نَمَّ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظَهْرِهَا وَلَا رِقَابَهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدٌ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدٌ أَرْوَائِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا تَقْطَعُ طَوْلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفِينَ إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدٌ آثَارِهَا وَأَرْوَائِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرُّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْتَقِيهَا إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدٌ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمْرُ قَالَ مَا أَنْزَلَ عَلَيَّ فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ))

ہے (یعنی جہاد کے لیے) اور اس کی سواری میں اللہ کا حق نہیں بھولتا اور نہ اس کے گھاس چارہ میں کمی کرتا ہے تو وہ اس کا عیب چھپانے والا ہے اور جو ثواب کا سامان ہے اس کا کیا کہنا وہ گھوڑا ہے کہ باندھا اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی مدد اور حمایت کے لیے کسی چراگاہ یا باغ میں پھر اس نے جو کھایا اس چراگاہ یا باغ سے اس کی گنتی کے موافق نیکیاں اس کے مالک کے لیے لکھی گئیں اور اس کی لید اور پیشاب تک نیکیوں میں لکھا گیا اور جب وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلے پر چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدموں اور اس کی لید کی گنتی کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب اس کا مالک کسی ندی پر لے جاتا ہے اور وہ گھوڑا اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پلانے کا ارادہ بھی نہ تھا تب بھی اس کے لیے ان قطروں کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اس نے پیے۔ (یہ ثواب تو بے ارادہ پانی پی لینے میں ہے پھر جب پانی پلانے کے ارادہ سے لے جائے تو کیا کچھ ثواب نہ پائے گا۔) پھر عرض کی کہ لے اللہ کے رسول! اور گدھے کا حال فرمائیے؟ آپ نے فرمایا گدھوں کے بارے میں میرے اوپر کوئی حکم نہیں اترا بخیر اس آیت کے جو بے مثل اور جمع کرنے والی ہے فمن يعمل آخر تک یعنی جس نے ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا یعنی قیامت کے دن اور جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھے گا۔

۲۲۹۱۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹوں والا نہیں ہے جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو اور نہیں کہا کہ اس کا حق اس سے۔ اور اس میں ذکر کیا کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور کہا کہ داعی جائیں گی اس کے ساتھ اس کی دونوں کروٹیں اور ماتھا اور پیٹھ۔

۲۲۹۲۔ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے کوئی صاحب کنز

۲۲۹۱ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَّا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَّا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا وَقَالَ يُكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ)) .

۲۲۹۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

(یعنی خزانہ والا) ایسا نہیں ہے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر گرم کیا جاوے گا وہ خزانہ اس کا جہنم کی آگ میں اور اس کے تختے بنائے جائیں گے پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی دونوں کروٹیں اور ماتھا جب تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت کو جانے کی یاد دوزخ کو۔ اور جو اونٹ والا ایسا ہو کہ ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ لٹایا جاوے گا ایک پٹ پر زمین برابر میں اور وہ اونٹ آویں گے فرہ ہو کر جیسے دنیا میں بہت فرہی کے وقت تھے اور وہ اس کو روندیں گے۔ اور جب ان میں کا پچھلا اس پر سے نکل جاوے گا اگلا پھر لوٹ آوے گا (یہی صحیح ہے اور اوپر کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ان میں کا پہلا روندتا چلا جاوے گا پچھلا آوے گا یہ راوی کی غلطی ہے اس لئے کہ اس میں معنی صحیح نہیں ہوتے۔ نووی) یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت میں جانے کی یاد دوزخ میں۔ اور جو بکری والا ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ لٹایا جاوے گا ایک پٹ پر برابر زمین میں اور وہ آویں گی بہت موٹی ہو کر جیسی دنیا میں تھیں اور اس کو روندیں گی اپنے کھروں سے اور کو نچیں گی اپنے سینگوں سے کہ ان میں کوئی سنگ مڑی ہوئی اور بے سنگ والی نہ ہوگی۔ جب اس پر سے پچھلی گزر جائے گی اگلی پھر آجائے گی یہی عذاب ہوتا ہے گا جب تک اللہ فیصلہ کرے اپنے بندوں کا ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے تمہاری زندگی کے حساب سے پھر اس کی راہ نکالی جاوے گی جنت کی طرف یاد دوزخ کی طرف۔ سہیل نے کہا اور میں نہیں جانتا کہ گائے کا ذکر بھی آپ نے کیا یا نہیں؟ پھر عرض

﴿ مَا مِنْ صَاحِبٍ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيَجْعَلُ صَفَاحَ فَيَكْوِي بِهَا جَنْبَاهُ وَجِيبَهُ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبٍ إِلَّا لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ كَأَوْفَرٍ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبٍ غَنِمَ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ كَأَوْفَرٍ مَا كَانَتْ فَتَطْوُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَخُهُ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءٌ وَلَا جَنْحَاءٌ كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قَالَ سُهَيْلٌ فَلَا أَذْرِي أَذْكَرَ الْبَقَرِ أَمْ لَا قَالُوا فَالْخَيْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا قَالَ سُهَيْلٌ أَنَا أَشْكُ الْخَيْلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فِيهِمْ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سَبْرٌ وَلِرَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيُعِدُّهَا لَهُ فَلَا تُغَيَّبُ شَيْنًا فِي بَطُونِهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرًا وَلَوْ رَعَاها فِي مَرَجٍ مَا

کی اور گھوڑے اے رسول اللہ کے؟ آپ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری یا فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں بہتری بندھی ہے۔ سمیل نے کہا مجھے اس میں شک ہے کہ آپ نے فرمایا ان میں بہتری ہے قیامت کے دن تک (یعنی جہاد کا بڑا سامان گھوڑا ہے اور بہتری دین و دنیا کی جہاد میں ہے)۔ پھر فرمایا گھوڑے تین قسم میں ہیں ایک تو آدمی کے لیے ثواب ہے دوسرا پردہ ہے (اس کے عیبوں کا) تیسرا وبال و عذاب ہے سو جو ثواب ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ میں اور تیار رکھا اسی کے واسطے (یعنی جہاد کو) سو وہ تو جو غائب کرتا ہے اپنے پیٹ میں اللہ اس کے مالک کے لیے ثواب لکھتا ہے (یعنی اس کا دانہ چارہ سب موجب ثواب ہے) اور اگر اس کو کسی چراگاہ میں چرایا تو جو کچھ اس نے کھایا اللہ نے اسے ثواب میں لکھایا جس نہر سے اس نے پانی پلایا اس کے ہر قطرہ پر جو اس نے پیٹ میں اٹھایا ایک ثواب ہے یہاں تک کہ اس کے پیشاب اور لید میں ثواب کا ذکر فرمایا اور اگر ایک دو ٹیلے پر کود گیا تو ہر قدم پر جو اس نے دھرا ایک ثواب لکھا گیا۔ اور جو مالک کا پردہ ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس نے احسان کرنے کو اور اپنی خوبی کے لیے باندھا اور اس کی سواری کا حق نہ بھولا (یعنی دوستوں کو مانگے دیا کبھی کبھی غریب کو چڑھالیا) اور نہ اس کے پیٹ کا (یعنی دانے چارے پانی مسالے کی خبر رکھے) اس کی تکلیف اور آرام میں۔ اور جو وبال و عذاب ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس نے اترانے اور سرکشی اور شرارت کے لیے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے باندھا سو وہ اس پر وبال ہے۔ پھر عرض کی کہ گدھے کا حال فرمائیے اے رسول اللہ! فرمایا اللہ نے مجھ پر اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں اتارا مگر یہ آیت جامع ہے مثل فمن يعمل الاية۔

أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا
وَلَوْ سَقَّاهَا مِنْ نَهْرٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تَغْيِيهَا
فِي بَطْنِهَا أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الْآخِرَ فِي أَبْوَالِهَا
وَأَزْوَانِهَا وَلَوْ اسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ شَرْفِينَ كَتَبَ
لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ
لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكْرُمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا
يُنْسِي حَقَّ ظَهْرِهَا وَيُطْوِنَهَا فِي عَسْرِهَا
وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وَزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا
أَشْرًا وَتَطْرًا وَتَذَخًا وَرِيَاءَ النَّاسِ فَذَلِكَ الَّذِي
هِيَ عَلَيْهِ وَزْرٌ قَالُوا فَالْحُمْزُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا هَذِهِ آيَةُ
الْجَامِعَةِ الْفَادَّةِ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ))

۲۲۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۹۴- سمیل سے تیسری سند سے یہی روایت آئی ہے اور اس میں عصباء کا لفظ ہے اور پیشانی کے داغ کا ذکر نہیں۔

۲۲۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے جو سمیل نے اپنے باپ سے اوپر روایت کی۔

۲۲۹۶- جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ جو اونٹ والا حق نہ ادا کرے وہ قیامت کے دن آئے گا اور وہ اونٹ بھی بہت سے بہت ہو کر آئیں گے اور مالک ان کا ایک پٹ پر زمین پر بٹھایا جائے گا اور وہ اس پر اپنے پیروں اور کھروں سے کودیں گے۔ اور جو گائے والا اس کا حق نہ ادا کرے گا وہ قیامت کے دن آویں گی بہت سے بہت اور اس کو بٹھا کر ایک پٹ پر زمین میں اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور پیروں سے روندیں گی۔ اور جو بکری والا اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ بھی قیامت کے دن بہت سے بہت ہو کر آویں گی اور اس کو ایک پٹ پر زمین میں بٹھا کر اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں بے سینگ کی کوئی نہ ہوگی اور نہ کوئی سینگ ٹوٹی۔ اور جو خزانے والا ایسا ہے کہ اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ قیامت کے دن آئے گا ایک گنجا اژدہا بن کر (یعنی جس کے زہر کی تیزی سے اس کے خود بال جھڑ جاتے ہیں اور اپنی دم پر اتنا کھڑا ہو جاتا ہے کہ سوار کے سر تک اس کا منہ پہنچ جاتا ہے) اور اس کے پیچھے لگے گا منہ کھول کر جب اس کے پاس آئے گا تو مالک اس سے بھاگے گا اور وہ پکارے گا کہ لے اپنا

۲۲۹۳- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَالْحَدِيثُ .

۲۲۹۴- سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءَ ((عَضْبَاءَ)) وَقَالَ ((فَيَكْوَى بِهَا جَنْبَهُ وَظَهْرَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ جَيْبَهُ)) .

۲۲۹۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا لَمْ يُؤَدَّ الْمَرْءُ حَقَّ اللَّهِ أَوْ الصَّدَقَةَ فِي بَيْلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ .

۲۲۹۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ((يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَّا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعْدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَّا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُ مَا كَانَتْ وَقَعْدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطْوُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَّا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُ مَا كَانَتْ وَقَعْدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقِرَ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطْوُهُ بِأُظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَاءٌ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَّا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاةً أَفْرَعُ يَنْعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَنَا فَرُّ مِنْهُ فَيَسَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَن لَّا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضُمُهَا فَضْمَ الْفَخْلِ)) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنِ عُمَيْرٍ يَقُولُ هَذَا الْقَوْلُ

خزانہ جو تو نے چھپا رکھا تھا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے (شاید یہ خدا اللہ کی طرف سے ہوگی)۔ پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ مجھے نہیں چھوڑتا تو اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اسے ایسا چبائے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔ ابو الزبیر نے کہا ہم نے سنا عبید بن عمیر سے وہ یہی بات کہتے تھے پھر ہم نے جابر سے پوچھا تو وہ بھی بولے مثل عبید بن عمیر کے اور ابو الزبیر نے کہا سنا میں نے عبید بن عمیر سے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! اونٹ کا کیا حق ہے؟ فرمایا اس کو پانی پر دوہ لینا (کہ اس میں جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقیروں کو کچھ دودھ مل جاتا ہے) اور اس کا ڈول مانگے کو دینا (یعنی پانی پلانے کا) اور اس کے زکوٰۃ نطفہ لینے کے لیے مانگے دینا اور اس کو اللہ کی راہ میں سواری میں دینا (یعنی جہاد میں)۔

۲۲۹۷- جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو اونٹ والا اور گائے والا اور بکری والا اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ قیامت کے دن بٹھایا جائے گا ایک پٹ پر زمین پر اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا اپنے سینگوں سے کوچے گا اس دن کوئی جانور بے سینگ کا نہ ہو گا نہ کوئی سینگ ٹوٹا۔ ہم نے عرض کی اے رسول اللہ! کیا ہے حق ان کا؟ فرمایا اس کے زکوٰۃ نطفہ کے لیے دینا اور اس کے ڈول کو مانگے دینا اور اس کا دودھ پینے کے لیے مانگے دینا اور جب پانی پلا دیں اس کو دوہ لینا (اونٹوں کو چوتھے پانچویں دن پانی پلانے کو لاتے ہیں اور وہاں فقراء جمع ہوتے ہیں پھر وہاں دوہنے میں بھی جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقراء کو بھی دودھ مل جاتا ہے) اور اللہ کی راہ میں سواری اور بوجھ لادنے والے کو دینا اور جو صاحب مال اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں

ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلُ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ ((حَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ ذَلُوهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَمْلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

۲۲۹۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أَقْعَدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَقَاعَ قَرَقَرٍ تَطْوُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَاءٌ وَلَا مَكْسُورَةٌ الْقَرْنُ قَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَإِعَارَةُ ذَلُوهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ إِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَفْرَعٌ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هَذَا مَالِكٌ الَّذِي كُنْتَ تَبْخُلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضِمُهَا

كَمَا يَقْضُمُ الْفَحْلُ))

دیتا وہ مال اس کا قیامت کے دن ایک اڑدھا گنجا بن جائے گا اور اپنے مالک کے پیچھے دوڑے گا جہاں وہ بھاگے گا اور وہ اس سے بھاگے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ یہ وہی مال ہے جس میں تو بخلی کرتا تھا (یعنی زکوٰۃ نہ دیتا تھا، صدقہ فطر نہ ادا کرتا تھا)۔ پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ میرا پیچھا چھوڑے گا تو اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اڑدھا اس کا ہاتھ ایسے چبا ڈالے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔

بَابُ إِرْضَاءِ السَّعَاةِ

باب: زکوٰۃ کے تحصیلداروں کے راضی کرنے کا بیان
۲۲۹۸- جریر نے کہا چند لوگ گاؤں کے آئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کی بعضے تحصیلدار ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں (یعنی جانور اچھے سے اچھا لیتا ہے حالانکہ متوسط لینا چاہیے)۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم راضی کر دیا کرو اپنے تحصیلداروں کو (یعنی اگرچہ وہ تم پر زیادتی بھی کریں)۔ جریر نے کہا جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے تب سے کوئی تحصیلدار میرے پاس سے نہیں گیا مگر خوش ہو کر۔

۲۲۹۸- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيُظْلِمُونَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ)) قَالَ جَرِيرٌ مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ.

۲۲۹۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۲۹۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

باب: زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سخت سزا دیے جانے کا بیان

بَابُ تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ لَا يُؤَدِّي

الزَّكَاةِ

۲۳۰۰- ابوذر نے کہا کہ میں نبیؐ کے پاس پہنچا اور آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہی نقصان والے ہیں۔ تب میں آپ کے پاس آیا

۲۳۰۰- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَى قَالَ ((هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى

(۲۲۹۸) یعنی ان سے نرمی سے بات کرو و بھرا نہ کرو جو حق زکوٰۃ ہے اس کو بخوشی ادا کرو اور اس زیادتی سے تحصیلداروں کی وہ زیادتی مراد ہے جس سے فاسق نہ ہو ورنہ در صورت فسق کے وہ قابل عزل ہے اور اس صورت میں حد شرعی سے زیادہ اس کو دینا روا نہیں۔

اور بیٹھ گیا اور نہ ٹھہر سکا کہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی اے رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ بہت مال والے ہیں مگر جس نے خرچ کیا ادھر اور ادھر اور جدھر مناسب ہو اور دیا آگے سے اور پیچھے اور داہنے سے اور بائیں سے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ (یعنی جہاں دین کی تائید اور خدا رسول کی مرضی دیکھے وہاں بے تکلف خرچ کیا) اور جو اونٹ والا، گائے والا، بکری والا کہ ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن آویں گے وہ جانور ان سب دنوں سے موتے ہو کر اور چر بیٹے جیسے دنیا میں تھے اور اپنے سینگ سے اس کو کھینچیں گے اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے جب پچھلا انکا گذر جائے گا اگلا پھر اس پر آجائے گا۔ یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک کہ فیصلہ ہو بندوں کا۔

۲۳۰۱- ابو ذر سے دوسری سند سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ جو زمین پر مر جائے اور اونٹ اور گائے اور بکری چھوڑ دے اور اس کی زکوٰۃ نہ دیوے آگے وہی حدیث بیان کی۔

۲۳۰۲- ابو ہریرہ نے کہا کہ نبی نے فرمایا مجھے یہ آرزو نہیں کہ یہ احد کا پہاڑ میرے لیے سونا ہو جائے اور تین دن سے زیادہ میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہے مگر وہ دینار کہ وہ اپنے کسی قرض خواہ کو دینے کے لیے اٹھا رکھوں۔

۲۳۰۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِذَلِكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمُ قَالَ ((هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلَ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَهْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَخُهُ بَقُرُونَهَا وَتَطْؤُهُ بِأُظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفَذَتْ أَخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ))

۲۳۰۱- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرْتُ نَحْوَ حَدِيثٍ وَبِيعَ غَيْرُ أَنَّهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوتُ لِيُدْعَ إِلَيَّ أَوْ يَقْرَأَ أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا))

۲۳۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا يَسْرُنِي أَنْ لِي أَخْذًا ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةً وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارٌ أَرْضَدُهُ لِدَيْنِ عَلِيٍّ))

۲۳۰۳- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: صدقہ کی ترغیب دینا

باب التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ

۲۳۰۴- ابو ذر نے کہا کہ میں نبی کے ساتھ تھا مدینہ کی

۲۳۰۴- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ أُمْسِي مَعَ

(۲۳۰۴) ☆ اس حدیث میں ترغیب ہے صدقہ پر تمام امور خیر میں اور اشارہ ہے اس طرف کہ کسی امر خیر میں مال کو نہ روکے بلکہ

کنگرلی زمین میں بعد دوپہر کے اور ہم احد کو دیکھ رہے تھے تب مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی حاضر ہوں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ احد میرے پاس سونا ہو کر تین دن بھی اس میں سے ایک دینار میرے پاس بچے مگر وہ دینار کہ میں کسی قرض کے سبب سے اٹھا رکھوں اور اگر یہ سونا ہو جائے تو میں اللہ کے بندوں میں یوں بانٹوں اور آپ نے اپنے آگے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا اور اسی طرح اپنے اور بائیں اشارہ کیا۔ ابوذر نے کہا پھر ہم چلے اور آپ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا بہت مال والے وہی ثواب کم پانے والے ہیں قیامت کے دن (یعنی زہد کے درجات عالیہ سے محروم رہنے والے) مگر جس نے خرچ کیا ادھر ادھر اور جدھر مناسب ہوا۔ آپ نے پھر ایسا ہی اشارہ کیا جیسے پہلے کیا تھا۔ پھر ہم چلے اور آپ نے فرمایا اے ابوذر! تم یونہی رہنا جیسے اب ہو (یعنی یہاں سے کہیں نہ جانا) جب تک کہ میں نہ آؤں۔ پھر آپ چلے گئے یہاں تک کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے پھر میں نے کچھ گنگناہٹ اور آواز سنی اور دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ کو کوئی دشمن ملا ہو اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے پیچھے جاؤں اتنے میں یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہمیں رہنا جب تک میں نہ آؤں تمہارے

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا أَحْبُّ أَنْ أُحْدَا ذَلِكَ عِنْدِي ذَهَبٌ أَمْسَى ثَالِثَةً عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أَرْضُدُّهُ لِدِينٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا حَقًّا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَهَكَذَا عَنْ شِمَالِهِ)) قَالَ ثُمَّ مَشِينَا فَقَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمْ الْأَقْلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى قَالَ ثُمَّ مَشِينَا قَالَ ((يَا أَبَا ذَرٍّ كَمَا أَنْتَ حَتَّى آتَيْكَ)) قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ لَفْظًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتْبِعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ ((لَا تَتَوَخَّ حَتَّى آتَيْكَ)) قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَاءَ ذَكَرْتُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ فَقَالَ ((ذَلِكَ جِبْرِيلُ أَنَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ

جو بات ترقی ایمان و اسلام اور رقاہ عامہ کی ہو سب میں بہ دل خوشی مال کو خرچ کرے یہی شکر یہ ہے بہت مال ہونے کا نہ یہ کہ اپنی ہوائے نفسانی اور تقاضائے شیطانی میں اسراف بے جا کرے۔ اور یہ روایت سے اوپر جو روایتیں گزریں ان سے معلوم ہوا کہ قسم بغیر ضرورت کے تاکید کلام کے لیے بھی کھانا درست ہے اور احادیث صحیحہ میں اسی قسمیں بہت آئی ہیں اور اہل سنت کا ایک بہت بڑا مسئلہ اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا محترم نے انکار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحاب کہاں یعنی جو لوگ کبیرہ گناہوں میں آلودہ ہوئے ہیں اور توحید پر مرے ہیں وہ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے اگرچہ ایک مدت اپنے گناہوں کی سزا پانے کے لیے دوزخ میں مقیم و معذب رہیں اور خوارج نے بھی اس کا انکار کیا ہے اور معلوم ہوا کہ زنا اور چوری تمام کہاں میں زیادہ ہے حیاتی کی بات ہے۔

پاس۔ غرض میں آپ کا منتظر رہا پھر آپ جب تشریف لائے تو میں نے اس آواز کا جو سنی تھی آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے (ان کے اوپر سلامتی ہو) اور وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا کہ جو مرے آپ کی امت میں سے اور شریک نہ کیا ہو اس نے اللہ کا کسی چیز کو (یعنی بچہ، شدہ، جھنڈے، نیزے، گرو، چیلے، نبی و ولی، بھوت و پری کو) وہ جنت میں جائے گا (یعنی اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا انبیاء و اولیاء کی شفاعت یا رحم الراحمین کی رحمت کاملہ کے سبب سے بخشے جانے کے بعد)۔ میں نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ جبرائیل نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔

۲۳۰۵- ابوذرؓ نے کہا کہ میں نکلا ایک رات اور دیکھا کہ رسول اللہ اکیلے چلے جا رہے تھے کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہے تو میں سمجھا کہ آپ کو منظور ہے کہ کوئی ساتھ نہ آئے (ورنہ صحابہ کب آپ کو اکیلا چھوڑتے) تو میں یہ سمجھ کر چاندنی کے سایہ میں چلنے لگا (تاکہ حضرت ان کو نہ دیکھیں) تو آپ نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی ابوذرؓ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے۔ آپ نے فرمایا ابوذرؓ آؤ پھر آپ کے ساتھ میں چلا تھوڑی دیر اور آپ نے فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت مال والے ہیں وہ کم درجہ والے ہیں قیامت کے دن مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دیوے اور وہ پھونک پر اڑا دے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے اور کرے اس مال سے بہت خوبیاں۔ پھر انہوں نے کہا میں آپ کے ساتھ تھوڑی دیر ٹہلتا رہا پھر آپ نے فرمایا یہاں بیٹھو

لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ
وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ
سَرَقَ ۖ ۖ

۲۳۰۵- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ
الْيَابِلِيِّ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمْشِي وَخَدُّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ
يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي
فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَأَنِي فَقَالَ مَنْ هَذَا
فَقُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ
تَعَالَه قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ
الْمُكْتَبِرِينَ هُمْ الْمُقْبِلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَا مَنْ
أَعْطَاهُ اللَّهُ خَيْرًا فَفَضَحَ فِيهِ نَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيَّنَّ
يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ
سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَا هُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي
قَاعِ حَوْلِهِ جِحَارَةً فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَا هُنَا حَتَّى
أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَاَنْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى لَا أَرَاهُ

(۲۳۰۵) نووی نے کہا کہ اس سے شراب کی سخت مذمت معلوم ہوئی کہ گویا ہن میں جبریل اور نبی کے یہ بہت بڑا گناہ تھا اور چوری اور زنا سے بڑھ کر تھا جب اس کا ذکر کیا آنحضرت کے تعجب دور کرنے کو۔

اور مجھے ایک صاف زمین پر بٹھا دیا کہ اس کے گرد کالے پتھر تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہو جب تک میں لوٹ کر آؤ اور آپ چلے گئے ان پتھروں میں یہاں تک کہ میں آپ کو نہ دیکھتا تھا اور وہاں بہت دیر تک ٹھہرے رہے۔ پھر میں نے سنا کہ آپ کہتے چلے آ رہے تھے کہ اگر چوری کر لے اور زنا کر لے؟ پھر آئے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے نبی اللہ کے اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے (سبحان اللہ یہ کمال عشق اور محبت کا فقرہ ہے صحابہؓ کے زباں زد رہتا تھا) کون تھا ان کالے پتھروں میں؟ میں نے تو کسی کو نہ دیکھا جو آپ کو جواب دیتا؟ آپ نے فرمایا جبرائیلؑ تھے کہ وہ میرے آگے آئے ان پتھروں میں اور فرمایا کہ بشارت دو اپنی امت کو کہ جو مرا اور اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اے جبرائیل! اگر چہ وہ چوری کرے اور زنا کرے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے دوبارہ پھر کہا اگر چہ وہ چوری کرے یا زنا کرے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے تیسری بار پھر کہا اگر چہ وہ چوری اور زنا کرے؟ انھوں نے کہا ہاں اگر چہ وہ شراب پیے۔

باب: مال کو خزانہ بنانے والوں کے بارے میں اور

ان کو ڈانٹ

۲۳۰۶- احفؓ نے کہا میں مدینہ میں آیا اور ایک حلقہ میں بیٹھا تھا کہ اس میں قریش کے سردار تھے کہ ایک شخص آیا موٹے کپڑے پہنے ہوئے سخت جسم والا اور سخت چہرہ والا اور ان کے

فَلَبَّ عَنِّي فَأَطَالَ اللَّبْثُ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ فَلَمَّا حَاءَ لَمْ أَصْبِرُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ مَنْ تَكَلَّمَ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ : ((ذَلِكَ جَبْرِيلُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ))

بَاب فِي الْكَنَازِينَ لِلْأَمْوَالِ وَالْتَّغْلِيظِ

عَلَيْهِمْ

۲۳۰۶- عَنْ الْأَخْفَصِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِذْ حَاءَ رَجُلٌ أَحْسَنُ الثِّيَابِ أَحْسَنُ

(۲۳۰۶) ہلا اس حدیث میں تعلیم ہے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی اور تہدید اور تنبیہ ہے مانعان زکوٰۃ کو اور جمہور کے نزدیک کنز جس کی برائی قرآن میں اِنَّ الْاٰدِیْنَ یُکٰذِبُوْنَ الذَّهَبَ وَالبِضْطَةَ آئی ہے اور اسی طرح سے حدیث میں وہ ہے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور جب زکوٰۃ دے دے پھر وہ کنز نہ رہا خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اور حضرت ابوذرؓ میر الزاہدین کا مذہب یہ تھا کہ جو اپنی حاجت ضروری سے زیادہ آدمی رکھ چھوڑے وہ سب کنز ہے۔ غرض ان کا مذہب مشہور وہی ہے جو جمہور کا مذہب مذکور ہوا۔

پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ خوشخبری دے مال جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ شانے کی ہڈی سے پھوٹ نکلے گا اور شانے کی ہڈی پر رکھا جاوے گا تو چھاتیوں کی نوک سے پھوٹ نکلے گا۔ وہ پتھر ایسا ہی ہلتا ہوا آر پار ہوتا رہے گا۔ کہا راوی نے پھر جھکالیے لوگوں نے سر اور میں نے ان میں سے کسی کو نہ دیکھا کہ ان کو کچھ جواب دیتا اور پھر وہ پھرے اور میں ان کے پیچھے ہوا (کیوں نہ ہوں یہ طالب حدیث ہیں) یہاں تک کہ ایک کھمبے کے پاس پہنچ گئے اور میں نے کہا کہ میں تو یہی خیال کرتا ہوں۔۔۔ کہ آپ نے جو کچھ کہا ان کو بہت برا لگا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ یہ کچھ عقل نہیں رکھتے (یعنی دین کی) اور میرے دوست ابو القاسم نے مجھ کو بلایا اور میں گیا اور فرمایا کہ تم احد کو دیکھتے ہو؟ میں نے اپنے اوپر کی دھوپ کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ شاید آپ مجھے اپنے کسی کام کے لیے وہاں بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے عرض کی کہ ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اگر ہو بھی تو میں خرچ کر دوں مگر تین دینار (یعنی تین جن کا اوپر ذکر ہوا کہ قرض کیلئے رکھوں) پر یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا اپنے بھائیوں قریش کے ساتھ کیا حال ہے کہ تم ان کے پاس کسی ضرورت کیلئے نہیں جاتے اور نہ ان سے کچھ لیتے ہو؟ انھوں نے کہا مجھے قسم ہے تمہارے رب کی کہ نہ میں ان سے دنیا مانگوں گا نہ دین میں کچھ پوچھوں گا (اس لیے کہ میں ان سے زیادہ جانتا ہوں)۔ یہاں تک کہ ملوں گا میں اللہ سے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ سے۔

الْحَسَدُ أَحْسَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشْرُ الْكَافِرِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوضَعُ عَلَى حَلْمَةِ نَدْيٍ أَحْلَاهُمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نَعْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلَى نَعْضِ كَتِفَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلْمَةِ نَدْيِهِ يَنْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُوسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَذْبَرَ وَأَنْعَنَهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هَؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ حَلِيلِي أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ ((فَقَالَ أَتَرَى أَحَدًا)) فَظَنَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَتَعَنِّي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ فَقَالَ ((مَا يَسْرُئِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أَنْفَقَهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَابِيرٍ)) ثُمَّ هَؤُلَاءِ يَحْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَإِلَّا حَوْرَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِبُهُمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَن دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَن دِينٍ حَتَّى الْحَقُّ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ.

۲۳۰۷- اخف بن قیس نے کہا میں چند لوگوں قریش کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ابو ذر آئے اور فرمانے لگے بشارت دو کنز

۲۳۰۷- عَنْ الْأَخْفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ فِي فَرٍّ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ بَشْرُ

جمع کرنے والوں کو ایسے داغ سے جو ان کے پیٹ پر لگائے جائیں گے اور ان کی گدیوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل آئیں گے پھر وہ کنارے ہو گئے اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ابو ذرؓ ہیں اور میں ان کی طرف کھڑا ہوا اور میں نے کہا یہ کیا تھا جو میں نے ابھی سنا کہ آپ ابھی کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کہا میں وہ ہی کہہ رہا تھا جو سنائیں نے ان کے نبیؐ سے۔ پھر میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس عطا میں (یعنی جو مال غنیمت سے امراء مسلمانوں کو دیا کرتے ہیں)؟ انہوں نے فرمایا تم اس کو لیتے رہو کہ اس میں مدد خرچ ہے پھر جب یہ تمہارے دین کی قیمت ہو جائے تب چھوڑ دینا (یعنی دینے والے تم سے مدد سنت فی الدین چاہیں تو نہ لینا)۔

باب: سخاوت کی فضیلت کا بیان

۲۳۰۸- ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدمؑ کے اخراج کر کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں۔ اور فرمایا حضرت نے کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا۔

۲۳۰۹- ابو ہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں پر خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔

الكَافِرِينَ بِكَيْ فَبِي ظُهُورِهِمْ يُخْرَجُ مِنْ جُنُوبِهِمْ
وَبِكَيْ مِنْ قَبْلِ أَفْقَائِهِمْ يُخْرَجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ
ثُمَّ تَنَحَّى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا أَبُو
ذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتِكَ
تَقُولُ قَبِيلُ قَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ
نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ مَا
تَقُولُ فِي هَذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ
مَعُونَةً فَإِذَا كَانَ ثَمْنَا لِيَدِينِكَ فَذَعَّهُ.

بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبَشِيرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلْفِ

۲۳۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ
(قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أَنْفِقْ
عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللَّهِ مَلَأَى وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلَأَ
سَخَاءً لَا يَبْغِضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ))

۲۳۰۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ

(۲۳۰۸) ☆ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہاتھ ایک چیز ہے بلا کیف کہ اللہ پاک کے لیے ثابت ہے اور اسی سے خرچ فرماتا ہے اور پکڑتا ہے اور توتتا ہے اور دونوں ہاتھ اس کے قرآن سے ثابت ہیں کہ فرماتا ہے لما خلقت بیدی اور فرماتا ہے بل بداه ميسو طنان اور ان آیتوں سے اور بہت سی حدیثوں سے جن میں دونوں ہاتھوں کا ذکر ہے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ صفت قدرت کی مغایر ہے ورنہ قدرت کا شنیہ محال ہے۔ پس تاویل ان کی قدرت سے باطل ہے اور یہ قول ہے جمیہ اور معتزلہ کا۔ چنانچہ تصریح کی اس کی امام اعظم نے اپنے وصیت نامہ میں جو فقہ اکبر مشہور ہے۔

(۲۳۰۹) ☆ اس حدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے دو ہاتھ ہیں اور تاویل ہاتھ کی قدرت سے باطل ہے اور صحابہؓ اور تابعین اور تمام اسلاف صالحین ان پر بغیر تاویل ایمان لاتے رہے اور محالات سے ہے یہ امر کہ تاویل ضرور ہوتی اور رسول اللہ ہم سے نہ بیان فرماتے یہاں تک کہ گلزار دنیا سے تشریف لے جاتے۔ اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ تاخیر بیان کی اس کے وقت سے جائز نہیں اور یہ بھی صحیح

اور فرمایا کہ اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے کم نہیں ہوتا تارات دن کے خرچ کرنے میں۔ بھلا غور تو کرو کہ کیا کچھ خرچ کیا ہوگا جب سے آسمان اور زمین کو بنایا تو اب تک ذرا بھی کم نہیں ہوا جو اس کے سیدھے ہاتھ میں ہے اور عرش اس کا پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں موت ہے اور جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے جس کو چاہتا ہے پست کرتا ہے۔

باب: اہل و عیال پر خرچ کرنے کا بیان

۲۳۱۰- ثوبان نے کہا رسول اللہ نے فرمایا بہتر اشرافی جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے (اس لیے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا نفقہ فرض ہے جیسے بیوی، صغیر اولاد) اور اسی طرح وہ اشرافی جس کو اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) اور وہ اشرافی جس کو خرچ کرتا ہے اپنے رفیقوں پر اللہ کی راہ میں۔ اور ابو قلابہ نے کہا شروع کیا عیال سے پھر کہا ابو قلابہ نے کہ اس سے بڑھ کر کس کا ثواب ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے یا نفع دے ان کو اللہ پاک اس کے سبب سے اور بے پروہ کر دے ان کو۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِي أَنْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينُ اللَّهِ مَلَأَى لَهَا يَغِيضُهَا سَخَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغْضُ مَا فِي يَمِينِهِ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَيَبِيدُهُ الْآخِرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ))

بَاب فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ

وَإِثْمٍ مَنْ ضَيَعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

۲۳۱۰- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارًا يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارًا يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى ذَاتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارًا يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) قَالَ أَبُو قَلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ أَبُو قَلَابَةَ وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمَ أَحْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُغْنِيهِمْ أَوْ يُنْفَعُهُمْ اللَّهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ.

ظہر حال ہے کہ صحابہ کے کان میں لفظ ید کا جس کی اردو ہاتھ ہے پڑتا اور ان کے عقیدوں کے خلاف ہوتا اور وہ آنحضرت سے اس کی مراد کو جو حقیقت میں اس لفظ سے مباحثہ رکھتی ہوتی اور یاقوت نہ کرتے اور سلف صالحین صحابہ سے نہ پوچھتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ تاویل باطل ہے اور یہ تہدید فلاسفہ مسلمانوں میں پھیلی ہے۔ پس مومن کامل کو ضروری ہے کہ ان سب صفات پر جیسے کتاب و سنت میں وارد ہوئی ہیں ایمان رکھے اور کیفیت اس کی خدا کے پروردگار سے۔ یہی طریقہ ہے اسلاف صالحین کا صحابہ و تابعین سے اور ائمہ مجتہدین سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اس روایت میں جو لفظ قبض وارد ہوا ہے یہ دو طرح مروی ہوا ایک قاف اور بے کے ساتھ اور یہی مشہور روایت ہے اور معنی اس کے موت کے ہے جیسے ترجمہ میں مذکور ہوئے۔ دوسری قاف اور بے کے ساتھ اس کے معنی احسان اور عطاء اور رزق واسع کے ہیں اور بلند کی اور پستی سے مراد کشادگی اور تنگی رزق کی ہے۔

(۲۳۱۰) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے آدمی کو نفقات واجبہ میں خرچ کرنا ضروری ہے پھر نفقات مستحبہ میں جب واجبات سے قاضی ہو۔

۲۳۱۱- ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ایک اشرفی تم نے اللہ کی راہ میں دی اور ایک اپنے غلام پر خرچ کی (یا کسی غلام کے آزاد ہونے میں دی) اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھروالوں پر خرچ کی تو ثواب کی رو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھروالوں پر خرچ کی۔

۲۳۱۲- خیمہؓ نے کہا ہم عبد اللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا دروغہ آیا اور انھوں نے پوچھا کہ تم نے غلاموں کو خرچ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا دے دو اس لیے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جس کو خرچ دیتا ہے اس کا خرچ روک رکھے۔

باب: پہلے اپنی ذات پر پھر اپنے گھروالوں پر پھر قرابت والوں پر خرچ کرنے کا بیان

۲۳۱۳- جابرؓ نے کہا ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اپنے مرنے کے بعد (یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے) اور اس کی خبر پہنچی رسول اللہ ﷺ کو تو آپ نے فرمایا تیرے پاس اور مال ہے اس کے سوا؟ اس نے کہا نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کون خریدتا ہے اس کو مجھ سے؟ تو نعم نے اس کو آٹھ سو درہم کو خرید لیا اور درہم حضرت کے پاس لے آئے۔ آپ نے مالک غلام کو دے دیے اور فرمایا پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو پھر اگر بچے تو اپنے گھروالوں پر پھر بچے تو اپنے ناتے والوں پر پھر بچے تو ادھر ادھر اور اشارہ کرتے تھے آپ آگے اور داہنے اور بائیں۔

۲۳۱۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَغْظَمَهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ)) .

۲۳۱۲- عَنْ خَيْمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أُعْطِيتَ الرَّقِيقَ قُوَّتَهُمْ قَالَ لَأُفَاتِلُكَ فَأَعْطَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَخْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوَّتَهُ)) .

بَابُ الْإِبْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

۲۳۱۳- عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَدْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ ذُبَيْرٍ فَلَبَّغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَلَيْكَ مَالٌ غَيْرُهُ فَقَالَ لَأُفَاتِلُكَ ((مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي)) فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا)) يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ .

(۲۳۱۳) نوٹی نے فرمایا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو مال خرچ کرنے کی ترتیب۔ دوسرے جب دو خرچ آن پڑیں تو اس میں سے جس کی تاکید زیادہ ہو اس کو مقدم رکھے۔ تیسرے یہ کہ جب مال ضرورت سے زیادہ ہو تو جمع انواع خیر میں خرچہ کر لے نہ ایک نوع خاص میں۔ چوتھی معلوم ہوا کہ حج مدبر کی روایے اور مدبر وہ غلام ہے جس سے میاں کہے کہ میرے بعد تو آزاد ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ حج مدبر وہ ہے اور امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے کہ وہ انہیں مگر جبکہ مالک پر قرض ہو اور یہ حدیث صاف ان پر حجت ہے۔

۲۳۱۴- جابرؓ سے دوسری سند مذکور ہے اور اس سے بھی یہی روایت مروی ہوئی۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ اس مالک کا نام ابو نذکور تھا اور غلام کا یعقوب۔

باب: والدین اور دیگر اقرباء پر خرچ کرنے کی فضیلت اگرچہ وہ مشرک ہوں

۲۳۱۴- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَغْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ ذُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ.

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدِينَ وَلَوْ كَانُوا

مُشْرِكِينَ

۲۳۱۵- انسؓ نے کہا ابو طلحہ انصاریؓ مدینہ میں بہت مالدار تھے اور بہت محبوب مال ان کا بیرحاء ایک باغ تھا مسجد نبویؐ کے آگے اور رسول اللہؐ اس میں جاتے تھے اور اس کا بیٹھاپانی پیتے تھے۔ انسؓ نے کہا جب یہ آیت اتری کہ نہ پہنچو گے تم نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو گے اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں تو ابو طلحہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہؐ سے عرض کی کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ تم نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک اپنے محبوب مال نہ خرچو اور میرے سب مالوں سے زیادہ محبوب بیرحاء ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ سے اس کے ثواب کا اور اس کے آخرت میں جمع ہو جانے کا اللہ کے پاس امیدوار ہوں۔ سو اس کو آپ جہاں چاہیں رکھ دیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کیا خوب یہ تو بڑے نفع کا مال ہے یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ میں نے سنا جو تم نے کہا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ پھر اس کو

۲۳۱۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَى وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنْ أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَى وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بَرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعْتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ ثَبِتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَخِ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)) فَكَسَمَهَا

(۲۳۱۵) نوویؒ نے فرمایا اس سے کئی مسائل ثابت ہوئے اول یہ کہ جابرؓ ہے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ بن شحیر کہتے تھے کہ یہ روا نہیں بلکہ یوں کہا چاہیے کہ اللہ نے فرمایا اور مضارع کا صیغہ بولنا روا نہیں۔ غرض یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ مستحب ہے صدقات اور خیرات میں اہل علم و فضل سے مشورہ لینا جیسے انھوں نے رسول اللہؐ سے مشورہ لیا اور معلوم ہوا کہ صدقہ عزیزوں، قرابت داروں کو دینا افضل ہے بہ نسبت غیروں کے جب عزیز محتاج ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قرابت قریبہ کے لوگ نہ ہوں تو قرابت بعیدہ والوں کو دے اس لئے کہ ابو طلحہؓ نے وہ باغ ابی بن کعب اور حسان بن ثابت کو تقسیم کیا اور وہ ان کے ساتویں دادا میں جا کر ملتے ہیں چنانچہ آگے آتا ہے۔

أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَنَبِيِّ عَمِّهِ.

ابو طلحہ نے اپنے عزیزوں اور چچا زاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

۲۳۱۶- عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَرَى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَأَشْهَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بَرِيحًا لِلَّهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ)) قَالَ فَجَعَلَهَا فِي حَسَّانَ بْنِ نَابِثٍ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ.

۲۳۱۶- انسؓ نے کہا جب آیت مذکور اتری ابو طلحہ نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا پالنے والا، رزق دینے والا ہمارے مال طلب فرماتا ہے (اور ہم کو نہایت فخر کی جگہ ہے کہ شاہنشاہ عالی جاہ بے پروا دینی غلام سے کوئی شے طلب فرمائے زہے و زہے قسمت) سو میں گواہ کرتا ہوں آپ کو اے رسول اللہ! کہ میں نے اپنی زمین جس کا نام بیرحاء ہے اللہ کی نذر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے قرابت والوں کو دے دو۔ سو انھوں نے حسان اور ابی بن کعب کو بانٹ دیا۔

۲۳۱۷- عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ وَوَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لَوْ أُعْطِيَتْهَا أَحْوَالُكَ كَانَ أَكْبَرَ لَأَجْرِكَ)).

۲۳۱۷- ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی آزاد کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اس کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو اپنے ماموں کو دے دیتیں تو بڑا ثواب ہوتا۔

۲۳۱۸- عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ خُلُيْكُنَّ)) قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ حَفِيفٌ ذَاتَ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ يَحْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتَهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بَلِ النَّبِيِّ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِي حَاجَتَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَلْقَيْتُ عَلَيْهِ الْمَهَابَةَ قَالَتْ فَحَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ

۲۳۱۸- زینبؓ عبد اللہ کی بی بی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ عورتوں کے صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور سے ہو۔ انھوں نے کہا پھر میں عبد اللہؓ اپنے شوہر کے پاس آئی اور میں نے کہا تم مفلس خالی ہاتھ آدمی ہو اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ صدقہ دیں سو تم جا کر حضرت سے پوچھو کہ اگر میں تم کو دے دوں اور صدقہ ادا ہو جائے تو خیر ورنہ اور کسی کو دے دوں۔ تو عبد اللہ نے مجھ سے کہا تم ہی جا کر حضرت سے پوچھو۔ پھر میں آئی اور ایک عورت انصار کی حضرت کے دروازے پر کھڑی تھی اس کا بھی کام یہی تھا جو میرا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا رعب بہت تھا اور بلال نکلے تو ہم نے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ

(۲۳۱۷) اور بخاری میں اصلی کی روایت میں اخوالک وارد ہوا ہے یعنی اگر تم اپنی بہنوں کو دیتیں تو ثواب ہو تا اور دونوں روایتیں صحیح ہیں اور حضرت نے دونوں بار ایسا ہی فرمایا اور اس میں ماں کے اقارب کے ساتھ سلوک کرنا ہے کہ ماں کا حق بڑا ہے۔

دو عورتیں دروازے پر پوچھتی ہیں کہ اگر اپنے شوہروں کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا یا نہیں یا ان قیموں کو دیں جن کو وہ پالتے ہیں؟ اور حضرت کو یہ خبر نہ دینا کہ ہم لوگ کون ہیں۔ زینبؓ نے کہا پھر بلال گئے اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ کون ہیں؟ تو بلالؓ نے عرض کی کہ ایک عورت ہے انصار کی اور دوسری زینبؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا کون سی زینبؓ ہیں؟ انھوں نے کہا عبد اللہ کی بی بی۔ تب فرمایا بلالؓ سے آپ نے کہ ان کو اس میں دو ناثواب ہے ایک ثواب تو قرابت والوں سے سلوک کرنے کا دوسرا صدقہ کا۔

۲۳۱۹- حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے دوسری سند سے وہی مضمون مروی ہے۔ اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ میں مسجد میں تھی اور حضرت نے مجھے دیکھا اور فرمایا صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور میں سے ہو۔

۲۳۲۰- زینب ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ! کیا مجھے ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے ثواب ہے؟ اور میں ان کو چھوڑنے والی نہیں کہ ادھر ادھر پریشان ہو جائیں اس لیے کہ وہ میرے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک جو تم ان پر خرچ کرتی ہو اس میں ثواب ہے۔

۲۳۲۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۲۲- ابو مسعودؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو خرچ کرتا ہے مسلمان اپنے گھر والوں پر اور اس میں ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ صدقہ ہے اس کے لیے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاخْبِرُهُ اَنْ اَمْرَاتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ اَنْ تَحْزِي الصَّدَقَةَ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اٰتِمٍ فِي حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرُهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسْأَلُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ هُنَا فَقَالَ امْرَاةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ زَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَيُّ الزَّيَابِ قَالَ امْرَاةٌ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((لِهٰمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ))

۲۳۱۹- عَنْ زَيْنَبِ امْرَاةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَذَكَرْتُ لِابْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبِ امْرَاةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَ قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) وَ سَأَقِ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

۲۳۲۰- عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِيْ اَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ اَنْفَقْتُ عَلَيْهِمْ وَ لَسْتُ بِتَارِكِيْهِمْ هَكَذَا وَ هَكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ ((نَعَمْ لَكَ فِيْهِمْ اَجْرٌ مَا اَنْفَقْتَ عَلَيْهِمْ))

۲۳۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيْ هَذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۲۳۲۲- عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا اَنْفَقَ عَلٰى اَهْلِيْهِ نَفَقَةً وَ هُوَ يَخْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً))

(۲۳۲۰) ☆ زینب کی ان سب روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدقہ تطوع تھا۔ (النووی)

۲۳۲۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔
 ۲۳۲۴- اسماء ابو بکرؓ کی صاحبزادی نے عرض کی کہ اے رسول اللہ ﷺ میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے (دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ وہ مشرک ہے) کیا میں اس سے سلوک اور احسان کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

۲۳۲۵- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں آئی ہے اور مشرک ہے جس زمانہ میں آپ نے قریش مکہ سے صلح کی تھی پھر کیا میں اس سے احسان کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں احسان کرو اپنی ماں سے۔

باب: میت کے ایصالِ ثواب کا بیان

۲۳۲۶- حضرت عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور انھوں نے پوچھا نبیؐ سے کہ میری ماں فوراً مر گئی اور وصیت نہ کرنے پائی اگر بولتی تو صدقہ دیتی تو اگر میں صدقہ دوں اسے ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

۲۳۲۳- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۳۲۴- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَافِئَةٌ أَوْ رَاهِيَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

۲۳۲۵- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمَّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدْتَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمَّي وَهِيَ رَافِئَةٌ أَفَأَصِلُ أُمَّي قَالَ: ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)).

باب وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

۲۳۲۶- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّي أَفْتَلَيْتُ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَطْنَهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ نَصَدَقْتُ أَفَلَهَا أُخْرَى إِنْ نَصَدَقْتُ عَنْهَا قَالَ ((نَعَمْ)).

(۲۳۲۶) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا میت کی طرف سے میت کو نفع دیتا ہے اور اس کو با اتفاق علمائے اہل سنت کے ثواب پہنچاتا ہے اور اسی طرح دعا کے پہنچنے میں بھی اجتماع ہے اور دین کے ادا میں بھی اور ان سب میں نصوص وارد ہوئے ہیں اور ایسے ہی قرض کا بھی اور ایسے ہی حج کے تطوع کا بھی اگر اس نے وصیت کی ہو اور اختلاف ہے روزوں میں جو میت کے ذمہ ہیں اور مذہب راجح اس کا جواز ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اصحاب شافعیہ کے مذہب میں قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وہ بھی پہنچتا ہے اور احمد بن حنبل کا مذہب یہی ہے اور باقی نماز اور تمام عبادتیں اس کا ثواب شافعیہ اور جمہور کے نزدیک نہیں پہنچتا اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ سب کا ثواب پہنچتا ہے حج کی طرح سے۔ کذا قال النووی۔ مترجم کہتا ہے کہ ثواب کا وجود جب ہو گا کہ جب وہ مال حلال ہو اور کوئی بدعت اس کے ساتھ مخلوط نہ ہو جیسے سوم چہارم برسی اور ششماہی وغیرہ تاریخوں کا اپنی جانب سے مقرر کرنا یا کھانے کے اقسام اپنی جہالت سے مقرر کرنا کہ بی بی کی صحنک دی خشکے ہی پر ہو اور نہ کھانے والی اپنی طرف سے مقرر کرنا کہ صحنک کو عورتیں کھائیں مرد نہ کھائیں دو شخصی نہ کھائے۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والے نہ کھائیں چاہے شراب پینے والے کھائیں اور پھر اس میں نیت خالص اللہ کے واسطے ہونے یہ کہ برادری میں نام ہو کہ وہ صاحب باو کا سوم کس دھوم سے کیا اور دادا کے چالیسویں میں خوب حصے بانٹے اور مصارف صدقات میں خرچ کیا جائے۔ غرض جب یہ امور موجود ہوں گے جب وجود ثواب کا مستحق ہو گا۔ پھر ایصال کا خیال بھی ہو سکتا ہے ورنہ بغیر ان امور کے ثواب ہی نہیں ایصال کا کیا ذکر ہے جیسے وضو نہیں تو نماز کا کیا ذکر۔

۲۳۲۷- ہشام نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی اور ابواسامہ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے وصیت نہیں کی جیسے ابن بشر کی روایت میں ہے اور راویوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

باب: ہر نیکی صدقہ ہے

۲۳۲۸- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیکی صدقہ ہے۔

۲۳۲۹- ابوالاسود دیلی سے روایت ہے کہ ابوذرؓ نے کہا کہ چند اصحاب نبیؐ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے رسول اللہ! مال والے سب مال لوٹ لے گئے اس لیے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اپنے زائد مالوں سے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لیے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے بدن کے ٹکڑے میں صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بدن سے اپنی شہوت نکالتا ہے (یعنی اپنی بی بی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کر لے تو وبال ہوا کہ نہیں؟ اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے تو ثواب ہوتا ہے۔

۲۳۳۰- حضرت عائشہؓ ام المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں سو

۲۳۲۷- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أَسْمَةَ وَلَمْ تُوصِرْ كَمَا قَالَ ابْنُ بَشِيرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذَلِكَ الْبَاقُونَ.

باب بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ

۲۳۲۸- عَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيثِ قَتَيْبَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)).

۲۳۲۹- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالْأَحْوَرِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ ((أَوْ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهَى عَنِ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بَعْضِ أَحَادِيثِكُمْ صَدَقَةٌ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّهَا أَيْبَى أَخَذْنَا شَهْرَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أُخْرٌ قَالَ ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وَرَزٌّ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أُجْرًا)).

۲۳۳۰- عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّهُ خَلَقَ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْ نَبِيِّ آدَمَ

(۲۳۲۸) ☆ یعنی مثل صدقہ کے ہر نیکی میں ثواب ہے اور کسی نیکی میں بخل نہ کرنا چاہیے۔

جس نے اللہ کی بڑائی بیان کی اور اللہ کی حمد کی اور لا الہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور پتھر لوگوں کی راہ سے ہٹا دیا کوئی کاٹنا یا ہڈی راہ سے ہٹا دی یا اچھی بات سکھائی یا بری بات سے روکا اس تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کے برابر وہ اس دن چل رہا ہے اور ہٹ گیا اپنی جان کو لیکر دوزخ سے۔ ابو توبہ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا کہ شام کرتا ہے وہ اسی حال میں۔

۲۳۳۱- حضرت معاویہ نے بھی روایت کی دوسری اسناد سے اسی کی مثل صرف اتنا ہے کہ اوامر بمعروف کہا یعنی واؤ عطف کی جگہ او کہا کہ وہ اس دن شام کرتا ہے۔

۲۳۳۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہوئی دوسری سند سے۔

۲۳۳۳- سعید بن ابورہدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ دادا سے وہ نبی سے کہ ہر مسلمان کے اوپر صدقہ ہے۔ پھر عرض کی کہ اگر نہ ہو سکے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائے اور اپنی جان کو نفع دے اور صدقہ بھی دے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ تو آپ نے فرمایا حاجت والے کی جو حسرت و افسوس کر رہا ہے مدد کرے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ تو آپ نے فرمایا دستور کی اور نیک بات سکھا دے۔ پھر عرض کی بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ تو فرمایا شر سے باز رہے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

۲۳۳۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثَ مِائَةَ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ وَحَمِدَهُ اللَّهُ وَهَلَّلَ اللَّهَ وَسَبَّحَ اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ وَعَزَلَ حَجْرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ ((وَالثَّلَاثَ مِائَةَ)) السَّلَامَى فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ رَحَّزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)) قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرَبَّمَا قَالَ ((يُمْسِي)) .

۲۳۳۱- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ زَيْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ)) وَقَالَ فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ .

۲۳۳۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ)) بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ ((فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ)) .

۲۳۳۳- عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَغْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ ((يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)) قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ ((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ الْخَيْرِ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)) .

۲۳۳۴- وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ .

(۲۳۳۱) ☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ ثابت ہوا کہ یہ سب دوزخ سے نجات دینے والیاں ہیں۔

(۲۳۳۳) ☆ ان سب صدقات سے بطور مراد ہے نہ کہ صدقہ واجبہ۔

۲۳۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت روایتیں کیں انہی میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے۔ تو دو آدمیوں میں انصاف کر دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ کسی کی مدد کر دینا اتنی بھی کہ اسے سواری پر چڑھا دیا یا اس کا مال لا دیا یہ بھی ایک صدقہ ہے اور فرمایا کہ عمدہ بات یہ بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ مسجد کو جاتے رکھتا ہے نماز کے لیے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور تکلیف کی چیز راہ سے ہٹا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

باب: سخی اور بخیل کے بارے میں

۲۳۳۶- ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ نے فرمایا جس وقت بندے صبح کرتے ہیں دو فرشتے اترتے ہیں ایک تو یہ کہتا ہے کہ یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ! بخیل کو تباہ کر۔

باب: صدقہ دینے کی ترغیب پہلے اس سے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے

۲۳۳۷- حارث بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے تھے سنائیں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے صدقہ دو قریب ہے کہ ایسا وقت آجائے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر نکلے گا اور جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا مگر آج تو مجھے حاجت نہیں ہے۔ غرض کوئی نہ ملے گا جو اسے قبول کرے۔

۲۳۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَدَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ سَلَامِي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْبُدُ بَيْنَ الْبَاقِينَ صَدَقَةً وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ فَإِنَّ وَالْكَلِمَةَ الطَّيِّبَةَ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَتَمْيِطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ))

باب فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ

۲۳۳۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا لِلَّهِمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ لِلَّهِمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلْفًا))

باب التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا

۲۳۳۷- عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ يَقُولُ الَّذِي أُعْطِيهَا لَوْ جِئْنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبْلَتَهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا))

(۲۳۳۶) یہ معلوم ہوا کہ بخیل کو فرشتے بھی کہتے ہیں آدمی نے کو سا تو کیا بر کیا۔

(۲۳۳۷) اس حدیث میں اشارہ ہے کہ صدقہ دینے میں دیر نہ کرو جو کچھ دینا ہو آج دے لو کل پر مت رکھو اور ڈرنا ہے آخر زمانے کے حال سے کہ اس وقت مال کی کثرت ہوگی اور خزانے زمین کے نکل پڑیں گے اور برکتوں کا مہینہ برسے گا اور یہ یا بوج و ما بوج کے ہلاک ہونے کے بعد ہو گا جب حضرت عیسیٰ کی کنش برداری اور مہدی کے دین کی خدمت گزاری سے اس امت کو شرف حاصل ہوگا۔

۲۳۳۸- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی نہ ملے گا کہ اس کو قبول کر لے اور ایک آدمی کو دیکھنے والا دیکھے گا کہ اس کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں لگی ہوں گی اور پناہ پلازیں گی اس کی مردوں کے کم ہونے سے اور عورتوں کے زیادہ ہونے سے۔ اور ابن براد کی روایت میں ہے کہ دیکھے گا تو۔

۲۳۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا قیامت نہ آوے گی جب تک کہ مال بہت نہ ہو جائے اور بہہ نہ نکلے۔ یہاں تک کہ اپنی زکوٰۃ لے کر آدمی نکلے اور کسی کو نہ پاوے گا جو اس کو قبول کر لے۔ یہاں تک کہ زمین عرب کی چراگاہ اور نہریں ہو جائیں گی۔

۲۳۴۰- ابو ہریرہ نے روایت کی کہ نبی نے فرمایا قیامت نہ آوے گی جب تک مال بہت ہو کر بہہ نہ نکلے اور یہاں تک کثرت ہو کہ مال والا سوچے کہ اس کا صدقہ کون لے گا اور آدمی صدقہ لینے کو بلایا جاوے تو وہ کہے گا کہ مجھے تو اس کی حاجت نہیں ہے۔

۲۳۴۱- ابو ہریرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو قے کر دے گی جیسے

۲۳۳۸- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُبْرِي الرَّجُلَ الْوَاحِدَ يَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يُلْذَنُ بِهِ مِنْ قَلْبِ الرَّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ))

رَضِيَ رِوَايَةُ ابْنِ بَرَادٍ ((وَتَوْرَى الرَّجُلَ))

۲۳۳۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتَّى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكَاةٍ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مَرُوجًا وَأَنْهَارًا))

۲۳۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يَهُمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَيُدْعَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا أَرَبَ لِي فِيهِ))

۲۳۴۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَقْيِيءُ

(۲۳۳۸) اس حدیث میں خبر ہے بڑی بڑی لڑائیوں کی اور نہایت درجہ کثرت سے قتال کی کہ مردان میں کام آئیں گے عورتیں رہ جائیں گی کہ اپنے سودا سلف کام کاج کے لیے ایک مرد سے زیادہ نہ پائیں گی اور یہ حال وہی دجال ملعون کے بعد ہو گا جب عیسیٰ مدونق افرزد دنیا ہو گئے اور پروردگار ان کے دیدار فرحت آثار سے ابصار امت مرحومہ کو پر انوار کرے گا۔ اور سونے کی قید اس لیے لگائی کہ جب سونا لینے والا کوئی نہ ہو گا تو چاندی تانبے یعنی روپے پیسے کو کون پوچھے گا۔

(۲۳۳۹) یعنی قلت سے مردوں کے زمین میں کوئی زراعت نہ کرے اور زمین بخر پڑ جائے کہ جانوروں کی چرائی کے سوا اور کسی کام کی نہ رہے اور یہ لڑائی کی کثرت اور قتل کی شدت کے سبب سے ہو گا۔

(۲۳۴۱) اس حدیث میں یہ خبر ہے کہ قیامت کے قریب زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور ہر شخص اس کی برائی بیان کرے گا اور اس کی آفتوں اور بلاؤں کو یاد کرے گا اور کوئی نہ لے گا۔

بڑے کھبے ہوتے ہیں سونے سے اور چاندی سے اور خون کی اور خونی آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے لیے میں نے خون کیا تھا اور ناتوں کا کاٹنے والا آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے لیے میں نے اپنے ناطے والوں کا حق کاٹ لیا اور چور آوے گا اور کہے گا کہ اسی کے واسطے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر سب کے سب اسے چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا۔

باب: پاک کمائی سے صدقہ کا قبول ہونا اور اس کا

پرورش پانا

۲۳۴۲- ابوہریرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص صدقہ دیتا ہے پاک مال سے اور اللہ قبول نہیں کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) پھر جب کوئی پاک مال سے صدقہ دیتا ہے تو رحمن اپنے دانے ہاتھ میں اس کو لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور بھی ہو (عرب میں اس سے حقیر کوئی شے نہیں) اور وہ رحمن کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے چھڑے کو پالتا ہے یا اونٹ کے بچے کو۔

۲۳۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون روایت کیا ہے دوسری سند سے مگر اس میں اونٹ کے بچے کی جگہ جو ان اونٹنی مذکور ہے۔

۲۳۴۴- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں پاک کسب کا ذکر ہے اور یہ زیادہ ہے کہ اس صدقہ کو اپنے حق کی جگہ میں خرچ کرے۔

الْأَرْضُ أَفْلَازٌ كَبِدْهَا أَمْثَالُ الْأَسْطُوانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَائِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ يَدِي ثُمَّ يَدْعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا))

بَابُ قَبُولِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ

وَتَرْبِيَّتِهَا

۲۳۴۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْتَبُو فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ حَتَّى تَكُونَ أَغْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهٌ أَوْ فَصِيلَةٌ))

۲۳۴۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَتَصَدَّقُ أَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبِ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا اللَّهُ بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيَهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهٌ أَوْ قَلْبُوصَةٌ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ أَوْ أَغْظَمَ))

۲۳۴۴- عَنْ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَسْطِيِّ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ ((مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِي حَقِّهَا)) وَفِي حَدِيثِ سَلِيمَانَ ((فَيَضَعُهَا فِي مَوْضِعِهَا))

(۲۳۴۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک کے ہاتھ ہیں اور اس میں چیزوں کو لیتا ہے اور پالتا ہے اور پرورش کرتا ہے اور بلا کیف اس پر ایمان لانا ہر مومن پر ضروری ہے اور جو کیفیت اس کے وہم میں آئے اس سے اس تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات کو منزه جانے۔ یہی تصدیق انبیاء ہے اور سوا اس کے اور چہ میگوئیاں مقلدان فلاسفہ ملاعنہ کی ہیں نعوذ باللہ منھا۔

۲۳۳۵۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۳۶۔ حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدود اور سمات نقص و زوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں۔ پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے سفر کرتا ہے اور گردوغبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیو مکر قبول ہو۔

باب: ایک کھجور یا ایک کام کی بات بھی صدقہ ہے اور دوزخ سے آڑ کرنے والا ہے

۲۳۳۷۔ حضرت عدیؓ نے سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے جو کر سکے تم میں سے کوئی کہ بچے آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا بھی دے کر ہو تو بھی کر گزرے۔

۲۳۳۸۔ عدیؓ نے سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے بات کرنا ہوگی اس طرح کہ اللہ کے اور اس کے بیچ میں کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہو گا اور آدمی

۲۳۴۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ عَنْ سُهَيْلٍ.

۲۳۴۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ)) فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوْا مِنَ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ نُمْ ذَكَرَ الرَّحْلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ((يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغَدِيٌّ بِالْحَرَامِ فَأَنِّي يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ))

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ

۲۳۴۷۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَبِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ))

۲۳۴۸۔ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيِّكَلُمُهُ اللَّهُ نَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجَمَانُ فَيَنْظُرُ أَيَّمَنْ مِنْهُ فَلَا

(۲۳۳۶) یہ حدیث بڑی جڑ ہے ایمان و اسلام کی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کھانا، کپڑا، گھر، مکان سب حلال کھانا ضرورت ہے ورنہ اللہ کی مقبولیت سے ہاتھ دھونا چاہیے۔ اور معلوم ہوا کہ حرام خور بھی اللہ کو اوپر ہی جانتے ہیں کہ دعا میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر جو اس کے بھی منکر ہیں وہ حرام خوروں سے بھی بدتر ہیں اور حلال خوروں سے بھی بدتر۔

(۲۳۳۷) یعنی اس کو بھی حقیر نہ جانے اور خوشی سے بجالائے کہ وہ بھی اگر مقبول ہو جائے تو کافی ہے نجات کے لیے۔

(۲۳۳۸) اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ بھی سبب نجات کا ہے اور کلمہ طیبہ سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا جو بات ایسی ہو کہ اس سے

دائیں طرف دیکھے گا تو اس کے اگلے پچھلے عمل نظر آئیں گے اور بائیں طرف دیکھے گا تو وہی نظر آئیں گے اور آگے دیکھے گا تو کچھ نہ سوجھے گا سوا دوزخ کے جو اس کے منہ کے سامنے ہوگی۔ سو بچو آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر بھی۔ اور دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے کہ اگرچہ ایک پاکیزہ بات بھی کہہ کر ہو۔

۲۳۴۹- عدی نے کہا رسول اللہ نے دوزخ کا ذکر کیا اور منہ پھیر لیا اور بہت منہ پھیرا اور فرمایا بچو تم دوزخ سے۔ پھر منہ پھیرا اور بہت منہ پھیرا یہاں تک کہ گمان کیا ہم نے کہ گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا بچو تم دوزخ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو اور یہ بھی نہ پاوے تو اچھی سی کوئی بات کہہ کر سہی۔ اور ابو کریب کی روایت میں گویا کالفظ نہیں ہے۔

۲۳۵۰- عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور تین بار منہ پھیرا اور فرمایا بچو تم آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو اور اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر۔

۲۳۵۱- منذر بن جریر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دن کے شروع میں سو کچھ لوگ آئے ننگے پیر ننگے بدن، گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں

يَرَىٰ اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ اَشْنَامَ مِنْهُ فَلَا يَرَىٰ اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَىٰ اِلَّا النَّارَ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ((زَادَ ابْنُ حَجْرٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ حَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ ((وَ لَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَ قَالَ اِسْحَقُ قَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ حَيْثَمَةَ.

۲۳۴۹- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّارَ فَأَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَغْرَضَ وَأَشَاحَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو كُرَيْبٍ كَأَنَّمَا وَقَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ.

۲۳۵۰- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِن لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

۲۳۵۱- عَنْ الْمُنْبِيرِ بْنِ حَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النَّمَارِ أَوْ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ

لہ سے کسی نیک بندہ کا جی خوش ہو اور وہ خوشی مباح یا مستحب ہو اور اس میں ترغیب ہے صدقہ کی اور تعلیم ہے کہ صدقہ قلیل دینے میں آدمی عار نہ کرے اور نہ لینے والا اس سے شرمائے۔

(۲۳۴۹) صحیح بخاری میں رسول اللہ کی تعلیم اور طرز کلام تھا کہ جیبوں کو کمال خوف و خطر دوزخ کا ہو جائے اور شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے دوزخ کر دی ہو یا یہ بھی کچھ بعید نہیں اس لیے کہ دوزخ و جنت دونوں موجود ہیں اور جو موجود ہو اس کا دیکھنا محال نہیں۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے بارہا دوزخ اور جنت کی بیداری میں سیر کی ہے۔

(۲۳۵۱) رسول اللہ کی خوشی لوگوں کی ہمدردی دیکھ کر ہوئی اور غریبوں کی پرورش اور لوگوں کا خرچ کرنا بے دریغ اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ کی فرمانبرداری اور مسلمانوں کی شفقت اپنے بھائیوں پر دیکھ کر اور ایسے مقام میں ہر مسلمان کو شادی مبارک چاہیے اور اس حدیث سے اہل بدعت جن کو مذاق حدیث نہیں ہے اپنی احداث بدعات پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روایت شخص سے کل بدعت لہ

اپنی تلواریں لٹکانی ہوئیں اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور رسول اللہ کا چہرہ مبارک بدل گیا ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر آپ اندر آگئے پھر باہر آئے (یعنی پریشان ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی) اور بلال کو حکم فرمایا کہ اذان کہو اور تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی کہ اے لوگو! ڈرو اللہ سے جس نے تم کو بنایا ایک جان سے (یہ اس لیے پڑھی کہ معلوم ہو کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں) ان اللہ کان علیکم رقیبا تک پھر سورہ حشر کی آیت پڑھی اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کے لیے کیا بھیج رکھا ہے جو کل کام آئے۔ (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی اور کسی نے درہم کسی نے ایک صاع گیہوں کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کیے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ایک کھڑا بھی کھجور کا ہو (جب بھی لاؤ)۔ پھر انصار میں سے ایک شخص توڑا لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا (واد شہاباش جوان مرد اللہ ایسی ہی توفیق دے سب مسلمانوں کو) پھر تو لوگوں نے تار باندھ دیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ کے چہرہ مبارک کو میں دیکھتا تھا چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا تھا جیسے کندن۔ پھر فرمایا رسول اللہ نے کہ جس نے اسلام میں آکر نیک بات (یعنی کتاب و سنت کی بات) جاری کی اس کے لیے اپنے عمل کا

غَامَتْهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كَلَّهْمُ مِنْ مُضَرَ فَسَمِعَ رَجُلٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ عَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ((اِلٰی اٰخِرِ)) اَلْآیَةِ اِنْ اَللّٰهُ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ((وَالْآیَةِ الَّتِیْ فِی الْحَشْرِ)) اتَّقُوا اللّٰهَ وَتَنْظُرُوا نَفْسًا مَّا قَدَّمْتُمْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ((تَصَدَّقْ رَجُلٌ مِنْ دِیْنَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعٍ بُرٍّ مِنْ صَاعٍ تَمْرِهِ)) حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَخَاءَ رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ بَصُرَةً كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجِزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعِ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَنِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذَهَّبَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ

لنّ ضلالتہ کی اور مراد اس سے محدثات باطلہ ہیں اور بدع مذمومہ اور غرض ان کے پاس یہ ہے کہ جو بدعات اپنے نفس کے موافق ہوں ان کو اس کلیہ سے خارج کر کے جاری رکھیں حالانکہ یہ استدلال اور تقریر ان کی محض باطل ہے کئی وجوہ سے۔ اول یہ کہ یہاں حضرت نے کسی نئے احداث کا ذکر نہیں کیا جو یہ حدیث احداث کی مخصوص ہو۔ ثانیاً یہ کہ صحابہ نے اس وقت کوئی نئی بات نہیں کی تھی کہ جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو۔ پس اس سے نئی بات مراد لینا محض سیاق و سباق کلام سے منہ موڑنا ہے۔ ثالثاً یہ کہ سن اور سنت کے معنی طریقہ مسلو کہ ہیں لغت میں نہ کہ احداث امر جدید۔ تو اب اس حدیث میں وہی طریقہ مسلو کہ جاری کر دینا مراد ہے نہ یہ کہ کوئی نئی بات نکالنا۔ رابعاً یہ کہ صد ہا حدیثوں میں احداث اور بدعت کی برائی ہی برائی ہے۔ پھر اس میں رسول اللہ اس کو حسن کیوں فرماتے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اب یہ سمجھنا چاہیے کہ جو سنتیں اور مستحبات ایسے ہیں کہ جن پر لوگوں نے التفات اور عمل چھوڑ دیا اس پر جس نے عمل جاری کیا وہ سنت حسنہ کا جاری کرنا ہو اور اسی لئے

بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آکر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب و سنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔

۲۳۵۲- ترجمہ وہی جو اوپر گزر رہا اس روایت میں بس اتنی بات زیادہ ہے کہ پھر آپ نے ظہر کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔

۲۳۵۳- منذر بن جریر نے وہی روایت کی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ نے ظہر پڑھی اور چھوٹے منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور ابا بعد کہا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا ہے آخر حدیث تک۔

۲۳۵۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا چند لوگ گاؤں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ ان پر کپڑے تھے اون کے۔ آپ نے ان کا برا حال دیکھا کہ محتاج ہیں پھر ذکر کی ساری حدیث۔

شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَعُوزُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ))

۲۳۵۲- عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَدَرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ حَجْفَرٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ عَطَبَ.

۲۳۵۳- عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنَاءَهُ قَوْمٌ مُحْتَابِي النَّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ فَصَّلَى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنبْرًا صَغِيرًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ)) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ.

۲۳۵۴- عَنِ حَرْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَلَيْهِمُ الصُّوفُ)) فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ فَذَأَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ.

لیہ طرح جو مکروہات و محرمات شرعی کو ترویج کرنے لگا وہ قول ثانی میں داخل ہوا۔ اس صورت میں کل محدثہ بدعت کی تاویل بھی نہیں کرنی پڑتی اور نہ کلام شارع میں منافات لازم آتی ہے۔ اب باقی رہے وہ امور جو بعد سلف صالحین کے بغیر درت جاری ہوئے جیسے کلام اللہ کے اعراب وغیرہ ان کو بدعت کہنا بھی بے ادبی ہے بلکہ ضرورت شرعی ان کو ملحق بالسنۃ کہنا چاہیے۔ اسی طرح جو امور بعینہ رسول اللہ اور خیر القرون میں پائے گئے وہ سنت اور جن کا نظیر پایا گیا اور بعینہ نہ پائے گئے وہ ملحق بالسنۃ کہے جاویں۔ تو نہ منافات کلام شارع میں آتی ہے نہ کسی کلیہ کی تاویل کرنی پڑتی ہے اور نہ خرابیاں لازم آتی۔ ماوذلك تحقیق انیق۔

باب: حمال مزدوروں کو بھی صدقہ کرنا چاہیے

۲۳۵۵- ابو مسعود نے کہا ہم کو حکم ہوا صدقہ کا اور ہم بوجھ ڈھویا کرتے تھے اور صدقہ دیا ابو عقیل نے آدھا صاع (یعنی دو سیر) اور ایک شخص نے کچھ اس سے زیادہ دیا۔ تو منافق کہنے لگے اللہ کو اس کے صدقہ کی کچھ پروا نہیں ہے اور اس دوسرے..... نے تو صرف دکھانے ہی کو صدقہ دیا ہے۔ پھر یہ آیت اتری کہ جو لوگ طعن کرتے ہیں خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مزدوری۔ اور بشر کی روایت میں مطوعین کا لفظ نہیں ہے۔

۲۳۵۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ہے کہ ہم اپنی کمروں پر بوجھ اٹھاتے تھے۔

باب: دودھ والا جانور مفت دینے کی فضیلت

۲۳۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جو کسی گھر والوں کو ایک اونٹنی ایسی دیتا ہے جو صبح اور شام ایک گھڑا بھر دودھ دیتی ہے تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

۲۳۵۸- ابو ہریرہ نے نبی سے روایت کی کہ آپ نے کئی باتوں سے منع فرمایا تھا اور فرمایا کہ جس نے مٹھہ دیا اس کے لیے ایک صدقہ کا ثواب صبح کو ہو اور ایک شام کو صبح کا صبح کے پینے سے اور شام کا شام کے دودھ پینے سے۔

بَابُ الْحَمْلِ بِأَجْرَةٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيُ

الشَّدِيدِ عَنِ تَنْقِيسِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيلٍ

۲۳۵۵- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمْرُنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقْ أَبُو عَقِيلٍ بِبَيْتِ صَاعٍ قَالَ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخِرُ إِلَّا رِيَاءً فَزَلْتُ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ وَكَمْ يَلْفِظُ بِشَرِّ بِالْمُطَّوِّعِينَ.

۲۳۵۶- عَنْ شُعْبَةَ بَهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا.

بَابُ فَضْلِ الْمَيْبِخَةِ

۲۳۵۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَتْلُغُ بِهِ ((أَلَا رَجُلٌ يَمْنَعُ أَهْلَ بَيْتِ نَاقَةٍ تَغْدُو بِعَسٍّ وَتَرُوخُ بِعَسٍّ إِنْ أَجْرَهَا لَعَظِيمٌ)).

۲۳۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى فَذَكَرَ حِصَالًا وَقَالَ ((مَنْ مَنَعَ مَيْبِخَةَ غَدَتُ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبَّوحَهَا وَغَبَّوقَهَا)).

(۲۳۵۵) اس حدیث میں صحابہ کی سچی اطاعت اور خلوص اور فرمانبرداری معلوم ہوتی ہے کہ باوجود اس سچی کے کہ سوا مزدوری کے اور کچھ ان کے پاس نہ تھا جب بھی فرمانبرداری اور سخاوت میں سرگرم تھے اور مزدوری کر کے صدقہ دیا کرتے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

(۲۳۵۷) یہ ثواب ہے مٹھہ کا اور مٹھہ عرب میں کہتے ہیں دودھ والے جانور کو چند روز دینا کہ بھر دودھ پی کر پھیر دیں یا بالکل ہی دے ڈالنا کہ پھر نہ پھیرے۔

بَابُ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ

۲۳۵۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ خَيْتَانِ أَوْ جَنْتَانِ مِنْ لَدُنْ تُدْبِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخِرُ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَعَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَرَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجَنَّ بَنَانَهُ وَتَغْفُو)) أَنَرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ يُوسِعُهَا فَلَا تَسْبِعُ

باب: سخی اور بخیل کی مثال

۲۳۵۹- ابو ہریرہ نے نبی سے روایت کی کہ فرمایا مثال خرچ کرنے والے کی اور صدقہ دینے والے کی (یہاں راوی سے غلطی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مثال بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی) مانند اس شخص کی ہے کہ اس کے اوپر دو کرتے ہوں یا دو زریں (راوی کو شک ہے مگر دو زریں صحیح ہے) ان دونوں کی چھاتی سے گلے تک۔ پھر جب خرچ کرنے والا چاہے اور دوسرے راوی نے کہا کہ جب صدقہ دینے والا صدقہ دینا چاہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جائے اور اس کے سارے بدن پر پھیل جائے (یعنی اسی طرح صدقہ دینے والے کا دل کشادہ ہو جاتا ہے) اور جی کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور جب بخیل خرچ کرنا چاہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر کس جائے یہاں تک کہ ڈھانپ لے اس کے پوروں تک کو اور منادے اس کے قدموں کے نشان کو جو زمین پر ہوں اور ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں کرتا۔

۲۳۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جَنْتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطُرَّتْ أُبْدِيهِمَا إِلَى تُدْبِيهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ

(۲۳۵۹) ☆ یہ فقرہ (یہاں تک کہ ڈھانپ لیوے اس کے پوروں کو اور منادے اس کے نشان قدم کو) یہ سخی کی شان میں ہے کہ اس کی زکوٰۃ اتنی کشادہ ہو جاتی ہے مگر یہ راوی سے غلطی ہوئی کہ اس نے بخیل کی شان میں ذکر کر دیا اور اس کے بعد کا فقرہ کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا یہ بخیل کی شان میں ہے جیسے اگلی روایت میں اسی طرح مذکور ہے۔

(۲۳۶۰) ☆ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تا پہنار رسول اللہ کا اور بخاری نے یہی باب بنایا ہے کہ گریبان کرتے کا سینہ پر رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس قصہ سے ایسا ہی کرنا آپ کا معلوم ہوتا ہے۔

کھل جائیں اس کے کشادہ ہونے سے) اور اس کے قدم کے نشان جو زمین پر ہوں اس کو بھی منادے (یعنی بخیل کے عیب سخاوت سے ڈھک جاتے ہیں یا گناہ معاف ہو جاتے ہیں) اور وہ تو زرہ گویا زمین پر لٹکتی ہے کہ اس کے قدموں کے نشانوں کو مٹاتی ہے اور بخیل کا حال ایسا ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے صدقہ کا زرہ اس کی تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اس کا اپنی جگہ پر پھنس جاتا ہے اور کہا راوی نے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ کو کہ اپنے گریبان میں ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے (تاکہ سامعین کے ذہن میں اس کے تنگ ہونے کی تصویر بن جائے) اور اگر تم ان کو دیکھتے تو وہ کہتے کہ کشادہ کرنا چاہتے تھے اور زرہ کشادہ نہ ہوتی تھی۔

۲۳۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی کہ ان پر زرہ ہو لوہے کی پھر جب خنی نے چاہا صدقہ دے زرہ اس کی کشادہ ہو گئی یہاں تک کہ اس کے قدموں کا اثر مٹانے لگی اور جب بخیل نے چاہا کہ صدقہ دے وہ تنگ ہو گئی اور اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس گیا اور ہر حلقہ اپنے دوسرے حلقہ میں کس گیا۔ راوی نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ کشادہ ہو مگر وہ نہیں کشادہ ہوتی۔

باب: صدقہ دینے والے کو ثواب ہے اگرچہ صدقہ

فاسق وغیرہ کو پہنچے

۲۳۶۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں آج کی رات کچھ صدقہ دوں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (یہ صدقہ کو چھپانا منظور تھا کہ رات کو لے کر نکلا) اور ایک زنا کار عورت کے ہاتھ میں دبے دیا۔ پھر صبح کو لوگ

أَنَامِلُهُ وَتَغْفُو أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هُمْ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا)) قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي حَبِيهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوسِعُهَا وَلَا تَوْسِعُ .

۲۳۶۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنْتَانِ مِنْ حَدِيدٍ إِذَا هُمُ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُغْفِيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هُمُ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا)) قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((فَيَجْهَدُ أَنْ يُوسِعَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ)) .

بَابُ ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ غَيْرِ أَهْلِهَا

۲۳۶۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ

(۲۳۶۲) ☆ یہ صدقہ نفل تھا کہ اس میں جس کا کھینچا ہو ثواب ہے مگر زکوٰۃ فرض غنی کو دے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

چرچا کرنے لگے کہ آج کی رات ایک شخص زناکار کے ہاتھ صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ! تیرے لیے ہیں سب خوبیاں کہ میرا صدقہ زناکار کو چاڑھا اور پھر اس نے کہا کہ آج اور صدقہ دوں گا۔ پھر نکلا اور ایک غنی مالدار کو دے دیا اور لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی مالدار کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ! تیرے لیے ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ مالدار کے ہاتھ چاڑھا۔ تیرے دن پھر اس نے کہا کہ میں صدقہ دوں گا اور وہ نکلا اور صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا اور صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی چور کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا تجھی کو ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ زناکار عورت اور مالدار مرد اور چور کے ہاتھ میں چاڑھا۔ پھر اس کے پاس ایک شخص آیا (یعنی فرشتہ یا نبی اس زمانہ کے علیہ السلام) اور اس نے کہا کہ تیرے سب صدقے قبول ہو گئے زناکار عورت کا تو اس نظر سے کہ شاید وہ اس دن زنا سے باز رہی ہو (اس لیے کہ پیٹ کے لیے زنا کرتی تھی) رہا غنی اس کا اس لیے قبول ہوا کہ شاید اسے شرم آئے اور عبرت ہو کہ اور لوگ صدقہ دیتے ہیں لاؤ میں بھی دوں اور وہ خرچ کرے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اور چور کا صدقہ اس لیے کہ شاید وہ اس شب کو چوری نہ کرے (اس لیے کہ آج کا خرچ تو آگیا)۔

باب: خازن امانت دار اور عورت کو صدقہ کا ثواب ملنا جب وہ اپنے شوہر کی اجازت سے خواہ صاف اجازت ہو یا دستور کی راہ سے اجازت ہو صدقہ دے

۲۳۶۳- ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو خزانچی مسلمان امانت دار ہو جو خرچ کرتا ہو اور کبھی فرمادیتا ہو جس کا حکم ہو اور پوری رقم دیتا ہو (یعنی تحریر بد رشوت نہ کاٹتا ہو) اور پوری خیرات دیتا ہو اپنے دل کی خوشی کے ساتھ اور جس کو حکم ہو اس کو پہنچائے وہ بھی ایک صدقہ دینے والا ہے۔

تُصَدَّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدَّقُ عَلَى غَنِيٍّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدَّقُ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ وَعَلَى سَارِقٍ فَأَتَيْتِي فَقِيلَ لَهُ أَمَا صَدَقْتِكِ فَقَدْ قَبِلْتِ أَمَا الزَّانِيَةَ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعْفُ بِهَا عَنْ زَنَاها وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَغْتَبِرُ فَيَنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعْفُ بِهَا عَنْ سَرَفَتِهِ))

بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ الْأَمِينِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا تُصَدِّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ بِإِذْنِهِ الصَّرِيحِ أَوْ الْعُرْفِيِّ
۲۳۶۳- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينِ الَّذِي يُنْفِقُ وَرَبِّمَا قَالَ يُعْطِي مَا أَمَرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوقِرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَيُدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أَمَرَ لَهُ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ))

۲۳۶۳- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے اناج سے خرچ کرے بغیر فساد کے (یعنی جتنا دستور ہے جیسے فقیر کو ٹکڑا یا مسائل کو ایک مٹھی جس میں شوہر کی رضاعادت سے معلوم ہوتی ہے) تو ہوگا اسکو ثواب اس کے خرچ کرنے کا اور شوہر کو اس کے کمانے کا اور خزانچی کو بھی اسی کی مثل کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کا ثواب نہ گھٹے گا (یعنی ہر ایک کو خداوند تعالیٰ ایک ثواب دے گا نہ کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کو شریک کر دے)۔

۲۳۶۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس میں ہے کہ اپنے خاوند اناج سے۔

۲۳۶۶- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کرے بغیر فساد کے تو ہوگا واسطے عورت کے اجر اس کا اور واسطے عورت کے بہ سبب اس کے خرچ کرنے کے اور خزانچی کو بھی مثل اس کی سو اس بات کے کہ کم کیا جائے اجر ان کے سے کوئی چیز۔

۲۳۶۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: غلام کا اپنے مالک کے مال سے خرچ کرنا

۲۳۶۸- عمیر جو غلام آزاد ہیں آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنے مالکوں کے مال سے کچھ صدقہ دوں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اور ثواب اس کا تم دونوں کو ہے آدھا آدھا۔

۲۳۶۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِرِوَجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)) .

۲۳۶۵- عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا)) .

۲۳۶۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا)) .

۲۳۶۷- عَنْ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

بَابُ مَا أَنْفَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ

۲۳۶۸- عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوْلِيَ بَشِيءٍ قَالَ: ((نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ)) .

(۲۳۶۸) ☆ آبی اللحم کے معنی گوشت سے انکار رکھنے والا۔ یہ صحابی تھے رسول اللہ کے اور نام ان کا عبد اللہ تھا یا سلف یا حورث اور انھوں نے

ایام جاہلیت میں قبل اسلام کے ان جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا جو بتوں کے اوپر چڑھائے جاتے تھے اور یہ حنین میں شہید ہوئے۔

لطیفہ ☆ سبحان اللہ، صحابہ کا کیا حال تھا کہ قبل اسلام بھی ایک فطری تقویٰ رکھتے تھے۔ ایک آج کے نام کے مسلمان ہیں کہ سینکڑوں بکرے شخردو کے ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک بھی نہیں لیتے۔ انا اللہ

۲۳۶۹- عمیرہ نے جو غلام آزاد ہیں آبی اللحم کے انھوں نے کہا مجھے حکم دیا میرے مالک نے کہ گوشت سکھاؤں اور ایک فقیر آگیا سو میں نے اسے کھانے کے موافق دے دیا اور جب مالک کو خبر ہوئی تو مجھے مارا اور میں رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا (سبحان اللہ آپ امان تھے یتیموں اور بیواؤں اور مظلوموں کے) آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا اس کو کیوں تم نے مارا؟ انھوں نے عرض کی کہ یہ میرا کھانا میرے بغیر حکم کے دے دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ثواب تم دونوں کو ہے۔

۲۳۷۰- ابو ہریرہ نے رسول اللہ سے روایت کی اور کئی حدیثیں ذکر کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی عورت روزہ (نفل) نہ رکھے اور شوہر اس کا حاضر ہو مگر اس کے حکم سے اور نہ اس کے گھر میں کسی (اپنے محرم) کو آنے دے جب وہ حاضر ہو مگر اس کے حکم سے (پھر جب وہ حاضر نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کے بغیر حکم اور رضا کے جو پہلے سے معلوم نہ ہو چکی ہو کسی کو آنے نہ دینا چاہیے) اور جو خرچ کرتی ہے اس کی کمائی سے بغیر اس

۲۳۶۹- عَنْ عُمَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أَقْدُدَ لَحْمًا فَجَاءَنِي مِسْكِينٌ فَأَطَعْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذَلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَنْبَتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ أَمْرَهُ فَقَالَ ((الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا)).

۲۳۷۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ قَبْلَ أَنْ يَصِفَ أَجْرَهُ لَهُ)).

(۲۳۶۹) ☆ غرض اذن دو طرح کا ہے ایک تو زبان سے مالک نے یا شوہر نے کہہ دیا ہو کہ اس مسائل کو دے دو یا عادت سے مالک اور شوہر کے معلوم ہو کہ وہ مسائل اور فقیر کے دینے سے ناراض نہیں ہو تا یہ اذن عربی ہے۔ غرض جب تک ان دونوں میں سے کسی قسم کا اذن نہ ہو تو اس کے مال میں دوسرے کو خواہ بی بی ہو یا لوتھی، غلام تصریف روا نہیں اور عمیرہ سے جو یہ فعل واقعہ ہوا تو ان کو خیال ہوا کہ مولیٰ اس سے مانع نہ ہونگے اسی خیال سے دے دیا۔ بعد معلوم ہوا کہ وہ راضی نہ تھے۔ اس لیے عمیرہ کو اجر ہوا کہ انھوں نے مولیٰ کی رضامندی کے خیال سے کیا تھا اور ثواب دونوں کو ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ ثواب ہے نہ یہ کہ ایک ہی ثواب میں دونوں کا حصہ ہے جیسا ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے اور یہی تاویل اس حدیث کی معتبر ہے۔

(۲۳۷۰) ☆ یعنی تا محرم کو آنے دینا ہی نہ چاہیے اور محرم کو جب شوہر نہ ہو تو آنا جانا منع ہے۔ رہا جب وہ حاضر ہو یعنی گھر میں ہو یا شہر میں اور اس کی مرضی بھی معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور روزہ سے مراد وہ روزہ ہے جس کے دن معین نہیں جیسے قضا کے روزے یا نفل کے سوا رمضان کے اور یہ نبی روزے سے شافعیہ کے نزدیک نبی تحریمی ہے یعنی جب تک شوہر اجازت نہ دے تو ایسا روزہ حرام ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ مرد کو ہر وقت حق ہے کہ جب چاہے اس سے صحبت کرے اور عورت کو ضروری ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرے بغیر تاخیر و تاہل کے اور روزہ کے سبب سے اس کا خیر میں خلل واقع ہوتا ہے لہذا بغیر اسکے حکم کے جائز نہیں (سبحان اللہ اس شریعت غرا اور ملت بیضا میں ہر ایک کے حق کی کیا رعایت ہے واہ! واہ! واہ!)

کے حکم (خاص) کے اگرچہ حکم عرفی موجود ہے تو اس میں بھی اس کے مرد کو آدھا ثواب ہے یعنی مرد کو کمانے کا عورت کو دینے کا۔

باب: صدقہ سے اور چیز ملانے کا بیان

۲۳۷۱- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے خرچ کیا ایک جوڑا (یعنی دو پیسے یا دو روپیہ یا دو اشرفی) اپنے مال سے اللہ کی راہ میں پکارا جائے گا جنت میں کہ اے بندے اللہ کے یہاں آ تیرے لیے یہاں خیر و خوبی ہے۔ پھر جو نماز کا عاشق ہے وہ نماز کے دروازہ سے پکارا جائے گا اور جو جہاد کا عاشق ہے وہ جہاد کے دروازہ سے اور جو صدقہ کا وہ صدقہ کے دروازہ سے اور جو روزہ کا وہ روزے کے دروازے سے۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا اس کو کیا کام کرنا ضروری ہے؟ کیا کوئی ایسا ہو گا جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور میں (اللہ کے فضل سے) امید رکھتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہو گے۔

۲۳۷۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ مَنْ جَمَعَ الصَّدَقَةَ وَأَعْمَالَ الْبِرِّ
۲۳۷۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَيَّ أَحَدٌ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ))

۲۳۷۲- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ وَمَعْنَى

حَدِيثِهِ .

۲۳۷۳- روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک جوڑا خرچ کیا اللہ کی راہ میں بلا تے ہیں اس کو سب خزانچی جنت کے ہر دروازہ کے اور کہتے ہیں کہ اے فلاں آؤ۔ تو ابو بکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسے شخص پر تو پھر کوئی خرابی نہیں آنے کی یا ایسے شخص کو تو کچھ مشکل نہیں۔ آپ

۲۳۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةٍ بَابِ أَبِي فُلٍ هَلُمَّ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ

(۲۳۷۱) ☆ یوں تو ہر مومن سب قسم کی نیکیاں بجالاتا ہے مگر ہر شخص کی طبیعت میں ایک قسم کی نیکی کا ذوق و شوق زیادہ ہوتا ہے جیسے بہادر کو جہاد کا تخی کو صدقہ کا تو وہ اسی نیکی والوں میں گنا جائے گا۔ اور اس حدیث نے کمر توڑ دی روافض کی جو طعن کرتے ہیں ابو بکر صدیق پر یعنی یہ صاف نص اور تصریح ہے اس کی کہ خاتمہ آپ کا حسن اور خوبی پر ہو گا اور جنت میں ہر دروازے کے لوگ مشتاق ہو گئے کہ آپ ادھر سے آویں تو ہم کو فخر ہو پھر جو جنت والوں کے باعث افتخار کو برا جانے وہ آفت ہر میں پڑ کر خوار ہو اور ریاں کے معنی سیر و آسودہ اور خشک کر دینے والا چونکہ روزہ دار بھوکے پیاسے رہتے ہیں اس لیے وہ دروازہ ان کے لیے خاص ہوں

نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی ان میں ہو گے (یعنی سب دروازوں سے جنت کے پکارے جاؤ گے)۔

۲۳۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون تم میں سے آج روزہ دار ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا کون جنازہ کے ساتھ گیا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے۔ فرمایا کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا؟ ابو بکر نے کہا میں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب کام ایک شخص میں جب جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔

باب: خرچ کرنے کی فضیلت اور گن گن کر رکھنے کی کراہت
۲۳۷۵- اسماء ابوبکر کی صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ خرچ کر اور گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا (یعنی کم دے گا)۔

۲۳۷۶- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ نہ سینت رکھ نہیں تو اللہ تجھ پر سینت رکھے گا (یعنی نہ دے گا)۔

۲۳۷۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۷۸- اسماء ابوبکر کی صاحبزادی امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ نہیں مگر جو زبیرؓ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)) .

۲۳۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ صَائِمًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ جَنَازَةً)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مِسْكِينًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ ((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مَرِيضًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا اجْتَمَعْنَ فِي أَمْرٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) .

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ
۲۳۷۵- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنْفِقِي أَوْ أَنْصَحِي أَوْ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ)) .

۲۳۷۶- عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنْفِقِي أَوْ أَنْصَحِي أَوْ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِي اللَّهُ عَلَيْكَ)) .

۲۳۷۷- عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيثِهِمْ .

۲۳۷۸- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا حَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا

(۲۳۷۴) ☆ اس حدیث میں بعض جاہل و اعظہ جو جمعہ کے دن کی قید لگاتے ہیں وہ محض بے اصل ہے۔

(۲۳۷۵) ☆ راوی کو شک ہے کہ انفسی کہا یا اس کے سوا اور لفظ کہا۔

(۲۳۷۸) ☆ زبیر کے دینے سے یہ مراد ہے کہ جو ان کے خرچ کو دیتے ہوں کہ اس میں انہیں اختیار ہے یا اذن عرفی ہو نا ضروری ہے۔ اور صدقہ دینے کے لیے جیسے ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔

میرے کو دیتے ہیں تو کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اس میں سے کچھ صدقہ دوں؟ آپ نے فرمایا جتنا تم دے سکو اتنا دو اور سنت کرنے رکھو نہیں تو اللہ بھی تمہیں نہ دے گا سنت کر رکھے گا۔

باب: تھوڑے صدقہ کی فضیلت اور اس کو حقیر نہ

جاننے کا بیان

۲۳۷۹- ابو ہریرہؓ روای ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا! اے مسلمان عورت! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی دے (یعنی نہ لینے والا اسکو حقیر سمجھ کر انکار کرے نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)۔

باب: صدقہ کو چھپا کر دینے کی فضیلت

۲۳۸۰- ابو ہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا سات شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا (یعنی عرش کے نیچے) جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک تو حاکم منصف (جو کتاب دست کے مطابق فیصلہ کرے خواہ بادشاہ ہو خواہ کو تو مال وغیرہ)۔ دوسرے وہ جوان جو اللہ کی راہ عبادت کے ساتھ بڑھا ہو۔ تیسرے وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور دل اس کا مسجد میں لگا رہے۔ چوتھے وہ دو شخص کہ محبت کریں آپس میں اللہ کے واسطے اسی کے لیے ملیں اور اسی کے لیے جدا ہوں۔ پانچویں جو مرد ایسا متقی ہو کہ اسے کوئی عورت حسب و نسب والی مالدار زنا کے لیے بلائے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اور زنا سے باز رہے)۔ چھٹا جو صدقہ دے کہ ایسا چھپا کر کہ اپنے کو نہ خبر ہو کہ بائیں ہاتھ نے خرچ کیا (اور یہ تعریف ہے صحیح یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ داہنا کیا خرچ کرتا ہے)۔ ساتویں جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اس کے آنسو ٹپک پڑیں (یعنی اللہ کی محبت یا خوف سے)۔

۲۳۸۱- ابو ہریرہؓ سے وہی روایت ہے جو دوسری سند سے مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جو شخص نکلے مسجد سے اور دل اس کا مسجد

مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الرَّبُّ فَهَلْ عَلَيَّ حُنَاحٌ أَنْ أَرْضَحَ بِمَا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ ((أَرْضَحِي مَا اسْتَطَعْتَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِي اللَّهُ عَلَيْكَ))

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيلِ
وَلَا تَمْتَنِعْ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِقَارِهِ

۲۳۷۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرْنَ جَارَةً لِعَارِزَتِهَا وَلَوْ فَرَسِينَ شَاةً))

بَابُ فَضْلِ إِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ

۲۳۸۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُغْلَقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالَ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))

۲۳۸۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ((وَرَجُلٌ))

مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ)) .

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةٌ

الصَّحِيحُ الشَّحِيحُ

۲۳۸۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَكْبَرُ فَقَالَ ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْغِنَى وَلَا تُنْهَلُ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْخُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)) .

۲۳۸۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَكْبَرُ أَحْرًا فَقَالَ ((أَمَا وَأَيْكَ لَتُبَيِّنَنَّ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْبِقَاءَ وَلَا تُنْهَلُ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْخُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)) .

۲۳۸۴- حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ .

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَلْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ أَلْيَدِ السُّفْلَى وَأَنَّ أَلْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَأَنَّ السُّفْلَى هِيَ الْآخِذَةُ

۲۳۸۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَيْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالْتَعْفُفَ

میں لگا ہو جب تک پھر لوٹ کر نہ جاوے۔

باب: خوش حالی اور تسدرستی میں صدقہ کرنے کی

فضیلت

۲۳۸۲- ابو ہریرہؓ نے کہا ایک شخص آیا رسول اللہ کے پاس اور عرض کی اے رسول اللہ! افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صدقہ دے تو اور تو تسدرست ہو اور حریس ہو اور خوف کرتا ہو محتاجی کا اور امید رکھتا ہو امیری کی وہ افضل ہے اور یہاں تک صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان چلتی میں آجاوے تو کہنے لگے یہ فلا نے کا ہے یہ مال فلا نے کو دو اور وہ تو خود اب فلا نے کا ہو چکا (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے)۔

۲۳۸۳- ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنا فرق ہے کہ رسول اللہ سے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا آگاہ ہو قسم ہے تیرے باپ کی۔ باقی حدیث وہی ہے۔

۲۳۸۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں ہے کہ کون سا صدقہ افضل ہے۔

باب: صدقہ دینا افضل ہے لینا افضل نہیں

۲۳۸۵- عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اور آپ منبر پر صدقہ کا ذکر کرتے تھے اور کسی سے سوال نہ کرنے کا اور فرمایا کہ

(۲۳۸۲) ایسا صدقہ دینا گویا طوائف کی دوکان داداجی کی فاتحہ۔

(۲۳۸۳) اور حدیثوں میں اللہ کے سوال اور کسی کی قسم کھانے کو منع اور شرک فرمایا ہے اور یہاں جو آپ سے قسم اس کے باپ کی نکل گئی یہ عادت کی راہ سے زبان پر جاری ہو گئی تھی اور قصد انہیں تھی۔ قصد ایسی قسم کھانا منع ہے۔

اور پر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

۲۳۸۶- حکیم بن حزام نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا غنی رہے (یعنی یہ نہیں کہ سب مال لٹا کر آپ فقیر ہو بیٹھے) اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا نان و نفقہ اپنے ذمہ ہے (جیسے لونڈی، غلام، نوکر چاکر)۔

۲۳۸۷- حکیم بن حزام نے کہا میں نے نبی سے مال مانگا تو آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ مال ہرا ہرا بیٹھا ہے سو جس نے لیا اس کو بغیر مانگے یا لیا دینے والے کی خوشی سے نہ آپ زبردستی تقاضا کر کے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے لیا (یعنی سوال کر کے لجاجت کر کے) اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا حال ایسا ہوتا ہے کہ کھاتا ہے اور یہ نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ عمدہ ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

۲۳۸۸- ابولہامہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اے بیٹے آدم کے تو جو چیز ضرورت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کر تا رہ یہ بہتر ہے تیرے لیے اور اگر اس کو بھی روک رکھے جیسے ضرورت کے موافق کو روکتا ہے تو برائی تیرے حق میں اور تجھ پر ملامت نہیں ضروری خرچ کے موافق رکھنے میں اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا خرچہ تیرے ذمہ پر ہو اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔

باب: سوال کرنے کی ممانعت

۲۳۸۹- حضرت معاویہ نے فرمایا بچو تم حدیث کی روایت سے مگر وہ حدیثیں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تمہیں اس لیے کہ

عَنْ الْمَسْأَلَةِ ((الْيَدُ الْغَلِيَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْغَلِيَّةُ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ)) .

۲۳۸۶- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غَنِيٍّ وَالْيَدُ الْغَلِيَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْتَدَأَ بِمَنْ تَعُولُ)) .

۲۳۸۷- عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ حُلُوَّةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطَيْبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْغَلِيَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)) .

۲۳۸۸- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمْسِكَ شَرٌّ لَكَ وَلَا تَلَامُ عَلَيَّ كَفَافٍ وَابْتَدَأَ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْغَلِيَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى)) .

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

۲۳۸۹- عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيثَ إِلَّا حَدِيثَنَا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ

(۲۳۸۹) حضرت معاویہ کے زمانہ میں ممالک یہود و نصاریٰ کی فتح ہوئی اور روایات اہل کتاب کی لوگوں میں کثرت سے پھیلیں۔ اس لیے آپ نے حکم کیا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی روایات کی طرف رجوع کرو کہ وہ زمانہ ربط و ضبط کا تھا اور غیر قوموں سے احتیاط نہ تھا اور بعد ان کے پھر حدیث مدون ہو گئی اور علم من جمیع الوجوه محفوظ ہو گیا۔

حضرت عمرؓ لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے اللہ پاک سے اور سنا ہے میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور سنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے میں تو فقط خزانچی ہوں پھر جس کو میں دل کی خوشی سے دوں (یعنی بغیر سوال اور لجاجت ساکمل کے) تو اس میں اس کو برکت ہوتی ہے اور جس کو میں مانگنے سے اور اس کے ستانے سے دوں اس کا حال ایسا ہے کہ گویا کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔

۲۳۹۰- حضرت معاویہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہؐ نے تم سوال میں ہٹ نہ کیا کرو اس لیے کہ اللہ کی قسم مجھ سے جو مانگتا ہے کوئی چیز اور اس کے سوال کے سبب سے میرے پاس سے چیز خرچ ہوتی ہے اور میں اس کو برا جانتا ہوں تو اس میں برکت کیونکر ہوگی۔

۲۳۹۱- عمرو بن دینار نے وہب منبہ سے روایت کی اور کہا کہ میں ان کے گھر گیا صنعا میں اور مجھے انھوں نے اپنے احاطہ کے جوز کھلائے اور ان کے بھائی نے روایت کی کہ میں نے سنا معاویہ بن ابی سفیان سے سنا کہ میں نے رسول اللہؐ سے پھر روایت بیان کی مثل اس کے جو اوپر گزری۔

۲۳۹۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے اور روایت کی کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جس کی اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہے۔

فَإِنَّ عَمَرَ كَانَ يُحِيفُ النَّاسَ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ ((مَنْ يُرِذِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ)) وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طَيِّبِ نَفْسٍ فَيَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ))

۲۳۹۰- عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُلْحِقُوا فِي الْمَسْأَلَةِ فَوَاللَّهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارَةٌ فَيَبَارِكْ لَهُ فِيهَا أَعْطَيْتُهُ))

۲۳۹۱- عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهِ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ فَأَطْعَمَنِي مِنْ جَوْزَةٍ فِي دَارِهِ عَنْ أَحِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ .

۲۳۹۲- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ يُرِذِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ))

(۲۳۹۲) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین میں سمجھ پیدا ہونے سے بہتری کوئی نہیں کہ اس سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں درست ہو جاتی ہیں۔ پس ہر مسلمان کو اس میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور معلوم ہوا کہ دینے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں آنحضرتؐ بھی باوجود علوم مرتبت اور رفیع منزلت کے بانٹنے ہی والے ہیں۔ پھر بد ہوش نصید کدھر رہے پھر یہ نادان لوگ جو اولیاء و انبیاء سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اولاد جو رو مانگتے ہیں محض بے دین اور جاہل ہیں۔

باب: مسکین کون ہے؟

۲۳۹۳- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے گرد رہتا ہے اور ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جاتا ہے۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ مسکین کون ہے اے رسول اللہ کے؟ آپ نے فرمایا جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اس کی ضرورت بشری کی کفایت کرتا ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔

۲۳۹۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجور یا ایک دو لقمہ لے کر لوٹ جاتا ہے۔ مسکین وہ ہے جو سوال نہیں کرتا تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتے نہیں پٹ کر۔

۲۳۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: لوگوں سے سوال کرنے سے کراہت

۲۳۹۶- عبد اللہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہمیشہ تم میں کا آدمی مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سے ملے گا اور اس کے منہ پر ایک ٹکڑا بھی گوشت کا نہ ہوگا یعنی حشر میں۔

۲۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں مزعہ کا لفظ نہیں۔

بَابُ الْمِسْكِينِ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ

۲۳۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ ((الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ)) فَتَرُدُّهُ اللَّقْمَةَ وَاللُّقْمَتَانَ وَالشَّمْرَةَ وَالشَّمْرَتَانِ)) قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا))

۲۳۹۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالَّذِي تَرُدُّهُ الشَّمْرَةَ وَالشَّمْرَتَانِ وَلَا اللَّقْمَةَ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الْمُتَعَفِّفُ أَقْرَأُوا إِنَّ شِئْتُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِحْفَافًا))

۲۳۹۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ .

بَابُ كَرَاهَةِ الْمَسْأَلَةِ لِلنَّاسِ

۲۳۹۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مَرْغَةٌ لَحْمٍ))

۲۳۹۷- عَنْ أَحِبِّي الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ((مَرْغَةً))

(۲۳۹۳) بہت سے اہل و عیال والے غریب و مسلمان ایسے ہی ہیں کہ باوجود محنت و مشقت کے ان کی ضروریات کے موافق نہیں ملتا اور تنگ دست اور قرضدار رہتے ہیں انہیں دینا اور ان کی دل جوئی اور مدد کرنا ہزار مسکین کے دینے سے اولیٰ ہے۔ ہر مالدار کو اس کا خیال ضرور ہے۔

(۲۳۹۶) گوشت کا نہ ہونا چہرہ پر عہارت ہے گویا بے آبرو ہونے اور کمرہ اور ذلیل ہونے سے یعنی سوال موجب ذلت و بے آبروئی ہے۔

۲۳۹۸- حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن آوے گا اور اس کے منہ پر ایک بوئی گوشت کی نہ ہوگی۔

۲۳۹۹- ابو ہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جو لوگوں سے مانگتا رہتا ہے ان کے مال اپنا مال بڑھانے (یعنی نہ ضرورت اور کفایت کے لیے) تو وہ چنگاریاں مانگتا ہے پھر چاہے کم لے یا زیادہ لے۔

۲۴۰۰- ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے سنا رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے اگر کوئی صبح کو جا کر ایک گٹھا لکڑی کا اپنی پیٹھ پر لادے اور اس سے صدقہ دے اور اپنا کام بھی نکالے کہ لوگوں کا محتاج نہ ہو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ دیں یا نہ دیں اور بلاشبہ اوپر کا ہاتھ افضل ہے نیچے کے ہاتھ سے اور پہلے صدقہ اس کو دے جو تیرے سر روٹی کھاتا ہے۔

۲۴۰۱- قیس نے کہا ہم پاس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم اگر کوئی صبح کو جاوے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادے اور بیچے۔ آگے وہی روایت کی جو اوپر گزری۔

۲۴۰۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی لکڑی کا گٹھا لادے اپنی پیٹھ پر اور اس کو بیچے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے سوال کرنے سے کسی شخص سے کہ معلوم نہیں کہ وہ دے یا نہ دے۔

۲۴۰۳- ابو ادریس خولانی ابو مسلم خولانیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ روایت کی مجھ سے ایک دوسرے

۲۳۹۸- عَنْ حَمَزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةٌ لَحْمٍ)) .

۲۳۹۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكْثُرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلَيْسَ مَغْفِلٌ أَوْ لَيْسَ تَكْثِيرٌ)) .

۲۴۰۰- عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيُحْطَبَ عَلَيَّ ظَهْرَهُ فَيَتَصَدَّقَ بِهِ وَيَسْتَغْنِي بِهِ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ الْيَدَ الْغَلِيَّةَ أَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْتَدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)) .

۲۴۰۱- عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَاللَّهِ لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيُحْطَبَ عَلَيَّ ظَهْرَهُ فَيَبِيعَهُ)) نَمْ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بَيَانٍ .

۲۴۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَأَنْ يَحْتَرِمَ أَحَدُكُمْ حُرْمَةً مِنْ حَطْبٍ فَيُحْمِلَهَا عَلَيَّ ظَهْرَهُ فَيَبِيعَهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا يُعْطِيهِ أَوْ يَمْنَعُهُ)) .

۲۴۰۳- عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ أَمَّا هُوَ

(۲۳۰۳) یہ کمال ایضاً بیعت تھی اور نہایت درجہ کی پرہیزگاری اور اطاعت تھی رسول اللہ کی اور یہ بہت بڑا درجہ ہے اور ابو مسلم جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بڑے زاہد ہیں اور کرامات ان کی مشہور ہیں۔ اسلام لائے وہ رسول اللہ کے زمانہ میں اور اس وقت تھی مردود وجود عموماً نبوت کا کرتا تھا اس نے ان کو آگ میں ڈال دیا اور وہ نہ جلے پھر لاچار ہو کر ان کو چھوڑ دیا اور وہ ہجرت کر کے رسول اللہ کی طرف چلے کہ آپ ﷺ

امانتدار نے اور بے شک وہ میرے دوست اور میرے نزدیک امانتدار ہیں عوف بن مالک اشجعی انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے نو یا آٹھ یا سات آدمی اور آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ سے اور ہم ان دنوں بیعت کر چکے تھے تو ہم نے عرض کی کہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ سے پھر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ ہم تو بیعت اول کر چکے ہیں اب کس بات کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا کہ عبادت کرد اللہ کی اور نہ شریک کرو اس کے ساتھ کسی کو اور نمازوں کی بیچگانہ اور اللہ کی فرمانبرداری کرو اور ایک بات چپکے سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔ تو میں نے ان میں سے بعضوں کو دیکھا کہ ان کا کوزا گر پڑتا تھا (یعنی اونٹ پر سے) تو کسی سے سوال نہ کرتے کہ وہ اٹھادے۔

باب: کس شخص کو سوال کرنا جائز ہے

۲۴۰۳- قبضہ نے کہا میں قرضدار ہو گیا تھا ایک بڑی رقم کا (یعنی دو قبیلوں کی اصلاح وغیرہ کے لیے یا کسی اور امر خیر کے واسطے) اور رسول اللہ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تم ٹھہرو کہ ہمارے پاس صدقات کا مال آئے تو ہم اس میں سے کچھ تم کو دیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے قبضہ سوال حلال نہیں مگر تین شخصوں کو ایک تو وہ جو قرضدار ہو جائے کسی امر خیر میں تو حلال ہو جاتا ہے اس کو سوال یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنا مال کہ درست ہو جائے اس کی گزران پھر سوال سے باز رہے۔ دوسرے وہ شخص کہ پہنچی ہو آفت اس کے مال میں کہ ضائع ہو گیا ہو مال اس کا تو حلال ہو جاتا ہے سوال اس کو یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنی رقم کہ درست ہو جائے اس کی گزران۔ راوی کو

فَحَبِيبٌ اِلَيَّ وَاَمَّا هُوَ عِنْدِي فَاَمِيْنٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ
الاشجعيُّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةً اَوْ
ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ))
وَ كُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِنَبِيِّنَا فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ)) فَقُلْنَا قَدْ
بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ)) قَالَ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَّمَ نَبِيْعَكَ قَالَ ((عَلَيَّ اَنْ تَعْبُدُوْا
اللّٰهَ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ
وَتَطِيْعُوْا وَاَسْرَ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَاَنْ تَسْأَلُوْا النَّاسَ
شَيْئًا)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ اَوْلِيَاكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ
سَوْطَ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ اَحَدًا يَنْوِيْهُ اِيَّاهُ.

باب مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ

۲۴۰۴- عَنْ قَبِيْصَةَ بِنِ مُخَارِقِ الْهَلَالِيّ
قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلِّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَسْأَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ
((اَقِيْمِ حَتّٰى تَأْتِيْنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرُ لَكَ
بِهَا)) قَالَ ثُمَّ قَالَ ((يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ
الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا بِالْحَدِّ ثَلَاثَةِ رَجُلٍ
تَحْمَلُ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى
يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُنْسِكُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَانِحَةٌ
اجْتَاَحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى
يُصِيْبَ قِرْوَامًا مِنْ غَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَاذًا مِنْ
غَيْشٍ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاَقَّةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلَاثَةَ

نے وفات فرمائی اور بڑے بڑے صحابہ سے ملاقات کی ہے مثل ابی بکر صدیق وغیرہ کے اور اس پر اتفاق ہے محدثین اور مورخین اور ابابیر کا اور سمعانی نے انساب میں جو نقل کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں ایمان لائے یہ غلط ہے با اتفاق مورخین وغیرہم کے۔ (النووی)

شک ہے کہ قوام فرمایا اسداد معنی دونوں کے ایک ہیں۔ تیسرا وہ کہ پہنچا ہوا اس کو فاقہ اور تین شخص عقل والوں میں سے اس کی قوم کے گواہی دیں کہ اس کو بیشک فاقہ پہنچا ہے اس کو بھی سوال جائز ہے جب تک کہ اپنی گزران درست ہونے کے موافق نہ پائے اور سوال لوگوں کے اے قبیصہ سوال حرام ہے اور سوال کے جو سوال کرنے والا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔

باب: بغیر خواہش اور سوال کے لینا جائز ہے

۲۴۰۵- سالمؓ نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہؐ مجھے کچھ مال دیا کرتے تھے اور میں کہتا تھا کہ جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہو اس کو عنایت کیجئے یہاں تک کہ ایک بار مجھے آپ نے کچھ مال دیا اور میں نے عرض کیا کہ جسے مجھ سے زیادہ حاجت ہو اسے عنایت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اس کو لے لو اور اس مال میں سے جو تمہارے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے آئے اس کو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کا خیال بھی نہ کرو۔

۲۴۰۶- سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ عمر بن خطاب کو کچھ مال دیا کرتے تھے اور وہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! کسی ایسے شخص کو عنایت کیجئے جو مجھ سے

مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ
فُلَانًا فَاقَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ
قِيَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ
فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةَ سَخْنَا
يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سَخْنَا))

بَابُ إِبَاحَةِ الْأَخْذِ لِمَنْ أُعْطِيَ مِنْ غَيْرِ
مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ

۲۴۰۵- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِينِي
الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أُعْطِيهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أُعْطَانِي
مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أُعْطِيهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ((خُذْهُ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ
وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا
تَتَّبِعُهُ نَفْسَكَ))

۲۴۰۶- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُعْطِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْعَطَاءَ فَيَقُولُ لَهُ عُمَرُ أُعْطِيهِ يَا

(۲۴۰۵) ☆ شاید یہ مثل اسی حدیث سے نکلی ہے مصرع۔ چیزیکہ بے سوال رسد وادہ خداست

اس حدیث سے کمال زہد اور بے رغبتی اور لاطمی اور ایثار حضرت عمرؓ کا معلوم ہوتا ہے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جس کو مال آجائے اسے قبول کرنا چاہیے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اور صحیح و مشہور مذہب یہ ہے کہ سوا سلطان کے اور کمال قبول کرنا مستحب ہے اور جمہور کا بھی قول ہے اور عطیہ سلطان کا۔ سو بعضوں نے اس کو حرام کہا ہے اور بعضوں نے حلال۔ اور صحیح یہ ہے کہ عطیائے سلطانی میں مال حرام غالب ہے۔ غرض اگر مال حرام غالب ہو تو لینا روا نہیں ورنہ خیر مباح ہے اور ایسا ہے جو ایسے شخص کے پاس مال آئے جو اس کا مستحق نہیں اور اس میں مال حرام غالب نہیں تو لینا روا ہے اگر لینے والے میں کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو اور بعضوں نے اس مباح کو واجب رکھا ہے خواہ سلطان سے ہو یا اس کے غیر سے اور بعضوں نے مستحب کہا ہے سلطان کے عطیہ کو نہ اور کے۔

زیادہ احتیاج رکھتا ہو۔ تو ایک بار رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ مال لے لو اور اپنے پاس رکھو خواہ صدقہ دے دو اور جو اس قسم کے مال سے تمہارے پاس آئے اور تم نے اس کی خواہش نہ کی ہو اور نہ مانگا ہو تو اس کو لے لیا کرو اور اپنے دل سے خواہش نہ کیا کرو۔ سالم نے کہا اسی سبب سے ابن عمر کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے اور اگر کوئی مانگا تو پھیر نہ دیتے تھے۔

۲۴۰۷۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۰۷۔ ابن سعدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے حضرت عمرؓ نے صدقہ کا عامل کیا۔ جب میں فارغ ہوا اور صدقہ کا مال ان کو لا کر دے دیا تو مجھے کچھ اجرت لینے کا حکم کیا۔ میں نے کہا میں نے تو اللہ کے واسطے یہ کام کیا ہے اور مزدوری میری اللہ پر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں جو دیتا ہوں لے لو۔ ایک بار میں نے بھی رسول اللہ کے زمانہ میں صدقہ اکٹھا کیا تھا اور آپ نے مجھے بھی کچھ اجرت دی اور میں نے ایسا ہی کہا جیسے تم نے کہا سو مجھ سے فرمایا رسول اللہ نے جب بغیر مانگے تمہارے کچھ ملے تو کھاؤ اور صدقہ دو۔

۲۴۰۹۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: حرص دنیا کی مذمت

۲۴۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے کے چینے اور مال کی حرص جو ان ہے۔

۲۴۱۱۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

رَسُولُ اللَّهِ أَفْقَرُ إِلَيَّ مِنِّي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرَفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَكَ فَلَا تَتَّبِعَهُ نَفْسَكَ)) قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَ .

۲۴۰۷۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۲۴۰۸۔ عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَذَيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعَمَالَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ وَأُجْرِي عَلَى اللَّهِ فَقَالَ خُذْ مَا أُعْطَيْتَ فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَمَلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا أُعْطَيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ)) .

۲۴۰۹۔ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ .

بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا

۲۴۱۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ)) .

۲۴۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولُ الْحَيَاةِ وَحُبُّ الْمَالِ)) .

(۲۴۱۰) ☆ یہ مصرع اس حدیث کے موافق ہے۔ ع مرد چوں پیر شود حرص جو ان گردد۔

۲۳۱۲۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۴۱۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 ((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ
 عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ))

۲۳۱۳۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۱۳۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ
 ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ.

۲۳۱۴۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۱۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
 بِمِثْلِهِ .

باب: اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو وادیاں مال کی ہوں
 تو وہ تیسری چاہے گا

بَاب لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ لَأَبْتَعِيَ
 ثَالِثًا

۲۳۱۵۔ انسؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا اگر آدمی کے دو جنگل
 ہوں مال کے تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا رہے اور پیٹ نہیں بھرتی
 آدمی کا مگر مٹی۔ اور رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے (یعنی
 جو دنیا کی حرص سے باز آئے اسے سچ قناعت فرماتا ہے)۔

۲۴۱۵۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَأَبْتَعِيَ
 وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ
 وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ))

۲۳۱۶۔ انسؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے یہ
 مجھے معلوم نہیں کہ آپ پر یہ بات اتنی تھی یا خود فرماتے تھے۔
 پھر بیان کی روایت ابو عوانہ کی جو اوپر گزری۔

۲۴۱۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فَلَا أُدْرِي أَشَيْءٌ أَنْزَلَ أُمَّ
 شَيْءٌ كَانَ يَقُولُهُ بِعِثَلٍ حَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ .

۲۳۱۷۔ حضرت انسؓ نے آنحضرتؐ سے روایت کی کہ فرمایا اگر
 آدمی کا ایک جنگل سونے کا ہو تو بھی آرزو کرے کہ دوسرا ہو اور
 اس کا مت نہیں بھرتی مگر مٹی (گور کی) اور اللہ رجوع کرتا ہے اس
 کی طرف جو توبہ کرے۔

۲۴۱۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ
 ﷺ ((أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ
 ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ لَهُ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ
 إِلَّا التُّرَابُ وَاللَّهُ يَتُوبُ عَلَى مَنْ تَابَ))

۲۳۱۸۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا میں نے سنا رسول اللہؐ سے کہ
 اگر آدمی کا ایک میدان مال سے بھرا ہو تو بھی چاہے گا کہ اسی کے
 برابر اور ہو۔ اور آدمی کا جی کسی چیز سے نہیں بھرتا سوا مٹی کے اور

۲۴۱۸۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لَوْ أَنَّ
 لِابْنِ آدَمَ مِلَّةً وَادٍ مَالًا لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ إِلَيْهِ

(۲۳۱۵) ☆ یہ شعر اس حدیث کے موافق ہے۔

چشم جنگ کور دنیا دار را
 یا قناعت پر کند یا خاک گور

رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے۔ ابن عباسؓ نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں اور زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ میں نہیں جانتا قرآن میں سے ہے اور ابن عباس کا نام نہیں لیا۔

۲۳۱۹- ابو الاسود نے کہا ابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ کے قاریوں کو بلوا بھیجا اور وہ سب تین سو قاری انکے پاس آئے اور انہوں نے قرآن پڑھا اور ابو موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم بصرہ کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور وہاں کے قاری ہو سو قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت گزر جانے سے ست نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جیسے تم سے اگلوں کے دل سخت ہو گئے اور ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سخت و عیدوں میں برأت کے برابر تھی پھر میں اسے بھول گیا مگر اتنی بات یاد رہی کہ اگر آدمی کے دو میدان ہوتے ہیں مال کے تب بھی تیسرا ڈھونڈتا رہتا اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے اور ہم ایک سورت اور پڑھتے تھے اور اس کو مسحات میں کی ایک سورت کے برابر جانتے تھے میں وہ بھی بھول گیا مگر اس میں سے یہ آیت یاد ہے اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں اور جو بات ایسی کہتے ہو کہ کرتے نہیں وہ تمہاری گردنوں میں لکھ دی جاتی ہے گواہی کے طور پر کہ اس کا سوال ہو گا تم سے قیامت کے دن۔

باب: قناعت کی فضیلت

۲۳۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیری سامان بہت ہونے سے نہیں ہے بلکہ امیری دل سے ہے۔

مِثْلُهُ وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التَّرَابُ وَاللَّهُ يَتُوبُ عَلَيَّ مَنْ تَابَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا أُدْرِي أَمِنَ الْقُرْآنَ هُوَ أَمْ لَمْ يَفِي رِوَايَةَ زُهَيْرٍ قَالَ فَلَا أُدْرِي أَمِنَ الْقُرْآنَ لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ عَبَّاسٍ .
۲۴۱۹- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَيَّ قُرَاءَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَدَخَلَ عَلَيَّ ثَلَاثَ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَأُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ أَنْتُمْ خِيَارُ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَأُوهُمْ فَاتْلُوهُ وَلَا يَطْوِلَنَّ عَلَيْكُمْ الْأَمْدُ فَتَفْسُو قُلُوبُكُمْ كَمَا فَتَسَتْ قُلُوبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ سُورَةَ كُنَّا نُنْشِبُهَا فِي الطُّولِ وَالشَّدَّةِ بَيْرَاءَةً فَأَنْسِينَهَا غَيْرَ أَنِّي قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيَانِ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ حَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التَّرَابُ وَكُنَّا نَقْرَأُ سُورَةَ كُنَّا نُنْشِبُهَا بِإِخْدَى الْمُسَبِّحَاتِ فَأَنْسِينَهَا غَيْرَ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْهَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةٌ فِي أَعْنَاقِكُمْ فَتَسْأَلُونَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

باب لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ

۲۴۲۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)) .

(۲۳۱۹) ☆ ان سب حدیثوں میں مذمت ہے دنیا کی حرص کی اور برائی ہے دنیا کے بہت چاہنے کی اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اہل دنیا کا فران مطلق اندر دوزخ و رزق ذوق و درق بن اند

(۲۳۲۰) ☆ یعنی سامان دنیا بہت ہے مگر آدمی پر حرص غالب ہے جب بھی امیر نہیں اور دل غنی ہے توبے مال کے بھی بے پرواہ ہے۔

باب: دنیا کی کشادگی اور زینت پر مغرور مت ہو
۲۳۲۱- ابو سعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں وعظ کہا اور فرمایا اللہ کی قسم اے لوگو! میں تمہارے لیے کسی اور چیز سے نہیں ڈرتا ہوں مگر اس سے جو اللہ تعالیٰ نکالتا ہے تمہارے لیے دنیا کی زینت۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ (یعنی دنیا کی دولت اور حکومت آنا اور اسلام کی ترقی ہونا تو خیر ہے اس کا نتیجہ برائیوں کر ہوگا) پھر رسول اللہؐ چپ ہو رہے تھوڑی دیر۔ پھر فرمایا تم نے کیا کہا (پھر اس کے سوال کو پوچھ لیا کہ کہیں بھول نہ گیا ہو تو مطابقت جواب کی سوال کے ساتھ اس کی سمجھ میں نہ آئے) اس نے عرض کیا اے رسول اللہ! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ بہار کے دنوں میں جو سبزہ اگتا ہے (اور اسے تم خیر بھی جانتے ہو) وہ نہیں مارتا ہے ہیضہ سے نہ قریب المرگ کرتا ہے مگر ہر اچرنے والے کو کہ وہ کھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول جاتی ہیں اور سورج کے سامنے ہو کر پتلا گننے لگتا ہے یا موتے لگتا ہے پھر جگالی کرنے لگتا ہے اور پھر چرنے جاتا ہے (یہاں تک کہ اسی لوٹ پوٹ میں مر جاتا ہے)۔ یہی حال اس مال کا ہے کہ جو اس کو حق کے ساتھ لیتا ہے اس کو برکت ہوتی ہے اور جو ناحق طوہر لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے کہ کھا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا (جیسے اس ہری چرنے والے کا)۔

۲۳۲۲- وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ نے تین بار فرمایا کہ خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے اور اخیر میں فرمایا جس نے اس کو (یعنی مال کو) حق کی راہ سے لیا اور راہ حق میں رکھا تو کیا خوب مدد اس سے ملتی ہے (یعنی درجات عالیہ صدقات و خیرات اور مہرات کے اس کو عنایت ہوتے ہیں)۔

بَابُ تَخَوُّفِ مَا يَخْرُجُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا
۲۴۲۱- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه يقول قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطب الناس فقال ((لا والله ما أحسنى عليكم أيها الناس إلا ما يخرج الله لكم من زهرة الدنيا)) فقال رجل يا رسول الله أتأتي الخير بالشر فضمت رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة ثم قال ((كيف قلت)) قال قلت يا رسول الله أتأتي الخير بالشر فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ((إن الخير لا يأتي إلا بخير أو خير هو إن كل ما ينبت الربيع يقتل حبطاً أو يلمم إلا أكلة الحنظل حتى إذا امتلأت خاصرتها استقبلت الشمس تلتطت أو بالت ثم اجترت فعادت فأكلت فمن يأخذ مالا بحقه يبارك له فيه ومن يأخذ مالا بغير حقه فمثله كمثل الذي يأكل ولا يشبع))

۲۴۲۲- عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ قال ((أخوف ما أخاف عليكم ما يخرج الله لكم من زهرة الدنيا)) قالوا وما زهرة الدنيا يا رسول الله قال برسكات الأرض قالوا يا رسول الله وهل يأتي الخير بالشر قال ((لا يأتي الخير إلا بالخير لا يأتي الخير إلا))

باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بِالْخَيْرِ لَمْ يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ كُلَّ مَا آتَيْتَ
الرَّبِيعَ يَقْتُلُ أَوْ يَلْمُ إِلَّا أَكَلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا تَأْكُلُ
حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ حَاصِرُهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ
ثُمَّ اجْتَرَتْ وَبَالَتْ وَتَلَطَّتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ إِنَّ
هَذَا الْمَالُ خَضِرَةٌ خُلُوَّةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ
وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَبِعَمِّ الْمَغُونَةِ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ
بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ))

۲۴۲۳- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے وہی روایت بیان کی مگر یہ بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تھے اور ہم آپ کے گرد بیٹھے تھے اور آگے آپ نے وہی مضمون فرمایا دنیا کی زینت کا۔ تب ایک شخص نے عرض کی کہ کیا خیر کا نتیجہ شر ہوتا ہے؟ آپ چپ ہو رہے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا تو نے کیوں ایسی بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے بات نہ کی اور ہم کو خیال ہوا کہ آپ پر وحی اترتی ہے اتنے میں آپ نے پسینہ پونچھا اور فرمایا اس سائل نے اچھی بات کہی۔ پھر آپ نے وہی مثال سبزہ چرنے والی کی بیان کی اور فرمایا یہ مال ہر اے بیٹھا ہے اور بہت اچھا رفیق ہے اس مسلمان کا جو مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو دے یا اور کچھ فرمایا۔ اخیر میں یہ فرمایا کہ وہ مال اس پر قیامت کے دن گواہ ہوگا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۴۲۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ حَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ وَحَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ ((إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ قَالَ وَرَأَيْتُنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ يَمْسُحُ عَنْهُ الرُّحْضَاءُ وَقَالَ ((إِنَّ هَذَا السَّائِلُ)) وَكَأَنَّهُ حَمِيدَةٌ فَقَالَ ((إِنَّهُ لَمْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنْ مِمَّا يَنْبَغُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يَلْمُ إِلَّا أَكَلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ حَاصِرُهَا اسْتَقْبَلَتِ عَيْنَ الشَّمْسِ فَلَطَّتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالُ خَضِرٌ خُلُوَّةٌ وَنَعَمُ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطَى مِنْهُ الْمُسْكِينِ وَالْيَتِيمِ وَابْنِ السَّبِيلِ))

(۲۴۲۳) اس حدیث میں آپ نے اپنی امت مرحومہ کو دنیا کی زینت اور کثرت سے ڈرایا اور ان کو ڈر لیا جن کو مال حلال ہاتھ آئے اور راہ حق میں خرچ ہوا ان ملائین دنیا کا تو ذکر ہی نہیں جو مال حرام اکٹھا کرتے ہیں اور اپنے بیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔ اور سائل نے پوچھا کہ خیر کا انجام شر کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے مگر دنیا کی زینت خیر حقیقی نہیں بلکہ اس میں بندوں کا امتحان اور فتنہ ہے کہ اس میں مشغول ہو کر بزرگوں خدا کو بھول جاتے ہیں اور آپس میں بغض اور نفسانیت پیدا کرتے ہیں۔ پھر اس پر سبزہ کی مثال فرمائی کہ گویا ہیرائی کا برتنا سبزہ کا ہونا زنگی کا باعث ہے مگر بد پر ہیز جانوروں کے لیے وہی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے۔

أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذْهُ
بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ
عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

بَابُ فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ

٢٤٢٤- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا
مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ
ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفَذَ مَا عِنْدَهُ قَالَ
((مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ
وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ
وَمَنْ يَصْبِرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ
عَطَاءٍ خَيْرًا وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ))

٢٤٢٥- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ .

بَابُ فِي الْكِفَافِ وَالْقَنَاعَةِ

٢٤٢٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ
وَرَزَقَ كِفَافًا وَقَعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ))

٢٤٢٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قَوْتًا))

بَابُ إِعْطَاءِ مَنْ سَأَلَ بِفَحْشٍ وَغِلْظَةٍ

٢٤٢٨- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ

باب: صبر و قناعت کی فضیلت

٢٣٢٣- ابو سعیدؓ نے کہا چند لوگوں نے انصار کے کچھ مانگا رسول
اللہؐ سے آپ نے ان کو دیا۔ انھوں نے پھر مانگا پھر دیا یہاں تک کہ جب
تمام ہو گیا جو کچھ آپ کے پاس تھا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو
مال ہوتا ہے تو میں تم سے دریغ نہیں کرتا اور جو سوال سے بچے اللہ
اسے بچاتا ہے اور جو اپنے دل کو بے پروا رکھے اللہ اس کو بے پروا
کردیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈالے اللہ اس پر صبر آسان کر دیتا
ہے اور کوئی عطاء الہی بہتر اور کشادگی والی صبر سے زیادہ نہیں۔

٢٣٢٥- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: کفاف اور قناعت کے بارے

٢٣٢٦- عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مراد
کو پہنچا اور چھٹکارا پایا اس نے جو اسلام لایا اور موافق ضرورت کے
رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت دی۔

٢٣٢٧- حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے دعا کی کہ یا اللہ!
محمدؐ کی آل کی روزی موافق ضرورت کے رکھ۔

باب: مؤلفۃ القلوب اور خوارج کا بیان

٢٣٢٨- حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے کچھ صدقہ

(٢٣٢٣) ☆ اس حدیث میں قناعت اور صبر اور تنگی دنیا پر راضی رہنے کی تعلیم اور ترغیب ہے۔

(٢٣٢٧) ☆ یعنی دنیا کی علوم و تریاق اور ساز و براق اور حمل اقبال کے تحمل مشاق اور زبردستی کی دھوم دھام اور بھوم بھوم اور تاحق کی زرق رزق اور اہل معاملات کی بقی بقی سے محفوظ رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موافق ضرورت کے روٹی ملنا فقر اور غنی دونوں سے افضل ہے۔ حیر الامور اور مسطہ اور قوت اہل لغت کے نزدیک رفق کو کہتے ہیں اور اس سے دنیا کم رکھنے کی فضیلت ثابت ہوئی اور کفایت کرنے کی قوت لایموت پر۔

(٢٣٢٨) ☆ غرض یہ کہ انھوں نے مجھے بہت الحاح سے سوال کیا ہے سب ضعف ایمان کے اور اگر میں ان کو نہ دیتا تو بخیل کہتے۔ اس حدیث میں

کامل تقسیم فرمایا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قسم اللہ کی اس کے مستحق اور لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا انہوں نے مجھے مجبور کیا دو باتوں میں کہ یا تو مجھ سے بے حیائی سے مانگیں یا میں ان کے آگے بخیل ٹھہروں۔ سو میں بخل کرنا والا نہیں ہوں۔

۲۴۲۹- انس بن مالک نے کہا میں رسول اللہ کے ساتھ چلا جاتا تھا اور آپ نے ایک نجران (شہر کا نام ہے) کی چادر اوزھی ہوئی تھی جس کا کنارہ موٹا تھا اور آپ کو ایک گاؤں کا آدمی ملا اور آپ کو چادر سمیت کھینچا بہت زور سے کہ میں نے دیکھا آپ کی گردن کے موہرے پر چادر کا نشان بن گیا اور اس کا حاشیہ گڑ گیا اس کے زور سے کھینچنے کے سبب سے۔ پھر کہا اے محمد! حکم کرو میرے لیے اس مال میں سے کچھ دینے کا جو اللہ کا دیا آپ کے پاس ہے۔ سو رسول اللہ نے اس کی طرف دیکھا اور منے اور حکم کیا اس کو کچھ دینے کا۔

۲۴۳۰- حضرت اسحق رضی اللہ عنہ سے بذریعہ انس رضی اللہ عنہ کے وہی روایت مروی ہے اور عکرمہ بن عمار کی روایت میں یہ مضمون زیادہ ہے کہ اس اعرابی نے ایسا کھینچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کے گلے سے لگ گئے اور ہمام کی روایت میں ہے کہ ایسا کھینچا کہ چادر مبارک پھٹ گئی اور کنارہ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں رہ گیا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۴۳۱- مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ تقسیم کیں رسول اللہ نے قبائیں اور مخرمہ کو کوئی نہ دی۔ تب مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ چلو رسول اللہ تک سو میں ان کے ساتھ گیا اور

عَنْ قَسَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَسَمًا فَقُلْتُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَغَيْرِ هَؤُلَاءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ قَالَ ((إِنَّهُمْ خَيْرُونِي أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفَحْشِ أَوْ يَخْلُونِي فَلَسْتُ بِأَجِل))

۲۴۲۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُمْسِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ رِءَاءُ نَحْرَانِي غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَذْرَكُهُ أُعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِءَائِهِ جَبَذَةً شَدِيدَةً نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّءَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبَذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَرُّ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضَجِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

۲۴۳۰- عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَفِي حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الرِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهُ إِلَيْهِ جَبَذَةً رَجَعَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي نَحْرِ الْأَعْرَابِيِّ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ فَحَاذَبَهُ حَتَّى انشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتَّى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۴۳۱- عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْبِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةَ يَا بَنِيَّ أَنْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

تلف سے معلوم ہوا کہ جاہلوں اور سخت دل اور ضعیف الایمان لوگوں سے مدارات کرنا ضروری ہے اور اس مصلحت سے ان کو مال دینا رہا ہے۔ (۲۴۲۹) اور اس کی اس کاؤ زوری پر کچھ غصہ نہ فرمایا۔ یہ کمال خلق اور حلم تھا آپ کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر حلم و صبر و درگزر کرنا اور ان کے سوء ادب کے بدلے میں ان سے احسان کرنا چاہیے اور خوش خلقی سے برتا چاہیے جیسے آپ نے دینے اور اس کو کچھ دلوا بھی دیا اور اس سے ہنسنے کا جواز بھی سمجھا گیا۔

انہوں نے کہا تم گھر میں جا کر انہیں بلاؤ۔ میں نے حضرت کو بلایا آپ نکلے اس میں کی ایک قبائلی اور فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے واسطے رکھ چھوڑی تھی اور پھر آپ نے خرمہ کو دیکھا اور فرمایا خرمہ خوش ہو گئے۔

۲۴۳۲- مسوڑ نے کہانی کے پاس کچھ قبائلی آئیں اور مجھ سے میرے باپ خرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ چلو شاید ہم کو بھی اس میں سے کچھ دیں۔ غرض میرے باپ دروازے پر کھڑے رہے اور بات کی اور حضرت نے ان کی آواز پہچانی اور نکلے اور آپ کے پاس ایک قبائلی اور آپ اس کے پھول بوٹوں کی طرف نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی۔

باب: ضعیف الایمان لوگوں کو دینے کا بیان

۲۴۳۳- سعد نے کہا رسول اللہ نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا تھا اور آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا جو میرے نزدیک ان سب سے اچھا تھا۔ سو میں رسول اللہ کے آگے کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اس کو مؤمن سمجھتا ہوں آپ اس کو کیوں نہیں دیتے؟ میں اسے اللہ کی قسم مؤمن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ اسے کیوں نہیں دیتے؟ اس کو اللہ کی قسم میں مؤمن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر میں چپ ہو رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی مجھ پر غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ اسے کیوں نہیں دیتے؟ اللہ کی قسم میں اسے

فَانطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَاذْعُهُ لِي قَالَ فَذَعَوْتُهُ لَهُ فَحَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَنَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ ((خَبَاتُ هَذَا لَكَ)) قَالَ فَبَطَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ ((رَضِيَ مَخْرَمَةً))

۲۴۳۲- عَنْ الْمَسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَقْبِيَةً فَقَالَ لِي اَبِي مَخْرَمَةَ اَنْطَلِقْ بِنَا اِلَيْهِ عَسَى اَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَقَامَ اَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَحَرَجَ وَمَعَهُ قَنَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ ((خَبَاتُ هَذَا لَكَ خَبَاتُ هَذَا لَكَ))

باب إعطاء من يخاف على إيمانه

۲۴۳۳- عَنْ سَعْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُعْطِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَحُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْيَبُهُمْ إِلَيَّ فَقَمْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَنِي مَا أَعْلَمُ

(۲۴۳۲) اس میں سخاوت و ہمدردی و عطا رسول اللہ کی معلوم ہوتی ہے اور اپنے یاروں کا خیال رکھنا اور ان کی دلجوئی اور مدارات۔

(۲۴۳۳) اس میں صاف تصریح ہے کہ ضعیف الایمان لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ وہ تکلیف پا کر ایمان سے پھر نہ جائیں اور حالانکہ کامل ایمان ہرگز تکلیف کے خوف سے دین سے پھرنے والے نہیں اور انہیں کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں۔

مومن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شاید مسلم ہو۔ پھر تیسری بار میں آپ نے فرمایا کہ میں اکثر ایک کو دیتا ہوں اور دوسرا میرے نزدیک اس سے اچھا ہوتا ہے اس خیال سے کہ اگر میں اسے نہ دوں گا تو یہ اوندھے منہ دوزخ میں چلا جائے گا اور حلوانی کی روایت میں وہ قول جو تین بار مروی ہوا وہی بار ہے۔

۲۴۳۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ ((أَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ ((إِنِّي لَأَعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةً أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَيَّ وَجْهَهُ)) وَفِي حَدِيثِ الْحُلُوانِي تَكَرُّرُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ ۲۴۳۴- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَلَيَّ مَعْنَى حَدِيثِ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ .

۲۴۳۵- محمد بن سعد سے یہی روایت زہری کی مروی ہوئی اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ نے میری گردن اور شانے کے بیچ میں ہاتھ مارا اور فرمایا کیا لڑتے ہو اے سعد؟ پھر آگے وہی بات فرمائی (یہ آپ نے محبت سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے لڑتے ہو حالانکہ ان کی کیا مجال تھی جو حضرت سے لڑتے)۔

۲۴۳۵- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ يُعْبِي حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضْرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ ((قَالَ أَفْتَالًا أَمْيَ سَعْدُ إِنِّي لَأَعْطِي الرَّجُلَ)) .

باب: قوی الایمان لوگوں کو صبر کی

باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على

تلقین کا بیان

الإسلام وتصبر من قوی إيمانه

۲۴۳۶- انس نے کہا چند لوگوں نے انصار کے حنین کے دن کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اموال ہو ازن میں سے کچھ مال بغیر لڑے بھڑے دلوادیا اور رسول اللہ نے چند آدمیوں کے قریش میں سے سواونٹ دیئے تو انصار کے لوگ کہنے لگے اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ وہ قریش کو دیتے ہیں ہمیں چھوڑ کر اور ہماری تلواریں ابھی تک قریش کا خون پٹکار ہی ہیں۔ انس بن مالک نے کہا کہ اس

۲۴۳۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَنَسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنْ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا

(۲۴۳۶) نووی نے کہا کہ قاضی عیاض نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رسول اللہ نے ان کو خمس (یعنی پانچواں حصہ) نکالنے کے قبل دیا اس کو خمس میں نہیں گنا اور باقی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کو خمس میں سے دیا ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو خمس کا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے خرچ کرے اور جن کو چاہے اس میں سے زیادہ دے یا ایک شخص کو اس میں سے بہت کچھ دے دے اور اسی طرح امام کو اختیار ہے کہ خمس کو مصالح مومنین میں خرچ کرے اور چاہے تو کسی مالدار کو بہت کچھ دے دے، کسی مصلحت کی نظر سے اور حضرت نے انصار سے فرمایا کہ آگے جو حکام ہوں گے وہ تم کو چھوڑ کر اوروں کے تئیں اموال دنیاوی دیا کریں گے سو تمہارے لیے ضروری ہے کہ نعماء اخروی پر نظر رکھو اور مجھ سے حوض کوثر پر ملنے کا خیال باندھ کر رہو اور ابھی سے صبر کی عادت ڈالو۔

کی خبر رسول اللہ کو پہنچی اور آپ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا۔ پھر جب سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ تب ان میں سے سمجھدار لوگوں نے کہا کہ جو ہم میں فہمیدہ لوگ ہیں یا رسول اللہ! انھوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا اور بعضے مسن لوگ ہم میں کے بولے اللہ بخشے رسول اللہ کو کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواریں ان کے خون ابھی تک پڑکاری ہیں۔ تب رسول اللہ نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی کافر تھے ان کا دل خوش کرنے کو اور تم لوگ خوش نہیں ہوتے اس سے کہ لوگ تو مال لے کر اپنے گھر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔ سو البتہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم جو لے کر گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر گھر جائیں گے (البتہ رسول اللہ کا دامن ساری دنیا سے بہتر ہے)۔ پھر سب انصار نے کہا ہاں یا رسول اللہ! ہم راضی ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا آگے تم پر بہت لوگ مقدم کیے جائیں گے (یعنی تمہیں چھوڑ کر اوروں کو دیں گے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملاقات کرو تم اللہ سے اور اس کے رسول سے کہ میں حوض کوثر پر ہوں گا۔ انھوں نے کہا اب ہم صبر کریں گے (بعون اللہ وقوتہ)۔

۲۴۳۷- انس بن مالک سے وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اسی روایت کی مثل جو گزری۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ انس سے کہا پھر ہم لوگ صبر نہ کر سکے اور اناس منا میں مناکالفظ نہیں کہا۔ باقی مضمون وہی ہے۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے زہیر بن حرب نے ان سے یعقوب نے ان سے ابن شہاب کے بھتیجے نے ان سے ان کے چچا نے ان سے انس بن مالک نے اور روایت کی حدیث مثل اس کے جو گزری اور اس میں بھی ہے کہ انس نے کہا پھر ہم صبر نہ کر سکے جیسے روایت یونس کی ہے زہری سے (جو اس کے اوپر گزری)۔

وَبَرُّكُنَا وَسَيُوفُنَا نَقَطُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَحَدَّثَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قَبَةِ مِنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا حَامَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا حَدِيثٌ بَلَّغَنِي عَنْكُمْ)) فَقَالَ لَهُ فَقِيهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا دَوْرُ رَبِّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أَنَسُ مِنْ حَدِيثَةِ أَسْنَانِهِمْ قَالُوا بَعَثَ اللَّهُ لِرَسُولِهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَبَرُّكُنَا وَسَيُوفُنَا نَقَطُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَإِنِّي أُعْطِي رَجُلًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِجَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ فَوَاللَّهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ)) فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا قَالَ ((فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَثَرَهُ شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ)) قَالُوا سَنَصْبِرُ :

۲۴۳۷- عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنه قال لما أفاء الله على رسوله ما أفاء من أموال هوازن وأقنص الحديث ببئنه غير أنه قال قال أنس فلم نصبر وقال فأما أنس حديثه أسنانهم .

۲۴۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ اس میں انسؓ کا قول ہے کہ انہوں نے کہا ہم صبر کریں گے۔

۲۴۳۹- حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا تم میں کوئی غیر ہے؟ انہوں نے کہا نہیں مگر ایک ہماری بہن کالاکا۔ آپ نے فرمایا بہن کالاکا قوم میں داخل ہے۔ پھر فرمایا قریش نے ابھی جاہلیت کو چھوڑا ہے اور ابھی مصیبت سے نجات پائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی فریاد رسی کروں اور ان کی دلجوئی کروں اور کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ دنیا لے کر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ (باقی رہی میری محبت اور رفاقت تمہارے ساتھ وہ تو ایسی ہے) کہ اگر سب لوگ ایک میدان کی راہ لیں اور انصار ایک گھائی کی (جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہو) تو میں انصار ہی کی گھائی میں جاؤں (اور ان کا ساتھ کبھی نہ چھوڑوں)۔

۲۴۴۰- حضرت انسؓ نے کہا جب مکہ فتح ہوا تو غنیمت قریش میں بانٹی گئی اور انصار نے کہا یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ہماری تو تلواریں خون بہائیں اور غنیمت یہ لوگ لے جائیں۔ اور یہ خبر حضرت کو پہنچی۔ سو آپ نے ان کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جو مجھے تم سے پہنچی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہاں وہی بات ہے جو آپ کو پہنچی اور وہ لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ تب آپ نے فرمایا کیا تم کو خوشی نہیں ہوتی کہ اور لوگ دنیا لے کر اپنے گھر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ اور میرا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ایک میدان کی راہ لیں یا گھائی کی اور انصار ایک وادی یا گھائی کی تو میں انصار کی وادی میں چلوں یا انہی کی گھائی میں۔

۲۴۳۸- عن أنس بن مالك وساق الحديث بيشبه إلا أنه قال قال أنس قالوا نصبر كبرياء نونس عن الزهري.

۲۴۳۹- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم الأنصار فقال ((أفيكم أحد من غيركم)) فقالوا لا إلا ((ابن)) أحب لنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن ((ابن أحب القوم منهم)) فقال ((إن قریشا حديث عهد بجاهلية ومصيبة وإني أرذت أن أجبرهم وأنألفهم أما ترضون أن يرجع الناس بالذنيا وترجعون برسول الله إلى بيوتكم لو سلك الناس واديا وسلك الأنصار شعبا لسلكت شعبا الأنصار))

۲۴۴۰- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال لما فبحت مكة قسم الغنائم في قریش فقالت الأنصار إن هذا لهن العجب إن سيوفنا تقطر من دمايهم وإن غنائمنا ترد عليهم فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فجمعهم فقال ((ما الذي بلغني عنكم)) قالوا هو الذي بلغك كانوا لا يكذبون قال ((أما ترضون أن يرجع الناس بالذنيا إلى بيوتهم وترجعون برسول الله إلى بيوتكم لو سلك الناس واديا أو شعبا وسلكت الأنصار واديا أو شعبا لسلكت واديا الأنصار أو شعبا الأنصار))

(۲۴۳۹) ۶۶ اس حدیث میں فضیلت انصار کی اور محبت رسول اللہ کی ان کے ساتھ منسلک ہوئی۔

۲۴۴۱- انسؓ نے کہا جب حسین کا دن ہوا ہوازن اور غطفان اور اور قبیلوں کے لوگ اپنی اولاد اور جانوروں کو لے کر آئے اور نبیؐ کے ساتھ دس ہزار غازی تھے اور مکہ کے لوگ بھی جن کو طلقاء کہتے ہیں۔ پھر یہ سب ایک بار پیٹھ دے دیئے یہاں تک کہ حضرت اکیلے رہ گئے اور اس دن دو آوازیں دیں کہ ان کے بیچ میں کچھ نہیں کہا پہلے داہنی طرف منہ کیا اور پکارا اے گروہ انصار کے تو انصار نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں اے رسول اللہؐ کے آپ خوش ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ نے بائیں طرف منہ کیا اور پکارا اے گروہ انصار کے تو انھوں نے پھر جواب دیا اور کہا کہ ہم حاضر ہیں اے رسول اللہؐ آپ خوش ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے اس دن اور اتر پڑے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (مقام بندگی سے بڑھ کر کوئی فخر کا مقام نہیں۔ شیخ اکبر نے اس کی خوب تصریح کی ہے کہ مقام عبدیت خاص ہے انبیاء کے واسطے اور کسی کو اس مقام میں مشارکت نہیں۔ سبحان اللہ، اللہ کا بندہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے۔

داغ غلامیت کرو پایہ خسرو بلند

صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

اور اس کا رسول۔ اور شکست کھا گئے مشرک لوگ اور آنحضرتؐ کو بہت لوٹ کا مال ہاتھ آیا اور آپ نے اس کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور مکہ کے لوگوں میں اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ تب انصار نے کہا کہ کٹھن گھڑی میں تو ہم بلائے جاتے ہیں اور لوٹ کا مال اوروں کو دیا جاتا ہے اور آپ کو یہ خبر لگی سو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی ہے؟ تب وہ چپ ہو رہے۔ آپ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو اس پر کہ لوگ دنیا لے کر چلے جائیں گے اور تم محمدؐ کو لے جا کر اپنے گھر میں رکھ چھوڑ دے گے؟

۲۴۴۱- عن أَنَسٍ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَقْبَلْتُ هَوَازِنَ وَغَطْفَانَ وَغَيْرَهُمْ بِدَرَارِيهِمْ وَنَعْمِيهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطَّلَقَاءُ فَأَذْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءً نِينَ لَمْ يَخْلُطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) فَقَالُوا لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُبَشِّرُ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ التَّفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُبَشِّرُ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَعْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) فَأَنْهَزَهُ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَفَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطَّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتِ الشَّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَنُعْطَى الْغَنَائِمَ غَيْرَنَا فَلَبَّغَهُ ذَلِكَ فَحَمَمَهُمْ فِي قَبَةٍ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ)) فَسَكَتُوا فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا)) وَتَذْهَبُونَ)) بِمُحَمَّدٍ نَحْوِ زُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبًا

انہوں نے کہا بے شک اے رسول اللہ! ہم راضی ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اگر لوگ ایک گھائی میں چلے اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی گھائی کی راہ لوں۔ ہشام نے کہا میں نے کہا اے ابو حمزہ! تم اس وقت حاضر تھے؟ انہوں نے کہا میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاتا؟

۲۴۴۲- حضرت انسؓ نے کہا ہم نے مکہ فتح کیا (بعونہ تعالیٰ) پھر جہاد کیا حنین پر اور مشرک خوب صفیں باندھ کر آئے جو میں نے دیکھیں اور پہلے گھوڑوں نے صف باندھی (یعنی سواروں نے) پھر لڑتے لوگوں نے پھر عورتوں نے ان کے پیچھے پھر صف باندھی بکریوں نے پھر چارپایوں نے اور ہم بہت لوگ تھے کہ پہنچ گئے تھے چھ ہزار کو (اور یہ راوی کی غلطی ہے حقیقت میں اس دن بارہ ہزار آدمی تھے جیسا اوپر کی روایت میں گزرا) اور ہماری ایک جانب کے سواروں پر خالد بن ولید رسالدار تھے اور ایک پارگی ہمارے گھوڑے پیٹھ کی طرف جھکنے لگے اور ہم نہ ٹھہرے یہاں تک کہ ننگے ہوئے گھوڑے ہمارے اور گاؤں کے لوگ بھاگنے لگے اور جن لوگوں کو میں جانتا ہوں اور رسول اللہ نے ڈانٹا کہ ہاں اے مہاجرین! ہاں اے مہاجرین! پھر ڈانٹا کہ اے انصار! اے انصار! اور انس نے کہا یہ حدیث ایک جماعت کی ہے یا کہا یہ حدیث میرے بچاؤں کی ہے۔ پھر ہم نے کہا حاضر ہیں ہم اے رسول اللہ! پھر رسول اللہ آگے بڑھے اور کہا انسؓ نے اللہ کی قسم کہ ہم پہنچے نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور ہم نے ان سب کا مال لے لیا۔ پھر ہم طائف کی طرف چلے اور ان کو چالیس روز تک گھیرا پھر مکہ لوٹ آئے اور اترے اور رسول اللہ ایک ایک کو سو سو اونٹ عطا فرمانے لگے۔ پھر آگے باقی حدیث ذکر کی جیسے روایت قتادہ اور ابو التیاح اور ہشام بن زید کی اوپر گزری۔

۲۴۴۳- حضرت رافع بن خدیجؓ نے کہا رسول اللہ نے ابو سفیان اور صفوان اور عیینہ اور اقرع ان سب کو سو سو اونٹ دیئے اور

الأنصار)) قال هشام فقلت يا أبا حمزة أنت شاهد ذلك قال وأين أغيب عنه.

۲۴۴۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصَفَّتِ الْحَيْلُ ثُمَّ صَفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صَفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وِرَاءِ ذَلِكَ ثُمَّ صَفَّتِ الْعَنَمُ ثُمَّ صَفَّتِ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَعْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلَى مُجَنَّبَةٍ حَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلَتْ حَيْلِنَا تَلْوِي حَلْفَ ظُهُورِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ انْكَشَفَتْ حَيْلِنَا وَقَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعَلِمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا أَيُّهَا الْمُهَاجِرِينَ يَا أَيُّهَا الْمُهَاجِرِينَ)) ثُمَّ قَالَ ((يَا أَيُّهَا الْأَنْصَارُ يَا أَيُّهَا الْأَنْصَارُ)) قَالَ قَالَ أَنَسٌ هَذَا حَدِيثٌ عَمِّيَّةٍ قَالَ قُلْنَا لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَيْمُ اللَّهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتَّى هَزَمَهُمُ اللَّهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذَلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَخَعْنَا إِلَى مَكَّةَ فَرَلْنَا قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الرَّجُلَ الْجَانَةَ مِنَ الْبَابِ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَتَحْوِ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ وَهَشَامِ بْنِ زَيْدٍ.

۲۴۴۳- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ خُرَيْبٍ وَصَفْوَانَ

عباس بن مرداس کو کچھ کم کر دیئے تو عباس نے یہ اشعار کہے جو اوپر مذکور ہوئے۔ تب آپ نے ان کے سواونت پورے کر دیئے۔
(ترجمہ اشعار)

آپ میر اور میر سے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا عبیدہ اور اقرع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عبیدہ اور اقرع دونوں مرداس سے یعنی مجھ سے کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ ہوگی۔

بِنْ أُمِيَّةَ وَعَيْنِيَّةَ بَيْنَ حَصْبِ وَالْأَفْرَعِ بَيْنَ حَابِسِ
كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَبَّاسَ بَيْنَ
مِرْدَاسٍ دُونَ ذَلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بَيْنَ مِرْدَاسٍ شِعْرُ
أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعَبِيدِ
بَيْنَ عَيْنِيَّةَ وَالْأَفْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرًا وَلَا حَابِسًا
يُفَوِّقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ أَمْرِي مِنْهُمَا
وَمَنْ تَخْفِضُ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعُ
قَالَ فَأَتَمَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِائَةً.

۲۴۴۴- عمر بن سعید بن مسروق نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی کہ نبی نے غنائم حنین تقسیم کیے اور ابوسفیان کو سواونت دیئے اور حدیث بیان کی مانند اس کی اور اتنی بات زیادہ بیان کی کہ علقمہ بن علاشہ کو سو دیئے۔

۲۴۴۴- عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بِنِهَا مَسْرُوقٍ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَسَمَ غَنَائِمَ حَنْيْنٍ فَأَعْطَى أَبَا
سُفْيَانَ بَيْنَ حَرْبٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيثِ
بِنَحْوِهِ وَزَادَ وَأَعْطَى عُلْقَمَةَ بَيْنَ عُلَانَةَ مِائَةً.

۲۴۴۵- عمر بن سعید رضی اللہ عنہ سے اس سند سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں علقمہ بن علاشہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر نہیں نہ شعروں کا۔

۲۴۴۵- عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ
يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عُلْقَمَةَ بَيْنَ عُلَانَةَ وَلَا صَفْوَانَ
بَيْنَ أُمِيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرْ الشُّعْرَ فِي حَدِيثِهِ .

۲۴۴۶- عبد اللہ بن زید نے کہا کہ رسول اللہ نے جب حنین فتح کیا اور غنیمت تقسیم کی اور موکلفۃ القلوب کو مال دیا تو آپ کو خبر لگی کہ انصار چاہتے ہیں کہ جیسا اور لوگوں کو حصہ ملا ہے ویسا ہی ہم کو بھی ملے۔ تب رسول اللہ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے گروہ انصار کے! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میرے سبب سے اور کیا میں نے محتاج نہیں پایا تم کو پھر اللہ نے میرے سبب سے تم کو امیر کیا اور کیا میں نے تم کو متفرق نہیں پایا پھر اللہ نے اکٹھا کر دیا تم کو (انصار میں دو قبیلے بہت بڑے تھے ایک اوس دوسرے خزرج۔ ان میں سو برس سے برابر

۲۴۴۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا
فَتَحَ حَنْيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ
قُلُوبُهُمْ قِبَلَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ
يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَظَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهُ
وَأَتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ
أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضَلَالًا فَهَدَاكُمْ اللَّهُ بِي وَعَالَةً
فَأَغْنَاكُمْ اللَّهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمْ اللَّهُ

لڑائی چلی آتی تھی۔ حضرت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کیا) اور وہ کہتے تھے اللہ اور رسول اس کا نہایت احساندار ہے (یعنی جو آپ نے کیا وہی حق ہے ہم اس پر راضی ہیں)۔ پھر حضرت نے فرمایا تم مجھے جواب نہیں دیتے انھوں نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اس کا بہت احساندار ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو کہ ایسا ایسا کہو اور کام ایسا ایسا ہو کئی چیزوں کا آپ نے ذکر کیا کہ عمرو کہتے ہیں میں انہیں بھول گیا (تو یہ نہیں ہو سکتا) پھر فرمایا کہ تم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھر جائیں اور تم رسول اللہ کو لے کر اپنے گھر جاؤ پھر فرمایا انصار استر ہیں (یعنی بدن سے ہمارے لگے ہوئے ہیں جیسے استر لگا ہوتا ہے) اور باقی لوگ ابرہ ہیں (یعنی بہ نسبت انصار کے ہم سے دور ہیں جیسے ابرہ بدن سے دور ہوتا ہے) اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں کا ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک میدان اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں اور حیرے بعد لوگ تم کو پیچھے ڈالیں گے (یعنی تم کو نہ دے کر اوروں کو دینگے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملنا مجھ سے جوض پر۔

۲۴۴- عبد اللہ نے کہا جب حسین کا دن ہو اور رسول اللہ نے چند لوگوں کو غنیمت کا مال زیادہ دیا۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو سواونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی ایسے ہی اور چند آدمیوں کو سرداران عرب سے ایسا ہی کچھ اور لوگوں سے ان کو مقدم کیا تقسیم میں۔ سو ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم یہ تقسیم ایسی ہے کہ اس میں عدل نہیں ہے اور اس میں اللہ کی رضامندی مقصود نہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم میں اس کی خبر دوں گا رسول اللہ کو اور میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو خبر دی تو آپ کا چہرہ بدل گیا جیسے خون ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ کون عدل کرے گا اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اس کا عدل نہ کرے؟ پھر فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ رحم

بی)) وَیَقُولُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنٌ فَقَالَ ((أَلَا تُجِيبُونِي)) فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنٌ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ لَوُ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذًا وَكَذًا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذًا وَكَذًا)) لِأَشْيَاءَ عَدَدَهَا زَعَمَ عَمْرُو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ ((أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبَابِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارِ شِعَارًا وَالنَّاسِ دِئَارًا وَلَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكَتُ وَادِيِ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي آثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْخَوْضِ))

۲۴۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُجَيْنِ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقَيْسَمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةَ مِنَ الْبَابِلِ وَأَعْطَى عَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أَنَسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَأَثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقَيْسَمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ لِقَيْسَمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدُ فِيهَا وَحَهُ اللَّهُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصَّرْفِ ثُمَّ قَالَ ((فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ))

کرے موسیٰ پر کہ ان کو اس سے زیادہ ستایا گیا مگر انھوں نے صبر کیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج سے میں آپ کو کسی بات کی خبر نہ دوں گا (اس لیے کہ آپ کو اس میں تکلیف ہوتی ہے)۔

۲۴۳۸- عبد اللہ نے کہا رسول اللہ نے کچھ مال بانٹا اور ایک شخص نے کہا یہ تقسیم ایسی ہے کہ اللہ کی رضا مندی اس سے مقصود نہیں۔ پھر میں نے رسول اللہ سے آکر چپکے سے کہہ دیا اور آپ بہت غصے ہوئے اور چہرہ آپ کا لال ہو گیا اور میں نے آرزو کی کہ کاش اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو خوب ہوتا۔ پھر آپ نے فرمایا موسیٰ کو اس سے زیادہ ستایا گیا اور انھوں نے صبر کیا۔ (حضرت موسیٰ پر وہ میں چھپ کر نہاتے تھے جاہلوں نے کہا ان کے اٹھین بڑے ہیں۔ ایک بار پتھر پر کپڑے رکھ دیئے وہ لے بھاگا آپ اس کے پیچھے دوڑے لوگوں نے دیکھ لیا کہ کچھ عیب نہیں۔ اور جب حضرت ہارون کا انتقال ہوا ان کا جنازہ آسمان پر ملائکہ لے گئے جاہلوں نے کہا انھوں نے ان کو حسد سے مار ڈالا آخر وہ ایک تخت پر آسمان سے ظاہر ہوئے اور انھوں نے کہا کہ موسیٰ نے مجھے نہیں مارا۔ غرض اس طرح ہمیشہ جاہل لوگ انبیاء علماء کو بدنام کرتے چلے آئے ہیں۔ خدام حدیث اور وارثان علم رسول ہمیشہ صبر کرتے رہے ہیں۔)

باب: خوارج اور ان کی صفات کا ذکر

۲۴۳۹- جابر بن عبد اللہ نے کہا رسول اللہ ہجرانہ میں تھے جب حنین سے لوٹے تھے اور بلال کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی اور رسول اللہ منٹھی سی لے لے کر بانٹتے تھے اور لوگوں کو دیتے تھے۔ تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا عدل کرواے محمد! آپ نے فرمایا کون عدل کرے گا اگر میں عدل نہ کروں اور تو تو بڑا بد نصیب اور بڑا نقصان والا ہو گیا اگر میں عدل نہ کروں (یعنی تو مجھے نبی سمجھ کر ایمان لایا اور جب میں ظالم ٹھہرا تو تیرا کہاں ٹھکانا لگے گا)۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ مجھے فرمائیے کہ میں اس منافق کو مار

قَالَ ثُمَّ قَالَ ((يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)) قَالَ قُلْتُ لَا حَرَمَ لِي أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا.

۲۴۴۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لِقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَحَهُ اللَّهُ قَالَ فَأَثَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فغَضِبَ مِنْ ذَلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّتْ وَجْهُهُ حَتَّى نَعْنَيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكَرُهُ لَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).

بَاب ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ

۲۴۴۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَنِّي رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ بِيضَةٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ ((وَتِلْكَ وَمَنْ يَغْدِلْ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خَبَيْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ

ذالوں اے رسول اللہ! آپ نے فرمایا پناہ اللہ کی لوگ کہیں گے کہ میں اپنے رفیقوں کو مارتا ہوں (معلوم ہوا کہ زبان خلق سے بچنا چاہیے) اور یہ شخص اور اس کے یار قرآن کو پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلوں سے نہ اترے گا (یعنی دل میں اثر نہ کرے گا) اور قرآن سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے (بعض وقت زور سے تیر مارو تو پار ہو جاتا ہے اور اس میں خون تک نہیں بھرتا)۔

۲۴۵۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۵۱- ابو سعیدؓ نے کہا حضرت علی نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہوا (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہ کے پاس اور آپ نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاشہ عامری اور ایک شخص بنی مہبان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا کہ میں ان کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔ اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی ڈاڑھی گھنی تھی گال پھولے ہوئے تھے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آکر کہا اللہ سے ڈراے محمد (یہ حلیہ عجیب فتنہ انگیز ہے مجھے دو بار اس شکل والوں سے ایذا پہنچائی گئی ہے اللہ اس صورت سے بچائے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کرے گا؟ (معلوم ہوا کہ نبی سے بلاہ کر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانتدار مقرر فرمایا اور تم لوگ امانتدار

بُنُ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْتُلَ هَذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ ((مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ))

۲۴۵۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقِ الْحَدِيثِ .

۲۴۵۱- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي رَيْثَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسِ الْحَنْظَلِيِّ وَعَيْنَةُ بْنُ بَدْرِ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عَلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدُ نَبِيِّ كِلَابٍ وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِبِيُّ ثُمَّ أَحَدُ نَبِيِّ نَبْهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَنْعِطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدْعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأْتِيَهُمْ)) فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُ اللَّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْهَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِيءُ الْأَجْبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ إِنِّي اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۲۴۵۱) ☆ اس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے خوارج کو قتل کیا اور گویا حضرت علیؓ آپ کی آرزو بر لائے۔ آگے ان کا بیان مفصل آئے گا۔

نہیں جانتے۔ پھر وہ آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اس کے قتل کی۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ خالد بن ولیدؓ تھے اور فرمایا رسول اللہؐ نے بے شک اس کی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں (تمام اہل بدعت کا یہی حال دیکھنے میں آتا ہے کہ بچہ پرست، شدہ پرست، تعزیہ پرست، گور پرستوں کے یار غار، بے نمازیوں، بیخجڑوں، بھڑوؤں، رنڈیوں، زانیوں کے دوستدار و فادار، فاسقوں، فاجروں، شاربان خمر، بااعان مسکرات مغنیات کے جو بیان رہتے ہیں) اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔ اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں (یعنی جڑ پیر سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَإِنِ غَضِبْتَهُ أَيْأَمْنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي)) قَالَ ثُمَّ أَذْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يُرْوَنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ مِنْ ضَيْضِي هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ لَئِنْ أَذْرَكْتَهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ))

۲۴۵۲- ابو سعید خدریؓ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے میں جو ببول کی چھال سے رنگا ہوا تھا اور مٹی سے بھی جدا نہیں ہوا تھا تو آپ نے چار آدمیوں میں بانٹا۔ عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید خیل میں اور چوتھے علقمہ بن علاشہ تھے یا عامر بن طفیل۔ تو ایک شخص نے آپ کے

۲۴۵۲- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أُدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحْصَلْ مِنْ تَرَابِهَا قَالَ فَفَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ نَقَرْنِيْنَ

(۲۴۵۲) آخر حضرت علیؓ نے وہی کیا۔ جزاء اللہ عنا حیر الحزاء۔ آمین۔ اور زید کو جاہلیت میں زید الخیل کہا کرتے تھے پھر رسول اللہؐ نے ان کا نام اسلام میں زید الخیر رکھ دیا۔ اسی لیے بعض نسخوں میں زید الخیر آیا ہے اور دونوں صحیح ہیں اور روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہؐ کو برا کہے شرع کا حکم ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور وہ کافر ہے اور ان روایتوں میں اس کا قتل جو مردی نہیں اس کی وجہ خود حضرت نے فرمادی کہ لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے پیاروں کو قتل کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں کے بھاگنے اور نفرت کا سبب ہو گا اور آپ نے تمام منافقوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا تاکہ اوروں کو الفت ہو اور شاید ان کو بعد چندی ہدایت ہو۔ اور ان روایتوں میں سے کسی میں اجازت مانگنا حضرت عمرؓ کا مروی ہے کسی میں خالد بن ولیدؓ کا اور دونوں صحیح ہے۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں نے اجازت مانگی ہو اس کے قتل کی اور نووی نے فرمایا ہے کہ قرآن کا گلے سے نہ اترتا مراد اس سے یہ ہے کہ سوا لفظوں کے تلاوت کے اس کے معانی سے ان کو کچھ حصہ نہیں اور یہ قول نووی کا بھی مؤید ہے ہماری تصریح کا جو ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ مراد اس سے وہ ہیں جو ترجمہ قرآنی سے نفور ہیں اور ان حدیثوں سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو خوارج کو کافر کہتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ مازنی نے کہا ہے کہ خوارج کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے اس لیے کہ داخل ہے

اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے ان لوگوں سے اور یہ خبر آپ کو پہنچی اور آپ نے فرمایا کہ تم مجھے امانت دار نہیں جانتے اور میں اس کا امانتدار ہوں جو آسمان کے اوپر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے نہ کہ جیسا ملائین جمیہ جو مفسدان دین ہیں خیال کرتے ہیں اور برق و بجلی کی طرح اہل سنت پر کڑکتے ہیں کہ وہ ذات مقدس ہر جگہ ہے۔ معاذ اللہ من ذلک اور یہ ملائین بیہودہ عقائد جمیہ کو جان جہان جانتے ہیں اور عقیدہ انبیاء کو وہم و گمان سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر بشر کو محفوظ رکھے) آتی ہے مجھے خبر آسمان کی صبح اور شام۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں دونوں گال پھولے ہوئے تھے پیشانی ابھری ہوئی تھی سر منڈا ہوا تھا تہ بند اٹھائے ہوئے کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے ڈر۔ آپ نے فرمایا خرابی ہے تیری تو کیا سب زمین والوں سے بڑھ کر مستحق نہیں اللہ سے ڈرنے کا (یعنی سب سے زیادہ تو تو ہے مستحق اس سے ڈرنے کا اسلئے کہ اس کے رسول سے بے ادبی کرتا ہے)۔ پھر وہ شخص چلا اور خالد بن ولید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن نہ ماروں؟ آپ نے فرمایا نہیں شاید یہ نماز پڑھتا ہو (معلوم ہوا کہ وہ اکثر حاضر باش خدمت مبارک بھی نہ تھا ورنہ

عَبِيَّةُ بْنُ حِصْنٍ وَالْأَفْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَزَيْدُ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عَلَانَةَ وَإِمَّا غَامِرُ بْنُ الْعَفِيلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ قَبَلَعُ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينٌ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَيْرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْهَتَيْنِ نَاشِزُ الْحَبْهَةِ كَثُ اللَّحْيَةِ مَخْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْبِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ ((وَتِلْكَ أَوْلَسْتُ أَحَقُّ أَهْلُ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ)) قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ حَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أُضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ ((لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي)) قَالَ حَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي لَمْ أَوْمَرُ أَنْ أَنْقَبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشَقُّ بَطُونَهُمْ))

تو کرنا کافر کالمت میں اور خارج کرنا مسلمان کالمت سے نہایت امر دشوار ہے اور ابو بکر باقرانی کے اقوال اس میں مضطرب ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ یہ امر بہت مشکل ہے اس لیے کہ قوم نے ان کے کفر کی تصریح نہیں کی اور سب اشکال کا یہ ہے کہ مثلاً معتزلہ کہتا ہے کہ اللہ عالم ہے مگر اسے علم نہیں اور زندہ ہے مگر اس کو حیوۃ نہیں اور اس لیے اس کے کفر میں شک پڑ جاتا ہے۔ اس لیے کہ شرع میں یہ بات تو معلوم ہے کہ جو کہے کہ عالم نہیں ہے یا حتی نہیں ہے وہ کافر ہے اور یہ بھی حجت قطعی سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک ذات کا عالم ہونا اس طرح پر کہ اسے علم نہ ہو یا حتی ہونا اس طرح کہ حیات نہ ہو محال ہے۔ اب ہم اگر یہ کہیں کہ معتزلہ نے جب علم الہی کی نفی کی تو اللہ کے عالم ہونے کی نفی کی اور یہ بالا جماع کفر ہے اور اس صورت میں اس کا عالم کہنا مفید نہیں اور اگر یہ کہیں کہ وہ علم کی نفی کرتا ہے اور اللہ کے عالم ہونے کا اقرار کرتا ہے تو وہ کافر نہ ہوا اگرچہ علم کی نفی سے عالم ہونے کی نفی لازم آتی ہے۔ غرض یہی مقام اشکال کا ہے۔ یہ کلام ہے مازری کا اور مذہب شافعی اور جماہیر علماء کا یہ ہے کہ خوارج کی تکفیر نہ کی جائے اور ایسی ہی قدر یہ اور معتزلہ ہیں اور تمام اہل اہود و بدع اور امام شافعی نے کہا ہے کہ میں گواہی تمام اہل ہوا کی قبول کرتا ہوں مگر خطابیہ کی اور وہ ایک گروہ ہے رافضیوں میں سے کہ وہ اپنے ہم مذہب کی گواہی دینا جائز جانتے ہیں۔ تمام ہوا مضمون تھے

ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی)۔ خالد نے کہا بہت نماز پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپ اپنی زبان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ کسی کا دل چیر کر دیکھوں نہ یہ کہ کسی کا پیٹ پھاڑوں۔ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ وہ اللہ کی کتاب آسانی سے پڑھیں گے مگر گلے سے نہیں نیچے اترے گی (یہی حال ہے اہل بدعت کا ایک شنبہ قرآن پڑھیں گے مگر عقیدہ یہ رکھیں گے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے پھر قرآن کا مضمون کیونکر گلے اترے)۔ نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے (یعنی تمام اعمال صالحہ خیر و صدقات، صلوة و زکوٰۃ، حج و صیام سب کچھ بجا لاتے ہیں مگر شرک و بدعت کی شومی سے جو ان کے عقائد و اعمال میں گھسی ہوئی ہے کوئی نیکی قبول نہیں جیسے تیر نکل گیا تو اس میں خون بھی نہیں بھرتا)۔ راوی نے کہا میں گمان کرتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں ان کو پاؤں تو شمود کی طرح قتل کرو۔

۲۴۵۳- یہ حدیث سابقہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ اس آدمی کو قتل کرنے کی اجازت پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مانگی پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مانگی۔

قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٌّ فَقَالَ ((إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضَنْصِي هَذَا قَوْمٌ يَتَلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَيْنٍ أَدْرَكْتَهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَبْلَ ثَمُودَ))

۲۴۵۳- عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أُضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللَّهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أُضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا فَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضَنْصِي هَذَا قَوْمٌ يَتَلُونَ كِتَابَ اللَّهِ لَيْنًا رَطْبًا)) وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُهُ قَالَ ((لَيْنٍ أَدْرَكْتَهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَبْلَ ثَمُودَ))

نووی کا ساتھ تقدیم و تاخیر اور ایک نوع اختصار کے۔ اور غزویہ الطالین میں جناب مستطاب مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی فرماتے ہیں کہ خطابیہ منسوب ہیں ابی الخطاب کی طرف اور ان کا عقیدہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک نبی ناطق ہوتا ہے ایک صامت یعنی چپ اور محمد نبی ناطق تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی صامت۔ غرض ان کی گواہی مقبول نہیں۔

۲۴۵۴- یہ حدیث بھی سابقہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے لیکن اس میں آپ کا یہ قول نہیں ہے کہ اگر میں نے ان کو پایا تو میں ان کو قتل کروں گا شمود کے قتل کرنے کی طرح۔

۲۴۵۴- عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْفَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدُ الْحَيْرِ وَالْأَفْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعَيْبَةُ بْنُ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عَلَانَةَ أَوْ عَامِرُ بْنُ الطَّفِيلِ وَقَالَ نَاشِرُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةَ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَقَالَ ((إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ صِنْتِي هَذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَذْكُرْ لَيْنٍ أَدْرَكْتَهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ تَمُودَ)) .

۲۴۵۴- ابو سلمہ اور عطاء دونوں ابو سعید کے پاس آئے اور کہا کہ حروریہ کے باب میں تم نے کچھ سنا ہے رسول اللہ سے کہ آپ ان کا کچھ ذکر کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حروریہ کون لوگ ہیں مگر میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اس امت میں ایک قوم نکلے گی اور یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے ہوگی غرض وہ ایسے ہونگے کہ حقیر جانو گے تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور قرآن پڑھیں گے کہ انکے حلقوں سے یا فرمایا گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے کہ شکاری دیکھتا ہے اپنے تیر کی لکڑی کو اور اس کی پھال کو اور اس کے پر کو اور غور کرتا ہے اس کے کنارہ اخیر کو جو اس کی چنگیوں میں تھا کہ کہیں اس کی کسی چیز میں کچھ خون بھرا ہے (تو دیکھتا ہے کہ کہیں بھی نہیں بھرا)۔

۲۴۵۵- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنْ الْحُرُورِيَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُهَا قَالَ لَا أَدْرِي مِنَ الْحُرُورِيَّةِ وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ فَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ خُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ)) .

۲۴۵۶- ابو سعید خدری نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ کچھ بانٹ رہے تھے کہ ذوالنویصرہ آیا ایک شخص بنی تمیم کا اور اس نے کہا کہ اے رسول اللہ! عدل کرو۔ تب فرمایا رسول اللہ نے فرمایا خرابی ہے تیری جب میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ اور تو بالکل بد نصیب اور محروم ہو گیا اگر میں نے عدل نہ کیا۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماروں؟ آپ نے فرمایا جانے دو اس لیے کہ اس کے چند یار ہونگے کہ تم حقیر سمجھو گے اپنی نماز کو ان کی نماز

۲۴۵۶- عَنْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَنَاهُ ذُو الْحَوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَتِلْكَ وَمَنْ يَعْدِلْ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خَبِتْ وَخَسِرَتْ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دَعْنِي فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُونَ)) .

کے آگے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے آگے۔ قرآن پڑھیں گے کہ گلوں سے نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے کہ دیکھتا ہے تیر انداز اسکے پیکان کو تو اس میں کچھ بھرا نہیں ہے۔ پھر دیکھتا ہے اس کی پیکان کی جز کو تو اس میں کچھ نہیں پھر دیکھتا ہے اس کی لکڑی کو تو اس میں بھی کچھ نہیں۔ پھر دیکھتا ہے اسکے پر کو تو اس میں بھی کچھ نہیں اور تیر اس شکار کی بیٹ اور خون سے نکل گیا اور نشانی اس گروہ کی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہے کہ ایک شانہ اس کا عورت کی پستان کا سا ہو گا یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا تھلتھلاتا ہو اور وہ گروہ اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں پھوٹ ہوگی۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا ہے یہ رسول اللہ سے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ ان سے لڑے اور میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ نے حکم فرمایا اس کے ڈھونڈنے کا اور وہ ملا اور حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا اور میں نے اس کو دیکھا کہ جیسا رسول اللہ نے فرمایا تھا ویسا ہی تھا۔

۲۴۵۷- ابو سعید نے کہا نبیؐ نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں ہوگی اور وہ لوگ نکلیں گے جبکہ لوگوں میں پھوٹ ہوگی اور نشانی ان کی سر منڈانا ہوگی اور فرمایا آپ نے کہ وہ بدترین خلق ہیں

أَخَذَكُمْ صَلَاتُهُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامُهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَمْ يَجَاوِزُوا تَرَاقِيهِمْ يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قَدِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَقَّ الْفَرْثُ وَالِدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عِضْدَيْهِ مِثْلُ قُدِّي الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَتَدَرَّدُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالتَّمِيسَ فَوَجَدَ فَأَتَيْتَنِي بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ رَسُولِ اللَّهِ الَّذِي نَعْتُ.

۲۴۵۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ

(۲۴۵۷) ان روایتوں میں رسول اللہ کے کئی معجزے واضح ہیں کہ جن کی آپ نے پہلے سے خبر دی اور ویسے ہی واقع ہوئے۔ اول یہ کہ آپ نے فرمایا پھوٹ کے وقت نکلے گا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی نزاع تھی اور دونوں حکیم پر راضی ہوئے جب ایک ہی گروہ دس ہزار تک دونوں لشکروں سے جدا ہو گیا اور دونوں گروہوں کی تکفیر کرنے لگا اور جب حضرت علیؓ نے بشارت دی کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ سے کہ اگر تم اس گروہ سے لڑو گے تو ان میں دس بھی نہ بچیں گے اور تم میں کے دس بھی نہ مارے جائیں گے۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا پھر آگے روایتوں میں آپ نے فرمایا کہ ان کو قتل وہ فرقہ کرے گا جو حق سے قریب ہو گا یعنی حضرت علیؓ کا فرقہ اور انھوں نے ہی قتل کیا اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور جن لوگوں نے ان سے خلاف کیا وہ باغی تھے اور یہ روایتیں حجت ہیں اہل سنت کی اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت آپ کی آپ کے بعد باقی رہے گی اور ان میں شوکت اور قوت ہوگی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرقہ مارقہ تشدد کرے گی اور بے موقع کہ جہاں تشدد ضروری نہیں اور ویسا ہی ہوا اور فرمایا کہ ایک مرد ایسا ہو گا اور اس کا حلیہ ایسا ہو گا چنانچہ ویسا ہی نکلا اور یہ بات ایسی ہے کہ کوئی فریسی یا عقلی ہر گز ہر گز اپنی فراست اور عقل سے نہیں کہہ سکتا بجز وحی الہی کے۔ جو اس میں غور کرے گا اور انصاف سے دیکھے گا تو تصدیق رسالت کرے گا واللہ الحمد۔

قتل کریں گے ان کو وہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جو نزدیک ہو گئے حق کے (اور وہ گروہ حضرت علی کا تھا) اور ان کی ایک مثال آپ نے بیان فرمائی یا ایک بات کہی کہ آدمی جب تیر مارتا ہے شکار کو یا فرمایا نشانہ کو اور نظر کرتا ہے بھال کو تو اس میں کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں تو کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں چنگلی میں رہتا ہے تو کچھ اثر نہیں پاتا ہے۔ ابو سعید نے کہا کہ اے عراق والو! تم ہی نے تو ان کو قتل کیا ہے (یعنی حضرت علی کے ساتھ ہو کر)۔

۲۳۵۸- ابو سعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ایک فرقہ جدا ہو جائے گا جب مسلمانوں میں پھوٹ ہوگی اور اس کو قتل کرے گا وہ گروہ جو قریب ہو گا دونوں گروہوں میں حق سے۔

۲۳۵۹- ابو سعید نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے اور ان دونوں میں ایک فرقہ جدا ہو جائے گا اور ان کو قتل کرے گا وہ گروہ جو حق سے قریب ہوگا۔

۲۳۶۰- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر گیا۔

۲۳۶۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر گیا۔

باب: خوارج کے قتل پر ابھارنے کے بارے

۲۳۶۲- سوید بن غفلہ نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا جب میں تم سے روایت کروں رسول اللہ سے تو اگر میں آسمان سے گر پڑوں

سِيَمَاهُمْ التَّحَالُقُ قَالَ ((هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشْرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ)) قَالَ فَضْرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ قَوْلًا ((الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ أَوْ قَالَ الْغُرُضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي النَّضْبِيِّ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً)) وَيَنْظُرُ فِي الْفُرْقِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ.

۲۴۵۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَمْرُقٌ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)).

۲۴۵۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ)).

۲۴۶۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((تَمْرُقٌ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ فَيَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)).

۲۴۶۱- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ.

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى قَتْلِ الْخَوَارِجِ

۲۴۶۲- عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا تُؤَخِّرُوا مِنْ

(۲۳۶۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے اپنے مناقشات میں یہ بات نہ تھی کہ رسول اللہ پر جھوٹ باندھ دیں بلکہ رسول اللہ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ جانتے تھے اور اپنی بلاکت کا موجب سمجھتے تھے۔ اسی لیے صحابہ نہایت عدول ہیں کہ کوئی ان میں ضعیف نہیں ہے نہ قابل جرح۔

تو اس سے بہتر ہے کہ رسول اللہ پر وہ بات باندھوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جب میں تمہارے اور اپنے بیچ میں کچھ بات کروں تو جان لو کہ لڑائی میں جیلہ اور فریب رواج ہے۔ اب سنو کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی کہ ان کے لوگ کمن ہو گئے اور کم عقل بات تو سب مخلوقات سے اچھی کہیں گے اور قرآن ایسا پڑھیں گے کہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا اور دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ پھر جب تم ان سے ملو تو ان کو مارو اس لیے کہ ان کے مارنے سے تم کو قیامت کے دن اللہ کے پاس سے ثواب ملے گا۔

۲۴۶۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۶۳- اعمش سے اس سند سے وہی روایت مروی ہے اور اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ وہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

۲۴۶۵- حضرت علیؑ نے ذکر کیا خوارج کا اور فرمایا کہ ان میں ایک شخص ہو گا جس کا ہاتھ ناقص ہو گا یا پستان زن کے برابر ہو گا اور کہا اگر تم فخر نہ کرو تو میں بیان کروں جس کا وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کرنے والوں سے رسول اللہ کی زبان سے؟ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا تم نے سنا ہے محمد کی زبان مبارک سے؟ انھوں نے کہا ہاں قسم ہے رب کعبہ کی ہاں قسم ہے رب کعبہ کی ہاں قسم ہے رب کعبہ کی۔

۲۴۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۶۷- زید سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علیؑ کے ساتھ خوارج پر گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے ایک قوم نکلے گی میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہو گا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے

السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتَكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ حُدُوعًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَخَذُوا النَّاسَانَ سَفَهَاءَ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيَتْهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۲۴۶۳- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۴۶۴- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

۲۴۶۵- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُخَدَّجُ الْيَدِ أَوْ مُودُنُ الْيَدِ أَوْ مُتَدُونُ الْيَدِ لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتَكُمْ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَيَّ لِسَانَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

۲۴۶۶- عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي بَرْقَةَ.

۲۴۶۷- عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ الْأَحْمَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ فِي الْحَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

آگے کچھ ہوگی اور نہ تمہارا روزہ انکے روزوں کے آگے کچھ ہوگا۔ قرآن پڑھ کر وہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس میں فائدہ ہے اور وہ ان کا ضرر ہوگا نماز ان کے گلوں سے نہ اترے گی۔ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے۔ اگر وہ لشکر جو ان پر جائے گا جان لے اس بشارت کو جس کا بیان فرمایا گیا ہے تمہارے نبی کی زبان مبارک پر تو بھروسہ کرے اسی عمل پر (یہ سمجھ لے کہ اب عمل کی حاجت نہیں اتنا ثواب ان کے قتل میں ہے) اور نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں آدمی ہے کہ اس کے شانہ کے سر پر عورت کے سر پستان کی مثل ہے اور اس پر بال ہیں سفید رنگ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جاتے ہو معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اہل شام پر اور ان کو چھوڑے جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور اموال کو ایذا دیں اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ وہی قوم ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے خون بہایا حرام اور لوٹ لیا مواشی کو لوگوں کے۔ سوان پر چلو اللہ کا نام لے کر۔ سلمہ بن کہیل نے کہا کہ پھر بیان کیا مجھ سے زید نے ایک ایک منزل کا یہاں تک کہ کہا انھوں نے کہ گزرے ہم ایک پل پر (اور وہ پل تھا بدرخان کا چنانچہ نسائی کی روایت میں وارد ہوا ہے) پھر جب دونوں لشکر ملے اس دن خوارج کا سپہ سالار عبد اللہ بن وہب راہی تھا اور اس نے حکم دیا ان کو کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ تم پر ویسی بوچھاڑ نہ کریں جیسی حروراء کے دن کی تھی۔ سو وہ پھرے اور اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں میان سے نکال لیں اور لوگ ان سے جا ملے اور ان کو اپنے نیزوں سے کوچ لیا اور ایک پھر دوسرا مقتول ہوا اور حضرت علیؑ کے لشکر سے صرف دو آدمی کام آئے۔ پھر حضرت

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ)) لَوْ يَعْلَمُ الْحَيُّونَ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَتَكَلَّفُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةٌ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلْمَةِ الثَّوْدِيِّ عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ بِيضٌ فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرَكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلِفُونَكُمْ فِي ذُرَارِيكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كَهْمَلٍ فَتَزَلَّتْ بِي زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ مَنَزِلًا حَتَّى قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا اتَّقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبِ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسَلُّوا سِوْفَكُمْ مِنْ حُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السِّوْفَ وَشَجَّرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقَتِلْ بَعْضُهُمْ

(۲۳۶۷) یہ قسم دلاتا ان کا صرف اس لیے تھا کہ لوگوں کو یقین آجائے اور اس بشارت سے خوش ہوں اور مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا بخوبی معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت علیؑ اور ان کے رفیق حق پر ہیں اور وہ اس جنگ میں مثاب ہیں اور برسر صواب۔

علیؑ نے فرمایا کہ ڈھونڈو اس میں مخدج کو اور اس کو ڈھونڈو اور نہ پایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور ان مقتولوں کے پاس گئے جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ ان کو ہٹاؤ پھر اس کو پایا زمین سے لگا ہوا اور آپ نے کہا اللہ اکبر پھر فرمایا کہ سچا ہے اللہ تعالیٰ اور پیغام پہنچایا اس کے رسول نے۔ کہا راوی نے کہ پھر کھڑے ہوئے عبیدہ سلمانی اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے سنا ہے یہ رسول اللہؐ سے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اللہ پاک کی کہ نہیں معبود ہے کوئی سوا اس کے یہاں تک کہ تین بار اس نے آپ کو قسم دی آپ نے قسم کھائی اس پر کہ سنا ہے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے۔

۲۴۶۸- عبید اللہ جو مولیٰ ہیں رسول اللہ کے ان سے روایت ہے کہ حروریہ جب نکلے اور جب وہ حضرت علیؑ کے ساتھ ہے تو حروریہ نے کہا لا حکم الا للہ یعنی حکم نہیں کسی کا سوا اللہ کے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ کلمہ ایسا ہے کہ حق ہے مگر ارادہ ان کا اس سے باطل ہے اور رسول اللہ نے بیان کیا تھا ایک گروہ کا کہ میں ان کا حال بخوبی جانتا ہوں اور ان کی نشانیاں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور وہ اپنی زبانوں سے حق کہتے ہیں مگر وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا ہے اور اشارہ کیا عبیدہ نے اپنے حلق کی طرف (یعنی حق بات حلق سے نیچے نہیں اترتی) اور اللہ کی مخلوق میں بڑے دشمن اللہ کے یہی ہیں ان میں ایک شخص اسود ہے کہ ایک ہاتھ اس کا ایسا ہے کہ جیسے چوچے بکری کے یا سر پستان۔ فرمایا پھر جب قتل کیا ان کو علی بن ابوطالب نے تو فرمایا دیکھو پھر دیکھا تو وہ نہ ملا۔ پھر فرمایا انھوں نے کہ پھر جاؤ سو قسم ہے اللہ پاک کی کہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی نبیؐ نے مجھ سے جھوٹ نہیں فرمایا نہ میں نے تم سے جھوٹ کہا) دو بار یا تین بار یہی

عَلَى بَعْضٍ وَمَا أَصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَحْلَانِ فَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ التَّمَسُّوا بِهِمْ الْمُخَدَجَ فَالتَّمَسُّوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَخْرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا بَلَّيَ الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَغَ رَسُولُهُ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السُّلَمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلِلَّةَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هَذَا الْخَبْرَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَخْلِفُ لَهُ .

۲۴۶۸- عَنْ عَبِيدَةَ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحُرُورِيَّةَ لَمَّا حَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ قَالَ عَلِيُّ كَلِمَةً حَقًّا أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ ((يَقُولُونَ الْحَقَّ بِالنِّسْبَةِ لَا يَجُوزُ هَذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَنْبَعِ خَلْقِ اللَّهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدٌ إِخَذَى يَدَيْهِ طَبِي شَاةً أَوْ حَلْمَةً تَذِي)) فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انظُرُوا فَانظُرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوا فَوَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كَذَبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتَّى

کہا۔ پھر پایا اس کو ایک کھنڈر میں اور لائے اس کو یہاں تک کہ رکھ دیا لاشہ اس کا حضرت علیؑ کے آگے اور عبید اللہ نے کہا کہ میں حاضر تھا اس جگہ جب انھوں نے یہ کام کیا اور حضرت علیؑ نے ان کے حق میں یہ فرمایا اور یونس کی روایت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ بکیر نے کہا اور روایت کی مجھ سے ایک شخص نے ابن حنین سے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے اس اسود کو۔

باب: خوارج کا ساری مخلوق سے بدتر ہونے کا بیان
۲۳۶۹- ابو ذرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بعد میرے میری امت سے یا فرمایا اب ہوگی بعد میرے میری امت میں وہ قوم کہ قرآن پڑھیں گے اور انکے حلقوں میں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے وہ ایسا نکل جائیں گے جیسے کہ تیر نکلتا ہے شکار سے اور پھر نہ آئیں گے وہ دین میں۔ وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ابن صامت نے کہا کہ پھر میں ملا رافع بن عمرو غفاری سے جو حکم غفاری کے بھائی ہیں اور میں نے کہا وہ کیا حدیث ہے جو میں نے سنی ہے ابو ذر سے ایسے ایسے؟ اور ذکر کی میں نے یہ حدیث تو انھوں نے کہا میں نے سنی ہے یہ رسول اللہؐ سے۔

۲۳۷۰- سہل نے کہا سنا میں نے نبیؐ سے کہ ذکر کرتے تھے آپ خوارج کا اور کہا انھوں نے کہ سنا میں نے آپ کو کہ اشارہ کرتے تھے مشرق کی طرف اور فرماتے تھے کہ وہ ایسی قوم ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں اپنی زبانوں سے مگر وہ اترتا نہیں ہے ان کے گلوں سے۔ نکل جاتے ہیں وہ دین سے جیسا نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

۲۳۷۱- اور روایت کی ہم سے یہ ابو کامل نے انھوں نے عبد الواحد سے انھوں نے سلیمان سے اسی اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نکلیں گی ان سے کئی قومیں۔

۲۳۷۲- حضرت سہل نے نبیؐ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ایک قوم نکلے گی مشرق کی طرف سے سر منڈائے ہوئے۔

وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَأَنَا حَاضِرٌ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ زَادَ يُونُسُ فِي رَوَايَتِهِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ ابْنِ حَنِينٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْأَسْوَدَ.

بَابُ الْخَوَارِجِ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ
۲۴۶۹- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيِّئُونَ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُونَ حَلَا قِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السُّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ)) فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ أَحَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيَّ قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَكَذَا فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۲۴۷۰- عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ((قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ بِالسِّيْتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السُّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

۲۴۷۱- وَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ.

۲۴۷۲- عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَتِيهَ قَوْمٌ قَبْلَ الْمَشْرِقِ مُخَلَّفَةٌ رُءُوسُهُمْ)).

باب: رسول اللہ اور آپ کی اولاد بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر زکوٰۃ حرام ہے

بَابُ تَحْرِيمِ الزَّكَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى آلِهِ وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَلِبِ دُونَ غَيْرِهِمْ

۲۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حسن بن علی نے ایک کھجور صدقہ کی اپنے منہ میں لے کر ڈال لی تو رسول اللہ نے فرمایا تھو تھو پھینک دے اس کو کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔

۲۴۷۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَيْفَ كَيْفَ أَرْمَ بِهَا أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ))

۲۴۷۴- شعبہ سے یہی روایت آتی ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم کو صدقہ حلال نہیں۔

۲۴۷۴- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَنَا لَا تَجِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ))

۲۴۷۵- شعبہ سے اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

۲۴۷۵- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ ((أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ))

۲۴۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے گھر جاتا ہوں اور

۲۴۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ ((إِلَى أَهْلِي

(۲۴۷۳) اس سے معلوم ہوا کہ جس سے بڑوں کو پچانا واجب ہے اس سے چھوٹوں کو بھی پچانا واجب ہے اور یہ ان کے ولیوں کو ضروری ہے اور اس سے تحریم صدقہ کی آپ پر اور آپ کی اولاد پر ثابت ہوئی اور وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ یہ مذہب ہے شافعی کا اور جو ان کے موافق ہیں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا۔ اور مالک اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ وہ صرف بنو ہاشم ہیں اور قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک سب قریش اس میں داخل ہیں اور مانگی نے کہا وہ اولاد ہیں قصی کی اور دلیل شافعی کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ایک ہی ہیں اور آپ نے حصہ ذوی القرنی کا انہیں میں تقسیم کیا اور یہ حکم زکوٰۃ مفروضہ کا ہے اور صدقہ تقطوع میں امام شافعی کے تین قول ہیں اصح یہ ہے کہ وہ بھی آپ پر حرام ہے اور آپ کی اولاد کو حلال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں پر حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ دونوں پر حلال ہے اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے موالی میں بھی شافعیہ کے دو قول ہیں اور صحیح یہی ہے کہ ان پر بھی حرام ہے اس حدیث کی رو سے اور جو اوراق سے آگے آتی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ان کو حلال ہے اور کوفیوں اور ابوحنیفہ کا قول بھی یہی ہے کہ حرام ہے اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں اور مالک نے اباحت کا بیان کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن بطال مانگی نے کہ یہ اختلاف صرف موالی بن ہاشم میں ہے اور ان کے موالیوں کے موالی میں اختلاف نہیں یعنی ان کو حلال ہے بالاجماع اور یہ بات ان کی کچھ نہیں بلکہ اصحاب شافعیہ کے نزدیک بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب دونوں کے موالی پر حرام ہے اور ان میں کسی کا فرق نہیں ہے۔ (نووی)

(۲۴۷۶) اب عوام بلکہ خواص میں بھی اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ شارع نے طہارت ظاہری میں تخفیف فرمائی کہ جب تک نجاست معلوم نہ ہو تطہیر واجب نہیں بخلاف طہارت لقمہ کے کہ اس سے بچنے کو صرف احتمال کافی رکھا اور لوگوں کا قاعدہ اس کے خلاف ہے کہ لقمہ حرام باوجود بیضین کے بھی نہ چھوڑیں گے اور طہارت ظاہری میں دو سواوس پیدا کریں گے کہ معاذ اللہ۔

اپنے بچھونے پر کھجور پڑی پاتا ہوں اور اٹھاتا ہوں کہ کھاؤں پھر
ڈرتا ہوں کہ صدقہ کی نہ ہو اور پھینک دیتا ہوں۔

۲۴۷۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي ثُمَّ أَرْفَعُهَا
لَأَكْلُهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأَلْقِيهَا))

۲۴۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَاللَّهِ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ
إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي أَوْ
فِي بَيْتِي فَأَرْفَعُهَا لَأَكْلُهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ
صَدَقَةً أَوْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَلْقِيهَا))

۲۴۷۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی اور فرمایا آپ نے کہ اگر
صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

۲۴۷۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ لیکن اس میں یہ ذکر ہے کہ
آپ کو یہ کھجور راستے میں پڑی ہوئی ملی۔

۲۴۷۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ
لَأَكَلْتُهَا))

۲۴۷۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِيقِ فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ
مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا))

۲۴۸۰- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۴۸۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً
فَقَالَ ((لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا))

باب: آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کو استعمال نہ
کرنے کا بیان

بَاب تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ عَلَى
الصَّدَقَةِ

۲۴۸۱- عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے ربیعہ
بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب اور دونوں نے کہا کہ اللہ کی

۲۴۸۱- عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ
الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ

(۲۴۷۸) ۶۱ نووی نے کہا ان روایتوں سے ورع ثابت ہوا اس لیے کہ یہ کھجور مجرد احتمال سے حرام نہیں ہوتی مگر اس کا ترک ورع کی راہ سے
فرمایا اور معلوم ہوا کہ ایسی حقیر کم قیمت چیزیں پڑی ملیں تو ان کی پہچان کروانا ضروری نہیں مگر ان کو استعمال میں لانا درست ہے اور آپ نے
صدقہ کے خوف سے چھوڑ دیا اور نہ اس خیال سے کہ لفظ ہے اور یہ حکم متفق علیہ ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مالک ایسی چیزوں کو نہ ڈھونڈتا ہے
نہ اس کے تلف ہونے کا غم کرتا ہے۔

(۲۴۸۱) ۶۲ قرآن مجید میں بلوغ کو نکاح فرمایا ہے اذابلغوا النکاح۔ ویسایہی اس روایت میں بھی ہے اور حضرت زینبؓ نے اپنے کپڑے یا
ہاتھ سے اشارہ فرمایا ہوگا اس لیے کہ لیس لغت میں اسی کو کہتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سادات کو مطلقاً حرام لیں

قسم ہم بھیج دیں ان دونوں لڑکوں کو یعنی مجھ کو اور فضل بن عباس کو رسول اللہ کے پاس اور یہ دونوں جا کر عرض کریں کہ حضرت انکو تحصیلدار بنادیں زکوٰۃ و صدقات پر اور یہ دونوں حضرت کو لا کر ادا کر دیں جیسے اور لوگ ادا کرتے ہیں اور کچھ انکو مل جائے جیسے اور لوگوں کو ملتا ہے۔ غرض یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علی بن ابوطالب آئے اور ان کے آگے کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے حضرت علی سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مت بھیجو کہ حضرت قسم اللہ کی ایسا نہیں کرنے والے (اس لیے کہ آپ کو معلوم تھا کہ زکوٰۃ سیدوں کو حرام ہے)۔ پس برا کہنے لگے حضرت علی کو ربیعہ بن حارث اور کہا کہ اللہ کی قسم تم ہمارے ساتھ یہ جو کرتے ہو تو حسد سے اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ تم نے جو شرف رسول اللہ کی دامادی کا پایا ہے تو اس کا تو ہم تم سے کچھ حسد نہیں کرتے۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ اچھا ان دونوں کو روانہ کرو اور ہم دونوں گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ لیٹ رہے پھر جب رسول اللہ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہم دونوں جلدی سے حجرے میں آپ سے پہلے جا پہنچے اور کھڑے ہوئے حجرے کے پاس یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑے (یہ شفقت اور ملاعبت تھی آپ کی کہ لڑکے اس سے خوش ہوتے ہیں) اور فرمایا آپ سے کہ ظاہر کرو جو تم دل میں گھڑ کر لائے ہو پھر آپ بھی حجرے میں گئے اور ہم بھی اور اس دن آپ حضرت ام المومنین زینب کے پاس تھے۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ

الْحَارِثُ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَوْ بَعَثْنَا هَذَيْنِ الْعُلَمَاءِ قَالَا لِي وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلِمَاتُهُمَا فَأَمْرُهُمَا عَلَيَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتُ فَأَذِيَا مَا يُؤْذِي النَّاسَ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيبُ النَّاسَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذَلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَا تَفْعَلَا فَوَاللَّهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَاذْهَبَا رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا تَصْنَعُ هَذَا إِلَّا نَفَاسَةً بَيْنَكُمَا عَلَيْنَا فَوَاللَّهِ لَقَدْ بَلَّتْ صِهْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفْسَانَا عَلَيْكَ قَالَ عَلِيُّ أُرْسِلُوهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيُّ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرُ سَبَقْنَا إِلَى الْحَجْرَةِ فَمَنَّا عِنْدَهَا حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِأَذَانِنَا ثُمَّ قَالَ ((أَخْرِجَا مَا نُصَرَّرَانِ)) ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ حُحُوشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمْنَا أَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ أَمْرُ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ

لہے خواہ کسی خدمت کے عوض میں دیا جائے خواہ یوں دیا جائے۔ غرض آٹھوں اسباب جو قبول زکوٰۃ کے ہیں ان سب میں سے کوئی وجہ ہو ان کو لینا اس کا روائی نہیں اور یہی صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک اور احادیث بھی اسی کی مؤید ہیں اور بعض لوگوں نے جو اجازت دی ہے اجرت تحصیل میں وہ ضعیف مذہب ہے بلکہ باطل ہے اور یہ حدیث صریح اس مذہب کو رد کرتی ہے اور اس مال کو میل جو فرمایا اس میں عات اس کی حرمت کی بیان کر دی اور وہ میل اس لیے ہیں کہ زکوٰۃ کے نکالنے سے ان کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے جیسے اللہ پاک فرماتا ہے

اموالہم الخ

تم بولو۔ غرض ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں قرابت والوں سے اور ہم نکاح کو پہنچ گئے ہیں (یعنی جوان ہو گئے ہیں)۔ پھر ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم کو ان زکوٰتوں پر تحصیلدار بنادیں کہ ہم بھی آپ کو تحصیل لادیں جیسے اور لوگ لاتے ہیں اور ہم کو بھی کچھ مل جائے جیسے اوروں کو مل جاتا ہے (تاکہ ہمارے نکاح کا خرچ نکل آئے)۔ پھر حضرت چپ ہو رہے بڑی دیر تک یہاں تک کہ ہم نے چاہا کہ پھر کچھ کہیں اور ام المومنین زینبؓ ہم سے پردہ کی آڑ سے اشارہ فرماتی تھیں کہ اب کچھ نہ کہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ آل محمدؐ کے لائق نہیں یہ تو لوگوں کا میل ہے (شاید یہ مثل یہیں سے ہے کہ روپیہ پیسہ ہاتھوں کی میل ہے) مگر تم میرے پاس حمیہ کو بلا لاؤ (یہ نام تھا آپ کے خزانچی کا) اور وہ خنس کے اوپر مقرر تھے اور بلا لاؤ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو۔ کہا راوی نے کہ پھر یہ دونوں حاضر ہوئے اور آپ نے حمیہ سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے فضل بن عباس کو بیاہ دو اور نوفل بن حارث سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے سے بیاہ دو (یعنی مجھ) عبدالمطلب بن ربیعہ سے جو راوی حدیث ہیں)۔ غرض میرا نکاح کر دیا آپ نے اور حمیہ سے فرمایا کہ ان دونوں کا مہر خنس سے ادا کرو اتنا اتنا۔ زہری نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن عبد اللہ میرے شیخ نے تعداد مہر کی نہیں فرمائی۔

۲۴۸۲- حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ نے کہا کہ ان کے باپ ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب دونوں نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا کہ تم دونوں جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور حدیث بیان کی جیسے اوپر گزری اور اس میں یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ رہے اور کہا کہ میں باپ ہوں حسن کا اور سید ہوں قسم سے

وَقَدْ بَلَّغْنَا النِّكَاحَ فَحَنَّا لِنُؤْمِرْنَا عَلَى بَعْضِ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّي إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيبَ كَمَا يُصِيبُونَ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتَّى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ وَحَفَلْتُ زَيْنَبُ تَلْمِيعَ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا نُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَتَّبِعِي لِأَلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ اذْعُوا لِي مُحَمَّدِيَّةً وَكَانَ عَلَى الْخُمْسِ وَنُؤْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) قَالَ فَحَانَاهُ فَقَالَ لِمُحْمِيَّةَ ((أَنْكِحْ هَذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنُؤْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ ((أَنْكِحْ هَذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِي فَأَنْكَحْتَنِي وَقَالَ لِمُحْمِيَّةَ ((أَصْدِيقُ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمْسِ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَمْ بُسْمَةٍ لِي.

۲۴۸۲- عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَأَقُ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيهِ فَأَتَنِي عَلِيٌّ رِذَاهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ

اللہ تعالیٰ کی کہ اس جگہ سے نہ جاؤں گا جب تک تمہارے بیٹے نہ لوئیں تمہاری بات کا جواب لے کر جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجی ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ یہ میل ہے لوگوں کی اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز نہیں اور فرمایا بلاؤ میرے پاس محمد بن جزیہ کو اور وہ ایک آدمی تھے قبیلہ بنی اسد کے کہ آپ نے ان کو تحصیل دار کیا تھا خمسون پر۔

أَنَا أَبُو حَسَنِ الْقَرْمُ وَاللَّهُ لَا أَرِيمُ مَكَانِي حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمْ إِنَّا كَمَا يَحْوِرُ مَا بَعَثْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا ((إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّمَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ)) وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اذْعُوا لِي مَخْمِيَةَ بَنِ جَزَاءَ)) وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَحْمَاسِ.

باب: حضور اکرم ﷺ اور آپ کی اولاد پر ہدیہ حلال ہے ۲۳۸۳- جو یہ حضرت کی بی بی مسلمانوں کی ماں نے خبر دی کہ رسول اللہ گھر میں آئے اور فرمایا کچھ کھانا ہے تو انھوں نے عرض کی کہ نہیں قسم ہے اللہ کی اے رسول اللہ تعالیٰ کے ہمارے پاس کچھ کھانا نہیں ہے مگر چند ہڈیاں بکری کی جو میری آزاد لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں۔ آپ نے فرمایا لاؤ اس لیے کہ صدقہ تو اپنی جگہ تک پہنچ گیا۔

بَابُ إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِبَنِي هَاشِمٍ ۲۴۸۳- عَنْ جُوَيْرِيَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ)) قَالَتْ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أَعْطَيْتُهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ ((قَرِيبِهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَجْلَهَا))

۲۳۸۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۴۸۴- عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۲۳۸۵- انسؓ نے کہا ہدیہ دیا بریرہؓ نے نبی کو کچھ گوشت کہ اس کو کسی نے صدقہ دیا تھا تو آپ نے لیا اور فرمایا ان کو صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ ہے۔

۲۴۸۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَهَذَتْ بَرِيرَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَحْمًا تُصَدَّقُ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ))

۲۳۸۶- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کچھ گائے کا گوشت

۲۴۸۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَأَنبَى

(۲۳۸۳) یعنی جب صدقہ جس کو دینا تھا اس تک پہنچ گیا اور اس نے دوسرے کو دے دیا تو اب حرمت اس کی جو سادات پر تھی باقی نہ رہی اس لیے کہ اب وہ ہدیہ ہو گیا اور صدقہ نہ رہا اور اس میں دلیل ہے شافعی اور ان کے موافقین کو کہ گوشت قربانی کا جب کسی نے لے لیا تو اب اس کا بیچنا اس کو درست ہو گیا اور اگر کسی ایسے شخص کو ہدیہ دیا جس کو صدقہ لینا درست نہ تھا تو بھی اس کو حلال ہو گیا اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ بیع اس گوشت کی روا نہیں مگر دلیل ان کی معلوم نہیں اور ظاہر اس روایت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ (توڈی) (۲۳۸۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے گائے کا گوشت کھایا ہے اور یہ روایت مسلم ہی میں ہے۔

لائے نبی کے پاس اور کسی نے کہا کہ یہ گوشت صدقہ کا ہے جو بریرہ کو ملا تھا تو آپ نے فرمایا ان پر صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ۔

۲۳۸۷- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ بریرہ کے مقدمہ سے تین حکم شرعی ثابت ہوئے لوگ اس کو صدقہ دیتے اور وہ ہم کو ہدیہ دیتی تو ذکر کیا ہم نے رسول اللہ سے اس کا تو آپ نے فرمایا وہ اس پر صدقہ ہے اور تم کو ہدیہ ہے سو تم کھاؤ۔

۲۳۸۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۳۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں یہ فرمایا کہ وہ ہمارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

۲۳۹۰- ام عطیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا بھیجا میرے پاس رسول اللہ نے ایک بکری کو صدقہ کی تو میں نے اس میں سے تھوڑا گوشت حضرت عائشہ کو بھیج دیا پھر آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ نہیں مگر نسیم نے (یعنی ام عطیہ نے) ہمارے پاس کچھ گوشت بھیجا ہے اس بکری میں سے جو آپ نے ان کے پاس بھیجی تھی آپ نے فرمایا وہ اپنی جگہ پہنچ گئی۔

باب: رسول اللہ کا ہدیہ قبول کرنا اور صدقہ کو رد کرنا

۲۳۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کھانا آتا پوچھ لیتے اگر ہدیہ ہوتا تو کھاتے اور صدقہ ہوتا تو نہ کھاتے۔

النَّبِيُّ ﷺ يَلْحَمُ بَقَرٍ فَقِيلَ هَذَا مَا تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)) .

۲۴۸۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتَهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوا)) .

۲۴۸۸- عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ .

۲۴۸۹- عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ)) .

۲۴۹۰- عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا بِشِيءٍ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ عَائِشَةَ قَالَتْ ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ)) قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ نُسَيِّبَهُ بَعَثْنَا إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ ((إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَجْلَهَا)) .

بَابُ قَبُولِ النَّبِيِّ ﷺ الْهَدِيَّةِ وَرَدِّهِ الصَّدَقَةَ

۲۴۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ لَهُ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا .

(۲۳۸۷) یہاں ایک حکم بیان کیا دوسرا یہ ہے کہ ولاء ماسی کو ہے جو آزاد کرے اور لونڈی جب آزاد ہو تو اس کو اپنے خاندان کے پاس رہنے کا اختیار ہے۔

(۲۳۹۰) یعنی صدقہ ام عطیہ کے واسطے تھا کو پہنچ گیا اب تمہارے لیے ہدیہ ہے۔ اب کھاؤ اور ہمیں کھاؤ۔

(۲۳۹۱) یہ پوچھا آپ کا درس کی راہ سے تھا اور جب تک کہ لوگوں کو خوب معلوم نہ تھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور اس سے اصل ماکل و مشارب کا دریافت کرنا روا ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِمَنْ آتَى بِصَدَقَتِهِ

۲۴۹۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ)) فَإِنَاهُ أَبِي أَوْفَى بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى .

۲۴۹۳- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى عَلَيْهِمْ .

بَابُ إِرْضَاءِ السَّاعِي مَا لَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا

۲۴۹۴- عَنْ خَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا آتَاكُمْ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ غَنَمُكُمْ رَاضٍ)) .

باب: صدقہ لانے والے کو دعا دینے کا بیان

۲۴۹۲- عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا رسول اللہ کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی قوم صدقہ لاتی تھی تو آپ ان کے لیے فرماتے تھے یا اللہ! رحمت کر ان کے اوپر پھر آئے میرے باپ ابو اوفی صدقہ لے کر تو آپ نے فرمایا یا اللہ! رحمت کر ابو اوفی کی آل پر۔

۲۴۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے ان پر رحمت کی دعا کی۔

باب: تحصیلدار زکوٰۃ کو راضی رکھنے کا بیان جب تک وہ مال حرام طلب نہ کرے

۲۴۹۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زکوٰۃ لینے والا تمہارے پاس آئے تو چاہیے کہ راضی جائے۔

(۲۴۹۲) یہ دعا فرمانا آپ کا بموجب اس آیت شریف کے تھا کہ اللہ پاک نے فرمایا و صل علیہم ان صلاتک مسکن لہم۔ اور مذہب مشہور علماء کا یہی ہے کہ یہ دعا زکوٰۃ دینے والے کو دینا مستحب ہے اور ظاہر یہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور بعض اصحاب شافعیہ بھی اسی طرح گئے اور جمہور نے کہا ہے کہ یہ امر آیت مبارک کا ہمارے واسطے مستحب ہے اس لیے کہ رسول اللہ نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ زکوٰۃ لینے کو انکو دعا کا حکم نہیں دیا اور جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کا حکم ان کو قرآن شریف سے خود معلوم تھا اور جمہور نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ دعا نبی کی ان کی تسکین کا باعث تھی بخلاف اوروں کے اور امام شافعی نے دعائیں کہا ہے کہ مستحب ہے کہ یوں کہے اجرك الله فيما اعطيت وجعلت طهوراً وبارک لک فيما البقیت۔ مگر جب تک یہ الفاظ کسی روایت کے ثابت نہ ہوں بجز قول کسی کا مثبت استحباب نہیں ہو سکتا اور تحصیلدار کا یہ کہنا کہ اللہم صلی علی فلان اس کو جمہور شافعیہ نے مکروہ کہا ہے اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور امام مالک اور ابن عیینہ کا اور ایک جماعت سلف کا اور ایک جماعت نے اس کو جائز کہا ہے اس حدیث کی رو سے اور جنہوں نے مکروہ کہا ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء کے لیے جائز نہیں مگر انبیاء کی ذیل میں اس لیے کہ صلوٰۃ لسان سلف میں مخصوص بانبیاء تھی جیسے عزوجل کا لفظ ہے اللہ پاک کے واسطے اور جیسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد عزوجل اگرچہ آپ بھی عزیز و طلیل ہیں اسی طرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اگرچہ معنی اس کے بھی صحیح ہیں اور ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے اس میں کہ یہ نبی تنزیہی ہے یا تحریم یا بجز دلوں ہے اور قول اصح اور مشہور یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے بکراہت تنزیہی اس لیے کہ یہ شعار ہے اہل بدع کا اور ان کے شعار سے ہم منع کئے گئے ہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ غیر انبیاء کے لیے لفظ صلوٰۃ بشارت انبیاء جائز ہے جیسے آیا ہے اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و ازواجہ و ذریاتہ و اتباعہ اور شیخ ابو محمد جوینی جو اصحاب شافعیہ سے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ سلام بھی بمعنی صلوٰۃ ہے اور اس کو اکیلا استعمال نہ کرے سوا انبیاء کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ و سلام کو قرین کیا۔ غرض یوں نہ کہنا چاہیے کہ فلاں علیہ السلام نے (مثلاً تمہیں کہ عبد الکریم نے فرمایا) مگر مخاطبہ کے طور سے ہی دیت سے کہنا درست ہے۔ جیسے کہیں السلام علیکم یا سلام علیکم۔ واللہ اعلم (النووی)۔

(۲۴۹۳) ☆ مقصود حدیث یہ ہے کہ حاکموں کی اطاعت کرو ان کو راضی رکھو بات چیت نشست و برخاست میں ان کو رنج نہ دو کہ اس میں صلاح ذات البین ہے اور اجماع مسلمین ہے اور یہ سب امور جب ہی تک ہیں کہ تم سے جو اور ظلم کی راہ سے طلب نہ کرے کوئی چیز۔

کتاب الصیام

روزے کے مسائل

باب: ماہ رمضان کی فضیلت

۲۳۹۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو کھل جاتے ہیں دروازے جنت کے اور بند ہو جاتے ہیں دروازے دوزخ کے اور زنجیروں میں کس دیے جاتے ہیں شیاطین۔

۲۳۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب رمضان ہوتا ہے دروازے رحمت کے کھل جاتے ہیں اور دروازے دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔

۲۳۹۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب فضلِ شہرِ رَمَضانَ

۲۴۹۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَاءَ رَمَضانَ فَتُحَتَّ أَبْوابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوابُ النَّارِ وَصَفَدَتْ الشَّيَاطِينُ))

۲۴۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ رَمَضانَ فَتُحَتَّ أَبْوابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوابُ جَهَنَّمَ وَسُلِّسَتِ الشَّيَاطِينُ))

۲۴۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ رَمَضانَ بِمِثْلِهِ))

۱۔ صوم اور صیام لغت میں مطلق اسماک کے معنی میں ہے اور شرع میں اسماک مخصوص ہے زمان مخصوص میں شخص مخصوص کا اس کی شرائط کے ساتھ۔

(۲۳۹۵) یہ حدیث دلیل ہے ایک بڑے مذہب صحیح کی اور اسی طرف گئے ہیں محققین اور بخاری اور وہ یہ ہے کہ فقط رمضان کہنا روا ہے بغیر لفظ شہر کے اور اس میں کراہت نہیں ہے اور اس میں تین مذہب ہیں اول یہ کہ کسی حال میں صرف رمضان کہنا روا نہیں اور یہ قول ہے اصحاب مالک کا اور ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ رمضان نام ہے اللہ تعالیٰ کا۔ پس اس کا اطلاق غیر پر بلا قید روا نہیں اور اکثر اصحاب شافعی اور ابن باقلانی کا قول یہ ہے کہ یہاں ایک قرینہ ہے کہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں اللہ پاک مراد نہیں اور مہینہ مراد ہے۔ پس اس میں کراہت نہیں اور اگر قرینہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔ غرض جیسے لوگ کہتے ہیں ہم نے رمضان کا روزہ رکھا رمضان میں قیام شب کیا یہ مکروہ نہیں مگر یہ کہنا کہ رمضان آیا یا رمضان گیا یہ مکروہ ہے اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا وہی جس طرف بخاری وغیرہ گئے ہیں کہ خواہ قرینہ ہو یا نہ ہو رمضان کا اطلاق بلا کراہت روا ہے اور یہی صحیح اور صواب ہے اور اول کے دونوں مذہب فاسد ہیں اور کھلنا اور بند ہونا دروازوں کا اور قید ہو جانا شیاطین کا حقیقت ہے مجاز نہیں۔ یہی مذہب حق ہے۔

باب: اس بیان میں کہ روزہ اور افطار
چاند دیکھ کر کریں اور اگر بدلی ہو تو تیس
تاریخ پوری کریں

بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ
الْهَيْلِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهَيْلِ وَأَنَّهُ إِذَا
غَمَّ فِي أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أَكْمَلْتَ عِدَّةَ
الشَّهْرِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا

۲۴۹۸- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور فرمایا کہ نہ روزہ رکھو اور نہ افطار
کرو جب تک کہ چاند دیکھ لو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تم پر تو تیس دن
پورے کرو (یعنی خواہ شعبان کے خواہ رمضان کے)۔

۲۴۹۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((لَا
تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَ وَلَا تَفْطِرُوا حَتَّى
تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ))

۲۴۹۹- عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ذکر کیا
رمضان کا اور اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی دس انگلیوں
سے) اور فرمایا کہ مہینہ ایسا ہے ایسا ہے اور بند کر لیا اپنے
انگوٹھے کو تیسری بار (یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے) اور فرمایا روزہ
رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر۔ پھر اگر تم پر بدلی ہو تو
گن لو پورے تیس دن۔

۲۴۹۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ
رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا
وَهَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّلَاثَةِ
فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ
عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ))

۲۵۰۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۰۰- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَإِنْ غَمَّ
عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا ثَلَاثِينَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ))

۲۵۰۱- حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ
ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے
اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایسا ایسا اور فرمایا کہ اندازہ کرو اس کا اور
تیس کا لفظ نہیں فرمایا۔

۲۵۰۱- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ذَكَرَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَمَضَانَ فَقَالَ ((الشَّهْرُ بَسْعَ
وَعَشْرُونَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَقَالَ
فَاقْدِرُوا لَهُ)) وَلَمْ يَقُلْ ((ثَلَاثِينَ))

۲۵۰۲- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ تم چاند کو دیکھ

۲۵۰۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّمَا الشَّهْرُ بَسْعَ

(۲۴۹۹) ☆ یعنی انتیس کو شعبان کی مثلاً اگر ہو تو تیس شعبان کی پوری کر لو بعد اس کے روزہ رکھ لو اور اسی طرح اگر انتیس رمضان کو بدلی ہو
اور یہ سب بدلی کے روایت نہ ہو تو تیس روزے پورے کر لو اور بعد اس کے عید الفطر کر لو۔ جمہور نے اس حدیث کے یہی معنی کئے ہیں اور
احادیث اور روایات بھی اسی کی مؤید ہیں۔

کر روزہ رکھو اور افطار کرو۔ پس اگر بادل ہوں تو تمہیں کی گنتی پوری کرلو۔

۲۵۰۳۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۰۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

۲۵۰۵۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں تسع و عشرون کے ساتھ لیلۃ کا لفظ بھی ہے۔

۲۵۰۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوا سنا ہے کہ مہینہ ایسا ایسا ہوتا ہے اور انگوٹھے کو کم کر دیا تیسری بار میں (یعنی انتیس کا بھی ہوتا ہے)۔

۲۵۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

۲۵۰۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ ایسا ہے ایسا ہے یعنی دس اور دس اور نو دن کا۔

۲۵۰۹۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وَعَشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تَفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْبِرُوا لَهُ ((

۲۵۰۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ ((فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهَيْلَانَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْبِرُوا لَهُ))

۲۵۰۴۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْبِرُوا لَهُ))

۲۵۰۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ لَيْلَةً لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تَفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ إِلَّا أَنْ يَغُمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْبِرُوا لَهُ))

۲۵۰۶۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّلَاثَةِ

۲۵۰۷۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ))

۲۵۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا))

۲۵۰۹۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ

(۲۵۰۷) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتیس کا رمضان ہونے سے اس کا اجر بھی نہیں گھٹتا اس لیے کہ وہ بھی مہینہ کامل ہے نہ کہ ناقص۔

مہینہ ایسا ایسا ایسا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ مارے دو بار اور سب انگلیاں کھلی رکھیں اور تیسری بار انگوٹھا دہنایا یا بایاں کم کر دیا (یعنی بند کر دیا اور اشارہ ہوا انتیس کا)۔

۲۵۱۰- عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس کا ہوتا ہے اور شعبہ نے دونوں ہاتھ اپنے ملا کر اشارہ کیا اور تیسری بار میں انگوٹھے کو موڑ لیا۔ عقبہ نے کہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ مہینہ تیس کا ہوتا ہے اور دونوں ہتھیلیوں کو تین بار ملایا۔

۲۵۱۱- حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ ای ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ تو ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے اور تیسری بار میں انگوٹھا بند کر لیا اور مہینہ ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا ہوتا ہے یعنی تیس دن پورے ہوتے ہیں۔

۲۵۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس حدیث میں دوسری دفعہ تیس کی گنتی پوری نہیں۔

۲۵۱۳- حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کہتا تھا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہو گیا۔ تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے کیا جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا۔ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے مہینہ ایسا ہوتا ہے اور اشارہ کیا اپنی انگلیوں سے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ أَصَابِعِهِمَا وَتَقَصَّ فِي الصَّفْفَةِ الثَّلَاثَةِ الْإِبْهَامَ الْيُمْنَى أَوْ الْيُسْرَى ۲۵۱۰- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الشَّهْرُ بَسْعٌ وَعِشْرُونَ)) وَطَبَّقَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَكَسَرَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّلَاثَةِ قَالَ عُقْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ ((الشَّهْرُ ثَلَاثُونَ)) وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَاتٍ.

۲۵۱۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُخَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّا أُمَّةٌ أَمِيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) وَرَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّلَاثَةِ ((وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)) يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِينَ.

۲۵۱۲- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ الشَّهْرَ الثَّانِي ثَلَاثِينَ.

۲۵۱۳- عَنِ سَعْدِ بْنِ عَبِيدَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَجُلًا يَقُولُ اللَّيْلَةَ لَيْلَةَ النُّصْفِ فَقَالَ لَهُ مَا يُذْرِبُكَ أَنَّ اللَّيْلَةَ النُّصْفَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ

(۲۵۱۱) قرآن اس نبی امی کے کہ اپڑ امت مرحومہ کو ایسی تعلیم دی کہ تمام جہان کے حساب والے گرد ہیں اور ایک ذرا سی بات کو کس کس طرح سے ان کے ذہن نشین کر دیا اور رحمت کرے اللہ تعالیٰ محدثین کو کہ انھوں نے کیسے آپ کی تعلیمات اور ارشادات کی حفاظت کی کہ ایک ایک بات کو اسانید متعددہ سے اور اسالیب مختلفہ سے جس طرح سے وارد ہوئے خوب یاد رکھا اور ایسی حفاظت کی کہ کسی امت کو نصیب نہ ہوئی۔ الحمد علی ذلک۔

(۲۵۱۳) یعنی تم نے کیوں کر جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا؟ اس لیے کہ مہینہ کبھی انتیس ہی کا ہوتا ہے۔ پھر جب تک ماہ تمام نہ ہو اور معلوم نہ ہو کہ انتیس کا ہوا یا تیس کا تب تک کیوں کر معلوم ہو کہ نصف ماہ کون سی رات کو ہوا۔

دوبار اور ایسا ہی تیسری بار کیا اور سب انگلیوں سے اشارہ کیا اور بند کر لیا یا جھکا لیا اپنے انگوٹھے کو۔

۲۵۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تب ہی افطار بھی کرو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تو تیس روزے پورے رکھ لو (پھر اس کے بعد عید کرو)۔

۲۵۱۵- ابو ہریرہ نے کہا کہ فرمایا نبی نے کہ روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر اور اگر بدلی ہو جائے تو کتنی پوری کرو (یعنی تیس کی)۔

۲۵۱۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۱۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

باب: رمضان کے استقبال کے طور پر ایک یا دو روزے رکھنے کی ممانعت

۲۵۱۸- ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا رمضان سے پیشگی ایک دو روزے مت رکھو مگر وہ شخص جو ہمیشہ ایک دن میں روزہ رکھا کرتا تھا اور وہی دن آگیا تو خیر وہ رکھے اپنے مقررہ دن میں۔ (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا اور اتیس اور تیس تاریخ میں شعبان کے وہی دن آگئے تو وہ رکھ لے)۔

۲۵۱۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

الْعَشْرَ مَرَّتَيْنِ وَهَكَذَا فِي الثَّلَاثَةِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ كُلِّهَا وَحَسَّ أَوْ حَسَّنَ إِنِّهَا مَهْ))

۲۵۱۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَيْلَانَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا))

۲۵۱۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ غَمِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمَلُوا الْعِدَّةَ))

۲۵۱۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ غَمِّيَ عَلَيْكُمْ الشَّهْرَ فَعِدُّوا ثَلَاثِينَ))

۲۵۱۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَيْلَانَ فَقَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أَعْجَبِيَّ عَلَيْكُمْ فَعِدُّوا ثَلَاثِينَ))

بَاب لَّا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

۲۵۱۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمَّ))

۲۵۱۹- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۲۵۲۰- زہری نے کہا کہ نبی ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیبیوں کے پاس نہ آئیں گے ایک ماہ تک۔ زہری نے کہا پھر خبر دی مجھ کو عروہ نے حضرت عائشہ کی زبانی کہ انھوں نے فرمایا کہ جب اسیس روز گزرے اور میں گنتی تھی تو رسول اللہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ نے فرمایا کہ پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور یہ فخر یہ حضرت عائشہ نے ارشاد فرمایا اور اس میں کمال محبت رسول اللہ ﷺ کی ان کے ساتھ ثابت ہوئی) پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس نہ آئیں گے مہینہ بھر تک اور آپ اسیسویں ہی دن تشریف لائے اور میں دن گنتی تھی تو آپ نے فرمایا مہینہ اسیس کا بھی تو ہوتا ہے۔

۲۵۲۱- جابر نے کہا کہ رسول اللہ نے کنارہ کیا اپنی بیبیوں سے ایک مہینہ کو پھر نکلے ہماری طرف اسیسویں دن۔ سو ہم نے عرض کی کہ آج تو اسیسواں دن ہے تو آپ نے فرمایا مہینہ اتنا بھی ہوتا ہے اور دونوں ہاتھ ملائے تین بار اور بند کر لی ایک انگلی پچھلی بار میں (یعنی اسیس کا اشارہ فرمایا)۔

۲۵۲۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کنارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایک ماہ کا اور نکلے آپ اسیسویں کی صبح کو۔ سو بعضے لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج تو ہماری اسیسویں دن کی صبح ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مہینہ اسیس کا بھی ہوتا ہے۔ پھر ملائے آپ نے دو ہاتھ تین بار دو بار تو سب انگلیوں کے ساتھ اور تیسری بار نو انگلیوں سے۔

۲۵۲۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۲۰- عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيَّ أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً أَعْدَهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعْدَهُنَّ فَقَالَ : ((إِنْ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)) .

۲۵۲۱- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اعْتَزَلَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا إِنَّمَا الْيَوْمُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَقَالَ ((إِنَّمَا الشَّهْرُ)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَمِيسًا إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ .

۲۵۲۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنْ الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ)) ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّلَاثَةَ تِسْعٍ مِنْهَا .

۲۵۲۳- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرْتَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيَّ بَعْضُ أَهْلِيهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا عَدَا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا

۲۵۲۴۔ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔
 ۲۵۲۵۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں بیویوں کے پاس نہ آنے کی قسم کھانے کا واقعہ نہیں ہے۔

۲۵۲۶۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۲۷۔ مذکورہ بالا احادیث معنایں اس سند سے بھی مروی ہیں۔

باب: شہر میں وہیں کی رویت معتبر ہے اور دوسرے شہر کی رویت وہاں کام نہیں آتی

۲۵۲۸۔ کریب کو ام الفضل بنت حارث نے معاویہ کی طرف بھیجا شام کو۔ انھوں نے کہا کہ میں گیا شام کو اور ان کا کام نکال دیا اور میں نے چاند دیکھا رمضان کا شام میں جمعہ کی شب کو (یعنی پنج شنبہ کی شام کو) پھر مدینہ آیا آخر ماہ میں اور عبد اللہ بن عباس نے پوچھا مجھ سے اور ذکر کیا چاند کا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا جمعہ کی شب کو۔ انھوں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں

قَالَ ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا))

۲۵۲۴۔ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۵۲۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَخْرَى فَقَالَ ((الشَّهْرُ

هَكَذَا وَهَكَذَا)) ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّلَاثَةِ إِصْبَعًا.

۲۵۲۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا

وَهَكَذَا)) عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا مَرَّةً.

۲۵۲۷۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي هَذَا

الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا.

بَابُ : بَيَانُ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيِيَهُمْ وَ أَنَّ هُمْ

إِذَا رَأَوْا الْهَيْلَالَ بِبَلَدِهِ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا

بَعْدَ عَنْهُمْ

۲۵۲۸۔ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ

بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ

فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهْلَيْتُ عَلَيَّ رَمَضَانَ وَأَنَا

بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهَيْلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ

الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهَيْلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمْ

(۲۵۲۸) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رویت ہلال کی عام نہیں ہوتی یعنی جس شہر والے دیکھیں وہ روزہ رکھیں یا افطار کریں اور دوسروں کو ان کی رویت پر اعتماد ضروری نہیں اور یہی مذہب صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک بلکہ نووی نے لکھا ہے کہ جہاں تک قصر نہیں ہوتی نماز میں وہیں تک رویت کا بھی اعتبار ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر مطلع متفق ہو تو دوسروں کو بھی اعتبار ضروری ہے اور بعضوں نے کہا ایک اقلیم تک اگر اتفاق ہے تو اعتبار ہے ورنہ نہیں اور بعض کا قول ہے کہ رویت ایک جگہ کی تمام روئے زمین کو کافی ہے اور انھوں نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن عباس نے اس ایک شخص کی گواہی قبول نہیں کی مگر ظاہر حدیث اس پر دال ہے کہ انھوں نے رویت بعید کا اعتبار نہیں کیا۔ (نووی)

اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا حضرت معاویہؓ اور لوگوں نے۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے۔ تو میں نے کہا آپ کافی نہیں جانتے دیکھا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور ان کا روزہ رکھنا۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسا ہی حکم کیا ہے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اور یحییٰ بن یحییٰ کو شک ہے کہ نکٹھی کہا۔ یا نکٹھی۔

باب: چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں اور جب بدلی ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو

۲۵۲۹- ابوالبختریؓ نے کہا کہ ہم عمرہ کو نکلے اور جب بطن نخلہ کو پہنچے (کہ ایک مقام کا نام ہے) تو سب نے چاند دیکھا شروع کیا اور بعضوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تین رات کا چاند ہے (یعنی بڑا ہونے کے سبب سے) اور بعضوں نے کہا دو رات کا ہے۔ پھر ملے ہم ابن عباسؓ سے اور ان سے ذکر کیا کہ ہم نے چاند دیکھا اور کسی نے کہا تین رات کا ہے اور کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ تب انھوں نے پوچھا کہ تم نے کون سی رات میں دیکھا؟ تو ہم نے کہا فلاں فلاں رات میں۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑھا دیا دیکھنے کے لیے اور وہ اسی رات کا تھا جس رات تم نے دیکھا۔

باب: دو مہینے عید کے ناقص نہیں ہوتے

۲۵۳۰- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے لمبا کر دیا ہے اس کو اس کے دیکھنے کے سبب سے۔ پس اگر بادل ہوں تو تم گنتی کو پورا کرو۔

الْهَلَالُ فَقُلْتُ رَأَيْتَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَأَى النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَكِنَّا رَأَيْتَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَمَّا نَزَلَ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَوْ لَمْ نَكْتَفِي بِرُؤْيَا مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هَكَذَا أَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَشَكَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي نَكْتَفِي أَوْ نَكْتَفِي.

بَابُ بَيَانِ أَنَّهُ لَا اِعْتِبَارَ بِكِبَرِ الْهَلَالِ وَصِغَرِهِ وَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَدَهُ لِلرُّؤْيَا فَإِنْ

عَمَّ فَلْيَكْمَلْ ثَلَاثُونَ

۲۵۲۹- عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بَيْطُنَ نَخْلَةَ قَالَ تَرَأَيْنَا الْهَلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ قَالَ فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهَلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيُّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ قَالَ فَقُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَا فَهُوَ لِللَّيْلَةِ رَأَيْتُمُوهُ))

بَابُ بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِهِ ﷺ شَهْرٌ اِعْتِدِلًا لَا

يَنْقُصَانِ

۲۵۳۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ قَدَّ أَمَدَهُ لِرُؤْيَايِهِ فَإِنْ أَغْمِي عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ))

(۲۵۲۹) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑا ہونے کا اعتبار نہیں جب رویت ہو اسی شب کا ہے خواہ اسیسویں ہو یا تیسویں۔

۲۵۳۱- حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ماہ عیدوں کے ناقص نہیں ہوتے ایک رمضان شریف دوسرا ذی الحجہ۔

۲۵۳۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور خالد کی روایت میں ہے کہ عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔

باب: روزہ طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے

۲۵۳۳- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری حتیٰ یسبین لکم یعنی کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ظاہر ہو جائے سفید دھاگے کا لے دھاگے سے صبح کے تو عدی نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! میں اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھتا ہوں ایک سفید ایک کالی اسی سے میں پہچان لیتا ہوں رات کو دن سے۔ تب آپ نے فرمایا تمہارا تکیہ تو بہت چوڑا ہے کہ (مزاح کی راہ سے فرمایا کہ اتنا چوڑا ہے کہ صبح اسی کے نیچے سے ہوتی ہے) اس آیت میں تو سیاہی رات کی اور سفیدی دن کی مراد ہے۔

۲۵۳۴- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کلووا واشربوا الخ تو تھے آدمی پکڑتے دو دھاگے سفید اور سیاہ پھر کھاتے صبح کے روشن ہونے تک یہاں تک کہ

۲۵۳۱- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((شَهْرًا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ)).

۲۵۳۲- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((شَهْرًا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ)) فِي حَدِيثِ حَالِدٍ ((شَهْرًا عِيدٍ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ)).

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِي الصَّوْمِ

يَحْصُلُ بِطُلُوعِ الْفَجْرِ

۲۵۳۳- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجْعَلُ نَحْتِ وَسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَغْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ وَسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)).

۲۵۳۴- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَكَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ

(۲۵۳۱) صحیح اور معتبر معنی تو اس کے یہی ہیں کہ ان دونوں ماہ کا ثواب کسی طرح نہیں گھٹتا خواہ انتیس کے ہوں خواہ تیس کے غرض یہ ہے کہ ایک تاریخ کے کم ہونے سے ثواب کم نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ ایک سال میں دونوں ماہ انتیس کے نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہوتا ہے تو دوسرا تیس کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ دونوں ثواب میں برابر ہیں ایک دوسرے سے کم نہیں یعنی اگر رمضان میں روزے ہیں تو ذی الحجہ میں مناسک حج ہیں اور یہ سب قول ضعیف ہیں صحیح وہی ہے جو اول گزرا۔

(۲۵۳۲) غرض یہ ہے کہ دھاگے سے مراد رات اور دن ہے اور شاید عدی کی زبان میں یہ مجاز مستعمل نہ ہو گا اس لیے کہ ان کو دھوکا ہوا۔ ابو سعید نے کہا ہے کہ خیط ابیض سے مراد صحیح صادق ہے اور اس آیت سے اور روایت سے معلوم ہوا کہ صحیح صادق سے اول سب رات ہے اور اس سے دن کا آغاز ہے۔ غرض صحیح صادق اور رات میں کوئی فاضل نہیں اور یہ ہی مذہب صحیح ہے اور یہی مذہب ہے جمہیر علماء کا۔

- ۲۵۳۵- اتاری اللہ تعالیٰ نے من الفجر۔ پھر وہ التباس ظاہر ہو گیا۔
- ۲۵۳۵- حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ اتری آیت کَلُوا وَاشْرَبُوا تَوَادَىٰ جِبْرًا رُزْهًا رُكْنَ كَارَادَهُ كَرَاتًا تَوَدُو دَهَاكُ اِپْنِ پِر مِی بَانْدَه لِیْتَا اِیْكَ سَفِیْدُ دُوسْرَا سِیَاهُ اُور كَهَا تَا پِیْتَارِہْتَا یہاں تک کہ اس کو دیکھنے میں کالے اور سفید کا فرق معلوم ہونے لگتا تب اللہ پاک نے اس کے بعد من الفجر کا لفظ اتارا۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ دھاگوں سے مراد رات اور دن ہے۔
- ۲۵۳۶- عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں (تاکہ تہجد پڑھنے والے کھانے کو جائیں اور سحر سے فارغ ہو جائیں) سو تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سنو (اور وہ ناپید تھا جب لوگ کہتے کہ صبح ہوئی صبح ہوئی جب اذان دیتے)۔
- ۲۵۳۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔
- ۲۵۳۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے بلال اور ابن مکتوم ناپید۔ تو آپ نے فرمایا بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ اذان دیں ابن ام مکتوم اور کہا راوی نے کہ
- ۲۵۳۵- حَيْطًا اَبْيَضَ وَحَيْطًا اَسْوَدَ فَيَاكُلُ حَتَّى يَسْتَبِينَهُمَا حَتَّى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْفَجْرِ فَيَسِّنْ ذَلِكَ.
- ۲۵۳۵- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَكَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْحَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْحَيْطِ الْاَسْوَدِ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا ارَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدَهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْحَيْطُ الْاَسْوَدَ وَالْحَيْطُ الْاَبْيَضُ فَلَمَّا يَزَالُ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رِيْبُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوا اَنَّهَا يَعْنِي بِذَلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.
- ۲۵۳۶- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَدِّنُ بَلِيْلًا فَكَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَاذِيْنَ اِبْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ)).
- ۲۵۳۷- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَدِّنُ بَلِيْلًا فَكَلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا اَذَانَ اِبْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ)).
- ۲۵۳۸- عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَدِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمَى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَدِّنُ بَلِيْلًا فَكَلُوا وَاشْرَبُوا
- ۲۵۳۵) ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح صادق دھاگے کی طرح عرض شرق میں مستطیل ہوتی ہے اور جو عمود کی طرح بلند ہو وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے۔
- ۲۵۳۸) مراد یہ ہے کہ بلال اذان دیتے تھے قبل فجر کے اور انتظار کرتے تھے طلوع فجر کا اور وہیں ٹھہرے ہوئے کچھ پڑھتے رہتے پھر جب اترتے عبد اللہ بن ام مکتوم کو خبر دیتے کہ تم اذان دو پھر ابن ام مکتوم طہارت وغیرہ کر کے چڑھتے اور اذان دیتے طلوع فجر کے قبل۔

یہ دونوں کی اذان میں کچھ دیر بیچ میں نہ ہوتی تھی اتنا ہی خیال تھا کہ یہ اترے وہ چڑھے۔

۲۵۳۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۳۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۳۱- عبداللہ بن مسعود نے کہا فرمایا رسول اللہ نے کوئی باز نہ رہے تم میں سے اپنے سحر کھانے سے بلال کی اذان سن کر۔ اس لیے کہ وہ اذان دیتے ہیں رات کو کہ پھر جائے جو نماز پر کھڑا ہے تم میں سے اور جاگ جائے سونے والا اور فرمایا کہ صبح وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور بلند کیا آپ نے ہاتھ کو (یعنی جو روشنی نیزہ کی طرح اوپر کو بلند ہوتی ہے وہ صبح صادق نہیں ہے) جب تک کہ ایسی نہ ہو اور کھول دیا آپ نے انگلیوں کو (یعنی جب تک کناروں میں فلک پر منتشر نہ ہو وہ صبح صادق نہیں)۔

۲۵۳۲- سلیمان تیمی سے اس اسناد سے مروی ہے وہی روایت جو اوپر گزری مگر اس میں ایسا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فجر وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور آپ نے سب انگلیوں کو جمع کیا اور ان کو زمین کی طرف جھکایا (یعنی جو روشنی اوپر سے نیچے کو آئے وہ صبح صادق نہیں ہے) بلکہ صبح صادق وہ ہے جو ایسی ہے اور آپ نے کلمہ کی انگلی کلمہ کی انگلی پر رکھی اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا (یعنی اشارہ کیا کہ آسمان کے کناروں میں پھیلے)۔

۲۵۳۳- سلیمان تیمی سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی اور تمام ہوئی روایت معتمر کی یہیں تک کہ آپ نے فرمایا اذان بلال کی اس لیے ہے کہ جگادے تمہارے سوتوں کو اور لوٹے تمہارا تہجد پڑھنے والا اور اسحاق نے کہا کہ جریر نے کہا اپنی حدیث میں اور صبح وہ نہیں جو ایسی ہے (یعنی اونچی) لیکن وہ وہ ہے جو ایسی ہو (یعنی

حَتَّى يُؤذَنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ)) قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا.

۲۵۳۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۵۴۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِالْإِسْنَادَيْنِ كِلَيْهِمَا نَحْوُ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

۲۵۴۱- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

((لَا يَمْتَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ بِنْدَاءُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤذَنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي بَلِيلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُوقِظَ نَائِمَكُمْ)) وَقَالَ لَيْسَ ((أَنْ يَقُولَ هَكَذَا

وَهَكَذَا)) وَصَوَّبَ يَدَهُ وَرَفَعَهَا ((حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا وَفَرَجَ بَيْنَ إصْبَعَيْهِ)).

۲۵۴۲- عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ الَّذِي يَقُولُ هَكَذَا)) وَجَمَعَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ نَكَسَهَا إِلَى الْأَرْضِ ((وَلَكِنَّ الَّذِي يَقُولُ هَكَذَا)) وَوَضَعَ الْمُسْبَحَةَ عَلَى الْمُسْبَحَةِ وَمَدَّ يَدَيْهِ.

۲۵۴۳- عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَأَنْتَهَى حَدِيثُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ ((يُنْبَهُ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعُ قَائِمَكُمْ)).

وَقَالَ إِسْحَقُ قَالَ جَرِيرٌ فِي حَدِيثِهِ ((وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا وَلَكِنْ يَقُولُ هَكَذَا)) يَعْنِي

پھیلی ہوئی۔

۲۵۴۳- سرہ بیٹے جناب کے کہتے تھے میں نے سنا ہے محمد سے کہ فرماتے تھے کوئی بلال کی اذان سے دھوکا کھا کر حور کھانے سے باز نہ رہے اور نہ یہ سفیدی (جو نیزے کی طرح بلند ہے) صبح ہے بلکہ صبح وہ ہے جو پھیلی ہو۔

۲۵۴۵- سرہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دھوکا نہ دے تم کو اذان بلال کی اور یہ سفید صبح کا ستون جب تک کہ وہ اس طرح چوڑی نہ ہو جائے۔

۲۵۴۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حماد نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس کی حالت کی طرف اشارہ کیا اور کہا یعنی پھیلی ہوئی۔

۲۵۴۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں ہے کہ جب فجر شروع ہو یا جب فجر پھوٹے۔

۲۵۴۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: سحری کی فضیلت

۲۵۴۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ سحری میں برکت ہے۔

۲۵۵۰- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الْفَجْرُ هُوَ الْمُعْتَرِضُ وَكَيْسٌ بِالْمُسْتَطِيلِ

۲۵۴۴- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَغْرُونَ أَحَدَكُمْ بِنَدَاءِ بِلَالٍ مِنْ السُّحُورِ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَسْتَطِيرَ))

۲۵۴۵- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَغْرُونَكَ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ لِعُمُودِ الصُّبْحِ حَتَّى يَسْتَطِيرَ هَكَذَا))

۲۵۴۶- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَغْرُونَكَ مِنْ سُّحُورِكَ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ النَّافِثِيِّ الْمُسْتَطِيلِ هَكَذَا حَتَّى يَسْتَطِيرَ هَكَذَا))

وَحَكَاهُ حَمَادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ بَعْضِي مُعْتَرِضًا.

۲۵۴۷- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((لَا يَغْرُونَكَ بِنَدَاءِ بِلَالٍ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَبْدُوَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ))

۲۵۴۸- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ هَذَا.

بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْكِيدِ اسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيرِهِ وَتَعْجِيلِ الْفِطْرِ

۲۵۴۹- عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَسْحَرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً))

۲۵۵۰- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں سحری کے لقمہ کا فرق ہے۔

۲۵۵۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۵۲- زید نے کہا سحری کی ہم نے رسول اللہ کے ساتھ پھر کھڑے ہوئے نماز صبح کو۔ میں نے کہا دونوں کے بیچ میں کتنی دیر ہوئی؟ انھوں نے کہا پچاس آیات کے موافق۔

۲۵۵۳- مذکورہ بالا حدیث ان سندوں سے بھی مروی ہے۔

۲۵۵۴- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جب تک افطار جلد کریں گے۔

۲۵۵۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۵۶- ابی عطیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور مسروق ام المؤمنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے مسلمانوں کی ماں! دو شخص اصحاب سے رسول اللہ کے ایک تو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز میں دیر کرتے ہیں۔ تو آپ نے پوچھا وہ کون ہیں جو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں؟ تو ہم نے کہا وہ عبد اللہ یعنی ابن مسعود ہیں اور آپ نے فرمایا رسول اللہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ زیادہ کیا ابو کریم نے اپنی روایت میں کہہا دوسرے ابو موسیٰ ہیں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فَصَلُّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكَلَةُ السَّحْرِ)) .

۲۵۵۱- عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ .

۲۵۵۲- عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَالَ خَمْسِينَ آيَةً .

۲۵۵۳- وَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامُ بْنُ حَرْبٍ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْثَرِ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ .

۲۵۵۴- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)) .

۲۵۵۵- عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

۲۵۵۶- عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ أَيْهِمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ قَالَ قُلْنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ كَذَلِكَ كَانَ يُصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى .

(۲۵۵۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول وقت افطار کرنا اور اول ہی وقت نماز پڑھنا بھی مستنون ہے اور ہدایت ہے رسول اللہ کی اور یہی لازم ہے ہر قبیح سنت کو۔

۲۵۵۷- مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اس میں افطار اور مغرب کی تاخیر و تعجیل مذکور ہوئی ہے۔

۲۵۵۷- عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ ذَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنْ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ فَقَالَتْ مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَتْ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ.

باب : روزہ کا وقت تمام ہونے کا اور دن کے ختم ہونے کا بیان

بَابُ بَيَانِ وَقْتِ الْقِيَاءِ الصَّوْمِ وَخُرُوجِ النَّهَارِ

۲۵۵۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات آئی اور دن گیا اور سورج ڈوبا پس روزہ دار نے افطار کیا اور ابن نمیر کی روایت میں فقد کا لفظ نہیں ہے۔

۲۵۵۸- عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)) لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ نُمَيْرٍ ((فَقَدْ)) .

۲۵۵۹- عبد اللہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے سفر میں رمضان کے مہینے میں پھر جب آفتاب ڈوبا تو آپ نے فرمایا اے فلاں اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ابھی آپ پر دن ہے (یعنی اس صحابی کو یہ خیال ہوا کہ جب غروب کے بعد جو سرخ ہے وہ جاتی ہے جب دن جاتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے) آپ نے پھر فرمایا کہ اترو (یعنی اونٹ پر سے) اور ہمارے لیے ستو گھولو۔ پھر وہ اترے اور ستو گھولے اور آپ کے پاس لائے اور آپ نے پے اور پھر آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ جب

۲۵۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجِدْخَ لَنَا قَالَ ((فَتَزَلْ فَجِدْخَ)) فَأَتَاهُ بِهِ فَشَرِبَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ ((إِذَا غَابَتِ

(۲۵۵۸) یعنی غروب آفتاب کے بعد پھر تاخیر نہ کرے افطار میں جیسے بعضے و سوا ہی کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو کیا بے تابی ہے اور کیا بے صبری ہے اور یہ نہیں جانتے کہ افطار اول نبی وقت مسنون ہے اور غروب آفتاب اور رات کا آنا اور دن کا جانا تینوں ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں مگر حضور اکرم نے توضیح کے لیے تینوں کو جمع فرمایا اور بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ غروب آفتاب نہیں معلوم ہوتا ہے تو وہاں کا اندھیرا وقت افطار بتاتا ہے۔

سورج ڈوب جائے اس طرف کو (یعنی مغرب میں) اور آجائے رات اس طرف (یعنی مشرق سے) پس روزہ کھل چکا صائم کا۔
 ۲۵۶۰- عبد اللہ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ شام ہونے دیں تو خوب ہے اور آپ نے آخر میں فرمایا ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہ جب رات کو دیکھو کہ ادھر آئی تو افطار کر چکا صائم۔

۲۵۶۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۶۲- شیبانی نے ابن ابی اوفی سے وہی روایت بیان کی جیسے ابن مسہر اور عباد اور عبد الواحد کی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں اور ان میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ وہ مہینہ رمضان کا تھا (یعنی اس سند میں یہ مذکور نہیں) اور نہ یہ قول ہے کہ جب آئی رات اس طرف سے مگر یہ مذکور صرف ہشیم کی روایت میں ہے۔

باب: وصال کی ممانعت

۲۵۶۳- عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی نے منع فرمایا وصال سے (یعنی روزہ پر روزہ رکھنے سے کہ جس کے بیچ میں افطار نہ ہو) تو لوگوں نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا

الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))

۲۵۶۰- عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انزِلْ فَاجِدْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أُمْسِيَتْ قَالَ انزِلْ فَاجِدْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا فَانزِلْ فَاجِدْ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))

۲۵۶۱- وَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ ((يَا فُلَانُ انزِلْ فَاجِدْ لَنَا)) مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَادِ بْنِ الْعَوَّامِ.

۲۵۶۲- عَنْ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَادِ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ وَابْنِ أَبِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلَهُ ((وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا)) إِلَّا فِي رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحَدِّهِ.

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ

۲۵۶۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي))

ہے (یعنی پروردگار کی طرف سے)۔

۲۵۶۳- مضمون وہی ہے فقط اتنا فرق ہے کہ آپ نے رمضان میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی۔ پھر آپ نے ان کو منع کیا۔

۲۵۶۵- ابن عمر سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں رمضان کا ذکر نہیں۔

۲۵۶۶- ابو ہریرہ نے کہا کہ منع کیا رسول اللہ نے وصال سے۔ تب ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ تو وصال کر لیتے ہیں۔ تو فرمایا رسول اللہ نے کہ تم میں سے کون ہے میرے برابر میں تو رات کو رہتا ہوں کہ کھلاتا ہے مجھے پروردگار میرا اور پلاتا ہے۔ پھر لوگ باز نہ رہے (یہ کمال محبت اور اطاعت تھی رسول اللہ کے صحابہ کی اور انہوں نے اس نبی کو براہ شفقت سمجھا) وصال سے تو آپ نے ان کے ساتھ وصال کیا ایک روز پھر دوسرے روز پھر چاند دیکھا گیا اور فرمایا آپ نے اگر چاند نہ ہو تا تو میں زیادہ وصال کرتا اور یہ فرمانا آپ کا جزو توحیح کی راہ سے تھا جب وہ باز نہ رہے وصال سے۔

۲۵۶۷- ابو ہریرہ نے کہا فرمایا رسول اللہ نے دور رہو وصال سے۔ تو کسی نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

۲۵۶۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَتَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تَوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِنْكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي.

۲۵۶۵- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ فِي رَمَضَانَ.

۲۵۶۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْوِصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَوَاصِلُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَأَيْكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)).

فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنْ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهَيْلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهَيْلَالُ لَزِدْتُمْ كَمَا لَمُنْكَلٌ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا.

۲۵۶۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ))

(۲۵۶۲) ☆ علماء وصال کی نبی پر متفق ہیں اور وہ روزہ پر روزہ رکھنا ہے بغیر اس کے کہ بیچ میں کچھ کھائے یا پیے اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے تصریح کی ہے اس کی کراہت پر اور صحیح یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے اور ایک قول تنزیہی کا بھی ہے مگر نبی کے جمہور علماء قائل ہیں اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ علماء مختلف ہیں احادیث وصال میں۔ سو بعضوں نے کہا ہے کہ نبی اس سے بہ سبب رحمت اور شفقت کے ہے امت پر اور ایک جماعت نے سلف میں وصال فرمایا ہے پھر جو قادر ہو اس کو مضائقہ نہیں اور ابن وہب اور احمد اور اسحاق نے وصال کا جواز فرمایا ہے سحر تک۔ پھر نقل کی قاضی عیاض نے اکثر لوگوں سے کراہت اس کی اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ وصال خصائص میں سے ہے رسول اللہ کے اور حرام ہے امت پر اور جن لوگوں نے جواز کا قول لیا ہے انہوں نے استدلال کیا ہے کہ بعض طرق سے مسلم میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے لوگوں کو منع فرمایا۔ سبب رحمت کے اور یہ روایت بھی جس کی ذیل میں قائدہ ہے اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے ورنہ صحابہ کبھی اس کے مرتکب نہ ہوتے بعد نبی کے۔

تم میرے برابر نہیں ہو میں تو رات کا ثنا ہوں اس لطف میں کہ کھلاتا ہے مجھ کو پروردگار میرا اور پلاتا ہے اور تم اتنے ہی افعال بجا لاؤ جس کی طاقت تم رکھتے ہو۔

۲۵۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم کو طاقت ہو۔

۲۵۶۹- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا وصال سے اور باقی وہی مضمون ہے جو عمارہ نے ابو زرعہ سے روایت کیا۔

۲۵۷۰- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ رمضان میں نماز پڑھتے تھے (یعنی رات کو) سو میں آیا اور آپ کے بازو پر کھڑا ہو گیا اور دوسرا شخص آیا وہ بھی کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک جماعت جمع ہو گئی (یعنی دس سے کم)۔ پھر جب آپ نے ہماری سن گن پائی تو نماز ہلکی پڑھنے لگے (سبحان اللہ کیا شفقت تھی امت پر) پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایسی نماز پڑھی (یعنی بہت لمبی) کہ ہمارے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔ پھر ہم نے صبح کو ذکر کیا کہ آپ کو کیا خبر ہو گئی تھی رات کہ ہماری اقتدا کی آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی سبب سے تو میں نے کیا جو کچھ کیا (یعنی نماز ہلکی کی) پھر آپ وصال کرنے لگے اور وہ دن آخر ماہ کے تھے تو اور لوگ بھی وصال کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کہ وصال کرتے ہیں۔ تم میری مثل نہیں ہو۔ اللہ کی قسم اگر مہینہ زیادہ ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ زیادتی کرنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے۔

۲۵۷۱- انس نے کہا وصال کیا رسول اللہ نے آخر رمضان میں اور لوگوں نے بھی اور آپ کو خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مہینہ لمبا ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ حد سے بڑھنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے (یعنی ہار جاتے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب

قَالُوا فَإِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِي ذَلِكَ مِثْلِي إِنِّي آيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَأَكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ)) .

۲۵۶۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَأَكْلَفُوا مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ)) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ .

۲۵۶۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ الْوِصَالِ بِبَيْتِلِ حَدِيثِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ .

۲۵۷۰- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى حَنْبِهِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرَ فَقَامَ أَيْضًا حَتَّى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنَا حَلْفُهُ جَعَلَ يَنْحَوِرُ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهُ فَصَلَّى صَلَاةً لَا يُصَلِّيهَا عِنْدَنَا قَالَ قُلْنَا لَهُ حِينَ أَصْبَحْنَا أَطُغْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ ((نَعَمْ ذَلِكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي صَنَعْتُ)) قَالَ فَأَخَذَ يُوَاصِلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَذَلِكَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَأَخَذَ رِجَالَ مِنْ أَصْحَابِهِ يُوَاصِلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُونَ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي أَمَا وَاللَّهِ لَوْ تَمَادَّ لِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وَصَالًا يَدْعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ)) .

۲۵۷۱- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَبَّغَهُ ذَلِكَ فَقَالَ ((لَوْ مَدَّ لَنَا الشَّهْرُ لَوَاصَلْنَا

آپ سے ہارے ہوئے ہیں) تم تو میرے برابر نہیں ہو یا فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں (سچ ہے چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک)۔ میں اس طرح رہتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

۲۵۷۲- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا منع کیا لوگوں کو رسول اللہؐ نے وصال سے رحمت کی نظر سے اور عرض کی لوگوں نے کہ آپ تو وصال فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلاتا ہے رب میرا اور پلاتا ہے۔ (یہاں پر مؤلف علیہ الرحمۃ نے بیاض چھوڑ دی ہے) ۱۔

باب: روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو

۲۵۷۳- ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ اپنی ایک بی بی صاحبہؓ کا بوسہ لیتے تھے اور آپ روزے سے ہوتے تھے۔ بی بی صاحبہؓ یہ فرماتی تھیں اور ہنستی تھیں۔

۲۵۷۴- سفیان نے کہا کہ میں نے عبد الرحمن قاسم کے بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے حضرت عائشہؓ کی زبانی کہ رسول اللہؐ ان کا بوسہ لیتے تھے روزے میں؟ تو وہ تھوڑی دیر چپ رہے پھر کہا کہ ہاں۔

۲۵۷۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے میرا اور وہ روزے سے ہوتے تھے اور کون اپنی شہوت ایسی روک سکتا ہے جیسی آپ روکتے تھے۔

وَصَالًا يَدْعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي)) أَوْ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظْلُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي))

۲۵۷۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي))

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلَيَّ مَنْ لَمْ تَحْرُكْ شَهْوَتُهُ

۲۵۷۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ إِخْدَى بِنَائِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ.

۲۵۷۴- عَنْ سُفْيَانَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ نَعَمْ.

۲۵۷۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَيْكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ.

۱۔ صحابہ کرام کی احتیاط کا کیا کہنا کہ آٹھ نو سو برس سے جو مؤلف کی کتاب میں بیاض چلی آتی ہے تو اسکو نقل کرتے جاتے ہیں اور اپنی طرف سے تصرف نہیں کرتے یہ کسی اور کو کہاں نصیب ہے۔

(۲۵۷۲) صحابہ زاد العاد میں ابن قیم نے وصال کی تحقیق میں پورا کلام کیا ہے کہ زیادہ اس پر ممکن نہیں جس کو مزید تحقیق درکار ہو اسے ملاحظہ فرمائیے۔

۲۵۷۶- حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزے سے تھے اور اپنی حاجت کو خوب قابو میں رکھنے والے تھے۔

۲۵۷۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۷۸- حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت (یعنی بوس و کنار) کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے۔

۲۵۷۹- اسود نے کہا میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے میں مباشرت کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں مگر وہ بہت اپنی حاجت کو روکنے والے تھے۔

۲۵۸۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۸۱- عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خبر دی ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا اور آپ روزے سے تھے۔

۲۵۸۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۸۳- حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے روزوں کے مہینہ میں۔

۲۵۸۳- ترجمہ وہی ہے لیکن اس میں رمضان المبارک کا بھی ذکر ہے۔

۲۵۷۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُتَاشِيرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلَكِنَّهُ أَمْلَكَكُمْ لِإِزْبِهِ.

۲۵۷۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِزْبِهِ.

۲۵۷۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُتَاشِيرُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۷۹- عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ إِلَى فَقُلْنَا لَهَا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُتَاشِيرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ وَلَكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِزْبِهِ أَوْ مِنْ أَمْلِكِكُمْ لِإِزْبِهِ شَكَ أَبُو عَاصِمٍ.

۲۵۸۰- عَنْ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ لِيَسْأَلَاَنِهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۵۸۱- عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الرَّبِيعِ أَخْبَرَتْ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۸۲- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۵۸۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

۲۵۸۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۸۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۸۵- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۸۶- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۵۸۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۵۸۷- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۲۵۸۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۸۸- عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيْقَبِلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَلْ هَذِهِ لَأَمْ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَهْأَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَتَقَاكُمُ لِلَّهِ وَأَخْشَاكُمُ لَهُ))

۲۵۸۸- عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صائم بوسہ لے سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ام سلمہ سے پوچھو۔ ام سلمہ نے خبر دی کہ ہاں رسول اللہ بھی بوسہ لیتے ہیں۔ تب عمر بن ابوسلمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو میں تم سب میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں۔

(۲۵۸۸) ☆ غرض ان روایتوں سے بوسہ لینا رسول اللہ کا اور جو اس کا امت کے لیے ثابت ہو اور ابوداؤد نے جو حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ان کی زبان چوستے تھے اس میں مصدر راوی ضعیف ہے کہ سعدی نے کہا ہے کہ وہ بجز طریق سے پھر اہوا ہے اور اسی طرح محمد بن دینار بھی اس میں ضعیف ہے کہ یحییٰ نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ اور احمد نے جو میمونہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا اس عورت و مرد کو کہ روزہ دار تھے اور انھوں نے بوسہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ روزہ ان کا کھل گیا تو یہ روایت صحیح نہیں اور اس میں ابویزید صحنی راوی ہے اور ابویزید مجہول ہے اور رسول اللہ سے مطلقاً جو بوسہ کا مذکور ہے کچھ جو ان اور بوڑھے کی قید صحیح نہیں ہوئی آپ سے اور ان کا فرق کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں۔ اور اس باب میں جو روایت ابوداؤد نے ذکر کی ابویزید سے کہ ایک شخص نے پوچھا آپ سے کہ مہاشرت صائم کو روا ہے یا نہیں تو آپ نے اجازت دی اور دوسرے نے پوچھا تو اس کو منع فرمایا پھر جس کو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو اجازت نہ دی تھی وہ جوان تھا اس میں اسرائیل راوی ہے اور اگرچہ اس سے بخاری اور مسلم احتجاج کرتے ہیں مگر اسرائیل اور اعراب کے صحیح میں ابوالعنین عدوی کوئی ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کی حدیث لینے سے محدثین سکت ہو گئے اور نام اس کا حارث بن عبید ہے۔ غرض یہ فرق بھی قابل تسلیم نہیں کذافی زوال العاد۔ اور نووی نے فرمایا ہے کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ بوسہ روزے میں لینا حرام نہیں اس شخص کو جس کی شہوت حرکت میں نہ آئے مگر اس کا ترک اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں ہے بوسہ ان کے نزدیک اور جس کی شہوت حرکت میں آئے اس کو حرام ہے اور خوف ہو اس کو کہ جماع کر بیٹھے گا اور بعضوں نے اس کے حق میں مکروہ کہا ہے۔ اور قاضی عیاض نے کہا ہے لہ

باب صِحَّةِ صَوْمٍ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ

باب: روزے میں جنبی کو اگر صبح ہو جائے تو روزہ صحیح ہے

۲۵۸۹- حضرت ابو ہریرہؓ اپنی روایتوں میں کہتے تھے کہ جس کو سحر ہو جائے حالت جنابت میں وہ روزہ نہ رکھے۔ سو میں نے (یہ مقولہ ہے ابو بکرؓ بن عبد الرحمن کا) عبد الرحمن سے کہا جو میرے باپ تھے انھوں نے اس کا انکار کیا اور ہم دونوں (یعنی ابو بکر اور عبد الرحمن) حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کے پاس گئے اور عبد الرحمن نے ان سے پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کو حالت جنابت میں صبح ہو جاتی تھی اور پھر روزہ رکھتے تھے اور جنابت بغیر احتلام کے ہوتی تھی (اس لیے کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا یعنی صحبت سے بیبیوں کے جنابت ہوتی ہے)۔ کہا ابو بکرؓ نے پھر ہم گئے مروان کے پاس اور عبد الرحمن نے ان سے ذکر کیا۔ سو مروان نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم ابو ہریرہؓ کے پاس جاؤ اور ان کی بات کا جواب دے دو۔ پھر ہم ابو ہریرہؓ کے پاس آئے اور ابو بکر ان سب باتوں میں حاضر تھا اور ذکر کیا عبد الرحمن نے تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ان دونوں بیبیوں نے یہ فرمایا تم سے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ بیشک

۲۵۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْصُ يَقُولُ فِي قِصَصِهِ مَنْ أَذْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُومُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ لِأَبِيهِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى مَرْوَانَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ مَرْوَانُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا ذَهَبَتْ إِلَيَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ قَالَ فَحَفِنَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبُو بَكْرٍ حَاضِرٌ ذَلِكَ كُلَّهُ قَالَ فَذَكَرْتُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَهْمَا قَالَتَاهُ

لہ کہ اس کی اباحت کی قائل ہے ایک جماعت صحابہؓ و تابعینؓ سے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق اور ابو داؤد کا اور مطلق مکروہ کہا ہے امام مالکؒ نے اور ابن عباسؓ اور ابو حنیفہؒ اور ثوری اور اوزاعی۔ اور شافعی نے کہا ہے کہ جو ان کو مکروہ ہے بوزحمہ کو مباح اور امام مالکؒ سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور روایت کی ابن وہب نے مالکؒ سے اباحت اس کی صوم لفل میں نہ کہ فرض میں اور اس میں اتفاق ہے کہ بوسے لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا مگر جب انزال ہو جائے اور احتجاج کیا ہے اس پر اس حدیث سے جو سنن میں مشہور ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ بھلا دیکھو تو اگر کوئی کلی کرے اور مراد یہ ہے کہ جیسے کلی مقدمہ ہے پینے کا اور مہطل روزہ کا نہیں دینے ہی بوسہ مقدمہ ہے جماع کا اور مہطل روزہ کا نہیں مانتے۔

(۲۵۸۹) ابو ہریرہؓ نے اس قول کی نسبت فضلؓ کی طرف کی اس یعنی ابو ہریرہؓ نے فضلؓ سے روایت کی ہے مرثوعا کہ جو جنبی ہو اور صبح ہو جائے وہ روزے نہ رکھے اور مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ درست ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ مباشرت کرو ان سے اور ڈھونڈو جو لکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اور کھاؤ پو جب تک کہ ظاہر ہو سفید دھاگہ فجر کا آخر تک۔ پس جب فجر تک مباشرت یعنی جماع جائز ہوا تو خواہ بخواہ طلوع فجر کے بعد غسل ہو گا۔ اب رہا جواب فضلؓ کی روایت کا اس کے کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ وہ بات افضلؓ ہے اور رسول اللہؐ جو فجر کے طلوع کے بعد نہاتے یہ بیان جواز کے لیے تھا مگر افضلؓ فجر کے قبل ہی نہاتا ہے۔ دوسرے کہ شاید فضلؓ کی روایت میں جنبی سے وہ شخص مراد ہو جو جماع کر رہا ہے کہ بے شک اس کا روزہ نہ ہو گا۔ اب ان میں تو نہیں ہو گئی اور تعارض بھی نہ رہا اور تیسرے یہ کہ فضلؓ کی روایت منسوخ ہے لہ

وہ اور لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں۔ پھر ابو ہریرہؓ نے اس قول کی نسبت فضل بن عباسؓ کی طرف کی اور کہا ابو ہریرہؓ نے اس بات سے رجوع کیا جو وہ اس مسئلہ میں کہا کرتے تھے۔ پھر میں نے (یہ مقولہ ہے ابن جریج کا) عبد الملک سے کہا کہ کیا ان دونوں بیبیوں نے رمضان کے روزے کو کہا؟ انھوں نے کہا کہ ایسا فرمایا بیبیوں نے کہ صبح ہوتی تھی آپ کو حالت جنابت میں بغیر احتلام کے پھر آپ روزہ رکھتے تھے۔

۲۵۹۰- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کو صبح ہو جاتی تھی رمضان میں اور آپ جنبی ہوتے تھے بغیر احتلام کے (یعنی صحت سے جنبی ہوتے تھے نہ کہ احتلام سے کہ اس سے انبیاء پاک ہیں) پھر غسل فرماتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔

۲۵۹۱- عبد اللہ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبد الرحمن نے ان سے بیان کیا کہ مروان نے ان کو بھیجا ام سلمہؓ کی طرف کہ پوچھیں کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں آیا وہ روزہ رکھے یا نہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ جنابت میں صبح کرتے تھے جماع کے سبب سے نہ احتلام سے اور پھر نہ افطار کرتے تھے اور نہ قضا کرتے تھے (یعنی روزہ کو صحیح جانتے تھے)۔

۲۵۹۲- حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ دونوں بیبیوں سے رسول اللہؐ کی مذکور ہے کہ دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ

لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُمَا أَعْلَمُ ثُمَّ رَدَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ أَسْمَعُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَمَّا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ أَقَالَتَا فِي رَمَضَانَ قَالَ كَذَلِكَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ.

۲۵۹۰- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذْرِكُهُ الْفَخْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ.

۲۵۹۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ الْجَمْعِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَرْوَانَ أَرْسَلَهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَسْأَلُ عَنْ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيْصُومُ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جَمَاعٍ لَمْ يَنْحُلْ مِنْ حُلْمٍ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي.

۲۵۹۲- عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَتِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تک اور جب کی بات ہے جب جماع شب کو بھی حرام تھی۔ پھر جب یہ آیت اتری جو ہم نے اوپر بیان کی تب یہ امر منسوخ ہو گیا۔ ابن منذر نے کہا ہے یہ جواب بہت اچھا ہے۔ (خلاصہ یہ کہ اب صحیح بات یہی ہے کہ جنبی اگر بعد طلوع فجر کے بھی نہائے جب بھی روزہ صحیح ہے۔ اسی پر دال ہے قرآن مجید و حدیث شریف دونوں اور یہی مذہب ہے جمہیر صحابہ اور تابعین کا اور رجوع کیا اس کی طرف ابو ہریرہؓ نے اگرچہ پہلے افساد صوم کے قائل تھے اور یہی حکم ہے حائض اور نساء کا جب خون ان کا رات سے بند ہو جائے اور بعد طلوع فجر کے غسل کریں کہ روزہ ان کا صحیح ہے۔) (۲۵۹۱) اس سے رد ہو گیا وہ قول جو حسن بصری اور نخعی کی طرف منسوب ہے کہ روزہ، تناسل میں تو یہ امر جائز ہے اور فرض میں روا نہیں اور وہ قول بھی جو سالم بن عبد اللہ اور حسن بصری اور حسن بن صالح کی طرف منسوب ہے کہ روزہ تو رکھ لے مگر قضا بھی کرے۔ غرض اب اختلاف اس مسئلے میں جاتا رہا اور اتفاق ہو گیا اس پر کہ جو جنبی ہو جائے اور صبح کے طلوع کے بعد نہائے روزہ اس کا صحیح ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور نہ اس پر قضا ہے نہ اور کوئی بلا۔

ﷺ کو صبح ہو جاتی تھی جنابت کی حالت میں بغیر احتلام کے
رمضان میں اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

۲۵۹۳- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا اور حضرت عائشہؓ دروازے کی اوٹ سے سنتی تھیں غرض اس نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! مجھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں کیا میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا مجھے بھی نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں پھر میں روزہ رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی کہ آپ اور ہم برابر نہیں ہیں اے رسول اللہ! اس لیے کہ اللہ پاک نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ہوں جاننے والا ان چیزوں کا جن سے بچنا ضروری ہے۔ (غرض اس سائل کو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ حکم آپ کے ساتھ خاص ہے مگر آپ نے فرمادیا کہ یہ حکم مجھ کو تم کو سب کو برابر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی حالت میں تکلیف شرعی سے اور لوازم عہدیت سے باہر نہیں ہو سکتا اور حضرت نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کمال عہدیت ہے ورنہ واقع میں حضرت کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ سارے جہاں سے اعلم و اتقی ہیں۔)

۲۵۹۳- سلیمان سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ سے انھوں نے پوچھا کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں وہ روزہ رکھے تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صبح کرتے تھے جنابت میں بغیر احتلام کے اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

باب: روزہ دار پر رمضان میں دن کو جماع

حرام ہے

۲۵۹۵- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ایک شخص آیا نبیؐ کے پاس اور کہا کہ

لَيُصْبِحُ حُبًّا مِنْ جَمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ
ثُمَّ يَصُومُ.

۲۵۹۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا
جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفِيهِ
وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
تُذَرِكُنِي الصَّلَاةَ وَأَنَا حُبٌّ أَفَأَصُومُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَأَنَا تُذَرِكُنِي
الصَّلَاةَ وَأَنَا حُبٌّ فَأَصُومُ)) فَقَالَ لَسْتُ بِمِثْلِنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ ((وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ
أَكُونَ أَحْسَنَكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَقِي))

۲۵۹۴- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ
سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ حُبًّا
أَيُّصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُصْبِحُ حُبًّا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ.

بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الْجَمَاعِ فِي نَهَارِ

رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ

۲۵۹۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۲۵۹۵) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رمضان کے دنوں میں جماع کرے اور روزہ رمضان توڑ ڈالے جماع سے اس پر کفارہ لگانا

میں ہلاک ہو گیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کس نے ہلاک کیا تجھ کو؟ اس نے عرض کی کہ میں اپنی بیوی پر چاڑھا رمضان میں (یعنی جماع کر بیٹھا)۔ آپ نے فرمایا تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا دو مہینے کے روزے برابر رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ حضرت کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آیا۔ آپ نے فرمایا جا اس کو صدقہ دے دے مسکینوں کو۔ اس نے کہا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی مسکین ہے؟ مدینہ کے دونوں کنکر ملی کالے پتھروں والی زمینوں کے بیچ میں کہ ان میں کوئی گھر والا مجھ سے بڑھ کر محتاج نہیں۔ تو نبیؐ ہنس پڑے (قربانت شوم و فدایت گرم دگر دسرت گرم) یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ لے اس کو اور کھلا اپنے گھر والوں کو۔

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَمَا أَهْلَكَ)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعِينَ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِينَ مِسْكِينًا)) قَالَ لَا قَالَ ((ثُمَّ جَلَسَ)) فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا قَالَ أَفَقَرُ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَخْرَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْبَابُهُ ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبْ فَأَطْعِمَهُ أَهْلَكَ))

۲۵۹۶- محمد بن مسلم زہری رضی اللہ عنہ نے اسی اسناد سے یہی حدیث روایت کی جیسے ابن عیینہ نے روایت کی اور کہا اس میں ایک عرق (یعنی ٹوکرا) اور وہی زنبیل ہے اور اس میں حضرت کی ہنسی کا ذکر نہیں۔

۲۵۹۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عَيْنَةَ وَقَالَ بَعْرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزُّبَيْلُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَضَحَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْبَابُهُ

واجب ہے۔ اور لونڈی نے فرمایا ہے کہ یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب کافر علماء کا جب جماع قصد واقع ہو جان بوجھ کر اور کفارہ یہی ہے کہ ایک گردن آزاد کرنا جو مومن و مسلمان ہو اور سلیم ہو عیوب سے جو محنت اور خدمت میں خلل انداز ہوتی ہو مثلاً لنگڑا لوانہ ہو۔ پھر اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے برابر پے در پے روزے۔ پھر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اطعام ساٹھ مسکین کا ہر مسکین کو ایک سیر کھانا جیسے عربی میں مد ہوتا ہے۔ پھر اگر یہ تینوں کی طاقت نہ ہو تو شافعی کے دو قول ہیں اول یہ کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اس کے بعد طاقت بھی ہو جب بھی اس پر کچھ واجب نہیں اور اس کی دلیل یہی حدیث ہے کہ اس میں جب اس سائل نے اپنی عدم استطاعت بیان فرمائی تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تجھے طاقت ہو جب کفارہ ادا کر دینا اور دوسرا قول یہ ہے کہ وقت استطاعت اس پر ادائے کفارہ واجب ہے اور اس کو لونڈی نے صحیح اور مختار کہا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ کے پاس جب ٹوکرا آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ صدقہ دے حالانکہ پہلے اس کی عدم استطاعت تینوں باتوں میں ظاہر ہو چکی تھی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مثل سارزدیوں کے وقت استطاعت اس کی ادا ضروری ہے اور کفارہ اس کے ذمہ باقی رہا اور عرق جو حدیث میں وارد ہوا ہے وہ فقہاء کے نزدیک پندرہ صاع کا ہوتا ہے جس کے ساتھ مد ہوتے۔ پس ہر مسکین کو ایک مد پہنچانا ضروری ہے۔

۲۵۹۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((وَهَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِينَ مَسْكِينًا))

۲۵۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جماع کر بیٹھا رمضان میں اور حضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔

۲۵۹۸- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُكْفَرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

۲۵۹۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۵۹۹- ابُو هُرَيْرَةَ فِي رِوَايَةٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِينَ مَسْكِينًا.

۲۵۹۹- ابو ہریرہ نے روایت کی کہ نبی نے حکم کیا ایک شخص کو کہ اس نے روزہ توڑ ڈالا اتھار رمضان میں کہ آزاد کرے ایک بردہ یا روزے رکھے دو ماہ یا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو۔

۲۶۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

۲۶۰۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۰۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَاءَ رَجُلٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اخْتَرْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِمَ)) قَالَ وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ ((تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ)) قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ فِحَاءَهُ عَرَقَانِ فِيهِمَا طَعَامٌ

۲۶۰۱- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ایک شخص آیا رسول اللہ کے پاس اور کہا کہ میں جل گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ اس نے عرض کی کہ میں نے جماع کیا رمضان شریف میں اپنی عورت سے دن کو۔ آپ نے فرمایا صدقہ دے صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ موجود نہیں ہے۔ اتنے میں آپ کے پاس دو گونیاں آئیں کھانے کو (یعنی غلہ یا کھجور کی)۔ آپ نے

(۲۵۹۷) اس حدیث سے استدلال کیا ہے حنفیہ نے کہ کفارہ رمضان میں کافر غلام آزاد کرنا بھی روا ہے اور ایسا ہی کفارہ ظہار میں اور مومن رقبہ صرف کفارہ قتل میں ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایمان کی شرط مخصوص قرآنی ہے۔ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جمیع کفاروں میں رقبہ مومنہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ جہاں مطلق رقبہ مذکور ہے اس کو حمل کرتے ہیں رقبہ مومنہ پر اسی قید کے لحاظ سے جو قرآن میں کفارہ قتل میں مذکور ہے اور قاعدہ اصول کا یہی ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں کذا قال النووي فی شرحہ لمسلم۔

(۲۶۰۱) صدقہ دے یعنی وہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا جیسا اوپر مذکور ہوا۔ دوسری روایتوں میں اس صدقہ کی تفصیل آچکی اور جو اسے کہا کہ میں جل گیا اس سے استعمال مجاز کارواہوں۔

فَأَمْرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ.

۲۶۰۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ أَتَى

رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَنَسِيَ فِي

أَوَّلِ الْحَدِيثِ ((تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ)) وَثَابِتُهُ نَهَارًا.

۲۶۰۳- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ

أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ

فِي رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اخْتَرْتُ

اخْتَرْتُ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا سَأَلَهُ))

فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي قَالَ ((تَصَدَّقْ)) فَقَالَ

وَاللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا لِي بِشَيْءٍ وَمَا أَقْبِرُ عَلَيْهِ قَالَ

((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَلَ

رَجُلٌ يَسُوقُ جَمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ ((أَيُّنَ الْمُخْتَرِقِ آيَفَا)) فَقَامَ الرَّجُلُ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَصَدَّقْ بِهَذَا)) فَقَالَ

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْيِرْنَا فَوَاللَّهِ إِنَّا لَجِياعٌ مَا لَنَا

شَيْءٌ قَالَ ((فَكُلُوهُ)).

فرمایا لے یہ صدقہ کر دے۔

۲۶۰۲- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا رسول اللہ کے پاس اور اس حدیث کو ذکر کیا آخر تک جیسے اوپر گزری مگر اس کے اول میں صدقہ دے صدقہ دے نہیں ہے اور نہ دن کا لفظ ہے۔

۲۶۰۳- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا نبی کے پاس مسجد میں رمضان میں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں جل گیا میں جل گیا۔ آپ نے فرمایا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے عرض کی کہ

میں نے اپنی بی بی سے صحبت کی۔ آپ نے فرمایا صدقہ دے۔ اس نے عرض کی کہ قسم اللہ کی اے نبی اللہ کے میرے پاس کچھ نہیں ہے

اور نہ میں کچھ دے سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ وہ بیٹھ گیا اور وہ اسی حال میں تھا کہ آدمی آیا اور ایک گدھے کو ہانکتا ہوا لایا کہ اس پر

کچھ غلہ تھا۔ آپ نے فرمایا وہ جلنے والا کہاں ہے جو ابھی یہاں تھا؟ اور وہ کھڑا ہوا اور آپ نے فرمایا لے اس کو صدقہ دے۔ اس نے

عرض کی کہ کیا میرے سوا اس کا مستحق کوئی اور ہے؟ اللہ کی قسم ہم لوگ بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا لو

اسے کھاؤ۔

باب: رمضان میں مسافر کو افطار کی رخصت ہے

بَابُ جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي شَهْرِ

رَمَضَانَ لِلْمَسَافِرِ فِي غَيْرِ مَعْصِيَةٍ إِذَا

كَانَ سَفَرُهُ مَرَحْنَتَيْنِ فَأَكْثَرَ

۲۶۰۴- عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے

جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں اور آپ نے روزہ رکھا یہاں تک

کہ جب کدید میں پہنچے (نام مقام کا ہے کہ وہاں ایک نہر ہے اور

۲۶۰۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ

أُحْبِرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى يَلْغَ

(۲۶۰۳) علماء کا اختلاف ہے سفر میں روزہ رکھنے میں۔ چنانچہ اہل ظاہر کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر میں روزہ رکھنا صحیح نہیں اور اگر کسی

نے رکھا بھی تو درست نہیں ہوتا اور اس کی قضا واجب ہے۔ دلیل ان کی ظاہر آیت و حدیث ہے اور حدیث یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا لیس من

البر الصيام في السفر اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ روزہ رکھنے والوں کو آپ نے عصاة یعنی نافرمان فرمایا اور جمہیر علماء اور جمیع اہل فتویٰ کا

قول ہے کہ مسافر کو روزہ روا ہے اور اگر رکھے تو درست ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ روزہ افضل ہے یا افطار یا دونوں برابر ہیں؟ پس صحیح

مدینہ سے سات منزل ہے اور وہاں سے مکہ دو منزل رہتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ کدید ایک نہر ہے بیالیس میل مکہ سے) تو افطار کیا اور صحابہ کرام کی عادت تھی کہ رسول اللہ کی نئی سے نئی بات جو ہوتی اس کا اتباع کرتے۔

۲۶۰۵- زہری سے اس اسناد سے مثل اسی کی مروی ہے یحییٰ نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ قول کس کا ہے۔ رسول اللہ کا آخر قول لیا جاتا ہے یعنی اول قول منسوخ ہوتا ہے۔

۲۶۰۶- زہری نے اس اسناد سے کہا کہ روزہ نہ رکھنا اور افطار کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر کی بات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر ہی بات پر عمل ضروری ہے اور زہری نے کہا کہ صبح کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر ہوئیں رمضان کی مکہ میں۔

۲۶۰۷- زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ انھوں نے مثل حدیث لیث روایت کی ہے اور ابن شہاب نے کہا کہ صحابہ حضرت کی نئی نئی بات اختیار کرتے تھے اور نئی بات کو ناخ اور محکم جانتے (یعنی آپ نے روزہ رکھا اور پھر افطار کیا اور افطار کو ناخ جانتے ہیں اور روزہ رکھنے کو منسوخ)۔

۲۶۰۸- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سفر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اور روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے۔ پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا کہ اس میں کوئی پینے

الْكَدِيدُ ثُمَّ أَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُونَ الْأَخْدَثَ فَإِذَا اخْدَثَتْ مِنْ أَمْرِهِ .

۲۶۰۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ يَحْيَى قَالَ سَفِيَانٌ لَا أَذْرِي مِنْ قَوْلٍ مَنْ هُوَ يَعْنِي وَكَانَ يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۲۶۰۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ الْفِطْرُ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْآخِرِ فَإِذَا خَيْرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ لِنِثَاتِ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ .

۲۶۰۷- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانُوا يَتَّبِعُونَ الْأَخْدَثَ فَإِذَا اخْدَثَتْ مِنْ أَمْرِهِ وَبَرَوْنَهُ النَّاسِيخَ الْمُحْكَمَ .

۲۶۰۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ

امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ روزہ افضل ہے اس کو جسے طاقت ہو اور بے ضرر رکھ سکے پھر اگر ضرر ہو تو افطار افضل ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ روزہ رکھا رسول اللہ نے اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ صحابہ نے اور بہت سی روایتوں میں روزہ صحابہ کا مذکور ہے اور اس لیے بھی روزہ افضل ہے کہ اس سے برأت ذمہ فی الحال حاصل ہو جاتی ہے اور سعید بن مسیب اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق وغیرہم کا قول ہے کہ افطار بہر حال افضل ہے اور بعضوں نے ایک قول امام شافعی کا بھی ایسا ہی نقل کیا ہے مگر وہ قول غریب ہے اور ان کی دلیلیں بھی وہی روایات ہیں جو اہل ظاہر کے دلائل ہیں اور دلیل حمزہ بن عمرو سلمیٰ کی حدیث ہے جو مسلم کے آثر باب میں آتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ افطار اور صوم دونوں برابر ہیں اور صحیح قول اکثر لوگوں کا قول ہے۔

کی چیز تھی اور اس کو پیا دن کو تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھیں۔ پھر افطار کرتے رہے یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے۔ ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔ سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے افطار کرے۔

۲۶۰۹- عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ ہم برا نہیں کہتے اس کو جو روزہ رکھے (یعنی سفر میں) اور نہ اس کو جو افطار کرے اور رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔

۲۶۱۰- حضرت جابر نے کہا رسول اللہ ﷺ نکلے جس سال مکہ فتح ہوا، رمضان میں مکہ کی طرف اور روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کراع غنیم تک پہنچے۔ (کراع غنیم مقام کا نام ہے کہ مدینہ سے سات منزل یا زیادہ ہے) اور لوگوں نے روزہ رکھا پھر آپ نے ایک پانی کا پیالہ منگایا اس کو بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا۔ پھر آپ نے پی لیا اور لوگوں نے اسکے بعد آپ سے عرض کی کہ بعضے لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہی نافرمان ہیں وہی نافرمان ہیں۔

۲۶۱۱- جعفر نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اس میں اتنی بات زیادہ کی کہ لوگوں نے آپ سے عرض کی لوگوں پر روزہ شاق ہے اور وہ منتظر ہیں کہ آپ نے کیا کیا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا بعد عصر کے آگے وہی مضمون ہے۔

۲۶۱۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ ایک شخص پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور وہ اس پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کی کہ ایک روزہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا خوب نہیں۔

فِيهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

۲۶۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَأَتَعَبُ عَلَى مَنْ صَامَ وَلَا عَلَى مَنْ أَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ.

۲۶۱۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كِرَاعَ الْغَنِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ ((أَوْلَيْكَ الْغُصَاةُ أَوْلَيْكَ الْغُصَاةُ))

۲۶۱۱- عَنْ جَعْفَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيَمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۲۶۱۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَجُلًا قَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ))

(۲۶۰۹) ☆ ان روایتوں میں دلیل ہے مذہب جمہوری کہ روزہ اور افطار دونوں روا ہیں۔

(۲۶۱۰) ☆ شاید اس سے وہ لوگ مراد ہوں جن کو روزہ ضرر کرتا ہے۔

(۲۶۱۲) ☆ یعنی جب ضرر ہو اور ایسی نوبت پہنچے تو کیا لطف ہے۔

۲۶۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۱۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحُلًا بِمِثْلِهِ.

۲۶۱۴- شعبہ سے اسی اسناد سے مانند اسی کے مروی ہے اور زیادہ کہا شعبہ نے کہ مجھے خبر لگی ہے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ وہ زیادہ کرتے تھے اس حدیث میں اور اس اسناد میں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی رخصت قبول کرو جو تمہارے لیے دی ہے اور کہا راوی نے پھر جب میں نے ان سے پوچھا تو انہیں یاد نہیں رہا۔

۲۶۱۴- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ يُلْفِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّهُ كَانَ يَزِيدُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَفِي هَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ قَالَ ((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللَّهِ الَّذِي رَخَّصَ لَكُمْ)) قَالَ فَلَمَّا سَأَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ.

۲۶۱۵- ابو سعید خدری نے کہا کہ جہاد کیا ہم نے رسول اللہ کے ساتھ سولہویں رمضان کو تو ہم میں سے کوئی روزے سے تھا اور کوئی افطار کیے تھا اور روزہ دار افطار کرنے والے پر عیب نہ کرتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

۲۶۱۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِسِتِّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ فَلَمْ يَعْيبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

۲۶۱۶- قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس اسناد سے مانند روایت ہمام کے مروی ہے مگر تمیمی اور عمر بن عامر اور ہشام کی روایت میں اٹھارہویں تاریخ اور سعید کی روایت میں بارہویں اور شعبہ کی روایت میں سترویں یا انیسویں مذکور ہے۔

۲۶۱۶- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ هَمَّامٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ التَّمِيمِيِّ وَعُمَرَ بْنِ عَامِرٍ وَهَيْشَامِ لَيْثَمَانَ عَشْرَةَ حَلَّتْ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ فِي ثِنْتِي عَشْرَةَ وَشُعْبَةَ لِسِتِّ عَشْرَةَ أَوْ تِسْعَ عَشْرَةَ.

۲۶۱۷- حضرت ابو سعید نے کہا کہ ہم سفر کرتے تھے رسول اللہ کے ساتھ رمضان مبارک میں تو نہ روزہ دار کے روزے پر کوئی عیب لگاتا نہ مفطر کے افطار پر۔

۲۶۱۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمَا يَعْابُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمُهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ إِفْطَارُهُ.

۲۶۱۸- ابو سعید خدری نے کہا ہم جہاد کرتے تھے رسول اللہ کے ساتھ رمضان میں اور کوئی ہم سے روزہ دار ہوتا اور کوئی صاحب افطار اور نہ صائم مفطر پر غصہ کرتا اور نہ مفطر صائم پر اور جانتے تھے کہ جس میں قوت ہو وہ روزہ رکھے۔ یہ بھی خوب ہے اور جس

۲۶۱۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ

☆ (۲۶۱۶) بارہویں سے شاید انیسویں تک وہ عمدہ ہوا ہو۔ پھر کسی نے اول تاریخ بیان کی کسی نے آخر۔

☆ (۲۶۱۷) اس مسلک سے انصاف صحابہ کا ظاہر ہے اور یہی سبیل مومنین ہے اور یہی مذہب اقرب بدلائل ہے کہ جو چاہے رخصت پر عمل کرے جو طاقت رکھے عزیمت پر اور دین میں حرج نہیں۔

میں ضعف ہو وہ افطار کرے یہ بھی خوب ہے۔

۲۶۱۹- حضرت ابو سعید اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا اور روزہ رکھنے والا روزہ رکھتا تھا اور افطار کرنے والا افطار اور وہ دن پر عیب نہ کرتا تھا۔

۲۶۲۰- حضرت حمید رضی اللہ عنہ نے کہا انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا روزہ رمضان کو سفر میں تو کہا انھوں نے کہا سفر کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں تو نہ برا کہا صائم نے مفسر کو نہ مفسر نے صائم کو۔

۲۶۲۱- حمید نے کہا نکلا میں سفر میں اور میں نے روزہ رکھا تو لوگوں نے کہا تم دوبارہ روزہ رکھو (یعنی سفر کا روزہ صحیح نہیں ہوا) تو میں نے کہا انسؓ نے مجھے خبر دی ہے کہ اصحاب رسول اللہ کے سفر کرتے تھے اور صائم مفسر پر طعن نہ کرتا تھا نہ مفسر صائم پر اور پھر ملا میں ابن ابوملیکہ سے اور خبر دی مجھے انھوں نے حضرت عائشہ سے مثل اس کی۔

۲۶۲۲- انسؓ نے کہا کہ ہم نبی کے ساتھ تھے سفر میں سو کوئی ہم میں صائم تھا کوئی مفسر اور ایک منزل میں اترے گرمی کے دنوں میں اور سب سے زیادہ سائے میں وہ تھا جس کے پاس چادر تھی اور کتنے تو ایسے تھے کہ ہاتھ ہی سے دھوپ روکے ہوئے تھے اور روزہ دار جتنے تھے سب منزل پر جا کر پڑ رہے اور افطار والوں نے کھڑے ہو کر خمیے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا اور رسول اللہ نے فرمایا افطار کرنے والے آج بہت سا ثواب لے گئے۔

۲۶۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ

وَخَذَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذَلِكَ حَسَنٌ وَيُرْوَانُ أَنَّ مَنْ وَخَذَ ضَعْفًا فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذَلِكَ حَسَنٌ.

۲۶۱۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِصْوَمَ الصَّائِمِ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرِ فَلَا يَعْيبُ نَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

۲۶۲۰- عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ صَوْمِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْيبِ الصَّائِمَ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرَ عَلَى الصَّائِمِ.

۲۶۲۱- عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ حَرَحْتُ فَصُمْتُ فَقَالُوا لِي أَعِدْ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يُسَافِرُونَ فَلَا يَعْيبُ الصَّائِمَ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرَ عَلَى الصَّائِمِ فَلَقَيْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ.

۲۶۲۲- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ فَتَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرْنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَنْفِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ قَالَ فَسَقَطَ الصَّوْمُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَضَرَبُوا الْأَنْبِيَةَ وَسَقَوْا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ))

۲۶۲۳- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ

(۲۶۲۲) ☆ معلوم ہوا سفر میں بھائیوں کی خدمت کرتا بھی بڑا ثواب ہے۔

علیہ وسلم سفر میں تھے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم صائم تھے بعض مفطر پھر کمر خدمت چست باندھی مفطروں نے اور محنت کی اور ضعیف ہو گئے صائم لوگ بعض کاموں سے اس وقت فرمایا آپ نے کہ آج مفطر لوگ ثواب کمالے گئے۔

۲۶۲۳- قزاع سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں ابو سعیدؓ کے پاس آیا اور ان پر لوگوں کا ہجوم تھا پھر جب بھیڑ چھٹ گئی تو میں نے کہا میں آپ سے وہ نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے اور میں نے ان سے سفر میں روزے کو پوچھا۔ انھوں نے فرمایا سفر کیا ہم نے رسول اللہ کے ساتھ مکہ کو اور ہم روزہ دار تھے پھر ایک منزل میں اترے اور آپ نے فرمایا تم اب دشمن سے قریب ہو گئے اور افطار میں تمہاری قوت بہت زیادہ ہوگی۔ پس رخصت ہوئی افطار کی تب بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے مفطر۔ پھر ہم آگے کی منزل میں اترے اور آپ نے فرمایا تم صبح کو اپنے نعیم سے ملنے والے ہو تو افطار تمہاری قوت بڑھادے گا۔ سو تم سب افطار کرو اور یہ فرمانا آپ کا حکم قطعی تھا۔ پھر ہم سب لوگوں نے افطار کیا پھر اس کے (یعنی بعد فراغ مقابلہ نعیم) ہم نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ ہم روزہ رکھتے تھے رسول اللہ کے ساتھ سفر میں۔

باب: رمضان میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار کا بیان
۲۶۲۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا روزے کو سفر میں آپ نے فرمایا چاہے روزہ رکھ چاہے افطار کر۔

۲۶۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو سلمیٰ نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں بہت پیے

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَأَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَرَّمَ الْمُفْطِرُونَ وَعَمِلُوا وَضَعُفَ الصُّوْمُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ فِي ذَلِكَ ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ))

۲۶۲۴- عن قزاعة قال أتيت أبا سعيد الخدري رضي الله عنه وهو مكتور عليه فلما تفرق الناس عنه قلت إني لأسألك عما يسألك هؤلاء عنه سألته عن الصوم في السفر فقال سافرنا مع رسول الله ﷺ إلى مكة ونحر صيام قال فنزلنا منزلاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ((إنكم قد دنوتُم من غدوكم والفطر أقوى لكم)) فكانت رخصة فمنا من صام ومنا من أفطر ثم نزلنا منزلاً آخر فقال ((إنكم مضبحو غدوكم والفطر أقوى لكم فأفطروا)) وكانت غزوة فأفطرتنا ثم قال لقد رأيتنا نصوم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك في السفر.

باب التخيير في الصوم والفطر في السفر
۲۶۲۵- عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت سألت حمزة بن عمرو الأسلمي رسول الله ﷺ عن الصيام في السفر فقال ((إن شئت فصم وإن شئت فأفطر))

۲۶۲۶- عن عائشة رضي الله عنها أن حمزة بن عمرو الأسلمي سأل رسول الله ﷺ فقال يا رسول

(۲۶۲۶) جبکہ اس حدیث میں بھی صاف دلالت ہے مذہب جمہور پر کہ خواہ سفر میں روزہ رکھے خواہ نہ رکھے۔

درپے روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزے رکھا کروں؟
آپ نے فرمایا چاہو رکھو چاہے نہ رکھو۔

۲۶۲۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۲۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۶۲۹- حذوہ سلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے میں قوت پاتا ہوں روزہ کی سفر میں تو میں اگر روزہ رکھوں تو کیا کچھ گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ رخصت ہے اللہ کی طرف سے سو جس نے اس کو لیا خوب کیا اور جس نے چاہا روزہ رکھنا تو اس پر گناہ نہیں اور بہاروں نے اپنی روایت میں اللہ کی طرف سے ذکر نہیں کیا۔

۲۶۳۰- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سخت گرمی میں یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھا گرمی کی سختی سے اور کوئی ہم میں سے روزہ دار نہ تھا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن رواحہ کے۔

۲۶۳۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

اللَّهُ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ
(صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ))

۲۶۲۷- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ
حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

۲۶۲۸- عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ حَمْرَةَ
قَالَتْ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ.

۲۶۲۹- عَنْ حَمْرَةَ بِنِ عَمْرِو الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدٌ بِي قُوَّةٌ
عَلَى الصَّيَّامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ حُنَاحٌ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ فَمَنْ
أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا
حُنَاحَ عَلَيْهِ)) قَالَ هَارُونُ فِي حَدِيثِهِ هِيَ
رُخْصَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنَ اللَّهِ.

۲۶۳۰- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ
فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ
عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ
رَوَاحَةَ.

۲۶۳۱- عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ
لَقَدْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ
حَتَّى إِنْ الرَّجُلُ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ
الْحَرِّ وَمَا مِنَّا أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

باب اسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بَعْرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ

باب: حاجی عرفات میں عرفہ کے روز روزہ نہ رکھے

۲۶۳۲- ام الفضل رضی اللہ عنہ حارث کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کے پاس چند لوگوں نے تکرار کی عرفہ کے دن عرفات میں رسول اللہ کے روزے میں۔ کسی نے کہا آپ روزہ سے ہیں کسی نے کہا نہیں۔ تب انھوں نے ایک دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں بھیجا اور آپ عرفات میں اپنے اونٹ پر وقوف کئے ہوئے تھے پھر آپ نے پی لیا۔

۲۶۳۳- ابوالضر سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہے مگر اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ اونٹ پر وقوف کیے ہوئے تھے اور سند میں یہ ہے کہ روایت ہے عمیر سے جو مولیٰ ہیں ام الفضل کے۔

۲۶۳۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۳۲- عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ هِيَ صِيَامٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأُرْسِلَتْ إِلَيْهِ بِفَدْحٍ لَبِنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

۲۶۳۳- عَنْ أَبِي النَّضْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ.

۲۶۳۴- عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَيْنَةَ وَقَالَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ.

۲۶۳۵- عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ شَكَتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَنَحْنُ بِهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأُرْسِلَتْ إِلَيْهِ بِفَدْحٍ فِيهِ لَبِنٌ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ.

۲۶۳۶- عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۲۶۳۵- عمیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام الفضل سے سنا لوگوں نے شک کیا اصحاب رسول میں سے دن عرفہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں۔ تب انھوں نے ایک پیالہ دودھ کا بھیج دیا اور آپ عرفات میں تھے پھر آپ نے پی لیا۔

۲۶۳۶- میمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی مسلمانوں کی ماں

(۲۶۳۲) حضرت نووی نے فرمایا مذہب شافعی کا اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علماء کا یہی ہے کہ افطار عرفہ میں مستحب ہے حاجی کو اور ابن منذر نے یہی حکایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور ابن عمر اور ثوری سے اور کہا ہے ابن زبیر اور حضرت عائشہ روزہ رکھتے تھے اور عمر بن خطاب اور عثمان بن ابی العاص سے بھی یہی مروی ہے اور اسحاق کامیلان بھی اسی طرف تھا اور عطا جاڑے میں روزہ رکھتے تھے گرمی میں نہیں اور قناتہ نے روزے میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھا اگر دعا میں ضعیف نہ ہو اور جمہور نے احتجاج کیا ہے رسول اللہ کے افطار سے اور اس سے استدلال کیا ہے جن میں مطلق مذکور ہے کہ عرفہ کا روزہ دو برس کا کفارہ ہے اور جمہور نے ان حدیثوں سے اس سے اس کو مراد لیا ہے جو عرفات میں نہ ہو۔

(۲۶۳۶) ان روایتوں سے کئی امور ثابت ہوئے۔ اول مستحب ہونا افطار کا عرفات میں۔ دوسرے مستحب ہونا وقوف کا سواری پر اور یہی صحیح ہے مذہب شافعی میں۔ تیسرے جواز کھڑے ہو کر پیئے کا اور سوار ہو کر بھی۔ چوتھے مباح قبول ہدیہ کا آپ کے واسطے۔

نے فرمایا کہ لوگوں نے شک کیا رسول اللہ کے روزے میں عرف کے دن (میدان عرفات میں) سو بھیجا میمونہ نے ایک لونا دو دو کا اور آپ وقوف کیے ہوئے تھے موقف میں اور آپ نے پی لیا اور سب لوگ دیکھتے تھے آپ کو۔

باب: عاشورے کے روزہ کا بیان

۲۶۳۷- حضرت عائشہ نے فرمایا قریش عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے ایام جاہلیت میں اور رسول اللہ بھی۔ پھر جب آپ نے مدینہ کو ہجرت کی روزہ رکھا اور اس دن روزے کا حکم فرمایا پھر جب رمضان فرض ہوا آپ نے فرمایا جو چاہے اب عاشورے کو روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔

۲۶۳۸- ہشام نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اول حدیث میں یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور آخر میں یہ کہا کہ آپ نے عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا پھر جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور اس بات کو رسول اللہ کا قول نہیں ٹھہرایا جیسے جریر کی روایت میں تھا۔

۲۶۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عاشورے کا روزہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا۔ پھر جب اسلام آیا تو اب چاہے کوئی رکھے چاہے چھوڑ دے۔

۲۶۴۰- حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ حکم فرماتے تھے اس کے روزے کا (یعنی عاشورے کا) جب رمضان فرض نہیں ہوا تھا۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو یہ حکم ہوا کہ جس کا جی چاہے وہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُونَةَ بِجِلَابِ اللَّيْلِ وَهُوَ وَقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ.

باب صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

۲۶۳۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

۲۶۳۸- عَنْ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكَرْ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَرِوَايَةَ جَرِيرٍ.

۲۶۳۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا حَانَ الْإِسْلَامُ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

۲۶۴۰- عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ

(۲۶۳۷) یہ تووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اب عاشورے کا روزہ سنت ہے واجب نہیں اور اول اسلام میں اس کا کیا حکم تھا اس میں اختلاف ہے یعنی رمضان فرض ہونے سے قبل۔ سو ابو حنیفہ کا قول ہے کہ واجب تھا اور اصحاب شافعی میں اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ ہمیشہ سنت تھا کبھی واجب نہیں ہوا۔ مگر استحباب اس کا موکد تھا پھر جب رمضان فرض ہوا مستحب رہ گیا موکد نہ رہا۔

(۲۶۳۹) یہ جو چاہے رکھے جو چاہے چھوڑ دے اس سے حنیفہ استدلال کرتے ہیں واجب نہ ہونے پر اور شافعیہ استدلال کرتے ہیں موکد نہ ہونے پر اور بہر حال اب وہ سنت مستحب ہے غیر موکد۔

عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔
۲۶۴۱- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قریش عاشورے کو روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں۔ پھر رسول اللہؐ نے بھی حکم فرمایا اس کے روزے کا یہاں تک کہ جب رمضان فرض ہوا تو آپؐ نے فرمایا جو چاہے اس میں روزہ رکھے جو چاہے انظار کرے۔

۲۶۴۲- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اہل جاہلیت عاشورے کو روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رکھا اور مسلمان بھی رمضان فرض ہونے سے پہلے رکھتے تھے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو آپؐ نے فرمایا عاشوراء اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اسی میں روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔

۲۶۴۳- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۴۴- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا تو آپؐ نے فرمایا اس دن میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جی نہ چاہے جس کا وہ چھوڑ دے۔

۲۶۴۵- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ بنا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ عاشورے کا دن ایسا ہے کہ اس میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے۔ سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور عبد اللہ روزہ نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ موافق پڑ جائے ان دنوں کے جس میں ان کی عادت تھی روزہ رکھنے کی۔

۲۶۴۶- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہی روایت برابر مذکور ہوئی جو اوپر آچکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا۔

شَاءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.
۲۶۴۱- عَنْ عَائِشَةَ أَحْبَبْتُهُ أَنْ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتَّى فَرَضَ رَمَضَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَفْطِرْهُ)) .

۲۶۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانٌ فَلَمَّا افْتَرَضَ رَمَضَانٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللَّهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)) .

۲۶۴۳- عَنْ أَبِي أُسَامَةَ كِلَاهِمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ .

۲۶۴۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ)) .

۲۶۴۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ ((إِنَّ هَذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكَهُ)) وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صِيَامَهُ .

۲۶۴۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَوْمَ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سِوَاءً .

۲۶۴۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۶۴۷- عِنْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ ((ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)) .

۲۶۴۸- عبد الرحمن بن یزید نے کہا اشعث بن قیس عبد اللہ کے پاس آئے اور ناشتہ کرتے تھے صبح کو تو کہا انھوں نے کہ اے ابو محمد! آؤ ناشتہ کرو۔ تو انھوں نے کہا کہ آج کیا عاشرے کا دن نہیں ہے؟ تو عبد اللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو عاشرے کا دن کیسا ہے؟ تو اشعث نے کہا وہ کیسا دن ہے؟ تو عبد اللہ نے کہا رسول اللہ اس دن روزہ رکھتے قبل رمضان فرض ہونے کے پھر جب رمضان کی فرضیت اتری تو آپ نے روزہ چھوڑ دیا اور ابو کریم کی روایت میں ہے کہ اس کو چھوڑ دیا۔

۲۶۴۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ اذْنُ إِلَى الْعَدَاءِ فَقَالَ أَوْلَيْسَ الْيَوْمُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ قَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُهُ قَبْلَ أَنْ يَنْزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تَرَكَهُ وَقَالَ أَبُو كَرَيْبٍ تَرَكَهُ .

۲۶۴۹- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۴۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهُ .

۲۶۵۰- قیس نے کہا اشعث آئے عبد اللہ کے پاس اور وہ کھانا کھا رہے تھے عاشرے کے دن۔ انھوں نے کہا اے ابو محمد! آؤ ناشتہ کرو۔ تو انھوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ انھوں نے کہا ہم روزہ رکھتے تھے اس میں پھر چھوڑ دیا گیا۔

۲۶۵۰- عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَيْنٍ أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ اذْنُ فَكُلْ قَالَ إِنِّي صَائِمٌ قَالَ كُنَّا نَصُومُهُ ثُمَّ تَرَكَهُ .

۲۶۵۱- علقمہ نے کہا کہ اشعث ابن مسعود کے پاس آئے اور وہ عاشرے کے دن کھانا کھا رہے تھے تو انھوں نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن آج عاشرے کا دن ہے۔ انھوں نے کہا اس روز روزہ رکھا جاتا تھا قبل رمضان کے پھر جب رمضان فرض ہوا وہ چھوڑ دیا گیا۔ تو اگر تم روزے سے نہ ہو تو کھاؤ۔

۲۶۵۱- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَأْكُلُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزَلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهُ فَإِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعِمْ .

۲۶۵۲- جابر بن سمرہ نے کہا کہ رسول اللہ حکم فرماتے تھے عاشرے کے روزے کا اور اس کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا خیال رکھتے تھے وہ ہمارے لیے پھر جب رمضان فرض ہوا نہ آپ

۲۶۵۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَيَحْتَنِنُ عَلَيْنَا وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا

نے اس کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع کیا نہ اس کا خیال رکھا آپ نے ہمارے لیے۔

۲۶۵۳- حمید بن عبدالرحمن نے کہا سنا میں نے معاویہ بن ابو سفیان سے کہ انھوں نے خطبہ پڑھا مدینہ میں اپنی ایک آمد میں جب مدینہ آئے تھے اور دن عاشورے کے۔ خطبہ میں کہا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں اے اہل مدینہ؟ میں نے سنا ہے رسول اللہ سے کہ اس دن کو فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا اور میں روزے سے ہوں پھر جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔

۲۶۵۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۵۵- زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے یہ سنا رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے کہ آج کے دن کے لیے میں روزے سے ہوں پھر جو چاہے روزہ رکھے اور باقی حدیث مالک اور یونس کی انھوں نے بیان نہیں کی۔

۲۶۵۶- عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں اور لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ دیا اس لیے آج ہم روزہ دار ہیں اس کی تعظیم کے لیے (یعنی اللہ پاک کی)۔ تو نبی نے فرمایا ہم تم سے زیادہ دوست ہیں اور قریب ہیں موسیٰ کے۔ پھر حکم دیا آپ نے اس روزے کا۔

۲۶۵۷- ابو بشر سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں یوں ہے کہ آپ نے پوچھا یہود سے سب اس روزے کا۔

فَرَضَ رَمَضَانَ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ

۲۶۵۳- عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ حَاطِبًا بِالْمَدِينَةِ يُعْنِي فِي قَدَمَةِ قَدِيمَتِهَا حَاطِبُهُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِهَذَا الْيَوْمِ ((هَذَا يَوْمٌ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْطِرَ فَلْيَفْطِرْ)) .

۲۶۵۴- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ .

۲۶۵۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ ((إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ)) وَلَمْ يَذْكَرْ بَاقِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَثَوْنَسَ .

۲۶۵۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِيمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي أَظْهَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ)) فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ .

۲۶۵۷- عَنْ أَبِي بَشِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذَلِكَ .

- ۲۶۵۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ نے اس دن شکرانہ کا روزہ رکھا اور ہم بھی شکرانہ کا روزہ رکھتے ہیں۔
- ۲۶۵۹- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔
- ۲۶۶۰- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا عاشورے کے دن کی تعظیم یہود کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس دن روزہ رکھو۔
- ۲۶۶۱- قیس سے اس اسناد سے مروی ہے کہ اس میں یہ مضمون زائد ہے کہ ابواسامہ نے کہا روایت کی مجھ سے صدقہ بن ابو عمران نے قیس بن مسلم سے انھوں نے طارق سے انھوں نے ابو موسیٰ سے کہ کہا ابو موسیٰ نے خیبر کے یہود روزہ رکھتے تھے عاشورے کے دن اور اس دن عید ٹھہراتے تھے اور اپنی عورتوں کو زیور پہناتے تھے اور ان کو سنوارتے تھے اور سنگارتے تھے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی روزہ رکھو۔
- ۲۶۶۲- عبد اللہ بن عباس سے سوال کیا گیا عاشورے کا تو
- ۲۶۵۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي تَصُومُونَهُ)) فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْخَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَخَنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَخَنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ)) فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.
- ۲۶۵۹- وَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَحْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ بْنِ حَبِيبٍ لَمْ يُسَمِّهِ.
- ۲۶۶۰- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمٌ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تُعَظَّمُهُ الْيَهُودُ وَتُخِذُهُ عِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((صُومُوا أَنْتُمْ))
- ۲۶۶۱- قَيْسٌ فَذَكَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ فَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَتَخَلَّفُونَ عِيدًا وَيَلْبَسُونَ نِسَاءَهُمْ فِيهِ حُلِيِّهِمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَصُومُوا أَنْتُمْ))
- ۲۶۶۲- ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَسُئِلَ

(۲۶۶۱) ہم نے اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ رسول اللہ مکہ میں بھی روزہ رکھتے عاشورے کا پھر جب مدینہ میں آئے تو یہود کو دیکھا اور رکھنے لگے شاید بیچ میں ترک کر دیا ہو یا یہود کے قول کے موافق وہی اتری ہو یا یہود میں سے جو مسلمان ہوئے ہوں ان کی تصدیق آپ نے کی ہو یا متواتر اس کا علم آپ کو ہو یا یہود سے اور صرف اخبار احاد سے آپ نے روزہ نہیں رکھا۔

انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ نے روزہ رکھا ہو کسی دن کا اور دونوں میں سے اسی دن کی بزرگی ڈھونڈنے کو سو اس دن کے اور کسی ماہ کا سو ماہ رمضان کے (یعنی دنوں میں عاشوراء مہینوں اور میں رمضان کو بزرگ جانتے ہیں)۔

۲۶۶۳- مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَى النَّبِيَّاتِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي رَمَضَانَ

۲۶۶۳- وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ حُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

باب أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ

۲۶۶۴- عَنْ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ أَنْتَهَيْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي زَمْرَمٍ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحْرَمِ فَاعْزُدْ وَأَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا قُلْتُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُهُ.

۲۶۶۵- عَنْ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ عِنْدَ زَمْرَمٍ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ.

باب: عاشوراء کا روزہ کس دن رکھا جائے

۲۶۶۳- حکم بن اعرج نے کہا میں ابن عباس کے پاس پہنچا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اپنی چادر پر زمزم کے کنارے سو میں نے کہا خبر دیجئے مجھ کو عاشورے کے روزے سے۔ انہوں نے فرمایا جب تم چاند دیکھو محرم کا تو تہا نہیں گنتے رہو پھر جب نویں تاریخ ہو اس دن روزہ رکھو۔ میں نے کہا محمد ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔

۲۶۶۵- حکم بن اعرج نے کہا پوچھا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے زمزم کے پاس عاشورے کے روزے کو پھر بیان کیا روایت مثل روایت حاجب بن عمر کی۔

(۲۶۶۳) ابن عباس کا مذہب یہی ہے کہ عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی اور ابن عباس سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس دن کی تعظیم تو یہود و نصاریٰ کرتے ہیں اگر سال آئندہ آوے گا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ نویں تاریخ روزہ رکھیں گے۔ پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ فرض ان کا مذہب یہی ہے کہ عاشورہ نویں کو ہے اور مشاہیر علمائے سلف و خلف کا مذہب یہ ہے کہ عاشورہ دسویں تاریخ ہے اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور حسن بصری اور مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ظاہر احادیث سے اور یہی مقتضائے لفظ ہے۔ اس لیے کہ عاشوراء عشر سے شتن ہے اور عشر دس کو کہتے ہیں اور امام شافعی اور ان کے اصحاب اور احمد اور اسحق اور دوسرے علماء کا قول ہے کہ نویں اور دسویں دونوں کا روزہ مستحب ہے اس لیے کہ آپ نے دسویں کا روزہ رکھا تھا اور نویں تاریخ کی نیت کی تھی اس لیے میں وفات ہو گئی اور حدیث مسلم میں گزرا ہے کہ افضل صیام بعد رمضان کے صیام شہر اللہ محرم ہے اور علماء نے کہا ہے کہ نویں تاریخ کا روزہ ملا لینے سے غرض یہ تھی کہ اکیسویں کے روزے میں یہود کی مشابہت تھی۔

۲۶۶۶- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن کا اور حکم کیا اس کے روزے کا تو لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کہ یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی تعظیم کرتے ہیں یہود و نصاریٰ تو آپ نے فرمایا جب اگلا سال آوے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔ آخر اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ نے وفات پائی۔

۲۶۶۷- عبد اللہ بن عباس نے کہا فرمایا رسول اللہ نے اگر میں باقی رہا سال آئندہ تک تو روزہ رکھوں گا میں نویں تاریخ کو اور ابو بکر کی روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا مراد اس سے یوم عاشوراء ہے۔

باب: عاشوراء کے دن اگر ابتدائے دن میں کچھ کھالیا ہو تو باقی دن کھانے پینے سے رک جانے کا بیان

۲۶۶۸- سلمہ بن اکوع نے کہا کہ رسول اللہ نے اسلم قبیلہ سے ایک آدمی کو روانہ کیا عاشورے کے دن اور حکم کیا کہ لوگوں کو پکار دے کہ جو روزہ نہ رکھا ہو وہ رکھ لے اور جو کھانچا ہو وہ اپنا مناسک پورا کرے رات تک۔

۲۶۶۹- ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ نے عاشورے کی صبح کو حکم بھیجا انصار کے گاؤں میں مدینہ کے گرد کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جس نے صبح سے افطار کیا ہو وہ باقی دن پورا کرے (یعنی اب کچھ نہ کھاوے)۔ پھر اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے لڑکوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اگر اللہ چاہتا تھا اور مسجد کو جاتے تھے

۲۶۶۶- عَنَدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ جِئْتُ صَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَأَلَوْا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعْظَمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ)) قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۶۶۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَنْ يَبْقِيَتْ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)) وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى نَكَّرَ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

بَاب مَنْ أَكَلَ فِي عَاشُورَاءَ فَلْيَكْفُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ

۲۶۶۸- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَدِّنَ فِي النَّاسِ ((مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَتِمَّ صِيَامَهُ إِلَى اللَّيْلِ)).

۲۶۶۹- عَنْ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعْوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أُرْسِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ الَّتِي حَوْلَ الْمَدِينَةِ ((مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيَتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ)) فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ نَصُومُهُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصَّغَارَ مِنْهُمْ

(۲۶۶۹) مراد ان دونوں روایتوں کی یہ ہے کہ جو روزہ دار ہو پورا کرے اور جس نے کھالیا ہو وہ اس دن کے آداب سے پھر افطار کے وقت تک کچھ نہ کھاوے جیسے یوم شک میں جو دن کے شروع میں کچھ کھا چکا ہو اور پھر معلوم ہو جائے کہ یہ دن رمضان کا ہے اس کو بھی شام تک کچھ نہ کھانا چاہیے اور چھوٹے لڑکوں کو اس لیے روزہ رکھواتا ہے کہ عادت پڑے عبادت کی اگرچہ وہ غیر مکلف ہیں۔

اور لڑکوں کے لیے گڑیاں بناتے تھے ان کی۔ پھر جب کوئی رونے لگتا تھا تو اس کو وہی کھینے کو دے دیتے تھے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا تھا۔

۲۶۷۰- خالد بن ذکوان نے پوچھا بیعت بنت معوذ بن عفرہ سے عاشورے کے روزے کو تو انھوں نے کہا کہ بلا بھیجا رسول اللہ نے انصار کے گاؤں میں اور ذکر کی حدیث مانند بشری۔ مگر اس میں اتنا کہا کہ بنا دیتے تھے ہم لڑکوں کے لیے کھلونا ان سے یعنی پشم سے اور ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ پھر جب وہ کھانا مانگتے تھے تو ہم وہی کھلونا ان کو دے دیتے تھے اور وہ ان کو غافل کر دیتا تھا کہ وہ اپنا روزہ پورا کر لیتے تھے۔

باب: یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو روزہ رکھنا

حرام ہے

۲۶۷۱- ابو عبیدہ مولیٰ ابن ازہر نے کہا کہ حاضر ہوا میں عید میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ اور آپ آئے اور نماز پڑھی پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا کہ یہ دونوں دن ایسے ہیں کہ منع کیا ہے رسول اللہ نے ان میں روزہ رکھنے سے اور یہ دن آج کا تمہارے افطار کا ہے بعد رمضان کے اور دوسرا دن ایسا ہے کہ تم اس میں اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

۲۶۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو دن کے روزوں سے ایک عید البقر اور دوسرا عید الفطر میں۔

۲۶۷۳- قرعہ نے ابو سعیدؓ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا سنا

إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَنَذَهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَخَعْلُ لَهُمُ اللَّعْنَةُ مِنَ الْعَيْهِنِ فَإِذَا نَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أُعْطِيَتْهَا يَاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

۲۶۷۰- وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْعَطَّارُ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ سَأَلْتُ الرَّبِيعَ بْنَ مَعُودٍ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رُسُلَهُ فِي قُرَى الْأَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمَثَلِ حَدِيثِ بَشْرِ بْنِ عَزَبٍ أَنَّهُ قَالَ وَتَصْنَعُ لَهُمُ اللَّعْنَةَ مِنَ الْعَيْهِنِ فَتَذَهَبُ بِهِ مَعَنَا فَإِذَا سَأَلُونَا الطَّعَامَ أُعْطِيَتْهُمْ اللَّعْنَةُ تَلِيهِمْ حَتَّى يُصُومُوا صَوْمَهُمْ.

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى

۲۶۷۱- عَنْ أَبِي عَيْبَةَ مَوْلَى ابْنِ أَرْهَرٍ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنَ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرَ يَوْمَ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

۲۶۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ.

۲۶۷۳- عَنْ فَرْعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ

(۲۶۷۱) روزہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا بالاجماع حرام ہے ہر حال میں خواہ روزہ نذر کا ہو یا نفل کا یا کفارہ وغیرہ کا اور اگر خاص ان ہی کی طرف تعیین کر کے نذر کرے قصد اتواہام شافعی اور جمہور کے نزدیک نذر اس کی منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کی قضاء لازم ہوتی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک نذر لازم ہوتی ہے اور قضاء اس کی واجب ہے اور اگر اسی دن روزہ رکھے تو نذر پوری ہو جاتی ہے اور یہ تمام آئمہ کے خلاف ہے۔ (کذا قال النووي)

میں نے ان سے ایک حدیث کو کہ مجھے بہت پسند آئی اور میں نے کہا ان سے کہ کیا تم نے سنا ہے اس کو رسول اللہ سے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ کے اوپر ایسی بات کہوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جو میں نے نہیں سنی کہا انھوں نے کہ سنا میں نے ان کو کہ فرماتے تھے روزہ درست نہیں ان دو دن میں ایک عید الاضحیٰ میں اور دوسرے عید الفطر میں رمضان کی۔

۲۶۷۴- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن کے روزوں سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے۔

۲۶۷۵- زیاد بن جبیر نے کہا ایک شخص آیا ابن عمرؓ کے پاس اور کہا میں نے نذر کی ہے کہ ایک دن روزہ رکھوں اور وہ دن موافق ہو عید الاضحیٰ یا فطر کے تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ پاک نذر پورا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور تجی اس دن کے روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہیں۔

۲۶۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے۔

باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے

۲۶۷۷- نبیؐ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ایام تشریق کے کھانے پینے کے دن ہیں۔

۲۶۷۸- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔

۲۶۷۹- کعب رضی اللہ عنہ کو اور اس بن حدیمان کو رسول اللہ

عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ « لَا يَصْلُحُ الصِّيَامُ فِي يَوْمَيِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ ».

۲۶۷۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ التَّحْرِ.

۲۶۷۵- عَنْ زِيَادِ بْنِ جَبْرِ قَالَ حَاءَ رَجُلٍ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمًا فَوَافِقَ يَوْمِ أَضْحَى أَوْ فِطْرِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ.

۲۶۷۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى.

بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

۲۶۷۷- عَنْ نُبَيْشَةَ الْهَنْزَلِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبٍ.

۲۶۷۸- عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَتْ خَالِدٌ فَلَقِيْتُ أَبَا الْمُبَلِّغِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُثَيْمِ بْنِ رَزَادَةَ فِيهِ ((وَذَكَرَ لِلَّهِ)).

۲۶۷۹- عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ

(۲۶۷۵) یعنی ابن عمرؓ نے اس کے جواب سے کنارہ کیا اور بیان فرمایا کہ اس میں دو ایلیں معارض ہیں اور جو عید کے دن نذر معین کرے اس کی تحقیق اوپر بھی بیان ہو چکی ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں بھیجا کہ پکاردیں کہ جنت میں کوئی نہ جاوے گا سوا مومن کے اور منیٰ کے دن کھانے پینے کے ہیں۔

۲۶۸۰- ابراہیم سے یہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ ان دونوں نے پکارا۔

باب: اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت

۲۶۸۱- محمد بن عباد نے کہا پوچھا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ طواف کرتے تھے بیت اللہ کا کہ کیا منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزے سے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اس بیت کے رب کی۔

۲۶۸۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی روزہ نہ رکھے اکیلے جمعہ کا مگر آگے اس کے بھی رکھے یا اس کے پیچھے بھی۔

۲۶۸۴- ابو ہریرہ نے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کوئی خاص نہ کرے جمعہ کی رات کو سب راتوں میں جاگنے اور نماز کے ساتھ

حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْخَدَّانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُ وَأَيَّامُ مَنَى أَكْلٌ وَشُرْبٌ)) .

۲۶۸۰- عن إبراهيم بن طهمان بهذا الإسناد غير أنه قال فناديا.

باب كراهية صيام يوم الجمعة منفردا

۲۶۸۱- عن محمد بن عباد بن جعفر سأل جابر بن عبد الله رضي الله عنهما وهو يطوف بالبيت أتته رسول الله ﷺ عن صيام يوم الجمعة فقال نعم ورب هذا البيت.

۲۶۸۲- وحدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جريج أخبرني عبد الحميد بن جبير بن شيبه أنه أخبره محمد بن عباد بن جعفر أنه سأل جابر بن عبد الله رضي الله عنهما بمثل عن النبي ﷺ.

۲۶۸۳- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ((لا يصم أحدكم يوم الجمعة إلا أن يصوم قبله أو يصوم بعده)) .

۲۶۸۴- عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال ((لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين

(۲۶۸۳) نووی نے فرمایا کہ جمہور اصحاب شافعی کا یہی قول ہے کہ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر ایسا ہو کہ کسی تاریخ میں وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور اس دن جمعہ آگیا تو مضائقہ نہیں اور اسی طرح مثلاً اس نے نذری کہ جس دن بیمار اچھا ہو گا روزہ رکھوں گا اور شب جمعہ اچھا ہو گیا تو حرج نہیں یا ایک روزہ اس کے آگے یا ایک پیچھے ملا لیا تو بھی مکروہ نہیں اور امام مالک نے جو موطامین کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو جمعہ کے روزے کو منع کرتا ہو تو شاید انکو یہ حدیثیں نہ پہنچی ہوں۔ پس وہ معذور ہیں اور ہم کو اجتناب حدیث ضروری ہے نہ اجتناب کسی امام کا علی الخصوص جب حدیث کے خلاف ہو۔ چنانچہ داؤدی نے جو امام مالک کے شاگردوں میں سے ہیں انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی اگر پہنچی تو وہ اس کے خلاف سمجھی نہ کرتے اور یہی گمان سب اماموں کے ساتھ جو مسائل ان کے حدیث کے خلاف ہیں ورنہ کوئی ان میں جان بوجھ کر مخالفت حدیث کی نہیں کرتا اور امت کو ضروری ہے کہ جب حدیث لے

اور نہ خاص کرے اس کے دن کو سب دنوں میں روزے کے ساتھ مگر یہ کہ روزہ رکھتا ہو وہ ہمیشہ اور اس میں جمعہ آجاتا۔

باب: آیت و علی الذین یطیقونہ کے منسوخ

ہونے کا بیان

اللَّيَالِي وَلَا تَحْصُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ))

بَاب بَيَان نَسْخِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَعَلَى

الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ بِقَوْلِهِ فَمَنْ شَهِدَ

مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

۲۶۸۵- سلمہ بن الاکوع نے کہا جب یہ آیت اتری و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین یعنی جن لوگوں کو طاقت ہے روزے کی وہ فدیہ دیں ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا تو جو چاہتا تھا افطار کرتا تھا رمضان میں اور فدیہ دے دیتا تھا اور یہی حکم رہا یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت اتری اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا یعنی اب روزہ ضرور رکھنا ہو اطاقت والے کو اور فدیہ دینا درست نہیں۔

۲۶۸۵- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامَ مَسْكِينٍ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَهَا.

۲۶۸۶- عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۲۶۸۶- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رمضان میں حج نمی معصوم مل جاوے پھر کسی کی تھلید نہ کرے۔ یہی سہیل مومنین ہے اور یہی طریق مصطفین۔ اگرچہ برائیاں متعصین۔ اور حکمت اس نمی میں شاید یہ ہو کہ یہ دن دعا اور ذکر و عبادت اور نہانے اور نہلانے کا ہے اور نماز کو سویرے جانیکا۔ اس لیے افطار بہتر ہو کہ یہ وظائف بخوبی ادا ہوں اور یہ دن گویا نظیر ہے عرفہ کے عرفات والوں کے لیے کہ اس دن بھی حاجیوں کو افطار ادا ہے پس اس میں بھی افطار مستحب ہے اور جب ایک دن قبل یا بعد اس کے روزہ رکھ لیا تو یہ روزے گویا کفارہ ہو گئے ان وظیفوں کا جس میں یہ سب روزے کے قصور ہوں۔ پس کراہت جاتی رہی اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ تخصیص شب جمعہ کی بھی نہ کرے اس شب میں قیام کرے اور نماز پڑھے اور دنوں میں نہ کرے۔ اور معلوم ہوا اس سے صلوة الرغائب کا بدعت ہونا۔ اللہ تعالیٰ اس کی احداث کرنے والے کو برباد کرے اور معلوم ہوا کہ وہ نماز بدعت اور جہالت ہے اور سر سے پا تک ضلالت ہے اور اس میں بہت منکرات و محدثات ہیں اور ایک جماعت نے اماموں کی اس بی نہ مت اور قباحت میں تصانیف فیض کی ہیں اور اس کو سراپا فسق و گمراہی اور ضلالت و موجب روسیائی لکھا ہے اور اس کے مرتکب کو سراپا ضلال اور اہل ضلال لکھا ہے۔ اتھی مانی النودی بنوع تغیر۔

مترجم کہتا ہے یہی حکم ہے ان اور اذ وظائف کا جو لوگوں نے احداث کر لیے اور شارع علیہ السلام سے اس کی کوئی سند نہیں جیسے دعائے حج العرش، درود تاج، درود لکھی اور دعائے سینتی اور درود اکبر اور دلائل الخیرات اور حزب البر اور حزب البحر وغیرہ کہ ان سب سے مومن متبع سنت کو اجتناب لازم ہے اور اس کو جملہ وظائف و اوراد سمجھنا اور عبادت ان کی خرافات کرنا اور اس پر امید و ثواب ہونا گویا اس جملہ کی صحیح فرمائیں۔

(۲۶۸۶) یعنی اس بعد کی آیت سے وہ فدیہ والی آیت منسوخ ہو گئی اور جمہور کا یہی قول ہے جیسے سلمہ کی روایت میں ہے اور تو

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ عادت رکھتے تھے کہ جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کیا اور فدیہ دیا ایک مسکین کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ اس کے بعد کی آیت اتری فصن شہد منکم الشهر فليصمه

باب: ایک رمضان کی قضا میں دوسرے رمضان تک تاخیر روا ہونے کا بیان

۲۶۸۷- ابو سلمہ نے کہا سنا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر جو رمضان کے روزے قضا ہوتے تھے تو میں ان کو قضا نہ کر سکتی تھی مگر شعبان میں اور وہ اس کی یہ تھی کہ میں مشغول ہوتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اور فرصت نہ پاتی تھی)۔

عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ فَاقْتَدَى بِطَعَامِ مَسْكِينٍ حَتَّى أَنْزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.

جَوَازِ تَأْخِيرِ قِضَاءِ رَمَضَانَ مَا لَمْ يَجِئْ رَمَضَانَ آخِرَ لِمَنْ أَفْطَرَ بَعْدَ

۲۶۸۷- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ الشُّغْلُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لہذا ابن عمر اور جمہور کا یہی قول ہے کہ جو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو بہ سبب بڑھاپے کے وہ فدیہ دیوے اور ایک جماعت کا سلف کے اور مالک اور ابو ثور اور داؤد کا قول ہے کہ فدیہ دینا مطلق منسوخ ہو گیا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور بوڑھا ایسا ہو کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس پر بھی کھانا دینا مسکین کو واجب نہیں اور مالک نے اس کے لیے کھانا دینا مستحب کہا ہے اور قتادہ نے کہا یہ رخصت تھی بوڑھے کے لیے جو قدرت روزہ کی رکھتا تھا پھر رخصت منسوخ ہو گئی اور اسی کے حق میں یہ رخصت باقی رہی جو طاقت نہیں رکھتا اور ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے کہ نازل ہوئی ہے یہ آیت فدیہ کی بوڑھے اور بیمار کے لیے جو روزہ نہیں رکھ سکتے اور ان کو فدیہ دینا چاہیے اور اس صورت میں گویا لفظ لا یہاں محذوف ہو گا یعنی و علی الذین لا یطیقونہ فدیة طعام مسکین اور اس صورت میں آیت محکم ہوگی منسوخ نہ ہوگی مگر مریض جب اچھا ہو جاوے تو قضا کرے مگر بوڑھے پر قضا واجب نہیں صرف فدیہ کافی ہے۔ اور اکثر علماء کا قول ہے کہ بیمار کا فدیہ دینا ضروری نہیں صرف قضا اس پر واجب ہے کہ بعد صحت کے قضا کرے اور زید بن اسلم اور زہری اور مالک نے کہا ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور نازل ہوئی ہے مریض کے حق میں جو افطار کرے اور پھر اچھا ہو جاوے اور قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجاوے پھر دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور بعد رمضان قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دیوے اور فدیہ ہر روزے کے بدلے ایک مدیہوں ہے جو قریب ایک سیر کے ہے مگر جو مریض ایسا ہو کہ ایک رمضان میں روزہ قضا کیا اور بیماری اس کی دوسرے رمضان تک برابر رہی تو وہ فدیہ نہ دے صرف قضا روزہ ہی کافی ہے اور ان سب صورتوں میں بطبقونہ کی ضمیر صوم کی طرف راجع ہے اور حسن بصری وغیرہ نے کہا ہے کہ ضمیر اس کی راجع ہے اطعام کی طرف یعنی جو لوگ اطعام کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیویں اور روزہ کی طرف راجع نہیں اور ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور عام اور جمیع علماء کا قول ہے کہ اطعام ہر روزہ کا ایک مد ہے اور ابو حنیفہ نے دو مد کہے ہیں اور صاحبین کا بھی قول یہی ہے اور اظہب مالکی نے کہا ہے کہ ایک مد اور ثلث مد کا ہے اہل مدینہ کے سوا اور جمہور علماء کا قول ہے کہ وہ مرض جس میں افطار روا ہے ایسا ہونا ضروری ہے کہ روزے سے اس میں مشقت ہو اور بعض نے کہا ہے کہ ہر مریض کو افطار روا ہے کذا قال القاضی عیاض علی ما نقلہ النووی۔

۲۶۸۸- یحییٰ سے بھی یہی روایت مذکور ہوئی اس سند سے مگر اس میں یہ ہے کہ یہ تاخیر قضاے رمضان کی شعبان تک رسول اللہ کی خدمت کے سبب سے ہے۔

۲۶۸۹- یحییٰ سے اس اسناد سے یہی مروی ہو اور اس میں یحییٰ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ تاخیر ان کو رسول اللہ کی خدمت کے سبب سے ہوتی ہوگی۔

۲۶۹۰- یحییٰ سے یہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں رسول اللہ کی خدمت اور مشغولیت کا ذکر نہیں۔

۲۶۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم سے ایک ایسی تھی کہا افطار کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور قضا نہ کر سکتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہاں تک کہ شعبان آجاتا تھا۔

باب: میت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان

۲۶۹۲- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو

۲۶۸۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَذَلِكَ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۲۶۸۹- يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذَلِكَ لِمَكَانِهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْيَى يَقُولُهُ .

۲۶۹۰- عَنْ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ الشُّغْلُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۲۶۹۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَتْ إِخْدَانًا لَتُفْطِرُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا تَقْدِرُ عَلَيَّ أَنْ تَقْضِيَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانَ .

بَابُ قِضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ

۲۶۹۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ

(۲۶۹۱) یعنی جناب ام المومنین ہمیشہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں اور متر صد استعمال رہا کرتی تھیں ہر وقت میں کہ رسول اللہ کی خدمت بجلاویں اور یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کس وقت ان کا ارادہ فرماتے ہیں اور اجازت روزے کی اس لیے نہ لیتی تھیں کہ شاید آپ اجازت توڑے دیں گویا آپ کو حاجت ہو اور آپ کو اس سے تکلیف گزرے اور یہ کمال ادب تھا آپ کا اور کمال رضا جوئی تھی رسول اللہ کی اور علماء کا اتفاق ہے کہ عورت کو نفل روزہ جائز نہیں جب اس کا شوہر گھر میں ہو مگر اس کی اجازت سے اور ام المومنین حضرت عائشہ شعبان میں اس لیے فرصت پاتی تھیں کہ خود رسول اللہ اس میں اکثر روزے رکھتے تھے اور تاخیر قضا کی مدت بھی قریب اختتام پہنچتی تھی اور مذہب امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جماہیر سلف و خلف کا یہی ہے کہ قضا رمضان کا پورا کرنا تاخیر کے ساتھ جائز ہے یعنی یہ واجب نہیں کہ اول شوال ہی میں اسے پورا کرے بلکہ پورے سال میں جب چاہے ادا کر لے اور اس فرض کو اپنے ذمہ پر سے جب چاہے اتار لے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ تاخیر اس کی شعبان سے آگے روا نہیں اس لیے کہ اس کے بعد رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس میں قضا نہیں ہو سکتی اور داؤد ظاہری کا مذہب ہے کہ عید کے دوسرے ہی روز سے قضا کے روزے رکھنا ضروری ہے اور روایت ام المومنین حضرت عائشہ کی اللہ راضی ہو ان سے داؤد پر حجت ہے اور جمہور نے کہا ہے کہ البتہ جلدی کرنا قضا میں مستحب ہے اور جس نے افطار کیا رمضان میں کسی عذر کے سبب اور وہ عذر اس کا مثلاً بیماری یا حیض یا نفاس وغیرہ یہاں تک باقی رہا کہ وہ مر گیا یا مر گئی تو اس پر نہ روزہ ہے نہ فدیه نہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا روزہ رکھے نہ دوسرا فدیہ دیوے اور جو رمضان کی قضا رکھے تو مستحب ہے کہ پے در پے رکھے اور اگر الگ الگ بھی رکھا تو عند الجمہور جائز ہے۔ اس لیے کہ روزے کا اطلاق اس پر بھی ہے۔

مرا جوے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۲۶۹۳- ابن عباس نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہ کے پاس اور اس نے عرض کی میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے آپ نے فرمایا کہ بھلا دیکھ تو اگر اس کا کچھ قرض ہوتا تو توادا کرتی؟ اس نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۶۹۴- ابن عباس نے کہا کہ ایک شخص نبی کے پاس آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی قضا رکھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں ادا کرتا۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کا قرض تو ضرور ادا کرنا چاہیے۔ اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ بن کھیل دونوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے جب یہ حدیث بیان کی مسلم نے تو ان دونوں نے کہا سنا ہم نے مجاہد سے کہ وہ بیان کرتے تھے یہی روایت ابن عباس سے۔

۲۶۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۶۹۶- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں مر گئی اور اس پر نذر کا روزہ تھا کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں؟ پھر آپ نے وہی قرض والی بات بیان فرمائی جو اوپر

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ((من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ)) .

۲۶۹۳- عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن امرأة أتت رسول الله ﷺ فقالت إن أمتي ماتت وعليها صوم شهر فقال: ((أرأيت لو كان عليها دين أكنت تقضينه قالت نعم قال فدين الله أحق بالقضاء)) .

۲۶۹۴- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إن أمتي ماتت وعليها صوم شهر أفأقضيه عنها فقال ((لو كان على أمك دين أكنت قاصيه عنها)) قال نعم قال ((فدين الله أحق أن يقضى)) قال سليمان فقال الحكم وسلمة بن كهيل جميعا ونحن جلوس حين حدث مسلم بهذا الحديث فقالا سمعنا مجاهدًا يذكر هذا عن ابن عباس .

۲۶۹۵- و حدثنا أبو سعيد الأشج حدثنا أبو خالد الأحمر حدثنا الأعمش عن سلمة بن كهيل والحكم بن عتيبة ومسلم البطين عن سعيد بن جبیر ومجاهد وعطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ بهذا الحديث .

۲۶۹۶- عن سعيد بن جبیر عن ابن عباس رضي الله عنهما قال جاءت امرأة إلى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله إن أمتي ماتت وعليها صوم نذر أفأصوم عنها قال ((أرأيت لو كان على أمك دين فقصيته أكان يؤدي ذلك))

- عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَصُومِي عَنْ أُمَّكَ)) .
 ۲۶۹۷- عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِحَارِبَةٍ وَإِنِّي مَاتْتُ قَالَ فَقَالَ ((وَجَبَ أَجْرُكَ وَرَدَّهَا عَلَيْكَ الْمِيرَاثُ)) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ ((صُومِي عَنْهَا)) قَالَتْ إِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ ((حُجِّي عَنْهَا)) .
 ۲۶۹۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسَهَّرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ صَوْمٌ شَهْرَيْنِ .
 ۲۶۹۹- عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ
- گزری۔
 ۲۶۹۷- بریدہ نے کہا ہم بیٹھے تھے رسول اللہ کے پاس کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی کہ میں نے ایک لونڈی خیرات میں دی تھی اپنی ماں کو اور میری ماں مر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا ثواب ہو گیا اور پھر وہ لونڈی تیرے پاس آگئی یہ سب میراث کے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں روزے رکھو اس کی طرف سے۔ اس نے عرض کی کہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کرو۔
 ۲۶۹۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔
 ۲۶۹۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

(۲۶۹۷) امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے ولی میت کو میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور جب ولی نے روزہ رکھ لیا تو اطعام مسکین کی کچھ ضرورت نہیں اور میت بری الذمہ ہو گیا اور یہی قول صحیح اور مختار ہے اور اسی قول کو ان اصحاب شافعی نے صحیح اور محقق کہا ہے جو فقہ اور حدیث دونوں کے جامع ہیں اور یہی قول موافق ہے ان حدیثوں کے جو صحیح ہیں اور صریح اس پر دلالت کرتی ہے اور جو حدیث میں آیا ہے کہ جو مر جاوے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے کھانا کھلایا جاوے یہ حدیث ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ دونوں امر جائز ہوں اور ولی مختار ہو کہ چاہے اطعام کرے چاہے روزے رکھے۔ اور ولی سے مراد قریب ہے خواہ عصبہ ہو خواہ وارث یا اور کوئی ہو اور ان روایتوں سے کئی امور معلوم ہوئے:-

پہلا : جواز صوم کا میت کی طرف سے۔

دوسرا : احمیہ عورت کی بات سنی ضرورت شرعی میں۔

تیسرا : صحت قیاس کی اس لیے کہ آپ نے حقوق الہی کو حقوق عباد پر یعنی دین پر قیاس کیا اور اس سے میت کی طرف سے ادائے

دین بھی ثابت ہو اور اس پر اجماع امت ہے اور ادائے دین اگر غیر قرابت والے کی طرف سے ہو جب بھی روا ہے۔

چوتھا : یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کسی پر صدقہ کرے اور پھر وہ میراث کے سبب سے لوٹ آوے تو اس کا لینا زیادہ ہے بلا کر اہت

کے بخلاف اس کے کہ چیز کو خریدے کہ یہ منع ہے۔

پانچواں : معلوم ہوا کہ نیابت میت کی حج میں جائز ہے اور اسی طرح نیابت اس کی جو ایسا بیمار ہو کہ امید صحت نہ رکھتا ہو۔

بِعَثْلِهِ وَقَالَ صَوْمٌ شَهْرٌ.

۲۷۰۰- مذکورہ بالا حدیث کی مثل ہی ہے لیکن اس میں دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

۲۷۰۰- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى عَنْ سَفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ صَوْمٌ شَهْرَيْنِ.

۲۷۰۱- مذکورہ بالا حدیث کی مثل ہی ہے لیکن اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

۲۷۰۱- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِعَثْلٍ حَدِيثَهُمْ وَقَالَ صَوْمٌ شَهْرٌ.

باب: صائم کو دعوت دی جائے اور وہ افطار کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا اسے گالی دے جائے یا اس سے لڑا جائے تو

بَابِ الصَّائِمِ يُدْعَى لِطَعَامٍ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ

اسے یہ کہہ دینا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں

۲۷۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو بلاویں کھانے کو اور وہ روزے سے ہو تو کہدے کہ میں روزے سے ہوں۔

۲۷۰۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ رَوَايَةٌ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ يَلْبُغٍ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ)).

باب: روزے دار کو زبان کی حفاظت کرنا چاہیے

بَابِ مَحْفَظِ اللِّسَانِ لِلصَّائِمِ

۲۷۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جو شخص روزے سے ہو وہ فحش نہ بکے اور جہالت نہ کرے اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا لڑے تو کہدے کہ میں روزے سے ہوں میں روزے سے ہوں۔

۲۷۰۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَايَةٌ قَالَ ((إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرُفَثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنْ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ)).

(۲۷۰۳) یعنی اس کو خیر دے دے کہ میں گالی گلوچ کے لائق نہیں ہوں اور اگر دعوت میں کوئی بلاوے تو یہی عذر روزے کا بیان کر دے۔ پھر اگر وہ نہ مانیں اور بلاوے تو جانا لازم ہے اور کھانا نہ کھاوے اور روزہ اس کے نہ کھانے کا عذر ہے اور جس کو روزہ نہ ہو اس کو کھانے میں کچھ عذر نہیں اور اس کو کھانا لازم ہے اور اصحاب شافعیہ کا یہ بھی قول ہے کہ اگر صاحب خانہ جبر کرے اور روزہ نقل ہو تو افطار کر ڈالنا مستحب ہے اور اگر صوم واجب ہو تو افطار حرام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اظہار عبادات ناقذہ کا خواہ صوم ہو یا صلوة وغیرہ وقت ضرورت کے ناجائز ہے اور ضرورت اظہار نہ ہو تو اخفاء اس کا مستحب ہے اور اس میں حسن معاشرت اور اصلاح ذات البین اور دل خوشی ہے دوستوں کی اور یہ جو فرمایا کہ جو لڑے اس سے بول دے کہ میں روزے سے ہوں اس میں اس کا باز رکھنا ہے زیادتی سے اور غالباً چپ ہو جاتا ہے اور گالی گلوچ سے ہر شخص کو بچنا ضروری ہے مگر روزہ دار کو اور بھی زیادہ تاکید ہے اس سے دور رہنے کی۔

بَابُ فَضْلِ الصَّيَامِ

روزے کی فضیلت

۲۷۰۴- حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر عمل آدمی کا اس کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں اور قسم ہے اس خدا کی کہ جان محمد ﷺ کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ جو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔

۲۷۰۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ پر ہے۔

۲۷۰۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلْفَةٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ)) .

۲۷۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّيَامُ حَنَّةٌ .

۲۷۰۶- ابوصالح زیات سے روایت ہے کہ انھوں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یوں تو ہر عمل بنی آدم کا اس کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ پر ہے۔ پھر جب کسی کا روزہ ہو تو اس دن گالیاں نہ بیکے اور آواز بلند نہ کرے۔ پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کو آوے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ محمد ﷺ کی جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ بے شک بوضائم کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے آگے زیادہ پسندیدہ ہے قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے اور صائم کو دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک تو خوش ہوتا ہے وہ اپنے انظار سے دوسرا خوش ہو گا وہ جب ملے گا اپنے پروردگار سے اپنے روزے کے سبب سے۔

۲۷۰۶- عَنْ أَبِي صَالِحِ الزِّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصَّيَامُ حَنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٌ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمِيذٍ وَلَا يَسْنُحْ فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرَحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)) .

۲۷۰۷- ابو ہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ نے کہ ہر عمل آدمی

۲۷۰۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

(۲۷۰۵) ☆ یعنی پچاتا ہے شہوت و غضب کے فساد سے۔

(۲۷۰۷) ﷺ اللہ کے لیے روزہ خاص ہے یعنی اس میں چونکہ ظاہر میں کوئی صورت نہیں ایک امر عامی ہے اس لیے اس میں زیادہ سمعہ کو دخل بہت کم ہے اور نفس کو اس میں مطلق حظ نہیں اور گویا تشبیہ ہے ملائکہ کے ساتھ بلکہ رب العالمین کے ساتھ کہ کھانے پینے سے بے پروا ہوتا اسی کی نشان ہے اور اس سے بڑی عظمت روزے کی معلوم ہوئی اور جو اس کی مشک سے زیادہ پسندیدہ فرمایا ہے جیسے شہیدوں کے خون کو فرمایا کہ رنگ خون کا ہوگا اور جو مشک کی اور قسم فرمائی اللہ پاک کے ہاتھ کی۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہیں اور تانی اس کا منکر احادیث ہے لہذا

کا دونا ہوتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی دس تک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سات سو تک بڑھتی ہے اور اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مگر روزہ سووہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دیتا ہوں اس لیے کہ بندہ میرا اپنی خواہشیں اور کھانا میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت دوسری خوشی ملاقات پروردگار کے وقت اور البتہ پور روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بوائے مشک سے۔

۲۷۰۸- ابوہریرہؓ اور ابو سعیدؓ نے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں اول جب افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے دوسرے جب ملاقات کرتا ہے اللہ عزوجل سے جب خوش ہوتا ہے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ جان محمد ﷺ کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ پور روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

۲۷۰۹- ضرار سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب ملاقات کرے گا اللہ پاک سے اور اللہ تعالیٰ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَلَّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرًا أَمْثَلَهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرِحَتَانِ فَرِحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرِحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلِخُلُوفٍ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ))

۲۷۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّوْمَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ إِنَّ لِلصَّائِمِ فَرِحَتَيْنِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ اللَّهَ فَرِحَ وَالَّذِي نَفْسٌ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ))

۲۷۰۹- عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةٍ وَهُوَ أَبُو سَيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَقَالَ ((إِذَا لَقِيَ

تو اور جہنمی اور اس کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسے اس کی ذات ہے یعنی کیفیت اس کی ذات کی معلوم نہیں اور تاویل اس کی قدرت وغیرہ سے باطل ہے اور قول ہے معتزلہ کا اور قدریہ کا جیسے وصیت کی امام اعظمؒ نے فقہ اکبر میں اور اس تاویل سے ابطال اس کی صفات کا لازم آتا ہے۔ غرض مومن کو ضروری ہے کہ ہاتھ اور قدم اور ساق وغیرہ جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان سب کے ظاہر معنی پر ایمان رکھنا اور اس کی کیفیت خدا کو سونپنا اور بلا تاویل و بلا تعطیل اس پر ایمان لانا بھی سلف کا طریقہ ہے اور حضرت اکثرؓ قسم یونہی کھلایا کرتے پھر کسی روایت میں کسی صحابی سے یہ مروی نہیں کہ انہوں نے پوچھا یا تعجب کیا ہو ہاتھ پر اللہ پاک کے یا آپؐ نے کوئی تاویل اصحاب کو بتلائی ہو یا کسی سلف یا صحابہؓ و تابعین نے کوئی تاویل کی۔ غرض صحابہ و تابعین سے ایک حرف بھی اس کی تاویل میں مروی نہیں حالانکہ سب ان آیات و احادیث کو عوام و خواص میں بلا تکلف روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ پس جو وہ لوگ معنی سمجھتے تھے وہی ٹھیک ہیں اور وہی مراد الہی اور مقصود رسالت پناہی ہے۔ ورنہ شارع کو ضروری تھا کہ اگر کچھ اور مراد ہو تا تو اسکو بیان فرماتے ومن ادعی خلاف هذا فعلیه الیابان۔

(۲۷۰۸) افطار کے وقت یہ خوشی ہے کہ پروردگار کی تائید اور توفیق سے ایسی عمدہ عبادت نے سرانجام پایا اور نعمائے دنیوی فی الحال حلال ہوئے اور لذائذ اخروی کا امیدوار بنایا اور پروردگار کی ملاقات کے وقت یہ خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عبادت کو قبول کیا اور جس اجر و ثواب کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔

اس کو بدلہ دیوے گا تو وہ خوش ہوگا۔

۲۷۱۰- سہل بن سعد نے کہا رسول اللہ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے اسے ریان کہتے ہیں (یعنی سیراب کرنیوالا) اس میں سے جائیں گے روزہ دار قیامت کے دن اور کوئی ان کے سوا اس میں سے نہ جانے پائے گا اور پکارا جائے گا کہ روزے دار کہاں ہیں؟ پھر وہ سب اس میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر جب ان میں کا اخیر آدمی بھی داخل ہو جائے گا وہ بند ہو جائے گا اور کوئی اس میں نہ جائے گا۔

باب: مجاہد کے روزے کی فضیلت

۲۷۱۱- ابو سعید نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک دن روزہ رکھے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) مگر دور کر دیتا ہے اللہ پاک اس دن کی برکت سے اس کے منہ کو ستر برس کی راہ دوزخ سے۔

۲۷۱۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۷۱۳- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو روزہ رکھے ایک دن اللہ کی راہ میں دور کرتا ہے اللہ اس کے منہ کو ستر برس کی راہ تک دوزخ سے۔

اللہ فجزاه فَرِحَ))

۲۷۱۰- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرِّيَانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ آيِنَ الصَّائِمُونَ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ))

بَابُ فَضْلِ الصَّيَامِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِمَنْ يُطِيقُهُ بِلَا ضَرَرٍ وَلَا تَفْوِيتِ حَقِّ

۲۷۱۱- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا))

۲۷۱۲- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَزْدِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

۲۷۱۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَاعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا))

(۲۷۱۰) ☆ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب ان میں کا اول آدمی داخل ہو جائے گا جب بند ہو گا اور یہ وہم ہے۔ چنانچہ تصریح کی ہے اس کی تاضی عیاض نے (نووی) اور اس میں بڑی فضیلت اور کرامت روزہ کی مذکور ہوئی۔

(۲۷۱۳) ☆ فی سبیل اللہ سے ہر جگہ جہاد مراد ہے اور وہ روزہ اسی کا افضل ہے جو طاقت رکھتا ہو باوجود روزے کے عذوجل کے کاروبار میں ست نہ ہو۔

باب: نفلی روزہ کی نیت دن میں زوال سے قبل ہو سکتی ہے

بَابِ جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بَيْنَهُ مِنَ النَّهَارِ
قَبْلَ الزَّوَالِ وَجَوَازِ فِطْرِ الصَّائِمِ نَفْلًا
مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ

۲۷۱۴- حضرت عائشہؓ مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک دن رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں۔ پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس کچھ حصہ آیا ہدیہ کے طور پر آیا آگے ہمارے پاس کچھ مہمان (کہ ان میں بڑا حصہ اس ہدیہ کا خرچ ہو گیا اور کچھ تھوڑا سا میں نے آپ کے لیے چھپا رکھا ہے) پھر آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا حیس ہے (حیس وہ کھانا ہے کہ کھجور اور گھی اور اقط یعنی سوکھا دہی ملا کر بناتے ہیں اور آپ نے فرمایا لاؤ پھر میں ملائی اور آپ نے کھایا پھر فرمایا کہ میں روزے سے تھا صبح کو۔ کہا طلحہ نے میں نے یہ حدیث مجاہد سے بیان کی تو انھوں نے کہا یہ ایسی بات ہے (یعنی نفل روزہ کھول ڈالنا) جیسے کوئی صدقہ نکالے اپنے مال سے تو اس کو اختیار ہے چاہے دیدیوے چاہے پھر رکھ لے۔

۲۷۱۴- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ)) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ ((فَإِنِّي صَائِمٌ)) قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَهْدَيْتُ لَنَا هَدِيَّةً أَوْ جَاءَنَا زُورٌ قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْدَيْتَ لَنَا هَدِيَّةً أَوْ جَاءَنَا زُورٌ وَقَدْ حَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ ((مَا هُوَ)) قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ هَاتِيهِ فَحَبَسْتُ بِهِ فَأَكَلْتُ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا)) قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهِذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَالِهِ فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا.

۲۷۱۵- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک دن نبی میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ ہم نے کہا کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو روزے سے ہوں۔ پھر آئے ہمارے پاس دوسرے دن پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! حیس ہمارے پاس آیا

۲۷۱۵- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذْ ذُنُ صَائِمٌ ثُمَّ آتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

(۲۷۱۵) ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نیت روزہ نفل کی دن کو بھی جائز ہے جب تک زوال نہیں ہو اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور ان میں یہ بھی تصریح ہے کہ نفل روزے کا توڑ ڈالنا بھی اور دن کو کھالینا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور جیسے اس کا شروع کرنا انسان کی خوشی سے تھا ویسے ہی اس کا تمام کرنا بھی اس کے اختیار پر ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ سے اور احمد اور اسحاق کا اور ان سب لوگوں کے نزدیک اس کا پورا کرنا مستحب ہے اور امام ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک توڑنا اس کا جائز نہیں اور توڑنے والا اس کا گناہ گار ہوتا ہے اور حسن بصری اور امام نخعی اور کنول کا قول ہے کہ قضاء اس کی واجب ہے اس پر جس نے بلا عذر انظار کر ڈالا اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ اجماع ہے اس پر کہ جس نے عذر کے سبب کھول ڈالا مثلاً بیماری یا حیض وغیرہ اس پر قضا نہیں۔

ہے ہدیہ میں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ اور میں صبح سے روزے سے تھا پھر آپ نے کھایا۔

باب: بھولے سے کھانے پینے اور جماع سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۲۷۱۶- ابو ہریرہؓ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جو بھول کر کھالیوے یا پی لیوے اور وہ روزہ دار ہو تو وہ اپنا روزہ پورا کر لے۔ اس لیے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا۔

باب: نبی کے روزوں کا بیان

۲۷۱۷- عبد اللہ بن شقیق نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبیؐ کبھی کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے رمضان المبارک کے سوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم کسی ماہ کے پورے روزے آپ نے نہیں رکھے سوائے رمضان شریف کے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے اور نہ کسی پورے مہینہ پر افطار کیا تھا یہاں تک کہ کوئی دن اس سے روزہ نہ رکھا ہو۔

۲۷۱۸- عبد اللہ بن شقیق نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ نبیؐ روزے رکھتے تھے کسی ماہ کے پورے دنوں کے تو انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتی کہ آپ نے سوا رمضان کے کسی ماہ کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ کوئی ماہ پورا افطار کیا جب تک کہ ایک دو روز روزہ نہ رکھا ہو اس میں یہاں تک کہ آپ گلزار دنیا سے تشریف لے گئے۔ سلام ہو اللہ تعالیٰ کا اور رحمت ہو ان پر۔

أَهْدِي لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرَيْبِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلْتُ.

بَابُ أَكْلِ النَّاسِي وَشُرْبِهِ وَجَمَاعُهُ لَا يُفْطِرُ

۲۷۱۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ)).

بَابُ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَاسْتِحْبَابِ أَنْ لَا يُخْلِيَ شَهْرًا عَنْ صَوْمٍ

۲۷۱۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللَّهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ حَتَّى مَضَى لِيُوجِهَهُ وَلَا أَفْطَرَهُ حَتَّى يُصِيبَ مِنْهُ.

۲۷۱۸- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ ﷺ.

(۲۷۱۶) یہی مذہب ہے اکثر لوگوں کا کہ روزہ دار جب بھولے سے کھالے یا پی لے یا جماع کرے تو اس کا روزہ نہیں جاتا اور یہی قول ہے امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور داؤد کا۔ اور ربیعہ اور مالک نے کہا ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور اس پر قضاء ہے اور کفارہ نہیں اور عطا اور اوزاعی اور لیث نے کہا ہے کہ جماع میں تو قضاء ہے اور کھانے میں قضاء نہیں اور احمد کا قول ہے کہ جماع میں قضاء اور کفارہ دونوں ہیں اور کھالینے میں کچھ نہیں (نووی) اور قوی وہی مذہب اول معلوم ہوتا ہے۔

۲۷۱۹- عبد اللہ بن شقیق نے کہا کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہؓ سے نبی کے روزوں کو تو آپ نے فرمایا کہ روزہ رکھتے تھے آپ یہاں تک کہ ہم کہتے تھے آپ نے خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور افطار کرتے تھے ایسا کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت دن افطار کیا بہت دن افطار کیا اور فرمایا کہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ پورے ماہ روزہ رکھا ہو کبھی جب سے آپ مدینہ تشریف لائے مگر رمضان کا روزہ۔

۲۷۲۰- حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس سند میں ہشام اور محمد کا ذکر نہیں راویوں میں سے۔

۲۷۲۱- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہؐ یہاں تک روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہ کریں گے اور افطار یہاں تک کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے ان کو کبھی نہ دیکھا سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہ دیکھا۔

۲۷۲۲- ابو سلمہ نے کہا میں نے پوچھا حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہؐ روزے کیونکر رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت روزے رکھے اور اتنا افطار کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ نے بہت افطار کیا اور میں نے ان کو جتنا شعبان میں روزے رکھتے دیکھا اتنا اور کسی ماہ میں نہیں دیکھا گویا آپ پورے شعبان روزے رکھتے تھے۔ پورے شعبان روزے رکھتے سوائے چند روز کے۔

۲۷۲۳- ابو سلمہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہؐ کسی ماہ میں سال بھر کے شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اتنی ہی عبادت کرو جتنی تم

۲۷۱۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِيمِ الْمَدِينَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ.

۲۷۲۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا.

۲۷۲۱- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ.

۲۷۲۲- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ أَرَهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

۲۷۲۳- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّهْرِ مِنْ السَّنَةِ أَكْثَرَ

کوپاقت ہے کہ اللہ پاک ثواب دینے سے نہیں تھکے گا اور تم عبادت کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔ اور فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ پیارا کام اللہ پاک کے نزدیک وہ کام ہے جو ہمیشہ چلا جاوے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنْ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَمَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ يَقُولُ ((أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَيَّ اللَّهُ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ))

۲۷۲۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے سوا رمضان آنکے اور آپ کی عادت مبارک تھی کہ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب روزہ نہ رکھیں گے۔

۲۷۲۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُومُ إِذَا صَامَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللَّهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ إِذَا أَفْطَرَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللَّهِ لَا يَصُومُ.

۲۷۲۵- شعبہ نے ابی بشر سے بھی روایت کی اس اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ پے درپے کسی ماہ کے روزے نہیں رکھے جب سے مدینہ تشریف لائے۔ باقی مضمون وہی ہے۔

۲۷۲۵- عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ شَهْرًا مُتَابِعًا مِنْذُ قَدِيمِ الْمَدِينَةِ.

۲۷۲۶- عثمان حکیم انصاری کے بیٹے سے روایت ہے کہ انھوں نے سعد بن جبیر سے پوچھا رجب کے روزوں سے اور یہ سوال ماہ رجب میں کیا تو سعید نے کہا میں نے سنا ہے ابن عباس سے کہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزہ نہ رکھیں گے۔

۲۷۲۶- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِي رَجَبٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ لَا يَصُومُ.

۲۷۲۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۷۲۷- وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

(۲۷۲۳) اس سے بھی معلوم ہوا پارہ ماہ برابر روزے رکھنا خلاف سنت ہے اور اس کو محبوب جانتا بدعت ہے اور آنحضرت کی ہدی کے خلاف اور یہ قسم کھانا قائل کے برکتی عادت ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم یعنی اس میں مواخذہ نہیں۔

۲۷۲۸- انسؓ نے کہا رسول اللہؐ یہاں تک روزہ رکھتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور یہاں تک افطار کرتے تھے کہ لوگ کہتے تھے خوب افطار کیا خوب افطار کیا خوب افطار کیا۔

باب: صوم دہر کی ممانعت اور صوم داؤدی کی فضیلت

۲۷۲۹- عبد اللہؓ نے کہا رسول اللہؐ کو خبر لگی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات جاگا کروں گا اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا جب تک جیوں گا (سبحان اللہ کیا شوق تھا عبادت کا اور جوانی میں یہ شوق یہ تاثیر تھی آنحضرتؐ کی صحبت و خدمت کی)۔ پس فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تم نے ایسا کہا؟ میں نے عرض کی ہاں کہ یا رسول اللہؐ! میں نے ایسا ہی کہا ہے۔ تب رسول اللہؐ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے اس لیے تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو اور سو بھی رہو اور ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔ اس لیے کہ ہر نیکی دس گنا لکھی جاتی ہے تو یہ

۲۷۲۸- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ حَتَّى يُقَالَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى يُقَالَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ.

بَابُ النَّهْيِ عَنِ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهِ أَوْ فَوَّتَ بِهِ حَقًّا أَوْ لَمْ يُفْطِرْ الْعِيدَيْنِ وَالتَّشْرِيقِ وَبَيَانِ تَفْضِيلِ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

۲۷۲۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَقُولُ لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذَلِكَ)) فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَتَمْ وَتُمْ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ

(۲۷۲۸) ان حدیثوں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

اول یہ کہ مستحب ہے کہ کوئی مہینہ روزے سے خالی نہ رہے۔

دوسرے یہ کہ نفل روزے کا کوئی زمانہ معین نہیں ہے جب چاہے رکھ سکتا ہے سوائے رمضان و عیدین اور ایام تشریق کے جن

میں منع ہے۔

تیسرے یہ کہ شعبان میں آپ بہ نسبت اور ایام کے زیادہ روزے رکھتے۔

چوتھے یہ کہ کوئی ماہ سوا رمضان کے پورے روزے سے نہیں سرفراز ہوتا تھا لکہ کہیں امت کو وجوب کاشد ہو جائے اور مثل

رمضان کے فرض ہو جائے یا مشابہت رمضان کی لازم نہ آوے اور صوم رجب کے نہ نبی ثابت ہوئی ہے رسول اللہؐ سے نہ استحباب اور تخصیص

اور جیسے نفل روزے مستحب ہیں سارے اوقات میں ویسے ہی رجب میں ہے اور سنن ابوداؤد میں اتنا آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مندوب

ہیں میرے روزے حرام کے مہینوں کے اور رجب بھی ان میں داخل ہے۔ کذا قال النووی فی شرح مسلم۔

گویا ہمیشہ کے روزے ہوئے (اس لیے کہ تین دہائے تیس ہو گئے)۔ تب میں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اے رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ پھر میں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ۔ تو آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور یہ روزہ ہے حضرت داؤد کا (یعنی ان کی عادت یہی تھی اور یہ سب روزہ سے عمدہ ہے اور معتدل)۔ میں نے پھر عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ان روزوں سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔ عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ فرمانا رسول اللہ کا کہ تین روزے ہر ماہ میں رکھ لیا کرو قبول کر لیتا تو یہ مجھے اپنے گھریا مال و متاع سے بھی زیادہ پیارا معلوم ہوتا۔ (اور یہ فرمانا ان کا ایام پیری میں تھا کہ جب ضعف محسوس ہوا)۔

۲۷۳۰- یحییٰ سے روایت ہے کہ میں اور عبد اللہ بن یزید دونوں ابو سلمہ کے پاس گئے اور ایک آدمی ان کے پاس بھیجا اور وہ گھر سے نکلے اور انکے دروازہ پر ایک مسجد تھی کہ جب وہ نکلے تو ہم سب مسجد میں تھے اور انھوں نے کہا چاہو گھر چلو چاہو یہاں بیٹھو۔ ہم نے کہا یہیں بیٹھیں گے اور آپ ہم سے حدیثیں بیان فرمائیے۔ انھوں نے کہا روایت کی مجھ سے عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر شب قرآن پڑھتا تھا (یعنی ساری رات) اور کہا یا تو میرا ذکر آیاتی کے پاس یا آپ نے مجھ کو بلا بھیجا۔ غرض میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے فرمایا کہ ہم کو کیا خبر نہیں لگی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اور میں اس سے بھلائی چاہتا ہوں (یعنی ریا و سمعہ مقصود نہیں)۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم کو اتنا کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا

الْحَسَنَةَ بَعَشْرَ أَشْهُالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أَطِيقُ صَمَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَغْدَلُ الصِّيَامِ)) قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أَطِيقُ ((أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَأَنْ أَكُونَ قِمْتُ الثَّلَاثَةَ أَيَّامَ النَّبِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

۲۷۳۰- عَنْ يَحْيَى قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَتَّى نَأْتِيَ أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَنَا إِلَيْهِ رَسُولًا فَحَرَجَ عَلَيْنَا وَإِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهِ مَسْجِدٌ قَالَ فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى حَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَدْخُلُوا وَإِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَقْعُدُوا هَا هُنَا قَالَ فَقُلْنَا لَا بَلْ نَقْعُدُ هَا هُنَا فَخَدَّنَا قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ فِيمَا ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَإِنَّمَا أُرْسَلُ إِلَيَّ فَاتَيْنَهُ فَقَالَ لِي ((أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) فَقُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهُ وَلَمْ أَرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا الْجَبْرِ قَالَ ((فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ

ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری بی بی کا حق ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے تم پر تو اس لیے تم داؤد کا روزہ اختیار کرو جو نبی تھے اللہ تعالیٰ کے اور سب لوگوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے داؤد کا روزہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ قرآن ہر ماہ میں ایک بار ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں اے نبی اللہ کے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیس روز میں ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دس روز میں ختم کرو۔ میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سات روز میں ختم کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو (اس لیے کہ اس سے کم میں تدبیر اور تفکر قرآن میں ممکن نہیں)۔ اس لیے کہ تمہاری بی بی کا حق بھی ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے بدن کا حق ہے تم پر اور میں نے تشدد کیا سو میرے اوپر تشدد ہوا۔ اور نبی نے مجھ سے فرمایا کہ تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر دراز ہو (تو اتنا بار تم پر گراں ہو گا اور امور دین میں خلل آئے گا۔ سبحان اللہ یہ آپ کی شفقت اور انجام نبی تھی اور آخر وہی ہوا)۔ کہا عبد اللہ نے پھر میں اسی حال کو پہنچا جس کا آپ نے مجھ سے ذکر کیا تھا اور جب میں بوڑھا ہوا تو آرزو کی میں نے کاش میں نبی کی رخصت قبول کر لیتا۔

۲۷۳۱- یحییٰ سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہوئی اور اس میں تین دن کے روزوں کے بعد یہ بات زیادہ ہے کہ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے اور یہ ثواب میں ہمیشہ کا روزہ ہے اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ نے کہا میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد

كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَإِنَّ لِرُؤُوحِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِرُؤُوحِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِحَسْبِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)) قَالَ ((وَأَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَرُدْ عَلَيَّ ذَلِكَ فَإِنَّ لِرُؤُوحِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِرُؤُوحِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِحَسْبِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ قَالَ وَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطْلُونَ بِكَ عُمَرَ)) قَالَ فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَبُرْتُ وَرَدَّتْ أُنِي كُنْتُ قَبْلَتْ رُحْصَةَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۳۱- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ مِنْ ((كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أََمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدُّمْنُ كُلُّهُ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قُلْتُ وَمَا

نبی اللہ کا روزہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا سب دنوں کا آدھا (یعنی وہی ایک دن روزہ ایک دن افطار) اور اس روایت میں قراءت قرآن مجید کا مطلق ذکر نہیں اور ملاقاتیوں کا حق بھی مذکور نہیں اور یہ ہے کہ تمہارے بچے کا تم پر حق ہے۔

۲۷۳۲- حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن ختم کرو ہر ماہ میں ایک بار۔ میں نے کہا مجھ میں قوت اور ہے۔ آپ نے فرمایا ختم کرو بیس دن میں۔ میں نے کہا اور قوت ہے۔ آپ نے فرمایا ختم کرو سات دن میں اور اس سے زیادہ قرات نہ کرو۔

۲۷۳۳- ابو سلمہ راوی ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو سے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ ایسا نہ ہو کہ تم فلاں کے مثل ہو جاؤ کہ وہ شخص رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے اٹھنا چھوڑ دیا (یعنی بہت جاگنے سے کہیں دب نہ جاؤ)۔

۲۷۳۴- عبد اللہ بن عمرو کہتے تھے کہ نبی کو خبر پہنچی کہ میں برابر روزے رکھے جا رہا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا ہوں تو آپ نے کسی کو میرے پاس بھیجا میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ تم برابر روزے رکھتے ہو اور سچ میں افطار نہیں کرتے اور ساری رات نماز پڑھتے ہو تو ایسا مت کرو۔ اس لیے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی کچھ حصہ ہے اور تمہاری ذات کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بی بی کا بھی سو تم روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز بھی پڑھو سو بھی رہو اور ہر دے میں ایک روزہ رکھ لیا کرو کہ تم کو اس سے نودن کا بھی ثواب ملے گا تو میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں اے نبی اللہ کے! آپ نے

صَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ النَّهْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا ((وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لِيُزِدَكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلَكِنْ قَالَ ((وَإِنْ لِيُزِدَكَ عَلَيْكَ حَقًّا))

۲۷۳۲- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً)) قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ ((فَاقْرَأْهُ فِي سِتِّعٍ وَلَا تَرُدْ عَلَيَّ ذَلِكَ))

۲۷۳۳- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ بِمِثْلِ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ))

۲۷۳۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولَانِ بَلَّغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَصُومُ أَسْرَدُ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِنَّمَا أُرْسِلَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا لَقِيْتُهُ فَقَالَ ((أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تَفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلَا هَلْكَ حَظًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرٌ تِسْعَةٌ)) قَالَ إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ

۲۷۳۲) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ شبیہ جو رمضان شریف میں مروج ہے اور حافظوں کو اس پر ناز ہے یہ خلاف سنت اور حقیقت میں بدعت ہے اور اس پر ناز مر لیا حقاقت ہے۔

فرمایا کہ خیر داؤد کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا ان کا روزہ کیا تھا اے نبی اللہ کے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابل ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے (یعنی جہاد سے)۔ تو عبد اللہ نے کہا یہ دشمن سے بھلا بھاگنا مجھے کہاں نصیب ہو سکتا ہے اے نبی اللہ کے (یعنی یہ بڑی قوت و شجاعت کی بات ہے)۔ عطاء نے کہا جو راوی حدیث ہیں کہ پھر میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزوں کا ذکر کیوں آیا اور نبی نے اس پر فرمایا کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اسے روزہ ہی نہیں رکھا (یعنی مطلق ثواب نہ پایا) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔

۲۷۳۵- مسلم مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے محمد بن حاتم نے ان سے محمد بن بکر نے ان سے ابن جریج نے اس اسناد سے اور کہا کہ ابو العباس شاعر نے ان کو خبر دی مسلم نے فرمایا کہ ابو العباس صاحب ابن فروخ اہل مکہ سے ہیں اور ثقہ اور عدل ہیں۔ مترجم کہتا ہے ابو العباس اوپر کے راوی تھے اس لیے مسلم نے ان کی توثیق فرمائی۔

۲۷۳۶- حبيب سے روایت ہے کہ انھوں نے ابو العباس سے اور انھوں نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ! تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات جاگتے ہو اور تم جب ایسا کرو گے تو آنکھیں بھر بھرا آئینگی اور ضعیف ہو جائیں گی اور جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے تو روزہ ہی نہیں رکھا اور ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا گویا پورے ماہ کا کھانا ہے (یعنی ثواب کی راہ سے)۔ تو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا اچھا صوم داؤدی رکھا کرو اور وہ یہ ہے کہ داؤد ایک دن روزہ رکھتے تھے ایک دن افطار کرتے تھے اور پھر بھی جب دشمن کے آگے ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے (یعنی اتنی

السَّلَامُ)) قَالَ وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)) قَالَ مَنْ لِي بِهِذِهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ ((عَطَاءٌ فَلَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ)) الْأَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ))

۲۷۳۵- قَالَ مُسْلِمٌ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرُ أَخْبَرَهُ قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو الْعَبَّاسِ السَّائِبُ بْنُ فَرُوخَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ ثِقَّةٌ عَدْلٌ.

۲۷۳۶- عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ إِذَا لَتَصُومَ الدَّهْرَ وَتَقُومَ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمْتَ لَهُ الْعَيْنُ وَنَهَكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ صَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمَ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا

- یَفِرُّ إِذَا لَاقَى))
- ۲۷۳۷- وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشْرِ عَنْ مَسْعَرٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي قَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَنَفِهَتْ النَّفْسُ.
- قوت پر بھی ہمیشہ روزہ نہ رکھتے تھے جیسے تم نے اختیار کیا ہے۔
- ۲۷۳۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ)) قُلْتُ بَنِي أَفْعَلُ ذَلِكَ قَالَ ((فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمْتَ عَيْنَكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلَأَهْلِكَ حَقٌّ فَمَنْ وَنَمَ وَضَمَّ وَأَفْطَرَ))
- ۲۷۳۸- عبد اللہ بن عمرو نے کہا مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا مجھے خبر نہیں لگی کہ تم رات بھر جاگتے ہو اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں بھرا آئیں گی اور جلد تھک جائے گی اور تمہاری آنکھ اور جان کا بھی آخر تم پر کچھ حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی، سو تم جاگو بھی، سوؤ بھی، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔
- ۲۷۳۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ أَحَبَّ الصِّيَامُ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنَامُ بِنِصْفِ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثَلَاثَةً وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا))
- ۲۷۳۹- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب قسم کے روزوں سے زیادہ پیارا روزہ اللہ کو داؤد کا ہے اور سب سے پیاری نماز اللہ کو داؤد کی نماز ہے (یعنی رات کی) کہ وہ سوتے تھے آدھی رات تک اور جاگتے تھے تہائی حصہ اور پھر سو جاتے تھے (یعنی تہجد پڑھ کر) چھٹے حصہ میں رات کے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔
- ۲۷۴۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ بِنِصْفِ النَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَرْتَفِدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْتَفِدُ آخِرَهُ يَقُومُ ثَلَاثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ)) قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو بَنِي دِينَارٍ أَعْمَرُو بَنِي أَوْسٍ كَانَ يَقُولُ يَقُومُ
- ۲۷۴۰- عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی نے فرمایا کہ روزہ میں پیارا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد کا روزہ ہے کہ وہ آدھے زمانے میں روزہ رکھتے تھے اور سب سے پیاری نماز ان کی نماز ہے کہ وہ آدھی رات تک پہلے سو جاتے تھے اور پھر اٹھتے تھے اور اخیر میں پھر سو جاتے تھے اور آدھی رات کے بعد جواٹھتے تو ثلث شب تک نماز پڑھتے۔ (ابن جریج) راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا عمرو بن دینار سے (یہ ان کے شیخ ہیں اس روایت میں) کہ کیا عمرو بن دینار نے یہ کہا کہ پھر جاگتے تھے اور نماز پڑھتے تھے تہائی رات

تک آدھی رات کے بعد تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔

۲۷۴۱- ابو قلابہ نے کہا مجھے خبر دی ابوالملیح نے کہ میں داخل ہوا تمہارے باپ کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو کے پاس اور انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ کے آگے میرے روزوں کا ذکر ہوا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے آپ کے لیے تکیہ والا کپڑا وہ چیزے کا تھا اس میں کھجور کا کھوجرا بھرا ہوا تھا۔ پھر آپ رہیں پڑ بیٹھ گئے اور وہ تکیہ میرے اور آپ کے بیچ میں ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم کو تین روزے ہر ماہ میں کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (یعنی میں ان سے زیادہ قوی ہوں)۔ پھر آپ نے فرمایا پانچ سہی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!۔ آپ نے فرمایا سات۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ!۔ آپ نے فرمایا نو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ!۔ آپ نے فرمایا گیارہ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا داؤد کے روزے کے برابر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھے ایام روزہ رکھتے تھے اس طرح کہ ایک دن روزہ ہوتا ایک دن افطار ہوتا۔

۲۷۴۲- عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور تم کو دوسرے دنوں کا ثواب ہے تو عبد اللہ نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ آپ نے فرمایا دو دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔ انھوں نے پھر فرمایا کہ تین دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا ثواب ہے اور انھوں نے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چار دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ سب روزوں سے افضل روزہ رکھو اور وہ اللہ کے نزدیک صوم داؤد ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

ثَلَاثَ اللَّيْلِ نَعْدُ شَطْرَهُ قَالَ نَعَمْ.

۲۷۴۱- عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَيَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وَسَادَةَ مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا نَيْمًا فَحَسَسَ عَلَيَّ الْأَرْضَ وَصَارَتْ أَلْوَسَادَةَ نَيْمِي وَيَسُّهُ فَقَالَ لِي ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ حَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((سَبْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((تِسْعًا)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((أَحَدَ عَشَرَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ))

۲۷۴۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ ((صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ ((إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)) قَالَ ((صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ ((صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللَّهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا))

۲۷۴۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بَلِّغْنِي أَنْتَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلُ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنْ لِرُوحِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ وَأَفْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صَوْمُ الذَّهْرِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمًا

۲۷۴۳- عبد اللہ بن عمروؓ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو دن کو اور ساری رات جاگتے ہو۔ سو ایسا نہ کرو اس لیے کہ تمہارے بدن کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حصہ ہے تم روزہ رکھو اور افطار کرو اور روزہ رکھو تین دن ہر ماہ میں۔ سو یہی ہمیشہ کا روزہ ہے (یعنی ثواب کی رو سے)۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے قوت اس سے زیادہ ہے تو فرمایا روزہ رکھو تم داؤد کا

(۲۷۴۳) ان سب روایتوں سے عبد اللہ بن عمروؓ کے کئی امور ثابت ہوئے اول رفتی اور نرمی اور شفقت رسول اللہؐ کی اپنی امت مرحومہ پر اور ارشاد ان کی صلاحت و خیر کا اور تعلیم و تلقین آپؐ کی ان کے آرام و راحت کے لیے اور کمال اہتمام جناب رسالت مآبؐ کا اس باب میں اور روکنا نہایت تعق و استغراق سے عبادت شاقہ میں کہ وہ مانع ہو جاتا ہے ادائے حقوق آخرت سے اور سخت ہمیشہ متوسط سے جیسے ایمان و اسلام سب ادیان میں متوسط ہے اور یہ جو فرمایا آپؐ نے کہ فلاں شخص کے مثل نہ ہو کہ وہ رات کو جاگتا تھا پھر جاگنا چھوڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مدت کی ہے ان لوگوں کی جو عبادت شاقہ کرتے ہیں اور پھر اس سے بیزار ہو کر چھوڑ دیتے ہیں جیسے فرمایا وَرَهْبَانِيۃُ اسْتَدْعُوهَا لَا يَتَّبِعُهَا اِلَّا الَّذِي يَرْغَبُ فِيهَا وَرَهْبَانِيۃُ اسْتَدْعُوهَا لَا يَتَّبِعُهَا اِلَّا الَّذِي يَرْغَبُ فِيهَا وَرَهْبَانِيۃُ اسْتَدْعُوهَا لَا يَتَّبِعُهَا اِلَّا الَّذِي يَرْغَبُ فِيهَا وَرَهْبَانِيۃُ اسْتَدْعُوهَا لَا يَتَّبِعُهَا اِلَّا الَّذِي يَرْغَبُ فِيهَا

دوسری یہ کہ ان روایتوں میں صوم اللہ ہر کی نمی وارد ہوئی اور ظاہر یہ کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر ممنوع ہے بلحاظ ان ہی روایتوں کے اور جمہور کے نزدیک اگر ایام منعی عنہ میں یعنی عیدین میں اور ایام تشریح میں روزہ نہ رکھے تو روا ہے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ اگر سب دن روزے رکھے سو ان پانچ دن کے تو کراہت نہیں ہے بلکہ مستحب ہے مگر شرط یہ ہے کہ اور حقوق میں کمی نہ ہو اور اگر حقوق معاش وغیرہ میں کمی ہو تو مکروہ ہے اور ان کی دلیل حدیث ترمذی بن عمروؓ ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں برابر روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ چاہو تو رکھو اور اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ اگر یہ مکروہ ہو تا تو حضرت اجازت نہ دیتے علی الخصوص سفر میں۔ اور ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ وہ برابر روزے رکھتے تھے یعنی عمر بن خطاب کے صاحبزادے اور ایسے ہی ابو طلحہ اور حضرت عائشہؓ اور اکثر سلف سے مروی ہے اور یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا اس کے بہت جواب دیئے ہیں۔ اول یہ کہ مراد اس سے وہی شخص ہے جو ان پانچ دنوں میں بھی روزہ رکھے اور یہ جو اب حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جس سے اور حقوق واجبہ میں غفل واقع ہوئے اور مسلم نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ بھی آخر میں نام ہوئے اور ضعف ان کو بھی لاحق ہوا تو رسول اللہؐ نے جانتا تھا کہ ان کو ضعف ہو جائے گا۔ پس نمی ان کے ساتھ خاص ہے جس کو ضعف ہو جائے اور حضرت نے فرمایا بھی کہ یہ تم سے نہیں ہو سکے گا اس میں اشارہ تھا ان کے عجز کی طرف۔ باقی رہا ساری رات نماز پڑھنا اس کو نووی نے علی الاطلاق مکروہ لکھا ہے اور اس کو علی العموم علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ اس لیے کہ ساری رات جاگنے میں ضرر یقینی ہے بخلاف روزے کے اور جو رات بھر جاگے گا تو خواہ مخواہ دن کو سوئے گا اور اس میں اور حقوق کا اتلاف ضرور ہو گا اور اگر دن کو بھی مطلق نہ سویا تو موت یقینی ہے اور ان احادیث میں تصریح ہے کہ صوم داؤد افضل صیام ہے اور یہی مذہب ہے متولی کا جو اصحاب شافعی میں سے ہیں کہ ان کے نزدیک دائیہ روزے سے صوم داؤدی افضل ہے اور بعضوں نے علی الدوام روزہ کو افضل کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایتیں خاص ہیں عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کے واسطے۔ مگر احادیث سے قول اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے یعنی صوم داؤدی افضل صیام ہے اور قرأت و ختم قرآن میں صحابہ مختلف تھے بعض ایک ماہ میں ختم کرتے بعض بیس روز میں بعض دس روز میں بعض سات دن میں بعض تین دن میں بعض ایک رات ایک دن لکھ

داؤد علیہ السلام صمّ یومئذ و أفطرو یومئذ)) - ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ تو عبد اللہ انخرا عمر میں
فکان یقول یا لیتنی أحنث بالرخصة... کہتے تھے کہ کاش میں رخصت قبول کر لیتا تو خوب ہوتا۔

باب استحباب صیام ثلاثة أيام من کل شهر و صوم یوم عرفة و عاشوراء
بہر ماہ میں تین روزوں کی اور عیوم عمرتہ کے ہر ماہ
روزے عاشوراء سوموار اور جمعرات کے روزے کی
والثین والخمیس

۲۷۴۴ - عن معاذة العدویة أنها سألت حضرت معاذہ عدویہ نے پوچھا حضرت ام المومنین
عائشہ زوجہ النبی ﷺ کمال رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ
صوم من کل شهر ثلاثة أيام قالت نعم فقلت میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ
لہا من ای ایام الشهر کان یصوم قالت لہ دنوں میں؟ انہوں نے فرمایا کچھ پروا نہ کرتے تھے کسی بھی دن
یکن نیالی من ای ایام بالشهر یصوم روزہ رکھ لیتے تھے۔

۲۷۴۵ - عن عمر بن الخطاب عن حصین بن محمد عن ابن عباس عن عائشہ
عمران بن حصین نے کہا کہ نبی نے ان سے فرمایا ایذا
عنہما أن النبی ﷺ قال لہ أن قال لیرحل و نحوہ کسی سے فرمایا اور یہ سنتے تھے عرض آپ نے فرمایا کہ انے فلاں! تم
یستمع ((یا فلان أصمت من سرة هذا الشهر)) نے ان ماہ کے سچ میں روزے رکھے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ
قال لا قال ((فإذا أفطرت فصم یومین)) نے فرمایا پھر جب تم افطار کرو تو دو روز اور روزہ رکھو۔

۲۷۴۶ - عن أبي قتادة رضي الله عنه - ابو قتادہ نے روایت کی کہ ایک شخص آیا رسول اللہ کے
رجل أتى النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاں اور عرض کیا کہ آپ کیوں بکیر رکھتے ہیں روزہ؟ اس پر آپ
فقال کیف تصوم فقصیب رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے (یعنی اس کے لیے کہ یہ سوال بے موقع تھا) اس کو لازم
صلي اللہ علیہ وسلم فلما رأی راحمہم تھا کہ یوں پوچھا کہ میں روزہ کیوں کر رکھوں کہ پھر جب حضرت

میں بعض ہر رات میں بعض ایک رات ایک دن میں تین دن ختم فرماتے اور ان کے ناموں کی تفصیل تو صحیح بخاری کی ہے اسی کتاب میں
القرآن میں اور ترمذی سے کہ جس پر وہام ہو سکے وہ اولی ہے اور جس قدر میں نشا ط باقی رہی اور دل بے غم ہو اور اگر اس کے ہاتھوں زیادہ
قرآن بھی جو تو نور علی نور ہے اور عبد اللہ بن عمر نے جو قول کیا اور حضرت کی اس سے معلوم ہوا کہ عہدہ عہدہ ہی ہے جس پر ساری عمر
قیام ہو سکے اور یہی منطوق ہے اجازت مجھ کا فریب جو فرمایا کہ تیری ادلان کا حق ہے تجھ پر اس سنت معلوم ہوا کہ باپ کے تعلیم اولاد کی ضروری
ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو ماں کو تعلیم دینی ضروری ہے اور ان کو اس تعلیم میں اچھے پیرس لانا اور ان کے تعلیم اولاد کی ضروری
(۲۷۴۳)۔ اس سے مستحب ہوا ہر ماہ میں تین روزوں کا رکھنا ہوگا۔
(۲۷۴۷)۔ ہذا الروایة سے عرفہ اور عاشوراء کے روزے کی فضیلت معلوم ہوئی اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے سے معلوم ہوا کہ حال
بھر کے روزوں کا ثواب لیا جیسے۔

کہ راضی ہوئے ہم اپنی بیعت سے کہ وہی بیعت ہے اور سوال ہوا صیام الدہر کا تو آپ نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھنا افطار کیا۔ پھر سوال ہوا دو روز روزے اور ایک روز افطار سے تو آپ نے فرمایا اس کی طاقت کسے ہے؟ پھر سوال ہوا ایک دن روزہ اور دو دن افطار سے تو آپ نے فرمایا کاش اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی قوت دے۔ اور سوال ہوا ایک دن افطار اور ایک دن روزہ سے تو فرمایا یہ میرے بھائی داؤد کا روزہ ہے اور سوال ہوا دو شنبہ کے روزہ کا تو فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن نبی ہوا ہوں یا فرمایا اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے اور فرمایا رمضان کے روزے اور ہر ماہ میں تین روزے یہ صوم الدہر ہے اور عرفہ کے روزہ کو پوچھا تو فرمایا کہ ایک سال گزرا ہوا اور ایک سال آگے آنے والے کا کفارہ ہے اور عاشورے کے روزے کو پوچھا تو فرمایا ایک سال گزرے ہوئے کا کفارہ ہے۔ مسلم نے فرمایا اسی حدیث میں شعبہ کی روایت میں ہے کہ پوچھا آپ سے دو شنبہ اور پنج شنبہ کے روزے کو تو ہم نے پنج شنبہ کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ اس میں وہم ہے۔

۲۷۴۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۷۴۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ہے لیکن اس میں سو موافق کا ذکر ہے جمعرات کا ذکر نہیں ہے۔

بَا لَلّٰهِ رَبَّنَا وَبِالْإِسْلَامِ دِينَا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولِنَا وَبِنِعْمَتِنَا نَبِيْعَةً قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ ((لَا صِيَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ)) قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ وَافْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ قَالَ ((لَيْتَ أَنَّ اللَّهَ قَوَّانَا لِذَلِكَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ((ذَلِكَ صَوْمُ أَحْيِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ ((ذَلِكَ يَوْمٌ وَلِدَتْ فِيهِ وَيَوْمٌ نَبِئْتُ أَوْ أَنْزَلَ عَلَيَّ فِيهِ)) قَالَ فَقَالَ ((صَوْمٌ ثَلَاثَةٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ ((يُكْفَرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ)) قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ ((يُكْفَرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ)) وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِيْسِ لِمَا نَرَاهُ وَهَمًّا.

۲۷۴۸- عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيْلٍ كَلَّمَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۷۴۹- عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ الْاِثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَمِيْسَ.

تین ایام بیض کہتے ہیں اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ ایام بیض تیرھویں چودھویں پندرھویں ہیں کہ ان ہی میں حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور ابو ذرؓ ہیں اور بعضوں نے آخر ماہ کہے ہیں اور بعضوں نے تین دن اول کے لیے ہیں ان میں حسنؓ ہیں اور حضرت عائشہؓ اور بعض علماء نے اختیار کیا ہے کہ ایک ماہ میں ہفتہ اور ایک شنبہ اور دو شنبہ کو روزہ رکھے اور دوسرے میں سہ شنبہ اور چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو رکھے۔ غرض اسی طرح اور بھی اقوال ہیں اور پیغمبرؐ کی عادت مبارک یہ تھی کہ ان کے لیے کوئی دن مقرر نہ فرماتے تھے جیسا اوپر حضرت عائشہؓ سے مروی ہو چکا ہے۔

۲۷۵۰- ابو قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ سے پوچھا گیا دو شنبہ کے روزہ کو تو آپ نے فرمایا میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے۔

باب: شعبان کے روزوں کا بیان

۲۷۵۱- عمران بن حصین نے روایت کی کہ رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم نے شعبان کے اول میں کچھ روزے رکھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم افطار کے دن تمام کر لو تو دو روز روزہ رکھو۔

۲۷۵۲- عمران بن حصین نے کہا کہ نبی نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم نے اس مہینے کے آخر میں روزے رکھے (یعنی شعبان میں)؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو تو دو روزے رکھ لو اس کے عوض میں۔

۲۷۵۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں گزرا مگر اس روایت میں شک ہے کہ ایک دن یا دو دن شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہے کہ دو دن کہا۔

۲۷۵۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

باب: محرم کے روزے کی فضیلت

۲۷۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

(۲۷۵۱) سورہ کے معنی اوزاعی اور ابو سعید اور جمہور علماء نے آخر ماہ کے ہیں اس لیے کہ وہ استرار سے مشتق ہے اور استرار چھپانا ہے اور ان دنوں میں تم چھپ جاتا ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ مراد اس سے مہینے کا سچ ہے۔ اور ابو داؤد نے اوزاعی سے نقل کیا کہ مراد اس سے اول ماہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جس کو عادت ہو آخر ماہ میں روزے رکھنے کی وہ رمضان کے قیل رکھ سکتا ہے اور جس کو عادت نہ ہو اس کو ایک دو روزہ پیشگی رمضان سے روزہ منع ہے۔

(۲۷۵۵) اس سے محرم کے روزوں کی اور تہجد کی فضیلت ثابت ہوئی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کے نفل دن کے نفل سے افضل ہیں اور اسی پر اتفاق ہے علماء کا۔

۲۷۵۰- عن أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ سئل عن صوم البائتين فقال ((فيه ولدت وفيه أنزل علي))

باب صَوْمِ سُرِّ شَعْبَانَ

۲۷۵۱- عن عمران بن حصين رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال له ((أو لا خير أصمت من سرِّ شعبان)) قال لا قال فإذا ((أفطرت فصم يومين))

۲۷۵۲- عن عمران بن حصين رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال لرجلٍ ((هل صمت من سرِّ هذا الشهر شيئاً)) قال لا فقال رسول الله ﷺ ((فإذا أفطرت من رمضان فصم يومين مكانه))

۲۷۵۳- عن عمران بن حصين رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال لرجلٍ ((هل صمت من سرِّ هذا الشهر شيئاً)) يعني شعبان قال لا قال فقال له ((إذا أفطرت رمضان فصم يوماً أو يومين شعبه الذي شك فيه قال وأظنه قال يومين))

۲۷۵۴- عن عبد الله بن هانئ بن أبي مطرف في هذا الإسناد بمثلية.

باب فضل صَوْمِ الْمُحْرَمِ

۲۷۵۵- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال

کی سستی نہ کرے۔

۲۷۶۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے ڈھونڈنے والے کو آخر کی دس تاریخوں میں ڈھونڈنا چاہیے۔

۲۷۶۷- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو شب قدر کو آخر دہے میں یا فرمایا آخر ہفتہ میں۔

۲۷۶۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مجھے خواب میں شب قدر دکھائی دی پھر کسی میرے گھر والے نے جگا دیا۔ سو میں اس کو بھلا دیا گیا اور حرمہ کی روایت میں ہے کہ میں اس کو بھول گیا۔

۲۷۶۹- ابو سعید خدریؓ نے کہا رسول اللہ اعتکاف کرتے تھے مہینے کے بیچ کے دہے میں (یعنی رمضان کے)۔ پھر جب میں راتیں گزر جاتی تھی رمضان کی اور اکیسویں آنے کو ہوتی تھی تو اپنے گھر لوٹ آتے تھے۔ اور جو آپ کے ساتھ معتکف ہوتے تھے وہ بھی لوٹ آتے تھے پھر ایک ماہ میں اسی طرح اعتکاف کیا اور جس رات میں گھر آنے کو تھے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو حکم کیا جو منظور الہی تھا۔ پھر فرمایا کہ میں اس عشرہ میں اعتکاف کرتا تھا پھر مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اس عشرہ اخیر میں بھی اعتکاف کروں سو جو میرے ساتھ اعتکاف کرنے والا ہو وہ رات کو اپنے معتکف ہی میں رہے (اور گھر نہ جائے) اور میں نے خواب میں اس شب قدر کو دیکھا مگر بھلا دیا گیا۔ سوائے آخر کی دس راتوں میں ڈھونڈو ہر طاق رات میں اور میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ سجدہ کر رہا ہوں پانی اور کچھڑ میں (یعنی اس رات کے آخر میں ایسا ہوگا۔ یہ بات خواب کی آپ کو یاد رہی) پھر ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ اکیسویں

أَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلِبُنِ عَلَى السَّعِ الْوَأَجْرِ))

۲۷۶۶- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ كَانَ فَلْتَمِسَهَا فَلْيَتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ))

۲۷۶۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَحْيُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ أَوْ قَالَ فِي السَّعِ الْآخِرِ))

۲۷۶۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أُرَيْتَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَيَقْظِي بَعْضُ أَهْلِی فَنَسِيَتْهَا فَاتَمَسُّوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ وَقَالَ حُرْمَلَةُ فَنَسِيَتْهَا))

۲۷۶۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ فِي وَسْطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينَ تَمُضِي عَشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ يَرْجِعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُحَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرِ حَاوِرٍ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةُ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَيُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ ((إِنِّي كُنْتُ أَجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَأَ لِي أَنْ أَجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْآخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبْتَ فِي مَعْتَكِفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَأَنْسِيَتْهَا فَاتَمَسُّوْهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ فِي كُلِّ وَتَرٍ وَقَدْ رَأَيْتِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخَدْرِيُّ مَضَرْنَا لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَوَكَّفَ

(۲۷۶۹) میں حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنی پیشانی نماز کے اندر نہ پونچھے۔

شب کو ہم پرینہ برسا اور مسجد حضرت کے مصطلے پر چکی اور میں نے آپ کو دیکھا جب آپ نے صبح کی نماز سے سلام پھیرا کہ آپ کے مبارک منہ پر کچھ اور پانی کے نشان تھے۔

۲۷۷۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس سند سے وہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ ثابت رہے اپنے محکف میں اور آخر میں کہا کہ پیشانی میں آپ کی کچھ اور پانی لگا ہوا تھا۔

۲۷۷۱- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف فرمایا عشرہ اول میں رمضان کے پھر اعتکاف فرمایا عشرہ اوسط میں ایک ترکیبہ میں (اس سے کفار کی چیزوں کا استعمال روا ہوا) کہ اس کے دروازے پر ایک حصیر لٹکا ہوا تھا (پردہ کے لیے) تو آپ نے وہ حصیر اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور ایک کونے میں قبہ کے کر دیا۔ پھر اپنا سر نکالا اور لوگوں سے باتیں کیں اور وہ آپ کے نزدیک آگئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں عشرہ اول کا اعتکاف کرتا ہوں اور اس رات کو ڈھونڈتا تھا پر میں نے عشرہ اوسط کا اعتکاف کیا پر میرے پاس کوئی آیا (یعنی فرشتہ) اور مجھ سے کہا گیا کہ وہ عشرہ اخیر میں ہے۔ پھر جو چاہے تم میں سے وہ پھر اعتکاف کرے یعنی عشرہ اخیر میں بھی محکف رہے۔ پھر لوگ محکف رہے اور فرمایا آپ نے کہ مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں پھر آپ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور رات کو مینہ برسا اور مسجد چکی اور میں نے دیکھا مٹی اور پانی کو پھر جب صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو آپ کی پیشانی اور ناک کے ہانے پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ رات اکیسویں تھی اور عشرہ اخیر کی رات تھی۔

۲۷۷۲- ابو سلمہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم نے آپس

الْمَسْحَدُ فِي مُصَلًى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدْ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُنْتَلِطٌ طِينًا وَمَاءً.

۲۷۷۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسْطِ الشَّهْرِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَلْيُثَبِّتْ فِي مَعْتَكِفِهِ)) وَقَالَ وَحِينَهُ مُنْتَلِطًا طِينًا وَمَاءً.

۲۷۷۱- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةِ تَرْكِيْبَةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ قَالَ فَأَحْدَ الْحَصِيرِ يَدِيهِ فَخَافَهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَذَنُّوا مِنْهُ فَقَالَ ((إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ النَّجَسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ آتَيْتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَأَعْتَكِفْ)) النَّاسُ مَعَهُ قَالَ ((وَإِنِّي أُرَيْتُهَا لَيْلَةً وَتَرَى وَإِنِّي اسْتَجِدُّ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ)) فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةٍ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَنظَرْتُ السَّمَاءَ فَوَكَفَ الْمَسْحَدُ فَأَنْصَرَفْتُ الطِّينُ وَالْمَاءُ فَخَرَجَ حِينَ فَرَّغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَحِينَهُ وَرَوْتُهُ أَنِّي فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ.

۲۷۷۲- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ نَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ

جاگے وہ شب قدر پاوے تو انھوں نے کہا اللہ رحمت کرے ان پر اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگ ایک رات پر بھروسہ نہ کر رہیں (بلکہ ہمیشہ عبادت میں مشغول رہیں) اور وہ خوب جانتے تھے کہ وہ رمضان میں ہے اور وہ عشرہ اخیر میں ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے۔ پھر وہ اس پر قسم کھاتے تھے اور انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھے (یعنی ایسا اپنی قسم پر یقین تھا) اور کہتے تھے کہ وہ ستائیسویں شب ہے تو میں نے ان سے کہا کہ تم اے ابو منذر! کیوں یہ دعویٰ کرتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ایک نشانی یا علامت کی وجہ سے جس کی خبر دی ہے ہم کو رسول اللہ نے اور وہ یہ ہے کہ اس کی صبح کو آفتاب جو نکلتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی (مگر یہ علامت بعد زوال شب کے ظاہر ہوتی ہے)۔

أَحَاكَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقَمُ الْخَوْلَ
يُصِيبُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَجِمَهُ اللَّهُ أَرَادَ أَنْ
لَا يَنْكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي
رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْوَأَجِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ
سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَبِيهَا أَنَّهَا
لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ
ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُثَنَّبِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالآيَةِ
الَّتِي أُخْبِرْنَا - رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا.

۲۷۷۸- عن أبي بن كعب رضي الله عنه
قال قال أبي في ليلة القدر والله إني لأعلمها
قال شعبة وأكثر علمي هي الليلة التي أمرنا
رسول الله ﷺ بقيامها هي ليلة سبع وعشرين
وإنما شكك شعبة في هذا الحرف هي الليلة
التي أمرنا بها رسول الله صلى الله عليه و
سلم قال وحدثني بها صاحب لي عنه.

۲۷۷۹- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال
تذاكرنا ليلة القدر عند رسول الله صلى الله

عنه قال وحدثني بها صاحب لي عنه.

☆ شب قدر کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اقدار رزقوں کے اور انداز عمروں کے ملائکہ کو لکھ دے جاتے ہیں جو سال میں ہونے والے ہیں اور فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والا ہے اور اجتماع ہے معتبر لوگوں کا کہ وہ شب قیامت تک باقی ہے اس امت میں اور اس کے محل میں البتہ اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ وہ ہر سال میں بدلتی رہتی ہے اور اس صورت میں سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور جس حدیث میں جو تاریخ مذکور ہے جائز ہے کہ اس سال میں اسی تاریخ میں واقع ہوئی ہو۔ پس روایتوں میں تعارض نہ رہا اور اسی کے مانند ہے قول امام مالک اور ثوری اور احمد اور احنق کا اور ابو ثور وغیر ہم کا کہ ان سب نے کہا ہے کہ عشرہ اخیرہ میں رمضان کے اولیٰ بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ سال بھر میں راتوں میں بدلتی رہتی ہے مگر یہ قول احادیث کی رو سے بہت بعید معلوم ہے

علیہ و سلم فقال ((أَيْكُمْ يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ القمر وهو مثل شِقِّ جَفَنَةٍ))
فرمایا کون تم میں سے یاد رکھتا ہے شب قدر؟ اس رات میں سے کہ
طلوع کرتا ہے چاند اور وہ ایسا ہوتا ہے جیسے ایک گمراہت ہے۔



تہ ہوتا ہے۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ ایک شب معین ہے کہ فاضل نہیں ہوتی اور اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ سال بھر میں ایک رات ہے اور یہ قول ہے ابن مسعود اور ابو ضیفہ اور صالحین کا اور دوسرا یہ ہے کہ وہ سارے رمضان میں ہے اور یہ قول ابن عمر کا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا اور تیسرا یہ ہے کہ وہ عشرہ اخیر میں ہے اور پانچواں یہ قول ہے کہ وہ عشرہ اخیرہ کی راتوں کی طاق راتوں میں ہے۔ اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ جفت راتوں میں ہے مگر یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے۔ گو حدیث ابو سعید کی اس کی مستحضر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ تیسویں ہے اور یہ ایک یہ کہ وہ ستائیسویں اور یہ قول ابن عباس کا ہے اور بعضوں نے سترھویں اور بعضوں نے اکیسویں اور تیسویں میں دھونڈنے کو کہا ہے اور یہ قول حضرت علیؑ اور ابن مسعود سے مروی ہوا ہے اور بعضوں نے تیسویں کہا ہے اور یہ قول ہے اکثر صحابہ وغیرہم کا اور ایک قول ضعیف چوبیسویں کا بھی ہے اور یہ بلال اور ابن عباس اور حسن اور قتادہ کی طرف منسوب ہے اور ایک قول ستائیسویں کا ہے اور یہ قول ایک جماعت صحابہ کا ہے اور بعضوں نے سترھویں کہا ہے اور وہ زید بن ارقم اور ابن مسعود کی طرف منسوب ہے اور بعضوں نے انیسویں کہا ہے کہ وہ ابن مسعود سے منقول ہے اور حضرت علیؑ سے بھی۔ اور بعضوں نے کہا اخیر رات رمضان کی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ ایک قول شاذ یہ ہے کہ وہ مرفوع ہو گئی اب باقی نہیں ہے۔ اور یہ قول خطا ہے۔ اور شعاع سے مراد وہ دھاریاں نورانی ہیں جو آفتاب سے دیکھنے والے کی آنکھ میں نمود نظر آتی ہیں اور وہ آفتاب میں شب قدر کی صبح کو نہیں ہوتیں یہ ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور قاضی عیاض نے جو کہا ہے کہ روایت شب قدر کی حقیقت ممکن نہیں یہ غلط ہے اس لیے کہ روایت اس کی اخبار صالحین سے ثابت ہے جو بکثرت مروی ہیں اور معتبر ترین سب اقوال میں فقیر کے نزدیک ستائیسویں رات ہے۔ اور ابن عباس سے ایک نکتہ بھی اس بارے میں مروی ہے کہ لیلۃ القدر کا لفظ قرآن میں تین جگہ وارد ہوا ہے سورہ انزلناہ میں اور اس میں نو حرف ہیں پھر نو کو تین بار کہو تو ستائیس ہوتے ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے اور ابی بن کعب اس پر قسم کھاتے تھے۔ چنانچہ روایت ان کی اوپر گزر چکی ہے اور اس کی علامت بھی وہ بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

کِتَابِ الْاِعْتِکَافِ

اعتکاف کے مسائل

باب اعْتِکَافِ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

باب رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا

۲۷۸۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ اخیر میں رمضان کے اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ لغت میں اعتکاف کے معنی جس اور مکث اور لزوم کے ہیں اور شرع میں مکث مسلم کا مسجد میں بھفت مخصوصہ اور اعتکاف کو جو ابھی کہتے ہیں۔ (۲۷۸۰) اس حدیث سے استحباب اعتکاف کا ثابت ہوا اور اس پر اجماع سے مسلمانوں کا اہد یہ کہ واجب نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عشرہ اخیر میں رمضان کے متاکد ہے اور مذہب امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہ ہے کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں بلکہ اظہار کی حالت میں اعتکاف روا ہے اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک لمحہ کا اور ان کے نزدیک ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اتنا ٹھہرنا ہو جتنا کوغ میں طہائیت کے لیے ٹھہرنا ہوتا ہے اور اس سے کچھ زیادہ ہو پس وہ اعتکاف ہے اور ان کا صحیح مذہب یہی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ پس مسجد میں آنے والے کو لازم ہے کہ جب آوے اور نماز کا انتظار ہو نیت اعتکاف کی کرے تاکہ ثواب پائے۔ پس اگر باہر نکلے تو پھر جب داخل ہو دوبارہ نیت کرے اور نیت سے یہ مراد نہیں کہ زبان سے کچھ کہے کہ یہ تو بدعت ہے اور اگر دنیا کی کوئی بات کرے یا کوئی کام کرے مثلاً سیوے پر دئے لکھے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اور مالک اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور اعتکاف مظہر کا صحیح نہیں اور ان لوگوں نے ان ہی روایتوں سے استدلال کیا ہے جن میں آنحضرت کا اعتکاف رمضان میں مذکور ہے اور شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت کے اول سوال کا اعتکاف مذکور ہے۔ چنانچہ وہ روایت آگے آئی ہے اور اس کو بخاری اور مسلم دونوں نے ذکر کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمر کی حدیث سے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایام جہالت میں نذر کی تھی اعتکاف کی تو آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو اور اس میں روزہ کا ذکر نہیں ہے۔ عرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ روزہ شرط صحت اعتکاف نہیں مگر مسجد میں ہونا شرط ہے اس لیے کہ اصحاب و آذوان مظہرات سب مساجد میں اعتکاف کرتے رہے۔ حالانکہ اس میں حرج اور مشقت ظاہر ہے اور میں مذہب سے امام مالک اور شافعی اور احمد اور ابو داؤد اور جمہور کا کہ سوا مسجد کے جائز نہیں۔ اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ عورت کے جو جگہ نماز کی اپنے گھر میں مقرر کر لی ہے اس میں اعتکاف روا ہے اور مرد کو اپنے گھر میں اس جگہ میں روزانہ اور امام شافعی کا ایک قول قدیم بھی یہی ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ مسجد عام شرط ہے یا جامع کہ جہاں جمعہ ہوتا ہو اور امام شافعی اور مالک اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ہر مسجد میں جا کر ہے اور امام احمد کا قول ہے کہ مسجد جامع ضروری ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایسی مسجد ہو کہ جب نمازیں اس میں ہوتی ہوں اور مذہب ہی

۲۷۸۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَسْجِدِ

۲۷۸۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے۔ نافع نے کہا مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جہاں آپ اعتکاف کرتے تھے۔

۲۷۸۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

۲۷۸۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۷۸۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

۲۷۸۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۷۸۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ

۲۷۸۴- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عشرہ اخیرہ میں رمضان کے اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بی بی صاحبوں نے اعتکاف فرمایا۔

۲۷۸۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

۲۷۸۵- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب

اور دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو اور حدیقہ بن الیمان صحابی سے مروی ہے کہ تین مسجدوں کے سوا اعتکاف نہیں درست ہی نہیں ایک مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی، دوسری مسجد اقصیٰ، تیسری مسجد الحرام مگر یہ قول شاذ ہے اور اجماع ہے اس پر کہ اعتکاف کی زیادت مدت کی کچھ حد نہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ باجماع امت یہ امر ثابت ہے کہ اعتکاف ہے اور عبادت خاص ہے حق تعالیٰ کے لیے اور جب مسجد عام میں جائز ہوتا اس کا مختلف فیہ ہے حالانکہ وہ خانہ خدا ہے پھر قبر پر مشائخوں کے تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہو گا اور چونکہ عبادت ہے اس لیے قبور پر تعظیم میت کے لیے محض شرک ہے اگرچہ نام اس کا بدل ڈالیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اعتکاف کو جو ار بھی بولتے ہیں تو مجاور کے اور مختلف کے معنی ایک ہوئے اور مجاور قبور البتہ مختلف قبور ہو اور یہ شرک ہے معاذ اللہ من ذلک۔ اور اس کو عبادت اور مودب قربت سمجھنے والا اجہل خلق اللہ ہے اور بعد عبادت شریعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اور یہ اس زمانہ میں ایسی بلا عام ہے کہ عوام کالا نعام کا تو کیا ذکر ہے خاصان آتام بھی اس سے غافل ہیں وذلك لجهلهم بالشريعة وحقيقة العبادة.

۲۷۸۵) اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے کہ روزہ اعتکاف میں شرط نہیں۔ نووی نے لفظ ذن کو ذن لکھا ہے جس کے معنی غماطب کے ہو گئے۔۔۔ آپ نے اپنے خیمہ کو اٹھانے کا حکم دیا۔

ارادہ کرتے اعتکاف کا تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے اور ایک پار آپ نے حکم فرمایا اپنا خیمہ لگانے کا یعنی مسجد میں اور وہ لگا دیا گیا اور آپ نے عشرہ اخیر میں ارادہ کیا رمضان کے۔ پھر زینب نے کہا ان کا بھی خیمہ لگا دیا گیا اور بیویوں نے کہا ان کے بھی خیمے لگا دیئے گئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھ چکے تو سب خیموں کو دیکھا اور فرمایا کہ ان لوگوں نے کیا نیکی کا ارادہ کیا ہے (اس میں یعنی بوئے ریپائی جاتی ہے) اور آپ نے اپنے خیمہ کو حکم دیا کہ کھول ڈالا جائے اور اعتکاف ترک کیا رمضان میں یہاں تک کہ پھر عشرہ اول میں شوال کے اعتکاف کیا۔

۲۷۸۶- حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ نے عمرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہی حدیث جو اوپر گزری اور ابن عمیرہ اور عمرو بن حارث اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ خیمہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے لگائے گئے تھے۔

باب: رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ عبادت کرنی چاہیے

۲۷۸۷- ام المومنین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت مبارک تھی کہ جہاں عشرہ اخیر رمضان آیا اور آپ نے رات بھر جاگنا اور اپنے گھروالوں کو جگانا اور نہایت کوشش کرنا عبادت میں اور کمرہمت باندھنا شروع کیا۔

۲۷۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے عبادت میں جو

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكِفَهُ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِجَنَائِهِ فَضْرِبَ أَرَادَ الْإِعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَتْ رَبِّبُ بِجَنَائِهَا فَضْرِبَ وَأَمَرَ غَيْرُهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَائِهِ فَضْرِبَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ نَظَرَ فِإِذَا الْأَحْيَاءُ فَقَالَ أَلْبَرُ تُرْدُنُ فَأَمَرَ بِجَنَائِهِ فَقَوَّصَ وَتَرَكَ الْإِعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ.

۲۷۸۶- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ وَأَبْنِ إِسْحَاقَ ذَكَرَ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَنَّهُنَّ ضَرَبْنَ الْأَحْيَاءَ لِلْإِعْتِكَافِ.

بَابُ الْاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

۲۷۸۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيَّقُظْ أَهْلَهُ وَحَدَّ وَشَدَّ الْبِئْرَ.

۲۷۸۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ

(۲۷۸۷) یعنی اور معمولی عبادتوں سے زیادہ کوشش فرمانے لگے اور ساری رات جاگنے لگے۔ اس حدیث سے زیادتی عبادت عشرہ اخیرہ میں ثابت ہوئی اور ساری رات جاگنے کی جو کمرہمت مذکور ہے اس سے دوام جاگنے کا ہے نہ کہ خاص اس عشرہ میں۔

اور دنوں میں نہ کرتے۔

باب: عشرہ ذی الحجہ کے روزوں کا بیان

۲۷۸۹- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو کبھی عشرہ ذی الحجہ میں روزے سے نہیں دیکھا۔
۲۷۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے کبھی عشرہ میں روزہ نہیں رکھا۔

الْأَخِيرَ مَا لَا يَحْتَبِدُ فِي غَيْرِهِ

باب صَوْمِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ

۲۷۸۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ.
۲۷۹۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَصُمْ الْعَشْرَ.



(۲۷۹۰) عشرہ کے یہاں نودن ذی الحجہ کے مراد ہیں اور علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ان دنوں کے روزوں کی کراہت معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ مکروہ نہیں ہیں بلکہ مستحب ہیں۔ چنانچہ نویں تاریخ اس کی عرقہ ہے اور اس کے روزے کی فضیلت میں احادیث اور گزر چکی ہیں اور بخاری شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے اعمال سالہ عشرہ اول میں ذی الحجہ کے افضل ہیں ایسے اور ایام میں نہیں۔ غرض یہ جو فرمودہ ہے جناب صدیقہ کا کہ اس عشرہ میں آپ نے روزہ نہیں رکھا اس کی تاویل ضروری ہے کہ شاید کسی عارضے یا مرض کی وجہ سے نہیں رکھایا بطریقِ دجوب کے نہیں رکھایا رکھا ہو مگر آپ کو خبر نہیں ہوئی اور اس تاویل پر ایک روایت بھی دلالت کرتی ہے۔ ہلیدہ بن خالد کی کہ وہ اپنی عورت سے اور بعض ازواج نبی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ روزہ رکھتے تھے نویں ذی الحجہ کو اور عاشورہ کے دن کو اور تین دن میں ہر ماہ کے آخر حدیث تک اور روایت کی یہ ابوداؤد نے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور احمد اور نسائی میں یہ مضمون مروی ہوا ہے۔

کِتَابُ الْحَجِّ

حج کے بیان میں

باب: محرم کو حالت احرام میں کون سا

لباس پہننا چاہیے

۲۷۹۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کیا پہنے کپڑوں کی قسم سے؟ تو آپ نے فرمایا کرتا نہ پہنو، نہ عمامے باندھو، نہ پا جاے پہنو نہ باران کوٹ اوڑھو نہ موزے پہنو مگر

بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجِّ أَوْ عُمْرَةٍ

وَمَا لَا يُبَاحُ وَيَبَيِّنُ تَحْرِيمَ الطَّيِّبِ عَلَيْهِ

۲۷۹۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمَّصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبُرَائِسَ

حج یا عمرہ کا مصدر ہے اور فتح اور کسرہ دونوں سے اسم ہے اور اصل لغت میں بمعنی قصد ہے اور عمل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عمرہ کے اصل معنی زیارت ہیں اور حج فرض میں ہے ہر مکلف و مسلم پر جو طاقت رکھتا ہو اس طرف کے زاوہر اہلہ کی اور عمرہ کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ واجب ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے اور شافعی کے اس بارہ میں دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ واجب ہے اور اجماع ہے اس پر کہ حج و عمرہ انسان کی عمر میں ایک ہی بار واجب ہوتا ہے مگر یہ کہ کوئی نذر کرے کہ اس کی وفا بھی واجب ہو جاتی ہے مگر جب مکہ میں داخل ہو یا حد حرم میں کسی کام کے لیے کہ وہ بار بار نہیں ہوتا تجارت ہو یا زیارت ہو تو وجوب احرام میں حج کے اور عمرہ کے اختلاف ہے اور صحیح قول امام شافعی کا یہ ہے کہ مستحب ہے کہ جب داخل ہو احرام باندھ کر جائے عمرہ کا بشرطیکہ قتال کے لیے نہ جاتا ہو یا چھپ کر نہ جاتا ہو۔ اور اس میں اختلاف ہے وجوب حج کا مع التراخی ہے یا علی الفور۔ پس امام شافعی اور ابو یوسف اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وجوب اس کا مع التراخی ہے مگر جب ایسی حالت پر پہنچ جائے کہ گمان اس کے فوت کا ہو جائے اگر تاخیر کرے تو اس وقت علی الفور واجب ہو جاتا ہے اور ابو حنیفہ اور مالک اور دوسرے فقہاء کا مذہب ہے کہ علی الفور واجب ہوتا ہے۔

(۲۷۹۱) ☆ اجماع ہے تمام علماء کا کہ ان کپڑوں میں سے کوئی حالت احرام میں پہننا اور انہیں بلکہ حرام ہے اور غرض یہ ہے کہ جو کپڑا سیاہ ہو اور محیط ہو سارے بدن کا یا ایک عضو کا جیسے موزہ اور بنیان اور دستاں یا عمامہ وغیرہ میں اس کو منع فرمایا اور باران کوٹ میں شامل ہو گیا اور وہ کپڑا جو سر کو ڈھانپنے جیسے گھڑی وغیرہ یا ٹوپی یا پٹی اور خفاف میں یعنی موزوں میں آگیا وہ کپڑا جو بیروں کو ڈھانپنے جیسے پانٹا۔ یہاں تک کہ سر میں پٹی باندھنا بھی حرام ہے اور اگر ضرورت ہے مثلاً زخم ہے یا دوسرے تو باندھ لے اور فدیہ دیوے اور یہ سب حکم مردوں کے واسطے ہے بخلاف عورتوں کے کہ ان کو سیاہ کپڑا پہننا اور سارا بدن ڈھانپنا مباح ہے سوائے کے کہ اس کا ڈھانپنا حرام ہے خواہ کسی چھپانے والی چیز سے ہو اور ہاتھوں کے چھپانے میں دستاںوں سے اختلاف ہے اور امام شافعی کے بھی اس میں دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ حرام ہے اور دروس اور زعفران کو جو منع فرمایا تو اس میں سب خوشبوئیں داخل ہو گئی اور دروس ایک گھاس ہے خوشبودار عین میں ہوتی ہے۔ غرض خوشبوئیں سب قسم کی لیں

جو چیل نہ پائے وہ موزہ پہنے مگر ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور نہ پہنووہ کپڑے جس میں زعفران لگی ہو یا ورس میں رنگا ہوا ہو۔

۲۷۹۲-۲- سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ محرم کیا پہنے؟ آپ نے فرمایا کرتا اور عمامہ اور باران کوٹ اور پاجامہ نہ پہنے نہ وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو نہ موزے اور اگر نعلین نہ ہووے تو موزے پہنے اور اس کو ٹخنوں تک کاٹ دے (کہ جوتی کی طرح ہو جائے)۔

۲۷۹۳-۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا محرم کو کہ زعفران اور ورس کا رنگا

وَلَا الْخِصْفَ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَبْسُ الْخُفَيْنِ وَيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزُّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ))۔

۲۷۹۲- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ ((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زُعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ))۔

۲۷۹۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا

لحم عورت اور مرد دونوں کو منع ہیں اور مرد اس سے وہ چیزیں ہیں جو خاص طور پر شو کے لیے استعمال ہوتی ہیں باقی رہے فواکہ اور میوے جیسے ترنجب و سیب اور پھول اور شکوفہ ہیں ان کا استعمال حرام نہیں اس لیے کہ ان سے خوشبو ہی مقصود نہیں ہوتی اور حکمت ان چیزوں سے منع کرنے میں یہ ہے کہ ترف اور امارت اور اناہیت اور تزک اور تکلف کی بوجاتی رہے اور خشوع اور خضوع اور تذلل اور عجز و نیاز و عبدیت کی خواہ آجائے اور یہ امر معین ہووے مراقبہ اور مشاہدہ پر اور بچاؤ سے منکرات و محظورات سے اور مذکور ہو موت کا اور کفن پوشی کا اور بعث و قیامت کا کہ اس دن لوگ ننگے سر اور ننگے پیر اور ننگے بدن ہونگے اور اس روایت میں مذکور ہوا کہ جو نعلین نہ پائے اور موزہ پہن لے اور کاٹ لے اور ابن عباس کی روایت جو آگے آئی ہے اس میں کاٹنے کا ذکر نہیں اور علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ امام احمد نے فرمایا ہے کہ نعلین نہ پادے تو موزہ کا ویسا ہی پہننا جائز ہے کاٹنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس میں اضاعت مال کی ہے اور انھوں نے کہا کہ حدیث ابن عمر کی جس میں کاٹنے کا حکم ہے منسوخ ہے ابن عباس اور جابر کی روایت سے کہ ان میں کاٹنے کا حکم نہیں اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی کا اور بجاہیر علماء کا قول ہے کہ پہننا موزے کا بغیر کاٹے درست نہیں اور حدیث ابن عباس اور جابر کی مطلق ہے اور حدیث ابن عمر کی مقید ہے اور حمل مطلق کا مقید پر ضروری ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور اضاعت مال جب ہو کہ حکم شارع نہ ہو اور جب حکم شارع ہو تو اب اس کا واجب ہو پھر یہ بھی مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جو موزے پہنے اور نعلین نہ پائے اس پر فدیہ ہے یا نہیں۔ سو امام مالک اور شافعی کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں اگر واجب ہوتا تو آنحضرت فرمادیتے۔ اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ اس پر فدیہ ہے۔ جیسے بضرورت سر منڈانے میں فدیہ ہے ورس اور زعفران میں سب خوشبوئیں آگئیں کہ باجماعت حرام ہیں اس لیے کہ خوشبو جماع کی رغبت دلانے والی ہے کہ اس کے حرام ہونے میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ غرض محرمات احرام سات ہیں سیاہ لباس جس کی تفصیل گزر گئی اور خوشبو اور بالوں اور ناخنوں کا دور کرنا اور سر میں اور ڈاڑھی میں تیل لگانا اور عقدہ نکاح اور جماع اور ہر طرح کا استمتاع اور منی نکالنا کسی طرح سے ہو اور ساتویں تلف کرنا نکار کا۔

(۲۷۹۲) مسائل نے پوچھا تھا کہ کیا پہنے آپ نے فرمایا یہ نہ پہنے اس کے سوا جو چاہے پہنے اس میں امت کو آسانی ہے اور دائرہ اباحت کا وسیع

رہتا ہے۔

ہوا کپڑا پہنے اور فرمایا کہ جو نعلین نہ پائے وہ موزے پہن لے نعلوں سے نیچے سے کاٹ کر۔

۲۷۹۳- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا پاجامہ اس کے لیے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزہ اس کے لیے جو نعلین نہ پائے یعنی محرم ہو۔

۲۷۹۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۷۹۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں خطبہ دے رہے تھے۔

۲۷۹۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نعلین نہ پاوے موزے پہنے اور جو ازار یعنی تہبند نہ پاوے وہ سراویل یعنی پاجامہ پہنے۔

۲۷۹۸- یعلیٰ نے کہا کہ ایک شخص نبی کے پاس آیا اور آپ ہجرانہ میں تھے اور وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا کہا کہ کچھ اثر زردی کا تھا اور اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے عمرے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ اور اتنے میں آپ پر وحی اترنے لگی اور آپ نے کپڑا اوڑھ لیا اور یعلیٰ کہتے تھے کہ مجھے آرزو تھی کہ

بِرَعْفَرَانِ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ))۔

۲۷۹۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ ((السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْبِازَارَ وَالْخُفَّانِ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ يَعْنِي الْمُحْرِمَ))۔

۲۷۹۵- عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ بَعْرَفَاتٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ۔

۲۷۹۶- عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكَرْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَخْطُبُ بَعْرَفَاتٍ غَيْرَ شُعْنَةَ وَحَدَهٗ۔

۲۷۹۷- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ خُفَيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ سَرَاوِيلَ))۔

۲۷۹۸- عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ جَبَّةٌ وَعَلَيْهَا خَلُوقٌ أَوْ قَالَ أَنْزُرْ صُفْرَةً فَيَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي قَالَ وَأَنْزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ فَسْتَبْرَأَ بِنُوبٍ

(۲۷۹۷) ☆ یہی روایت سند ہے امام احمد کی کہ موزہ بے کانٹے پہنے۔

(۲۷۹۸) ☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو محرم کو حرام ہے خواہ حالت احرام میں لگاوے یا پہلے کی لگی ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کپڑا محرم کو منع ہے اور یہ بھی کہ اگر کوئی خوشبو بھولے سے یا چوک سے لگالے تو جلد اس کا چھڑانا چاہیے اور جس کے بھول چوک سے خوشبو لگ جائے اس پر کچھ کفارہ نہیں ہے اور یہ مذہب ہے شافعی کا اور یہی قول ہے عطا اور ثوری اور اسحاق اور داؤد کا اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مزنی اور احمد کی ایک روایت صحیح میں ہے کہ فدیہ اس پر واجب ہے اور صحیح قول مالک کا یہ ہے کہ فدیہ جب واجب ہوتا ہے بھولنے والے پر یا انجان کر خوشبو لگانے والے پر کہ جب بہت دیر تک لگی رہے۔

میں نبی کو دیکھوں جس وقت آپ پر وحی اترتی ہو پھر کہا حضرت عمرؓ نے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ دیکھو نبیؐ کو اور آپ پر وحی اترتی ہو؟ پھر حضرت عمرؓ نے کپڑے کا کونہ اٹھا دیا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہانپتے اور خراٹے لیتے تھے۔ راوی نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا جیسے جو ان اونٹ ہانپتا ہو پھر جب آپ پر وحی تمام ہوئی تو فرمایا کہ کہاں ہے وہ ساکل عمرہ کا؟ اور فرمایا دھو ڈالو اثر زردی کا اپنے کپڑے وغیرہ سے یا فرمایا اثر خوشبو وغیرہ کا اور اتار ڈالو اپنا کرتا اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

۲۷۹۹- یعلیٰ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ ہجرانہ میں تھے اور یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس تھا اور وہ ساکل جو آیا تھا کرتا پہنے ہوئے تھا اور اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا کہ میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور اس پر بھی میں خوشبو لگائے ہوں تو آپ نے فرمایا تم حج میں کیا کرتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں یہ کپڑے اتار ڈالتا ہوں اور یہ خوشبو دھو ڈالتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔

۲۸۰۰- یعلیٰ ہمیشہ حضرت عمرؓ سے کہا کرتے تھے کہ کبھی میں دیکھتا رسول اللہؐ کو جب آپ پر وحی اترتی ہے پھر جب آپ ہجرانہ میں تھے اور آپ کے اوپر ایک کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ چند صحابہ تھے کہ ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے کہ ایک شخص آیا ایک کرتا پہنے ہوئے کہ اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا حکم کیا ہے اس کے لیے جو احرام باندھے عمرہ کا ایک کرتے میں کہ اس میں خوشبو لگی ہو؟ اور آپ نے اس کی طرف نظر کی تھوڑی دیر اور چپ ہو رہے پھر آپ پر وحی آئی اور اشارہ کیا حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ

وَكَانَ يُعَلِّي يَقُولُ وَذَتْ أُنِي أَرَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ طَرَفَ النَّوْبِ فَظَنَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ قَالَ وَأَحْسِنُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّي عَنْهُ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصَّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلْقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِي حَجِّكَ)).

۲۷۹۹- عَنْ يُعَلِّيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَنِي النَّبِيُّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْحَجْرَانَةِ وَأَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ مَقْطَعَاتٌ بَعْضُهَا حَبَّةٌ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلْقِ فَقَالَ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هَذَا وَأَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلْقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ)) قَالَ أَنْزَعُ عَنِّي هَذِهِ الثِّيَابَ وَأَغْسِلُ عَنِّي هَذَا الْخَلْقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعُهُ فِي عُمْرَتِكَ)).

۲۸۰۰- عَنْ يُعَلِّيٍّ كَانَ يَقُولُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْتَنِي أَرَى نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ حِينَ يُنَزَّلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَجْرَانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ ﷺ نَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ حَبَّةٌ صُوفٍ مُتَضَمِّخٌ بِطَيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ فِي حَبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمِّخَ بِطَيْبٍ فَظَنَرْتُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ

(۲۷۹۹) ☆ معلوم ہوا کہ وہ شخص حج کے ارکان سے واقف تھا تو اس کو اتنا ہی فرمادینا کافی ہوا۔

سے یعلیٰ کو کہ آؤ اور یعلیٰ آئے اور اپنا سر اندر کپڑے کے ڈالا اور نبیؐ کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور آپ لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں۔ پھر وہ کیفیت کھل گئی آپ سے اور آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے وہ مسائل جو مجھ سے عمرہ کا حکم ابھی پوچھتا تھا پھر وہ ڈھونڈا گیا اور اس کو لائے اور آپ نے فرمایا کہ خوشبو تو دھو ڈالو تین بار کہ اثر نہ رہے اور جبہ اتار دے اور باقی وہی کراپنے عمرہ میں جو حج میں کرتا ہے۔

۲۸۰۱- یعلیٰ نے کہا کہ رسول اللہؐ جعرانہ میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے اہلال کیا تھا ساتھ عمرہ کے اور اس کی ڈاڑھی اور سر میں زردی لگی تھی یعنی خوشبو کی اور اس پر ایک کرتا تھا پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور میں اس حال میں ہوں جس میں آپ مجھے دیکھتے ہیں۔ پھر آپ نے وہی حکم دیا جو پہلے مذکور ہوا۔

۲۸۰۲- اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر کی احادیث کا ہے۔

عَمْرُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُخْمَرٌ الْوَجْهَ يَعْطُ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ ((أَيْنَ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آتِفًا فَالْتَمَسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَا الطَّيْبُ الَّذِي بَكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَا الْجُبَّةُ فَانزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ))

۲۸۰۱- عَنْ يَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجَعْرَانَةِ قَدْ أَهَلَ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصْفَرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ ((انزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ))

۲۸۰۲- عَنْ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلْقٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عَمْرُ يُسْتَرُّهُ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظَلُّهُ فَقُلْتُ لِعَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي أُحِبُّ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أَنْزَلَ عَلَيْهِ حَمْرَهُ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَظَنَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ آتِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ)) فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ ((انزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلْقِ الَّذِي بَكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا

كُنْتَ فَاعِلًا فِي حَجِّكَ))

بَاب مَوَاقِيْتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب: میقات حج کا بیان

۲۸۰۳- عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میقات مقرر کی رسول اللہؐ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے لیے جحہ اور اہل نجد کے لیے قرن اور اہل یمن کے لیے یلملم اور یہ سب میقاتیں ان لوگوں کے لیے بھی ہیں جو ان ملکوں میں رہتے ہیں اور ان کے لیے بھی ہیں جو ان ملکوں سے وہاں سے آویں جو حج کا ارادہ رکھتے ہوں یا عمرہ کا۔ پھر جو ان میقاتوں کے اندر رہنے والے ہوں یعنی مکہ سے قریب تو وہ وہاں سے احرام باندھیں یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے اہلال پکاریں۔

۲۸۰۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْحُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ قَالَ ((فَهِنَّ لِهِنَّ وَلَمَنْ آتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ ذُوْنَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ وَكَذَا فَكَذَلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهَلُّونَ مِنْهَا))

(۲۸۰۳) ذوالحلیفہ جو مدینہ والوں کی میقات ہے مکہ سے بہ نسبت اور میقاتوں کے بہت دور ہے اور یہ میقاتیں حد حرم ہیں کہ ان کے اندر شکار کرنا درختوں کے پتے توڑنا وغیرہ امور منع ہیں اور ذوالحلیفہ مکہ سے نو دس منزل ہے اور مدینہ سے کچھ میل پر واقع ہے اور جحہ اہل شام اور اہل مصر دونوں کی میقات ہے اور اس کو مہیجہ بھی کہتے ہیں اور وہ مکہ سے تین منزل ہے۔ اور یلملم۔۔۔ ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑوں سے اور اہل ہند کا میقات وہی ہے کہ جہاز میں احرام باندھ لیتے ہیں جب اس کے مقابل پہنچتے ہیں اور اہل نجد کا میقات قرن منازل ہے اور وہ مکہ سے دو منزل ہے اور یہ سب میقاتوں سے نزدیک ہے مکہ کی طرف۔ اور ذات عرق میقات ہے اہل عراق کا اور وہ آگے آوے گی اور علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ رسول اللہؐ نے مقرر فرمائی ہے یا حضرت عمرؓ کے اجتہاد سے مقرر ہوئی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے ام میں جو ان کی کتاب ہے تصریح کی ہے تو قیامت عمر کی اور بخاری میں بھی اسی کی تصریح ہے اور جنہوں نے تو قیامت نبیؐ کا زعم کیا ان کی دلیل روایت جاہل ہے مگر اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے اور دار قطنی نے اس کی تضعیف بھی کی ہے اس لیے کہ عراق آنحضرتؐ کے زمانہ مبارک میں فتح نہیں ہوا تھا مگر یہ تعلیل دار قطنی کی مقول نہیں اس لیے کہ شام بھی آپ کے وقت میں فتح نہیں ہوا تھا اور اجماع ہے علماء کا کہ یہ مواقیات شرعی ہیں اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور کا قول ہے کہ اگر کوئی ان سے آگے بڑھ گیا اور آگے بڑھ کر احرام باندھا تو گناہگار ہو اور اس پر دم لازم آیا اور حج اس کا صحیح ہو گیا اور عطا اور نخعی کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں اور سعید بن جبیر نے کہا اس کا حج صحیح نہیں ہوتا اور غرض مواقیات کے مقرر کرنے سے یہی ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے اس کو مواقیات سے آگے بڑھنا حرام ہے بغیر احرام کے اور اگر بڑھا تو دم لازم آئے گا اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر پھر میقات تک لوٹ آئے قبل نكح حج بجالانے کے تو اس سے دم ساقط ہو جاتا ہے اور جو حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس پر احرام واجب نہیں دخول مکہ کے لیے صحیح قول شافعیہ کا یہی ہے خواہ وہ ایسی حاجت کے لیے جائے جو مکرر ہوتی ہے جیسے لکڑیاں لینا یا گھاس لانا ایسے ہو جو مکرر نہ ہو جیسے اور تجارتیں ہیں اور جو میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کر گیا اور ارادہ مکہ جانے کا نہ رکھتا تھا پھر اس کے دل میں آیا کہ احرام باندھ لے تو وہیں سے احرام باندھ لے جہاں پہنچا ہے پھر اگر وہاں احرام نہ باندھا اور آگے بڑھ گیا تو آثم ہو اور اس پر دم لازم آیا اور اگر وہیں سے احرام باندھا جہاں سے دخول مکہ کا ارادہ کیا تھا تو اس پر دم نہیں ہے اور اس کو میقات تک لوٹنا بھی ضروری نہیں یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا۔ اور احمد اور اسحاق کا قول ہے کہ اس کو ضروری ہے کہ میقات تک لوٹ کر جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔

۲۸۰۴- عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ وقت لأهل المدينة ذَا الْحَلِيفَةِ وَالْأَهْلَ الشَّامِ الْحُحْفَةَ وَالْأَهْلَ نَجْدِ قَرْنِ الْمَنَازِلِ وَالْأَهْلَ الْيَمَنِ يَلْمَلَمُ وَقَالَ ((هُنْ لَهُمْ وَلِكُلِّ آتَى عَلَيْهِنَ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ ذُوْنَ ذَلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ)) .

۲۸۰۵- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تین میقاتوں کا بیان ویسا ہی کیا اور کہا کہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل یمن یلملم سے اہلال کریں۔

۲۸۰۵- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يُهَلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْحُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدِ قَرْنِ مَنَازِلِ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَبَلَّغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((وَيُهَلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمِ)) .

۲۸۰۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ اور شام اور نجد والوں کی میقات واپسی کی روایت کی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میقات اہل یمن کی یلملم ہے مگر میں نے خود ان سے نہیں سنا۔

۲۸۰۶- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحَلِيفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْبَعَةٌ وَهِيَ الْحُحْفَةُ وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدِ قَرْنِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ أَسْمَعْ ذَلِكَ مِنْهُ قَالَ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمُ)) .

۲۸۰۷- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذی الحلیفہ سے اور شام والے ححہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور کہا عبد اللہ نے کہ مجھے خبر لگی کہ یمن والے یلملم سے۔

۲۸۰۷- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهَلُّوا مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْحُحْفَةِ وَأَهْلَ نَجْدِ قَرْنِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ قَالَ ((وَيُهَلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمِ)) .

۲۸۰۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے سوال کیا گیا احرام باندھنے والے کے بارے میں تو آپ نے کہا میں نے اس سے سنا۔ پھر راوی ابو بکر خاموش ہو گئے اور کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس نے نبی سے سنا تھا۔

۲۸۰۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُسْأَلُ عَنْ الْمَهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُهُ ثُمَّ انْتَهَى قَالَ أَرَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ .

۲۸۰۹- حضرت سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے اہلال کریں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے پہنچا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اہلال کریں یمن والے یلملم سے۔

۲۸۱۰- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے وہی مواقیت مرفوعاً بیان کیے اور مدینہ کی ایک میقات ذوالحلیفہ کہی۔ دوسری دوسری راہ سے جحفہ کہی۔ باقی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

۲۸۰۹- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((يَهَلُّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيَهَلُّ أَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجَحْفَةِ وَيَهَلُّ أَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَذَكَرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَيَهَلُّ أَهْلَ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمٍ)) .

۲۸۱۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنْ الْمَهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ أَحْسَبَهُ رَفَعَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((مَهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيقُ الْآخِرُ الْجَحْفَةُ وَمَهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَمَهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمَهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمٍ)) .

باب: لبیک کا بیان

۲۸۱۱- عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ لبیک پکارنا رسول اللہ کا یہ تھا لبیک سے لا شریک تک یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں یا اللہ حاضر ہوں میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں کوئی شریک نہیں تیرا۔ حاضر ہوں میں بے شک سب تعریف اور نعمت تیرے لیے ہے اور ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور عبد اللہ بن عمرؓ ان میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے لبیک سے آخر تک یعنی میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور حاضر ہوں تیری خدمت میں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے۔ حاضر ہوں میں تیرے آگے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا

۲۸۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْحَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .

۲۸۱۲- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

۲۸۱۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(۲۸۱۲) ☆ اس صیغہ تلبیہ سے صاف معلوم ہوا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کے ہاتھ ہیں اور اس کے تشبیہ سے معلوم ہوا کہ مراد ہونا قدرت کا باطل ہے اور جن لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ تشبیہ اس کا تاکید کے لیے ہے یہ قول ان کا حجج اہل لغت اور تمام اہل ادب اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جب سوار ہوئے اونٹنی پر اور وہ آپ کو لے کر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سیدھی کھڑی ہو گئی تب آپ نے لبیک پکار دی۔ پھر وہی لبیک ذکر کی جو اوپر ذکر ہو چکی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ لبیک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس میں وہی الفاظ بڑھاتے تھے جو اوپر بیان ہو چکے مگر اس میں لبیک کا لفظ ابتداء میں دو بار تھا اور اس میں تین بار ہے۔

۲۸۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۱۴- عبد اللہ بن عمر نے سنا رسول اللہ سے کہ لبیک پکارتے تھے تلبید کیے ہوئے سر میں اور کہتے تھے لبیک سے آخر تک اور عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں پھر جب ان کی اونٹنی ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تو انہی کلمات سے آپ نے لبیک پکاری اور

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهْلًا فَقَالَ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالُوا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ هَذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَافِعٌ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَزِيدُ مَعَ هَذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْحَيْرُ بَيْدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

۲۸۱۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تَلَقَّضْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ.

۲۸۱۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُهْلُ مُلْبِدًا يَقُولُ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) لَا يَزِيدُ عَلَيَّ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ

اللہ کے خلاف ہے اس لیے کہ تاکید کے لیے لفظ کو مکرر لاتے ہیں یا حروف تاکید بڑھاتے ہیں نہ یہ کہ واحد کو تثنیہ کر دیں۔ غرض ان صفات میں جیسے ہاتھ اور قدم اور ساق اور جنت ہے، محدثین اور صحابہ اور تابعین اور اسلاف صالحین سب کا مذہب یہی ہے کہ ان پر ایمان لانا اور ان کو ظاہر معنی پر محمول کرنا اور نفی کرنا ان سے تشبیہ و تمثیل کی اور نہ جانا تاویل و تعطیل کی طرف۔

رسول اللہ کے حج کی کیفیت

(۲۸۱۴) ☆ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ حج کا کیا تو مدینہ میں ظہر کے بعد خطبہ پڑھا اور احکام حج تعلیم کئے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ دن ہفتہ کا تھا اور ابن حزم نے کہا ہے کہ بیخ شبہ تھا اور اس میں ایک بحث طویل ہے کہ ذکر کی ہے ابن قیم نے زاد المعاد میں پھر آپ نے کنگھی کی اور تیل ڈالا اور تہبند پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر اور عصر کے بیچ میں مدینہ سے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں اتر کر عصر کی دو رکعت پڑھیں اور شب کو وہاں رہے اور مغرب اور عشاء اور صبح اور ظہر غرض پانچ نمازیں وہاں ادا کیں اور سب یہاں آپ کے ساتھ تھیں اور اس رات آپ نے سب سے صحبت کی اور آخر میں ایک غسل جنابت کیا اور جب ارادہ احرام کا کیا تو دوسرا غسل کیا اور ابن حزم نے اس کو ذکر نہیں کیا اور لوگوں سے بھی سہواً ترک ہوا اور خطمی سے آپ نے سرد ہو یا اور پھر حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی ذریعہ اور وہ ایک خوشبو ہوتی ہے جس میں مشک ہوتا ہے یہاں تک کہ چمک مشک کی آپ کی مانگ میں نظر آتی تھی اور ڈاڑھی میں۔ اور اس کو آپ نے رہنے دیا اور دھویا نہیں پھر لے

عبداللہ کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رسول اللہ کے کلمات لبیک پکارتے تھے اور اس کے بعد یہ کلمات زیادہ کرتے تھے لبیک سے آخر تک اور معنی ان سب کے اوپر گزر گئے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ إِذَا اسْتَوَى بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَ بِهِؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُهَلُّ بِأَهْلَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

۲۸۱۵- عبداللہ بن عباس نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے لبیک لا شریک لک تو رسول اللہ فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے

۲۸۱۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

ﷺ نے ازار پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر دور رکعت ادا کی اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اپنے مصلے ہی پر اور یہیں سے لبیک شروع ہوئی اور چونکہ بار بار آپ پکارتے تھے اس لیے جس نے جہاں سے سنا وہیں سے روایت کی مگر ابتدا یہیں سے ہے اور دور رکعت احرام کی آپ سے منقول نہیں سوائے ظہر کی دور رکعت کے اور احرام سے پہلے اپنے بدنہ کے گلے میں ہار ڈال دیا اور داہنی طرف سے گوبان چیر دیا جسے اشعار کہتے ہیں اور خون اس سے بہہ چلا اور احرام آپ کا قرآن کا تھا اور یہی صحیح ہے چنانچہ میں سے اوپر روایتیں اس پر بصراحت دلالت کرتی ہیں۔ (کذا فی زاد المعاد)

(۲۸۱۵) ☆ غرض اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے شریکوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا مالک جانتے تھے اور ان کو کسی شے کا مالک نہ جانتے تھے تاہم ان کو پکارتا اور اپنا سفارشی اور وکیل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مشرک کرنے کو اور ابد الآباد دوزخ میں جھونکنے کو کافی تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جو اپنا سماجتی اور وکیل اور سفارشی سمجھ کر بھی کسی کی عبادت کرے اور اس کو دور دور سے پکارے تو وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے گو اس کو خدا کے برابر نہ جانے اور اسی لیے آنحضرت لبیک لا شریک لک پر فرماتے تھے کہ یہیں تک رہنے دو اور شریک نہ ٹھہراؤ مگر وہ ملائین کب سنتے تھے اور ان حدیثوں سے مشرودیت لبیک کی ثابت ہوئی اور حج اور عمرہ کے لیے ایسا ہے جیسے تکبیر اولیٰ نماز کے لیے۔ اور اس کے وجوب میں اختلاف ہے امام شافعی وغیرہ کا قول ہے کہ یہ سنت ہے اور صحت حج کی شرط نہیں اور اگر اس کو ترک کیا تو حج صحیح ہے اور اس پر دم واجب نہیں مگر فضیلت ترک ہو گئی اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور اگر کوئی چھوڑ دے تو دم واجب ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شرط ہے صحت احرام کی اور حج اور احرام بغیر اس کے صحیح نہیں ہو تا اور امام مالک نے کہا کہ واجب تو نہیں مگر اس کے تارک پر دم لازم آتا ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے اور بہر حال بلند آواز سے لبیک پکارنا مستحب ہے اور مستحب ہے کہ جب پکارے تین بار پکارے اور حج میں کچھ کلام نہ کرے اور عورت کو بلند آواز کرنا ضروری نہیں اور تغیر احوال کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے جیسے صبح و شام اٹھنا بیٹھنا لینا سوار ہونا اترنے کے وقت اور حاجی تلبیہ کرتا رہے جب تک کہ یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں رمی جمرہ عقبہ شروع نہ کرے یا طواف افاضہ اگر طواف کورمی پر مقدم کیا ہو یا طلق تک پکارے جن لوگوں کے نزدیک طلق بھی نسک میں داخل ہے اور عمرہ میں ﷻ

آگے کہتے تھے کہ مگر ایک شریک ہے تیرا کہ یا اللہ تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔

باب: اہل مدینہ ذوالحلیفہ کی مسجد سے احرام باندھیں

۲۸۱۶- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ بیداء تمہارا وہی مقام ہے جہاں جھوٹ باندھتے ہو تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ نے لبیک نہیں پکاری مگر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سے۔

۲۸۱۷- سالم نے کہا کہ ابن عمر سے جب کہا جاتا کہ احرام بیداء سے ہے تو وہ فرماتے کہ وہی بیداء جس پر تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ پر آپ نے تو لبیک پکاری ہے اس درخت کے پاس جہاں آپ کا اونٹ آپ کو لے کر سیدھا کھڑا ہوا ہے۔

باب: جب اونٹ مکہ کی طرف متوجہ ہو کر اٹھے اس

وقت احرام باندھنے کا بیان

۲۸۱۸- عبید بن جریج نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن میں نے تم کو چار باتیں کرتے دیکھا ہے کہ تمہارے

اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَبَلَّغَكُمْ قَدْ قَدْ)) يَقُولُونَ يَا شَرِيكَأ هُوَ لَكَ نَمَلِكُةَ وَمَا مَلَكَتْ يَتَوَلُونَ هَذَا وَمَنْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ.

بَابُ أَمْرِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالْأَحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحَلِيفَةِ

۲۸۱۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ يَتَذَوَّرُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي ذَا الْحَلِيفَةِ.

۲۸۱۷- عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ الْإِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ.

بَابُ الْبَاهِلَالِ مِنْ حَيْثُ تَبَعْتُ الرَّاحِلَةَ

۲۸۱۸- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَا أَبَا عَبِيدِ الرَّحْمَنِ

ظن جب تک طواف شروع نہیں کیا اور ہر حالت میں عورت و مرد کو مستحب ہے خواہ حائض ہو یا حبس یا محدث۔

(۲۸۱۶) بیداء ایک ٹیلہ ہے ذی الحلیفہ کے آگے مسجد سے قریب مکہ کی راہ میں اور بیداء اس کو کہتے ہیں جس میں کچھ اثر یا بانیت کا ہو اور ہر ریگستانی زمین کو بیداء کہتے ہیں مگر یہاں وہی مقام خاص مراد ہے۔ غرض عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ احرام یہاں سے باندھا حالانکہ آپ نے لبیک مسجد کے پاس سے پکاری بلکہ اپنے مصلیٰ میں سے پکارنا شروع کیا جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

(۲۸۱۸) امام مالک اور شافعی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ افضل ہے لبیک پکارنا جب سواری اپنی کھڑی ہو متوجہ ہو کر مکہ کی طرف اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ نماز کے بعد لبیک پکار سے یعنی قبل سوار ہونے کے اور رسول اللہ نے اپنے مصلیٰ ہی سے لبیک شروع کی ہے چنانچہ تصریح اس کی زاوا المعاد سے اوپر گزری اور رکنین یمانیین سے ایک رکن یمانی مراد ہے اور وہ کونا جس میں حجر اسود نصب کیا ہوا ہے اور تغلیبان دونوں کو رکن یمانی بولتے ہیں اور دور رکن اس کے مقابل کے جو حطیم کی جانب ہیں ان کو شامین بولتے ہیں۔ چنانچہ نقش مندرجہ ذیل حاشیہ سے بخوبی ظن

اور یاروں میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ عبد اللہ نے فرمایا کہ وہ کیا ہیں اے بیٹے جریج کے! انھوں نے کہا اول تو میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم کعبہ کے کونوں میں سے طواف کے وقت ہاتھ نہیں لگاتے ہو مگر دو کونوں میں جو یمن کی طرف ہیں۔ دوسرے تم نعال سمتی پہنتے ہو تیسرے ڈاڑھی رنگتے ہو زردی سے (یعنی زعفران و درس وغیرہ سے) چوتھے جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھ کر لبیک پکارتے ہیں اور تم یوم الترویہ یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو لبیک پکارتے ہو۔ پس عبد اللہ نے جواب دیا کہ سنو ارکان کو تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ چھوتے ہوں سو ان کے جو یمن کی طرف ہیں اور نعال سمتی تو میں نے دیکھا ہے رسول اللہ کو کہ ایسی نعل پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں اور اسی میں وضو کرتے تھے (یعنی وضو کر کے گیلے پیر میں اس کو پہن لیتے تھے) سو میں بھی دوست رکھتا ہوں کہ اسی کو پہنوں۔ رہی زردی تو ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ کو کہ اس سے رنگتے تھے (یعنی بالوں کو یا کپڑوں کو) تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سے رنگوں اور لبیک سو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ کو کہ آپ نے لبیک پکاری ہو مگر جب کہ اونٹنی آپ کو سوار کر کے اٹھی (یعنی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس)۔

رَأَيْتَكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَسْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتَكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتَكَ تَلْبَسُ النَّعَالَ السَّيِّئَةَ وَرَأَيْتَكَ تَصْبِغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتَكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَ النَّاسِ إِذَا رَأَوْا الْهَيْلَانَ وَتَمَّ يُهَيِّلُ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَبَئِي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النَّعَالَ السَّيِّئَةَ فَبَئِي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النَّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةَ فَبَئِي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبِغُ بِهَا فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَصْبِغَ بِهَا وَأَمَّا الْهَيْلَانَ فَبَئِي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَيِّلُ حَتَّى تَتَّبِعَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

ظہر ظاہر ہے اور رکن یمانیین دونوں بنائے ابراہیم پر باقی ہیں یعنی اسی نیو پر بنے ہوئے ہیں جو ابراہیم نے ذالی تھی بخلاف شامیین کے کہ ادھر سے کعبہ شریف چھوٹا کر دیا گیا ہے اور اسی لیے حضرت نے اس کو نہیں چھو اور اب اتفاق ہو گیا ہے فقہاء کا رکن شامیین کے نہ چھونے پر۔ اور نعل سمتی وہ ہے جس کا چھڑا باغمت کیا گیا ہو اور بال اس کے دور کر دیے گئے ہوں اور ابن عمر زرد رنگ سے اپنی داڑھی دھویا کرتے تھے اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ اپنی داڑھی زعفران اور درس سے دھوتے تھے جو ایک زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے یمن کی اور چونکہ رسول اللہ نے جب سفر حج شروع کیا جب احرام باندھا اس لیے عبد اللہ بن عمر نے قیاس کیا کہ آٹھویں تاریخ لوگ منیٰ کو جاتے ہیں اسی دن سے ابتداء حج ہوتی ہے تو ابتداء احرام بھی اسی دن سے چاہیے نہ کہ اس کے قبل سے اور امام شافعی اور اصحاب ان کے اور بعض اصحاب امام مالک کے اس بارہ میں ابن عمر کے موافق ہیں اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ افضل اول ذی الحجہ سے لبیک پکارنا ہے اور باجماع امت دونوں طریقہ جائز ہیں۔

ان دونوں کونوں کو رکن شامی کہتے ہیں

رکن یمانی

حجر اسود

ان دونوں کونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں

۲۸۱۹- عبید بن جریج نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ دیا حج میں قریب بارہ حج و عمرہ کے اور میں نے ان سے انہی چار باتوں کا ذکر کیا اور وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزرا مگر اہلال کے بارے میں انھوں نے مقبری کے خلاف روایت کی اور مضمون روایت کیا سو اس مضمون کے جو اوپر گزرا تھا۔

۲۸۲۰- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رکاب میں پیر رکھا اور آپ کی اونٹنی اٹھی ذوالحلیفہ میں جب لبیک پکارا۔

۲۸۲۱- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خبر دیتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک پکاری جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی۔

۲۸۲۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۱۹- عَنْ عَبْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَجَّجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيْنَ حَجِّ وَعُمْرَةٍ نَتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ أَرْبَعَ حِصَالٍ وَسَأَلْتُ الْحَدِيثَ بِهَذَا الْمَعْنَى إِلَّا فِي قِصَّةِ الْبَاهِلَالِ فَإِنَّهُ خَالَفَ رِوَايَةَ الْمَقْبَرِيِّ فَذَكَرَهُ بِمَعْنَى سِوَى ذِكْرِهِ إِيَّاهُ.

۲۸۲۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْعَرَزِ وَأَنْبَعَثَ بِهِ رَاحِلَتَهُ قَائِمَةً أَهْلًا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

۲۸۲۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً.

۲۸۲۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يَهْلُ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

۲۸۲۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا.

بَابُ الطَّيْبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ الْبِأَحْرَامِ

۲۸۲۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ

باب: ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۸۲۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو ذوالحلیفہ میں رہے حج کے ابتداء میں اور نماز پڑھی اس کی مسجد میں۔

باب: احرام کے قبل بدن میں خوشبو لگانا جائز ہے

۲۸۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ کو ان کے احرام کے لیے جب احرام باندھا اور اس

(۲۸۲۳) اس سے معلوم ہوا مستحب ہونا خوشبو کے استعمال کا قبل احرام کے اور جائز ہوا باقی رہنا اس کی خوشبو اور اثر کا بعد احرام باندھنے کے اور یہ حرام ہے کہ حالت احرام میں ابتدا کرے خوشبو کی۔ یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور خلافت کثیر کا صحابہ اور تابعین میں سے اور جماہیر محدثین کا اور فقہاء کا جیسے سعد اور ابن عباس اور ابن زبیر اور معاویہ اور حضرت عائشہ اور ام حبیبہ اور ابو حنیفہ اور ثوری اور ابو یوسف اور احمد اور ابو داؤد وغیر ہم ہیں اور بعضوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر قوی مذہب یہی ہے اور جو تاویلات کی ہیں حضرت عائشہ کی روایت لیں

وَلِحَلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

کے احلال کے لیے قبل طوافِ افاضہ کے۔

۲۸۲۵- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۲۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ طَيِّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي

لِحُرْمِهِ حِينَ أُحْرِمَ وَلِحَلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ

يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

۲۸۲۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا

قَالَتْ كُنْتُ أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ

قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحَلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

۲۸۲۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

طَيِّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَلِّهِ

وَلِحُرْمِهِ.

۲۸۲۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

طَيِّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِيَدِي بِذَرِيرَةَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحَلِّ

وَالْإِحْرَامِ.

۲۸۲۹- عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

عِنْدَ حُرْمِهِ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطَّيِّبِ.

۲۸۳۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

كُنْتُ أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ

عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ.

۲۸۳۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا

قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ

۲۸۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خوشبو لگائی

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کھولنے کے لیے بھی

اور باندھنے کے لیے بھی۔

۲۸۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی ذریرہ سے

(اور وہ ایک قسم کی خوشبو ہے۔ نوویؒ نے لکھا ہے کہ ہند سے آتی

ہے) حجۃ الوداع میں احرام اور حل کے لیے۔

۲۸۲۹- عروہ نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ تم نے کون سی

خوشبو لگائی رسول اللہ کے احرام کے وقت؟ تو انہوں نے فرمایا

سب سے عمدہ خوشبو (یعنی مسک جیسے آگے آتا ہے)۔

۲۸۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جس قدر

اچھی خوشبو ممکن ہو سکتی تھی لگاتی تھی رسول اللہ کو قبل احرام کے

پھر احرام باندھتے تھے۔

۲۸۳۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خوشبو

لگائی رسول اللہ کو احرام کے قبل اور ان کے احرام کھولنے کے

تھ کی وہ قوی نہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے احلال کے لیے قبل طواف کے اس سے معلوم ہوا کہ بعد رمی جمرہ عقبہ کے خوشبو کا استعمال مباح ہے

اور حلق بھی روا ہے اگرچہ ابھی طوافِ افاضہ نہ کیا ہو اور یہ مذہب ہے شافعی اور تمام علماء کا مگر امام مالکؒ نے اس کو مکروہ کہا ہے قبل طوافِ افاضہ

کے اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

وقت قبل اس کے کہ وہ طوافِ افاضہ کریں عمدہ خوشبو جو پائی۔
۲۸۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا گویا میں ابھی نظر کر رہی ہوں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور خلف جو راوی ہیں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے مگر یہ کہا کہ وہ خوشبو تھی ان کے احرام کی (یعنی جو احرام کے قبل لگائی تھی)۔

۲۸۳۳- حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں گویا نظر کر رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور آپ لبیک پکار رہے تھے۔

۲۸۳۴- ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

۲۸۳۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۳۶- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں لبیک پکارنے کی بجائے ہے کہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔

۲۸۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں دیکھتی ہوں چمک مشک کی آپ کی مانگ میں اور آپ احرام میں ہیں۔

۲۸۳۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے احرام کا تو عمدہ سے عمدہ خوشبو لگاتے جو پاتے پھر میں دیکھتی تھی چمک تیل کی آپ کے سر اور اڑھی میں احرام باندھنے کے بعد۔

۲۸۳۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

أَحْرَمَ وَلِحْلِهِ قَبْلَ أَنْ يُفِضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدَتْ.
۲۸۳۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفْرَقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَمْ يَقُلْ حَلْفٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَكِنَّهُ قَالَ وَذَلِكَ طَيِّبٌ بِأَحْرَامِهِ.

۲۸۳۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُهَيِّئُ.

۲۸۳۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُلَيِّئُ.

۲۸۳۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكَيْعٍ.

۲۸۳۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۳۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۳۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ يَطَّيِّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ أَرَى وَبِصِ الدَّهْنِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بَعْدَ ذَلِكَ.

۲۸۳۹- عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الْعَيْسَلِكِ فِي

مَفْرُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرَمٌ.

۲۸۴۰- عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا

الْبِسَانِ مِثْلَهُ.

۲۸۴۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں خوشبو لگاتی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل احرام کے نحر کے دن (یعنی بعد رمی جمرہ عقبہ کے) قبل اسکے کہ آپ طواف افاضہ کریں بیت اللہ کا اور اس خوشبو میں مسک ہوتا تھا۔

۲۸۴۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ.

۲۸۴۲- محمد بن منتشر نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو شخص خوشبو لگائے اور صبح کو احرام باندھے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں خوب نہیں جانتا کہ صبح کو احرام باندھوں ایسے حال میں کہ خوشبو چھاڑتا ہوں اور اگر میں ڈانبر اپنے اوپر مل لوں تو مجھے اس سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں خوشبو لگاؤں۔ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے یہ سب کہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے احرام کے قریب اور آپ نے اپنی سب بیبیوں سے صحبت کی پھر صبح کو احرام باندھا۔

۲۸۴۲- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا أَحَبُّ أَنْ أَصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَحُ طِيبًا لَأَنْ أَطْلِي بِقَطْرَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتَهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أَحَبُّ أَنْ أَصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَحُ طِيبًا لَأَنْ أَطْلِي بِقَطْرَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيِّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

۲۸۴۳- حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ کے اور آپ اپنی بیبیوں پر طواف کرتے تھے (یعنی سب سے صحبت کرتے تھے) پھر صبح کو احرام باندھتے اور خوشبو چھڑتی تھی۔

۲۸۴۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ڈانبر لگانے کو زیادہ پسند کرتا ہوں اس بات سے کہ میں خوشبو چھاڑوں صبح کو محرم ہونے کی حالت میں۔ آپ نے کہا میں عائشہ کے پاس گیا اور ان سے یہ بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا میں خوشبو لگاتی تھی

۲۸۴۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَحُ طِيبًا.

۲۸۴۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَأَنْ أَصْبِحَ مُطَلِّبًا بِقَطْرَانِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَحُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتَهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ

(۲۸۴۳) اور قطر ان ایک کالا روغن ہے جو کشتیوں پر پھیرا جاتا ہے اور اب اسے ڈانبر بولتے ہیں۔

غرض ان سب روایتوں سے بخوبی معلوم ہوا کہ بقا اس خوشبو کی جو قبل احرام لگائی ہو مسخر نہیں اور ابتداء خوشبو نہ لگائے وہ لگ لگ مقصود۔

رسول اللہ کو اور آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے اور آپ صبح کرتے محرم ہونے کی حالت میں۔

باب: محرم کے لیے جنگلی شکار کی حرمت

۲۸۳۵- صعب بن جشمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گدھا جنگلی ہدیہ دیا اور آپ ابواء یا ودان میں تھے (کہ نام مقام کا ہے) اور آپ نے پھیر دیا۔ جب آپ نے دیکھا ان کے چہرہ کا ملال تو فرمایا کہ ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں پھیرا فقط اتنا ہے کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۲۸۳۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۳۷- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۳۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ مگر اس میں ہے کہ اگر ہم احرام باندھے ہوئے نہ ہوتے تو آپ کا ہدیہ قبول کرتے۔

۲۸۳۹- حکم نے کہا صعب رضی اللہ عنہ نے حمار وحشی کا پیر ہدیہ دیا اور شعبہ نے حکم سے سرین حمار وحشی کو اس میں خون ٹپکتا تھا روایت کیا اور شعبہ کی روایت حبیب سے یوں ہے کہ ایک کلزا حمار وحشی کا ہدیہ دیا۔ پھر آپ نے پھیر دیا۔

۲۸۵۰- عبد اللہ نے کہا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آئے اور عبد اللہ نے ان کو یاد دلا کر کہا کہ تم نے کیونکر خبر دی تھی لحم صیدی کی جو

طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

بَابُ تَحْرِيمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ

۲۸۴۵- عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَشَمَةَ النَّبِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ جِمَارًا وَحَشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَم نَرُدُّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا مُحْرِمٌ.

۲۸۴۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ جِمَارًا وَحَشِيًّا كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَشَمَةَ أَخْبَرَهُ .

۲۸۴۷- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ جِمَارٍ وَحَشِيٍّ.

۲۸۴۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَشَمَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جِمَارًا وَحَشِيًّا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ ((لَوْلَا أَنَا مُحْرِمُونَ لَقَبَلْنَاكَ مِنْكَ)) .

۲۸۴۹- عَنِ الْحَكَمِ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَشَمَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلَ جِمَارٍ وَحَشِيٍّ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَجَزَ جِمَارٍ وَحَشِيٍّ يَقَطُرُ دَمًا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ شِقَاقَ جِمَارٍ وَحَشِيٍّ فَرَدَّهُ .

۲۸۵۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ ﷺ بِنِ عَمَّاسٍ

(۲۸۵۰) اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ محرم کو جنگل کا شکار کرنا حرام ہے اور امام شافعی وغیرہ نے کہا ہے کہ شکار کا مالک ہونا خرید کر بھی حرام ہے اور اسی طرح بہ سے اور میراث کی وجہ سے مالک ہونے میں اختلاف ہے۔ باقی رہا گوشت شکار کا اگر محرم نے خود شکار کیا ہے یا اس کے لئے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دیا گیا تھا اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہدیہ دیا گیا ایک عضو شکار کے گوشت کا اور آپ نے پھیر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

يَسْتَذَكِرُهُ كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدِ أَهْدِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ قَالَ أَهْدِيَّ لَهُ عُضْوٌ مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ فَقَالَ ((إِنَّا لَا نَأْكُلُهُ إِنَّا حُرْمٌ))

۲۸۵۱- ابو محمد غلام آزاد ابو قتادہ کے کہتے ہیں کہ میں نے ابو قتادہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ نکلے ہم رسول اللہ کے ساتھ یہاں تک کہ جب پہنچے ہم قاحہ میں (ایک میدان ہے سقیہ سے ایک منزل پر اور مدینہ سے تین منزل پر) اور بعض لوگ ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم کہ اتنے میں میں نے اپنے یاروں کو دیکھا کہ وہ کسی چیز کو دیکھ رہے ہیں جب میں نے نظر کی تو ایک گدھا وحشی تھا اور میں نے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور اپنا نیزہ لیا اور سوار ہوا اور میرا کوڑا گریزا اور میں نے اپنے یاروں سے کہا اور وہ محرم تھے کہ میرا کوڑا اٹھا دو۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تمہاری کچھ مدد نہ

۲۸۵۱- عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولًا خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ إِذْ بَصُرْتُ بِأَصْحَابِي يَتَرَاوُونَ شَيْئًا فَنظَرْتُ فَإِذَا حِمَارٌ وَحَشَى فَأَسْرَحْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ رُمْحِي ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّي سَوْطِي فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي وَكَانُوا مُحْرِمِينَ نَاوِلُونِي السَّوْطَ فَقَالُوا وَاللَّهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتَهُ ثُمَّ رَكِبْتُ

لے دوسرے نے شکار کیا ہے تو حرام ہے برابر ہے خواہ اس کے حکم سے شکار کیا ہو یا بغیر حکم کے۔ پھر اگر کسی حلال نے اپنے لیے شکار کیا ہے اور محرم کو دینے کا ارادہ نہیں کیا پھر محرم کو بھی اس کے گوشت میں سے ہدیہ دے دیا یا بیچ ڈالا تو اس کو حرام نہیں اور یہ مذہب ہے شافعیہ کا اور مالک اور احمد اور داؤد کا اور ابو حنیفہ نے کہا ہے جو بے اعانت محرم کے لیے شکار کیا جائے وہ حلال ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ شکار کا گوشت مطلقاً حرام ہے محرم پر کسی طرح حلال نہیں۔ برابر ہے کہ اس نے خود شکار کیا ہو یا دوسرے نے اس کے لیے خواہ اپنے لیے کیا ہو۔ فرض بہر طور حرام ہے اور قاضی عیاض نے یہ قول حضرت علی اور ابن عمر اور ابن عباس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے استدلال کیا ہے اس آیت کے ظاہر سے و حرم علیکم صید البر ما دتمم حرماً کہ انھوں نے کہا ہے کہ مراد صید سے وہ جانور ہے جو بذریعہ شکار ہاتھ آیا ہے فرض وہ ہر حال حرام ہے اور ظاہر حدیث صعب بن جشمہ بھی اسی پر دال ہے کہ آپ نے ان کا ہدیہ واپس فرمایا اور بیان فرمایا کہ ہم لوگ محرم ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ہمارے لیے شکار کیا اس لیے ہم واپس کرتے ہیں۔ اور احتجاج کیا ہے امام شافعی اور ان کے موافقین نے ابو قتادہ کی روایت سے جو مسلم میں آگے آئی ہے اس لیے کہ ابو قتادہ نے جو شکار کیا تھا اور وہ حلال تھے اس کو رسول اللہ نے خود بھی کھایا اور محرمین سے بھی فرمایا کہ کھاؤ یہ حلال ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے پوچھا تمہارے پاس اس میں کا بچا ہوا کچھ ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ ہاں اس کا بچہ ہے۔ آپ نے اسے لیا اور کھایا اور سنن ابی داؤد اور ترمذی اور نسائی نے جاہڑ سے روایت کی کہ نبی نے فرمایا کہ شکار جنگل کا تم کو حلال ہے جب تک تم نے خود شکار نہ کیا ہو یا تمہارے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو اور توفیق صعب اور ابو قتادہ کی روایتوں میں یوں ہے کہ صعب کی روایت اس پر محمول کی جائے کہ اس نے محرموں کے لیے شکار کیا اور ابو قتادہ نے اپنے لیے اور اس صورت میں مذہب شافعی بہت صحیح اور قوی ہو گیا اور سب روایتوں میں توفیق بھی ہو گئی اور آیت قرآنی کو حمل کریں خود شکار کرنے پر اور اس پر جو محرم کے لیے شکار کیا گیا ہو اور یہ فرمانا آپ کا صعب سے کہ ہم محرم ہیں اس کے منافی نہیں کہ احتمال ہے کہ انھوں نے آپ کے لیے شکار کیا ہو۔ (النووی)

کریں گے۔ پھر میں نے اتر کر کوڑا لیا اور سوار ہوا اور اس گدھے تک اس کے پیچھے سے پہنچا اور وہ ٹیلے کے پیچھے تھا۔ پھر اس کو نیزہ مارا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے یاروں کے پاس لایا اور کسی نے کہا کھاؤ اور کسی نے کہا مت کھاؤ اور نبی ہمارے آگے تھے۔ سو میں نے اپنا گھوڑا بڑھایا اور آپ تک پہنچا اور آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ وہ حلال ہے اور کھاؤ۔

۲۸۵۲- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کسی راہ میں مکہ کے اور وہ چند یاروں کے ساتھ حضرت سے پیچھے رہ گئے اور وہ غیر محرم تھے اور یاران محرم۔ پھر ایک وحشی گدھا دیکھا اور اپنے گھوڑے پر چڑھے اور یاروں سے کوڑا مانگا کسی نے نہ دیا، نیزہ مانگا کسی نے نہ دیا۔ پھر انھوں نے آپ لے لیا اور گھوڑے کو دوڑایا اور گدھے کو مار لیا اور اصحاب میں سے کسی نے کھلایا کسی نے نہیں پھر جب حضرت کے پاس پہنچے اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا وہ تو ایک خوراک ہے کہ اللہ عزوجل نے تم کو دی۔

۲۸۵۳- عطاء نے قتادہ سے جنگلی گدھے کے بارہ میں وہی مضمون روایت کیا جو ابوالنضر سے اس کے اوپر گزرا مگر زید بن اسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے پوچھا کہ اس کے گوشت میں سے کچھ ہے تمہارے پاس؟

۲۸۵۴- عبد اللہ بن ابی قتادہ نے کہا کہ میرے باپ رسول اللہ کے ساتھ تھے حدیبیہ کے سال اور اصحاب نے احرام باندھا تھا اور انھوں نے نہیں اور رسول اللہ کو خبر لگی کہ دشمن غیقہ میں ہے اور آپ چلے اور ابو قتادہ نے کہا کہ میں اپنے یاروں کے ساتھ تھا کہ بعض لوگ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگے اور میں نے جو نظر کی تو میرے آگے ایک وحشی گدھا تھا اور میں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو نیزہ مار کر روک دیا اور اپنے لوگوں سے مدد چاہی اور کسی نے

فَأَذْرَكْتُ الْجِمَارَ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ وَرَاءَ أَكْمَةِ فَطَعَنَتْهُ بِرُمْحِي فَعَقَرْتُهُ فَأْتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كَلُّهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَنَا فَحَرَكْتُ فَرَسِي فَأَذْرَكْتُهُ فَقَالَ ((هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوهُ)) .

۲۸۵۲- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِنَعْصِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى جِمَارًا وَحَشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَمَسَأَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَمَسَأَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْجِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَأَذْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَمَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ)) .

۲۸۵۳- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي جِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ)) .

۲۸۵۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرَمِ وَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدْرًا بَعِيقَةً فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِي بَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَيَّ بَعْضٌ إِذْ نَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا

(بسبب احرام کے) میری مدد نہ کی۔ پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا اور خوف ہوا کہ ہم راہ میں حضرت سے چھوٹ نہ جائیں اس لیے میں آپ کو ڈھونڈتا چلا اور کبھی اپنے گھوڑے کو دوڑاتا اور کبھی قدم قدم چلاتا کہ ایک آدمی بنی غفار کا ملا اندھیری رات میں اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم کو رسول اللہ کہاں ملے؟ اس نے یہ کہا کہ میں نے آپ کو تبین میں چھوڑا ہے (نام ہے ایک مقام کا اور وہ پانی کی ایک نہر ہے سقیہ سے تین میل پر اور سقیہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل مکہ کی راہ میں) اور وہ سقیہ میں دو پہر کو ٹھہرنا چاہتے تھے۔ غرض میں آپ سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں اور ان کو خوف ہے کہ دشمن ان کو آپ سے دور کر کے کاٹ نہ ڈالے تو آپ ان کا انتظار کریں۔ سو آپ نے ان کا انتظار کیا پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے شکار کیا ہے اور اس میں سے کچھ میرے پاس بچا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا لوگوں سے کہ کھاؤ اور وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

۲۸۵۵- عبد اللہ بن ابو قتادہ نے روایت کی اپنے باپ سے کہ انہوں نے کہا کہ نکلے رسول اللہ حج کو اور ہم نکلے آپ کے ساتھ اور کہا ابو قتادہ نے کہ آپ نے اور راہ لی اور اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم ساحل بحر کی راہ لو اور انہی میں ابو قتادہ بھی تھے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔ پھر جب پھرے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تو احرام باندھ لیا تمام لوگوں نے سوائے ابو قتادہ کے کہ انہوں نے احرام نہیں باندھا۔ غرض وہ راہ میں چلے جاتے تھے کہ انہوں نے چند وحشی گدھوں کو دیکھا اور ابو قتادہ نے ان پر حملہ کیا اور ایک گدھے کی ان میں سے کو نیچیں کاٹیں اور سب یاران کے اترے اور اس کا گوشت کھایا اور پھر کہا انہوں نے کہ ہم نے گوشت کھایا اور ہم محرم تھے اور باقی

بِحِمَارٍ وَحَشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنَتْهُ فَأَثْبَتَهُ فَاسْتَعْتَمَهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَحَشِينَا أَنْ نُقْتَعَ فَاذْطَلَقْتُ أَطْلُبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْفَعُ قَرَسِي شَاوًا وَأَسِيرُ شَاوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي حَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ لَقِيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْنِهِنَّ وَهُوَ قَائِلُ السُّقْيَا فَلَجِئْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَعُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ حَشَوْا أَنْ يُقْتَطَعُوا ذُرُوكَ أَنْتَظِرُهُمْ فَانْتَظَرُهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَدْتُ وَمَعِيَ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَوْمِ ((كُلُوا)) وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

۲۸۵۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ ((خذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى تَلْقَوْنِي)) قَالَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمُوا كُلَّهُمْ إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحَشٍ فَحَمَلَتْ عَلَيْهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَّرَ مِنْهَا أَنَا فَتَرَلُّوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا قَالَ فَقَالُوا أَكَلْنَا لَحْمًا وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ قَالَ فَحَمَلُوا مَا بَقِيَ مِنْ

گوشت اس کا ساتھ لے لیا۔ پھر جب رسول اللہ کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے احرام باندھ لیا تھا اور ابو قتادہ نے احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کی کو نچیں کاٹیں پھر ہم اترے اور ہم سب نے اس کا گوشت کھلایا اور پھر کہا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں اور باقی گوشت اس کا ہم لیتے آئے ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ کسی نے تم میں سے اس کا حکم کیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو کھاؤ جو گوشت اس کا باقی ہے۔

۲۸۵۶- عثمان بن عبید اللہ سے اس اسناد سے یہی مضمون مروی ہو اور شیبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم میں سے کسی نے اس کے شکار کا حکم کیا کہ اس پر حملہ کیا جاوے یا اس کی طرف اشارہ کیا اور شعبہ کی روایت میں یہ ہے کہ تم نے اشارہ کیا یا مدد کی یا تم نے شکار کیا؟ شعبہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ مدد کی فرمایا یا شکار کیا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

۲۸۵۷- عبد اللہ بن ابو قتادہ نے کہا کہ ان کے باپ نے خبر دی کہ انھوں نے جہاد کیا رسول اللہ کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں تو اور لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا سو میرے اور میں نے ایک حمار وحشی شکار کیا اور اپنے یاروں کو کھلایا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے پھر میں رسول اللہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو خبر دی کہ ہمارے پاس اس کا گوشت بچا ہوا ہے آپ نے فرمایا کھاؤ اور وہ لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۲۸۵۸- عبد اللہ بن ابو قتادہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ نکلے رسول اللہ کے ساتھ اور وہ سب لوگ محرم تھے اور ابو قتادہ غیر محرم اور بیان کی حدیث اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ انھوں نے کہا

لَحْمِ الْأَنْثَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أُحْرَمْنَا وَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرًا وَحَشِيًّا فَحَمَلْنَا عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَّرَ مِنْهَا أَنَا فَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا فَقُلْنَا نَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَقَالَ ((هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ قَالَ قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا))

۲۸۵۶- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا)) وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ ((أَشْرْتُمْ أَوْ أَعْنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ)) قَالَ شُعْبَةُ ((لَا أَذْرِي)) قَالَ ((أَعْنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ))

۲۸۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ عَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ فَأَهْلُوا بِعُمَرَةَ غَيْرِي قَالَ فَاصْطَلَتْ حِمَارٌ وَحَشِيٌّ فَأَطَعَمْتُ أَصْحَابِي وَهُمْ مُحْرِمُونَ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَانْتَهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاصِلَةٌ فَقَالَ ((كُلُّوهُ)) وَهُمْ مُحْرِمُونَ

۲۸۵۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ حَرَّجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُجِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ فَقَالَ ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ)) قَالُوا مَعَنَا

رَجُلُهُ قَالَ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَكَلَهَا.

ہمارے پاس اس کا پیر ہے پھر لیا اس کو آپ نے اور کھایا۔

۲۸۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ

۲۸۵۹- عبد اللہ بن ابو قتادہ نے کہا کہ ابو قتادہ چند محرم لوگوں

أَبُو قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرَمِينَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُجَلِّدٌ

میں تھے اور وہ احرام باندھے ہوئے نہ تھے اور وہ حدیث بیان کی اور

وَأَقْتَصَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَ ((هَلْ أَشَارَ إِلَيْهِ

اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا آیا اشارہ کیا تم میں سے کسی نے

إِنْسَانٌ مِنْكُمْ أَوْ أَمْرَهُ بِشَيْءٍ)) قَالُوا لَا يَا

اس کی طرف یا حکم کیا کسی طرح کا؟ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں یا

رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَكُلُوا)).

رسول اللہ! آپ نے فرمایا تو کھاؤ اس کو۔

۲۸۶۰- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّمِيمِيِّ

۲۸۶۰- عبد الرحمن نے کہا کہ ہم طلحہ کے ساتھ تھے احرام

عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَنَحْنُ

باندھے ہوئے اور ایک پرندہ شکار کا ان کو ہدیہ دیا گیا (یعنی پکا

حُرْمٌ فَأَهْدِي لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ

ہوا)۔ سو بعضوں نے ہم میں سے کھایا اور بعضوں نے پرہیز کیا۔

وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَبْقِظَ طَلْحَةُ وَفَقَّ مَنْ

پھر جب طلحہ سو رہے تھے جاگے تو ان لوگوں کے موافق ہوئے

أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

جنھوں نے کھایا تھا اور کہا انھوں نے کہ ہم نے رسول اللہ کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ساتھ ایسا گوشت کھایا ہے۔

بَابُ مَا يَنْدُبُ لِلْمُحْرَمِ وَغَيْرِهِ قَتْلُهُ

باب: حل و حرم میں محرم کون سے جانور مار سکتا ہے

مِنْ الدَّوَابِّ فِي الْجِلِّ وَالْحَرَمِ

۲۸۶۱- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ

۲۸۶۱- نبی ﷺ کی بی بی صاحبہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((أَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ

میں نے سنا رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے چار چیزیں شریر ہیں کہ

فَاسِقٌ يَقْتُلُنَ فِي الْجِلِّ وَالْحَرَمِ الْجِدَاءُ وَالْفَرَابُ

قتل کی جاتی ہیں حل و حرم میں چیل اور کو اور چوہا اور کٹ کھنا کتا۔

(۲۸۵۹) ☆ غرض ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر محرم اپنے واسطے شکار کرے اور محرم کا اس میں حکم و اشارہ و تائید و نصرت نہ ہو تو اس کا کھانا محرم کو بھی روا ہے جب اس کا گوشت محرم کو ہدیہ دیا جائے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا جیسا ہم اوپر بیان کر چکے اور یہی صحیح ہے۔

(۲۸۶۱) ☆ اور بچھو میں بھی حکم آیا ہے غرض یہ چھ چیزیں منصوص ہیں اور جمہیر علماء کا اتفاق ہے ان کے قتل پر حل و حرم و احرام میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو ان کے مثل ہیں معنی میں وہ بھی ان میں داخل ہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ وہ معنی کیا ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ جو چیزیں کھائی نہ جاتی ہوں اور نہ وہ متولد ہیں ماکولات وغیرہ سے تو قتل ان کا جائز ہے اور جو موذی نہ ہو اس کا قتل روا نہیں اور کلب میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا اس سے بھی کتا مراد ہے بعضوں نے کہا ہر درندہ مراد ہے حملہ کرنے والا۔ چنانچہ لغت میں ہر درندہ کو کلب مخفوق کہتے ہیں۔ غرض اوزاعی اور ابو حنیفہ اور حسن بن صالح نے کہا کہ اس سے بھی کتا مراد ہے اور بھیڑیے کو اسی میں داخل کیا ہے اور امام زفر نے صرف بھیڑیا ہی مراد لیا ہے اور جمہور کا قول ہے کہ ہر حملہ کرنے والا درندہ مراد ہے جیسے چیتا اور شیر اور شرذہ وغیرہ ہے اور یہ قول ہے زید بن اسلم اور سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شافعی اور احمد وغیرہم کا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے قاسم اپنے شیخ سے پوچھا کہ بھلا فرمائیے سانپ کو تو انھوں نے کہا مارا جائے ذلت سے۔

۲۸۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ شریک ہیں کہ مارے جائیں حل و حرم میں سانپ اور چنگبر، کوا اور چوہا اور کت کھنا کتا اور چیل۔

۲۸۶۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

۲۸۶۴- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۶۵- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۶۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ نے حکم دیا ان کو قتل کرنے کا۔

۲۸۶۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۶۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ حالت احرام میں بھی۔

وَالْفَأْرَةَ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ أَفَرَأَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصَغْرِ لَهَا.

۲۸۶۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحَدْيَا)).

۲۸۶۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقُورُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحَدْيَا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

۲۸۶۴- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۲۸۶۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحَدْيَا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

۲۸۶۶- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسٍ فَوَاسِقٍ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ.

۲۸۶۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلِّهَا فَوَاسِقُ تُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحَدْيَا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْفَأْرَةُ)).

۲۸۶۸- عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَا حُنَاحَ

عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْبَحْرَامِ الْفَأْرَةَ وَالْعُقْرَبُ وَالْغَرَابُ وَالْجِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ وَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رَوَاتِهِ فِي الْحَرَمِ وَالْبَحْرَامِ ۲۸۶۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلِّهَا فَاسْبِقْ لَهَا حَرَجَ عَلِيٍّ مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعُقْرَبُ وَالْغَرَابُ وَالْجِدَاةُ وَالْفَأْرَةَ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ))

۲۸۶۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۷۰- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی صاحبہ سے یہی مضمون بیان کیا۔

۲۸۷۰- عَنْ رَيْدِ بْنِ جَبْرِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ أَحْبَبْتُني إِحْدَى نِسْوَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يَقْتُلَ الْفَأْرَةَ وَالْعُقْرَبُ وَالْجِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورَ وَالْغَرَابُ.

۲۸۷۱- عبد اللہ بن عمرؓ سے کسی آدمی نے پوچھا کہ محرم کون کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ تو عبد اللہ نے کہا مجھ سے حضرت کی ایک بی بی صاحبہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہؐ کت کھنا کتا اور چوہا اور بچھو اور کوا اور سانپ کے مارنے کے لیے ارشاد فرماتے تھے اور کہا کہ نماز میں بھی مارے جائیں۔

۲۸۷۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ حَدَّثْتَنِي إِحْدَى نِسْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعُقُورِ وَالْفَأْرَةِ وَالْعُقْرَبِ وَالْجِدَاةِ وَالْغَرَابِ وَالْحِيَّةِ قَالَ وَفِي الصَّلَاةِ أَيْضًا.

۲۸۷۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۷۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحَ الْغَرَابِ وَالْجِدَاةِ وَالْعُقْرَبِ وَالْفَأْرَةَ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ))

۲۸۷۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۷۳- عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي قَتْلِهِنَّ الْغَرَابُ وَالْجِدَاةُ

وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ))

۲۸۷۴- ابن عمرؓ نے نبیؐ سے وہی مضمون مثل حدیث مالک اور ابن جریج کے روایت کیا اور ان راویوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ روایت ہے نافع سے وہ راوی ہیں ابن عمر سے کہ کہا ابن عمر نے سنا میں نے نبیؐ سے مگر ابن جریج نے اکیلے اور ابن جریج کی اتباع کی ہے اس بیان میں ابن اسحاق نے۔

۲۸۷۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا ابْنَ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَهُ وَقَدْ تَابَعُ ابْنَ جُرَيْجٍ عَلَيَّ ذَلِكَ ابْنُ إِسْحَاقَ.

۲۸۷۵- حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہؐ سے کہ فرماتے تھے کچھ حرج نہیں پانچ جانور کے قتل میں پھر مثل اس کے بیان کیا۔

۲۸۷۵- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ))

۲۸۷۶- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کو جس نے حالت احرام میں مارا اس پر کچھ گناہ نہیں ان کے قتل میں بچھو اور چوہا اور کٹ کھنا کتا اور کو اور چیل۔

۲۸۷۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَمْسٌ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْعُرَابُ وَالْحَدْيَا وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى))

باب : عذر کی وجہ سے محرم سر منڈا سکتا ہے

بَابُ جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا كَانَ بِهِ أَذَى وَوُجُوبِ الْفِدْيَةِ لِحَلْقِهِ

وَبَيَانِ قَدْرِهَا

۲۸۷۷- کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ میں اور میں اپنی ہانڈی کے نیچے آگ پھونک رہا تھا اور جو میں میرے منہ پر چلی آتی تھیں تو آپ نے فرمایا تمہارے سر کے کیڑوں نے بہت ستایا ہے میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم سر منڈا دو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا ایک قربانی کرو۔ ایوب نے کہا مجھے یاد نہیں کہ پہلے کیا چیز فرمائی۔

۲۸۷۷- عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى عَلِيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَأَنَا أَوْقَدْتُ تَحْتِ قَالَ الْقَوَارِيرِيُّ قَدَّرَ لِي وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ بُرْمَةٌ لِي وَالْقَمَلُ يَتَنَازَرُ عَلَيَّ وَجَهِي فَقَالَ ((أَيُّ ذِيكَ هُوَامَ رَأْسِكَ)) قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً)) قَالَ أَيُّوبُ فَلَا أَذْرِي بِأَيِّ ذَلِكَ بَدَأَ.

۲۸۷۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۷۸- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ

۲۸۷۹- حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت فمن كان منكم مريضاً او به اذى من راسه ميرے ہی حق میں اتری اور میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نے فرمایا نزدیک آؤ میں نزدیک آیا۔ پھر فرمایا تم کو تمہاری جوئیں بہت ستاتی ہیں۔ ابن عون نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہاں۔ پھر مجھے حکم فرمایا فد یہ کا روزہ ہو خواہ صدقہ ہو خواہ قربانی ہو۔

۲۸۸۰- حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس کھڑے تھے کہ آپ کے سر سے جوئیں گر رہیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو تیری جوئیں تکلیف دیتی ہیں؟ تو میں نے کہا ہاں۔ تو آپ نے مجھ کو سر منڈانے کا حکم دے دیا اور یہ آیت فمن كان منكم مريضاً او به اذى من راسه میرے بارے میں اتری ہے اور رسول اللہ نے حکم دیا کہ تین روزے رکھ یا صدقہ کر ایک ٹوکرا چھ مساکین میں یا قربانی کر جو تجھ کو میسر آئے۔

۲۸۸۱- کعب بن عجر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کھڑے ہوئے اور میرے سر میں سے جوئیں گر رہی ہیں اور فرمایا کہ تم کو جوئیں ستاتی ہیں؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا سر منڈاؤ الو اور یہ آیت میرے حق میں اتری پھر مجھ سے آپ نے فرمایا تین روزے رکھو یا ایک ٹوکرا خیرات دو یعنی غلہ بھر کر چھ مساکین کو یا قربانی کر جو میسر ہو۔ ابن ابی کحج نے کہا کہ یا تو ذبح کر ایک بکری۔

وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَمِيصًا عَنْ ابْنِ عُكَيْبَةَ عَنْ أَيُّوبَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ ۲۸۷۹- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذَى مِنْ رَأْسِهِ فَعِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نُسْكَ قَالَ فَاتَيْتُهُ فَقَالَ... ((اذنه)) فَدَنَوْتُ فَقَالَ ((اذنه)) فَدَنَوْتُ فَقَالَ ﷺ ((أَيُوذِيكَ هَوَامُكَ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَأُظِنُّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَنِي بِعِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسْكَ مَا تَيْسَّرَ. ۲۸۸۰- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَنْهَافُ قَمَلًا فَقَالَ ((أَيُوذِيكَ هَوَامُكَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ)) قَالَ فَصِيءُ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذَى مِنْ رَأْسِهِ فَعِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نُسْكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ أَنْسُكْ مَا تَيْسَّرَ))

۲۸۸۱- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقَدُ تَحْتَ قَدْرِ وَالْقَمَلُ يَنْهَافُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ ((أَيُوذِيكَ هَوَامُكَ هَذِهِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ أَصْعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَنْسُكْ نَسِيكَةً)) قَالَ

(۲۸۸۰) ☆ یہ آیت پارہ سيقول میں ہے معنی یہ ہیں کہ جو بیمار ہو تم میں سے یا تکلیف ہو اس کے سر میں (اور وہ سر منڈالے) تو فد یہ اس کا روزے ہیں یا صدقہ یا قربانی اور تفصیل اس کی آگے آئے گی۔

بُنِ أَبِي نَجِيحٍ ((أَوْ اذْبَحْ شَاةً)) .

۲۸۸۲- کعب رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون اوپر کا بیان کر کے کہا کہ آپ نے فرمایا سر منڈاؤ اور ایک نوکراغلہ چھ مسکینوں کو بانٹ دو اور نوکرا تین صاع کا ہے (اور صاع کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزری) یا تین دن روزے رکھو یا ایک قربانی کرو (ابن ابی نجیح کی روایت میں ہے کہ ایک بکری ذبح کرو)۔

۲۸۸۲- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ لَهْ إِذَاكَ هَوَامٌ رَأْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((اخْلُقْ رَأْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسْكَأُ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ أَصْعِ مِنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينٍ)) .

۲۸۸۳- کعب کے پاس عبد اللہ بن معقل بیٹھے اور کعب مسجد میں تھے اور یہ آیت بیان کی فقذیۃ من صیام تو کہا یہ میرے لیے اتری ہے۔ پھر سارا قصہ بیان کیا جو کئی بار گزرا۔ آخر میں حضرت نے فرمایا روزے تین دن کے یا کھانا چھ مسکینوں کا ہر مسکین کو نصف صاع۔ پھر کہا کعب نے یہ آیت اتری ہے خاص میرے لیے اور (بانتہار لفظ کے) عام ہے تم سب کے لیے۔

۲۸۸۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ فَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ فَقَذِيَّةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نُسْكَأُ فَقَالَ كَعْبٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَزَلَتْ فِيَّ كَمَا بِي أَذَى مِنْ رَأْسِي فَحَمَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْقَمَلُ يَنْتَابِرُ عَلَيَّ وَحَبِي فَقَالَ ((مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا أَرَى أَنْتَ جِدَّ شَاةً)) فَقُلْتُ لِمَا فَتَرَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ فَقَذِيَّةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نُسْكَأُ قَالَ صَوْمٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِينٍ قَالَ فَتَرَلْتُ فِيَّ حَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةٌ .

(۲۸۸۳) ﴿﴾ قربان ان کے خلوص اور حسن ایمان کے کہ باوجود اس مسکت اور سادگی کے اللہ پاک جل جلالہ نے ان کی طرف التفات فرمایا اور ان کے لیے بالائے عرش سے فرمانِ عمیم الاحسان اتارا۔ غرض ان کی جو ذل کا سب کے سر پر احسان ہے۔

ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ نیک سے مراد ایک بکری ہے اور سب روایتیں مقصود میں موافق ہیں اور وہ مقصود یہی ہے کہ سر منڈانے کا متنازع ہو کسی ضرر کے سبب سے مثلاً سر میں جویمیں پڑ جائیں یا اور کوئی مرض ہو حالت احرام میں سو وہ سر منڈالے اور فد یہ دیوے یعنی تین روزے رکھے یا تین صاع طعام چھ مسکینوں کو کھلائے اور آیت در روایت دونوں متفق ہیں اس میں کہ ان تینوں باتوں میں وہ مختار ہے جو آسان ہو اس کو بجلائے اور غلام سب متفق ہیں اس کے ظاہر پر عمل کرنے میں مگر ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے کہ ان سے منقول ہے کہ نصف صاع گیہوں میں ہے اور کھجور اور جوہ وغیرہ میں ایک صاع ہر مسکین کو دینا چاہیے اور یہ خلاف احادیث ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں کہ ان میں حضرت نے صاف فرمادیا ہے ا ثلاثۃ اصبع من تمر یعنی تین صاع ہیں کھجور کے اور حسن بھری وغیرہ سے اور اقوال مذکور ہیں مگر سب ان احادیث کی را سے مردود ہیں۔

۲۸۸۴- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُخْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُحْرِمًا فَقِيلَ رَأْسُهُ وَالْحَيْثُ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَدَعَا الْخَلْقَ فَخَلَقَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَلْ عِنْدَكَ نُسْكَ قَالَ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ صَاعٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ خَاصَّةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَدَى مِنْ رَأْسِهِ ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً.

۲۸۸۴- اس حدیث کا ترجمہ و مفہوم کچھ کی بیشی کے ساتھ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

۲۸۸۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَنَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

باب: محرم کے لیے چھپنے لگانے کا جواز
۲۸۸۵- عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ نبی نے چھپنے لگائے مکہ کی راہ میں اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۲۸۸۶- عَنْ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَنَمَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسَطَ رَأْسِهِ

۲۸۸۶- ابن حنینہ نے کہا کہ نبی نے چھپنے لگائے مکہ کی راہ میں اپنے سر کے بیچ میں اور آپ احرام سے تھے۔

بَابُ جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنِيهِ

۲۸۸۷- عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَيْنِيهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرُّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ أَبَانَ بْنُ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ فَأَرْسَلْتُ

۲۸۸۷- وہب کے بیٹے نبیہ نے کہا کہ ہم نکلے ابان بن عثمان کے ساتھ اور جب ملل میں پہنچے (نام ہے ایک موضع کا کہ مدینہ سے اٹھائیس میل ہے مکہ کی راہ میں) تو عمر بن عبد اللہ کی آنکھیں دکھنے لگیں پھر جب روحاء میں آئے بہت درد ہوا تو ابان بن عثمان

(۲۸۸۶) ان روایتوں کے سبب سے اجماع کیا ہے علماء نے چھپنے لگانے کے جواز پر خواہ سر میں لگائے یا اور کہیں جب ضرورت ہو اگرچہ بال نوٹ جائیں اور بال نوٹے میں فدیہ ہے اور اگر بال نہ نوٹے تو کچھ فدیہ نہیں۔ غرض بغیر ضرورت کے حرام ہے اگر بال نوٹنے کا خیال ہے۔ اور اگر بالوں کی جگہ نہیں تو بغیر ضرورت کے بھی ہو تو روا ہے یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور اس میں فدیہ نہیں اور ابن عمر اور مالک سے اس صورت میں کراہت منقول ہے اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ حضرت کو ضرورت ہوگی اور اس حدیث میں ایک قاعدہ ہے مسائل احرام کا کہ سر منڈھنا اور کپڑے پہننا اور قتل صید وغیرہ محرمات احرام مباح ہیں بحسب ضرورت و وقت حاجت اور ان سب میں فدیہ واجب ہے۔

(۲۸۸۷) اتفاق علماء کا ہے کہ موافق اس حدیث کے لیپ کرنا ایلوے وغیرہ کا جس میں خوشبو نہیں ہے دوا کے روا ہے اور اس میں فدیہ نہیں اور ضرورت ہو خوشبودار دوا کی تو لگاؤے اور فدیہ دے اور سر نہ لگانا زینت کے لیے مکروہ ہے شافعی کے نزدیک اور احمد اور احنف اور ایک جماعت نے بالکل منع کیا ہے اور مالک کے اس میں دو قول ہیں اور اس میں فدیہ کے واجب ہونے میں ان کے دو قول ہیں۔

سے کہلا بھیجا۔ انھوں نے کہا کہ ایلوے کالیپ کرو اس لیے کہ عثمانؓ نے روایت کی ہے رسول اللہؐ سے کہ جب مرد کی آنکھیں دکھنے لگیں اور وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو آپ نے فرمایا ان پر ایلوے کالیپ کر لے۔

۲۸۸۸- نبیہ نے کہا عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں دکھیں اور سرمہ لگانا چاہا تو ابان نے منع کیا اور صبر کے لگانے کو بتایا اور روایت کی عثمان سے کہ نبی نے ایسا ہی کیا۔

إِلَيْهِ أَنْ اضْمَلْتُهُمَا بِالصَّبْرِ فَإِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَدْتُهُمَا بِالصَّبْرِ.

۲۸۸۸- عَنْ نَبِيَّةَ بِنْتِ وَهَبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمَدَتْ عَيْنُهُ فَأَرَادَ أَنْ يَكْحَلَهَا فَهَاهُ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَمْرَهُ أَنْ يَضْمَدَهَا بِالصَّبْرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ.

باب: محرم کے لیے بدن اور سر دھونا روا ہے۔

۲۸۸۹- ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ دونوں میں تکرار ہوئی ابواء میں۔ ابن عباس نے کہا محرم سر دھوئے اور مسور نے کہا نہیں تو عبد اللہ نے کہا مجھے بھیجا ابن عباسؓ نے ابویوبؓ کے پاس کہ ان سے پوچھیں تو میں نے ان کو پایا کہ وہ کنویں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں نہا رہے تھے اور وہ ایک کپڑے کی آڑ میں تھے اور میں نے ان سے سلام علیک کی اور انھوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں عبد اللہ بن حنین ہوں اور عبد اللہ بن عباس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ میں پوچھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام میں کیوں کر

بَابِ جَوَازِ غَسْلِ الْمُحْرِمِ بَدَنَهُ وَرَأْسَهُ

۲۸۸۹- عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُمَا اِخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسُورُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِنُوبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ

(۲۸۸۹) اس حدیث میں کئی فوائد ہیں اول محرم کو نہانا جائز ہے۔ دوسرے سر دھونا اس کو روا ہے اس طرح کے ہال نہ تو ہیں۔ تیسرے خبر واحد کا قبول کرنا کہ یہ صحابہ میں مشہور و معروف تھا۔ چوتھے رجوع کرنا سنت کی طرف جب اختلاف واقع ہو اور ترک کرنا اجتہاد اور قیاس کا خواہ اپنا قیاس ہو خواہ دوسرے کا اور یہی لازم ہے ساری امت کو اور یہی سبیل مومنین ہے صحابہ و تابعین و اسلاف صالحین کی ولو سکرہ العقلمدون او المتعصبون۔ پانچویں سلام کا جائز ہونا متوضی اور مقتسل پر بخلاف اس کے جو پاخانہ یا پیشاب کرتا ہو۔ چھٹے جائز ہونا استحانت کا وضو غسل وغیرہ میں۔ ساتویں معلوم ہوا اس سے طریقہ مسئلہ پوچھنے کا کہ جب کسی عالم سے پوچھیں تو یہ پوچھیں کہ کیا ہے اس میں حکم خداوند تعالیٰ کا؟ یا کیا ہے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ یا کیا ہے قول آنحضرت کا؟ اور نہ سوال کریں کسی کے قیاس سے اور نہ کسی کی رائے اور اجتہاد سے کہ یہ طریقہ نہیں سلف کا بلکہ شاعت اور ملامت کی ہے اس پر بہت سے اکابر نے صحابہ اور تابعین میں سے اور جہز کا ہے اور زجر کیا ہے سائلین کو لفظ

سر دھوتے تھے؟ پس ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے اور سر جھکایا یہاں تک کہ مجھے نظر آیا اور اس آدمی سے کہا جو ان پر پانی ڈالتا تھا کہ ڈالو پھر وہ اپنے سر کو ہلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ملتے تھے آگے اور پیچھے۔ پھر کہا میں نے ایسے ہی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

۲۸۹۰- حضرت زید بن اسلم نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور کہا کہ ابو ایوبؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیرے اپنے سارے سر پر آگے اور پیچھے اور مسوڑ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ میں آج سے آپ سے تکرار نہ کروں گا۔

باب: محرم مر جائے تو کیا کریں؟

۲۸۹۱- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اونٹ پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس کو غسل دو پانی اور پیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اسی کے اور سر نہ ڈھانپو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا لبیک پکارتا ہوا۔

۲۸۹۲- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اپنی اونٹنی پر سے گر پڑا۔ ایوب نے کہا کہ گردن ٹوٹ گئی اس کی اور حضرتؓ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا غسل دو اس کو پانی اور پیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اور خوشبو لگاؤ اور نہ سر ڈھانپو اس کا۔ ایوب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا قیامت کے دن لبیک پکارنے والا اور عمرو نے کہا

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَهُ عَلَى الثُّوبِ فَطَاطَأَهُ حَتَّى بَدَأَ لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ أَصِيبٌ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ.

۲۸۹۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَأَمَرَ أَبُو أَيُّوبَ بِيَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ حَمِيْعًا عَلَى حَمِيْعِ رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا أَمَارِيكَ أَبَدًا.

بَاب مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

۲۸۹۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَعِيرِهِ فَوَقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُحْمَرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)).

۲۸۹۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَأَقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْرَةً إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَأَوْقَصْتُهُ أَوْ قَالَ فَأَقَعْتُهُ وَقَالَ عَمْرُو فَوَقِصْتُهُ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحْنَطُوهُ وَلَا تُحْمَرُوا رَأْسَهُ قَالَ أَيُّوبُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا وَقَالَ عَمْرُو فَإِنَّ

تو جب پوچھی گئی ان سے رائے ان کی یا قیاس ان کا اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ محرم کو اپنا سر دھونا واجب ہے جنابت کے وقت اور باقی رہا غسل صرف آرام و راحت اور تبرید اور استراحت کے لیے اس میں مذہب شافعیہ کا اور جمہور کا جواز ہے بلا کراہت اور جائز ہے شافعیہ کے نزدیک سر دھونا پیری کے پتوں سے یا عظمیٰ سے اس طرح کہ بال نہ ٹوٹیں اور جب تک بال نہ ٹوٹیں فدیہ نہیں اور مالک اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور موجب فدیہ ہے مگر یہ روایتیں ان پر حجت ہیں۔

پکارتا ہوا۔

۲۸۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۸۹۴- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۹۵- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہوا

صرف اتنا فرق ہے کہ انھوں نے کہا اٹھایا جائے گا قیامت کے دن

لیک پکارتا ہوا۔ اور سعید بن جبیر نے اس جگہ کا نام نہیں لیا جہاں

وہ گرا تھا۔

۲۸۹۶- وہی مضمون ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اسکی اونٹنی نے اس

کی گردن توڑ ڈالی اور آپ نے فرمایا کہ اس کا منہ بھی نہ ڈھانپو۔

۲۸۹۷- وہی مضمون ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس کو خوشبو نہ

لگاؤ وہ قیامت کے دن سر میں تلہید کیے ہوئے اٹھے گا (تلہید کسی

چیز سے بال جمانے کو کہتے ہیں اس سے تلہید کا استحباب ثابت ہوا)۔

۲۸۹۸- ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔

اللہ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبِي))

۲۸۹۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ وَأَقَامًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوًا مَّا ذَكَرَ حَمَادٌ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ

۲۸۹۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ مِنْ بَعِيرِهِ فَوَقَصَ وَقَصَا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَلْبِسُوهُ ثَوْبِيهِ وَلَا تُحَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبِي))

۲۸۹۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا)) وَزَادَ لَمْ يُسَمَّ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ

۲۸۹۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّوهُ فِي ثَوْبِيهِ وَلَا تُحَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا))

۲۸۹۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّوهُ فِي ثَوْبِيهِ وَلَا تَمْسُوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُحَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّدًا))

۲۸۹۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ

وَسِدْرٍ وَلَا يُمَسُّ طَبِيبًا وَلَا يُحَمَّرَ رَأْسُهُ فَإِنَّهُ
يُنْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّدًا.

۲۸۹۹- ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون بیان کیا اور اس
میں یہ ہے کہ کفن دو اس کے تئیں دو کپڑوں میں کہ سر باہر نکلا
رہے اور خوشبو نہ لگاؤ اور شعبہ نے کہا پھر مجھ سے میرے شیخ نے
یوں روایت کی ہے سر اور منہ دونوں باہر نکلے رہیں باقی مضمون
وہی ہے۔

۲۸۹۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْرَمٌ
فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ
يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يُكْفَنَ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا
يُمَسَّ طَبِيبًا خَارِجَ رَأْسِهِ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَدَّثَنِي
بِهِ بَعْدَ ذَلِكَ خَارِجَ رَأْسِهِ وَوَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُنْعَثُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّدًا.

۲۹۰۰- مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا چہرہ کھلا رکھو لیکن سر کے
بارے میں شک ہے۔

۲۹۰۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
وَقَصَّتْ رَجُلًا رَاحِلَتَهُ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ
وَأَنْ يَكْشِفُوا وَجْهَهُ حَسْبَتْهُ قَالَ وَرَأْسُهُ فَإِنَّهُ
يُنْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُهْلُ.

۲۹۰۱- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۹۰۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ
فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اغْسِلُوهُ وَلَا تُقْرَبُوهُ
طَبِيبًا وَلَا تُغَطُّوا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُنْعَثُ يَلْبَسِي))

باب: محرم کی شروط

بَابُ جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرَمِ التَّحَلُّلِ
بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِهِ

۲۹۰۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ تشریف لائے

(۲۸۹۹) ان سب روایتوں میں سے مذہب امام شافعی اور احمد اور اسحاق کی تائید ہوتی ہے کہ محرم جب مر جائے اس کو سیاہ کپڑا نہ پہنا سکیں
اور نہ سر ڈھانپیں نہ خوشبو لگائیں اور مالک اور اوزاعی نے اور ابو حنیفہ وغیرہم نے کہا ہے کہ اس کا حکم مثل غیر محرم کے ہے اور یہ احادیث ان
پر حجت ہیں اور ان کے مذہب کی راہ ہیں۔ اور میری کے چلوں سے غسل دینے کا استحباب بھی ثابت ہوا اور محرم وغیر محرم اس میں دونوں برابر ہیں
اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور طاؤس اور عطاء اور مجاہد اور ابن منذر اور دوسرے فقہاء کا اور منع کیا ہے مالک اور دوسرے لوگوں نے اور یہ روایتیں
ان کی رو ہیں۔

ضباعہ بنت زبیر کے پاس اور فرمایا کہ تم نے ارادہ کیا ہے حج کا؟ انھوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی اور میں اکثر بیمار ہو جاتی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ حج کرو اور شرط کرو اور یوں کہو کہ اے اللہ! احرام کھولنا میرا وہی ہے جہاں تو مجھے روکدے اور وہ مقداد کے نکاح میں تھیں۔

۲۹۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہوا اس میں ضباعہ نے عرض کی کہ میں حج کا ارادہ کرتی ہوں۔

۲۹۰۴- وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۲۹۰۵- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی مضمون روایت کیا اس میں ہے کہ میں بھاری بوجھل ہوں اور آخر میں یہ ہے کہ انھوں نے حج پالیا احرام کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

۲۹۰۶- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے

دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ضِبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا ((أَرَدْتَ الْحَجَّ)) قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجَعَةً فَقَالَ لَهَا ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَجْلِي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)) وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ.

۲۹۰۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ضِبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَأَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنْ مَجْلِي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)).

۲۹۰۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

۲۹۰۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضِبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ ((أَهْلِي بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِي أَنْ مَجْلِي حَيْثُ تَحَبَسْتَنِي)) قَالَ فَأَذْرَكَتُ.

۲۹۰۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

(۲۹۰۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کسی مرض کا دورہ ہوتا ہو اور اس کو خوف ہو جیسے دمہ اور بخار امراض ہیں اس کو جائز ہے کہ احرام کے وقت شرط کر لے کہ اگر میں بیمار ہوا تو احرام کھول ڈالوں گا پھر بیماری کے وقت احرام کھول ڈالے اور یہی قول ہے حضرت عمر بن خطابؓ اور علی اور ابن مسعودؓ کا اور دوسرے صحابہؓ کا اور تابعین میں سے ایک جماعت کا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی صحیح روایت ہے شافعی سے اور حجت ان سب لوگوں کی یہی حدیث ہے ضباعہ کی اور ابو حنیفہ اور مالک اور بعض تابعین کا قول ہے کہ اشترطوا نہیں اور انھوں نے اس حدیث کو ایک تفسیر خاصہ میں محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ان کے لیے خاص تھا اور قاضی عیاض وغیرہ بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اصحیٰ نے کہا ہے کہ اشترط کے بارے میں کوئی اسناد حدیث صحیح نہیں ہوئی اور نسائی نے کہا ہے کہ کسی نے اس روایت کو مرفوع نہیں کہا سوا معمر کے زہری سے حالانکہ یہ قول قاضی عیاض اور اصحیٰ کا غلط فاحش ہے اور نووی نے اس کی تعلیل پر تصریح کی ہے اور یہ حدیث مشہور ہے صحیح بخاری میں اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور تمام کتب حدیث میں جن پر اعتماد اور اعتبار کیا جاتا ہے اور طرق متعددہ سے باسانید کثیرہ متنوعہ مروی ہوئی صحابہؓ سے اور صرف مسلم ہی نے جن طرق سے بیان کیا ہے وہی اس کی صحیح واثبات کو کافی ہیں اور جب حدیث صحیح ہوئی اشترطوا ہو اور دعویٰ تخصیص کا بلا دلیل ہے۔

حج کا ارادہ کیا اور نبی ﷺ نے حکم فرمایا ان کو کہ اپنے احرام کو شرط کر لیں اور انہوں نے حضرت ﷺ کے حکم سے ویسا ہی کیا۔
۲۹۰۷- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ نے ضباہ کو حکم دیا۔

ضِبَاعَةٌ أَرَادَتْ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذَلِكَ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.
۲۹۰۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَضِبَاعَةَ ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنْ مَجَلِّي حَيْثُ تَخْبِسِي)) وَفِي رِوَايَةٍ إِسْحَاقُ أَمَرَ ضِبَاعَةَ.

باب: حائضہ اور نفاس والی کے احرام اور غسل کا بیان

بَابُ إِحْرَامِ النِّفْسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْإِحْرَامِ وَكَذَا الْحَائِضُ

۲۹۰۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نفاس ہوا اسماء بنتی عمیس کو محمد بن ابو بکر کے پیدا ہونے کا ذوالحلیفہ کے سفر میں سو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو کہ ان سے کہیں کہ نہائیں اور لبیک پکاریں۔

۲۹۰۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّحْرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ بِأَمْرُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَهْلُ.

☆ (۲۹۰۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام نساء اور حائضہ کا صحیح ہے اور احرام کے لیے انہیں غسل کرنا مستحب ہے اور مذہب شافعیہ اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے اور حسن اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب اور حائض اور نساء جمع افعال بجا لائیں سوا طواف اور دو رکعت طواف کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتیں احرام کی واجب نہیں اور نہ مروی ہوئی ہیں رسول اللہ سے تصریح کی ہے اس کی ابن قیم نے زاد المعاد میں۔

رسول اللہ کے حج کی بقیہ کیفیت

اور تلمیح کی رسول اللہ نے غسل کے ساتھ اور غسل بکسر فین وہ چیز ہے جس سے سرد ہو یا جائے جیسے غطی وغیرہ اور بالوں کا جھننا ہے کسی لیسہ چیز سے کہ بال پریشان نہ ہوں اور آپ نے مصلیٰ ہی پر لبیک پکاری بعد ظہر کے پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور پھر لبیک پکاری پھر جب بیدار پنے لبیک پکاری۔ ابن عباس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے آپ نے واجب کیا حج کو اپنے مصلیٰ میں اور اہلال کیا۔ اور جب اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی ہوئی جب بھی اہلال کیا جب بیدار کے ٹیلے پر چڑھے جب بھی اہلال کیا اور کبھی آپ حج اور عمرہ کے ساتھ اہلال فرماتے اور کبھی صرف حج کے ساتھ کہ عمرہ اس کا ایک جز ہے اور اسی وجہ سے یہ قول ثابت ہوا کہ آپ قارن تھے اور اسی سبب سے شبہ ہوا کہ آپ متتابع تھے اور شبہ ہوا کہ آپ نے افراد کیا تھا اور ابن حزم نے کہا کہ یہ سب قبل ظہر کے تھا اور حالانکہ یہ وہم ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ قارن تھے اور یہ سب ظہر کے بعد ہوا اور آپ نے اہلال ظہر کے بعد کیا اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے کہ احرام آپ کا ظہر کے قبل تھا اور ابن عمر نے کہا کہ شجرہ کے پاس سے آپ نے اہلال شروع کیا جب اونٹ آپ کا کھڑا ہوا اور انس نے کہا کہ نماز ظہر آپ نے پڑھی اور سوار ہوئے اور دونوں حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں اور دونوں روایتوں کے۔۔۔ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعد ظہر کے اہلال کیا اور پھر لبیک سے آواز بلند کی اور آپ کی آواز اور صحابہ نے سنی اور حکم کیا ان کو بامر اللہ تعالیٰ کہ اپنی آوازیں بلند فرمائیں تلمیح کے ساتھ اور آپ کی سواری حج میں شتر تھا پالان کے ساتھ تھے

۲۹۰۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ تَغَيَّسَتْ بِبَدْيِ الْحُلَيْفَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَهْلَ.

باب: احرام کی قسموں کا بیان

۲۹۱۰- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال میں اور لبیک پکاری ہم نے عمرہ کی پھر فرمایا رسول اللہ نے جس کے پاس ہدی ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارے اور بیچ میں احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ

بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ

۲۹۱۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ

لہ نہ حمل تھا نہ ہودج نہ عماری اور زنبیل توشہ کے نیچے بندھی تھی اور محرم کے حمل اور ہودج اور عماری پر سوار ہونے میں اختلاف ہے اور اس کے جواز میں امام احمد کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ جائز ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور ابو حنیفہ کا اور دوسرے یہ کہ منع ہے اور یہ مذہب ہے مالک کا۔ پھر رسول اللہ نے مخیر کیا اپنے اصحاب کو نیک ثلاثہ یعنی افراد و تمتع و قرآن میں پھر ترغیب دی جبکہ مکہ کے قریب پہنچے کہ حج کو اور قرآن کو فتح کر ڈالیں اور عمرہ بجالا کر احرام کھول ڈالیں جن لوگوں کے پاس ہدی (قربانی) نہیں ہے پھر مردہ کے قریب اس کا حکم حتمی فرمایا اور ذی الحلیفہ میں اسماء بن عمیس زوجہ ابو بکر صدیق کو وضع حمل ہو اور محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے تو حکم فرمایا انکو جو اس باب میں گزرا (زدالمعاد) اور ان کے قصہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے اول غسل محرم کا۔ ثانی یہ کہ حائض اپنے احرام کے لیے غسل کرے۔ ثالث یہ کہ احرام صحیح ہے حائض کا۔ پھر جب حضرت چلے اور لبیک پکارتے تھے اور صحابہ لبیک میں جو چاہتے بڑھاتے گھٹاتے تھے اور حضرت منع نہیں کرتے تھے اور سند فرماتے تھے پھر جب روحاء میں پہنچے وہاں ایک گدھا کو نیچے کٹا ہوا ملا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ اس کے مارنے والا آئے گا یہاں تک کہ وہ آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ گدھا آپ کے اختیار میں ہے آپ نے ابو بکر کو حکم کیا کہ اس کو بانٹ دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ محرم و اس شکار کا کھانا حلال ہے جو اس کے واسطے نہ مارا گیا ہو اور صاحب اس کا جس نے اس کو شکار کیا تھا شاید وہ ذی الحلیفہ پر سے نہیں گزرا جیسے ابد قنادر غیر محرم تھے (اور حال ان کا اور پر گزر چکا) اور اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جبہ میں وہ بات کہنا ضروری نہیں بلکہ کوئی بھی لفظ ہو جبہ صحیح ہو جاتا ہے اور معلوم ہوا کہ تقسیم گوشت کی ہڈیوں سمیت انداز سے جائز ہے اور معلوم ہوا کہ شکار شکاری کی ملک ہو جاتا ہے جب اس کو بھاگنے سے روک دے، اس کی ملک ہو جاتا ہے جس نے روکا ہے زخمی وغیرہ کر کے نہ کہ اس کی ملک جو پاوے۔ اور معلوم ہوا کہ گوشت جنگلی گدھے کا حلال ہے اور معلوم ہوا کہ وکیل کرنا تقسیم میں روا ہے اور معلوم ہوا کہ قاسم ایک ہونا چاہیے (زدالمعاد)۔

(۲۹۱۰) یہ احادیث سب جواز تمتع و افراد و قرآن پر دال ہیں اور اجماع ہے اس پر کہ تینوں قسمیں حج کی روا ہیں اور وہ نبی و حضرت اور حضرت عثمان سے مروی ہے اس کی توضیح آگے آئے گی۔

افراد یہ ہے کہ احرام باندھے صرف حج کا اور اس سے فارغ ہو جائے۔

تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرہ کا شہر حج میں اور اس سے فارغ ہو کر پھر اسی سال حج کرے۔

قرآن یہ ہے کہ ان دونوں کا احرام ایک ساتھ ہی باندھے۔

ہو کر حلال ہوئے۔ فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ پھر جب میں مکہ کو آئی حائض تھی اور نہ طواف کیا بیت اللہ کا نہ صفا عمرہ پھری اور اس کی شکایت کی میں نے رسول اللہؐ سے تو آپ نے فرمایا تم اپنے سر کے بال کھول ڈالو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوئے بھیجا مجھ کو رسول اللہؐ نے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کے ساتھ متعیم کی طرف اور میں نے وہاں سے عمرہ کیا اور فرمایا کہ یہ

هَذِي فَلْيَهْلُ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَجِلُّ
حَتَّى يَجِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) قَالَتْ فَقَدِمْتُ
مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطْفَأِ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((انْقُضِي رَأْسَكَ
وَأَمْسِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَذَعِي الْعُمْرَةَ))
قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ

تھے اور اسی طرح اگر ایک شخص نے احرام باندھا عمرہ کا اور پھر حج کا احرام باندھ لیا عمرہ کے طواف سے پہلے تو بھی قارن ہو گیا۔ پھر اگر احرام حج کا باندھا اور پھر احرام عمرہ کا باندھا تو اسکے لیے شافعی کے دو قول ہیں۔ اصح قول ان کا یہ ہے کہ احرام عمرہ کا صحیح نہیں اس کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ صحیح ہے اور وہ قارن ہو جاتا ہے بشرطیکہ احرام عمرہ کا احرام حج کھونے کے قبل باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل و قوف عرفات کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل فعل فرض کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل طواف قدوم کے باندھے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ ان تینوں میں افضل کون ہے۔ سو شافعی اور مالک کا اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قرآن۔ اور امام احمد دوسرے فقہاء کا قول ہے کہ افضل تمتع ہے اور ابو حنیفہ اور دوسروں کا قول ہے کہ افضل قرآن ہے۔ اور یہ دونوں مذہب آخر کے دوسرا قول ہے شافعی کا اور نووی کے نزدیک صحیح تفضیل افراد کی ہے پھر تمتع کی پھر قرآن کی اور رسول اللہؐ کے حج میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ آپ مفرد تھے یا تمتع یا قارن۔

مترجم کہتا ہے کہ ابن قیمؒ نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ آپ قارن تھے اور قرآن افضل ہے اور زاد المعاد میں اس کو خوب دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے اسی پھر فرمایا نوویؒ نے اور ہر فرقہ اپنے مذہب کے موافق حضرتؐ کے حج کو ٹھہراتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ مفرد تھے پھر احرام عمرہ کا بھی باندھ لیا بیچے اس کے اور داخل کیا اس کو حج پر اور قارن ہو گئے اس کے بعد نوویؒ نے دلائل تینوں مذہبوں کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح دی ہے قول شافعی کو کہ افراد افضل ہے پھر اس کے بعد وجہ اختلاف صحابہؓ بیان کی ہے جو رسول اللہؐ کے حج میں واقع ہوا کہ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اول احرام آپ نے افراد کا کیا اس لیے مفرد کہلائے پھر حکم تمتع کا دیا اس لیے تمتع ہوئے اور اکیلے حج کے احرام کے بعد عمرہ کے تین بھی اس میں منضم کیا اس لیے قارن کہلائے۔ غرض حالت ثانیہ آپ کی قرآن ہی تھی اور اس میں اخیار ہے اس وقت کا کہ آپ نے حکم دیا اپنے یاروں کو کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں جن کے پاس ہدی نہ ہو اور جن کے پاس ہدی تھی وہ قارن رہے اس معنی سے کہ انھوں نے عمرہ کو حج میں ملا لیا اور وہ احرام نہ کھول سکے اس لیے کہ ان کے ساتھ ہدی تھی اور آپ نے اس لیے عمرہ کو حج میں داخل کر دیا کہ اس میں دلجوئی اور تسکین تھی صحابہ کی اور اطمینان کا موجب تھا ان کے واسطے اس لیے کہ ان کے نزدیک مدت سے اشہر حج میں عمرہ بجالانا بہت برا تھا اور یہ سب ساتھ ہونے ہدی کے آپ کے یاروں کے ساتھ احرام نہیں کھول سکے اور اس عذر کو بیان فرمادیا۔ غرض آپ آخر حج میں قارن ہو چکے اور متفق ہو چکے ہیں اس پر علماء کہ جائز ہے ملانا حج کا عمرہ پر اور بعض لوگوں نے بطور شذوذ کے اس میں خلاف کیا ہے اور اس کے مانع ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ ایک احرام دوسرے احرام پر داخل نہیں ہو سکتا جیسے ایک نماز دوسری نماز میں نہیں مل سکتی اور اختلاف کیا ہے عمرہ کو حج پر ملانے میں اور اس کو اصحاب الرائے نے جائز کہا ہے (یعنی دین میں رائے کو دخل دینے والوں نے اور یہ شرف خاص ہے اہل کوفہ کے لیے) اور یہی قول ہے شافعی کا ان روایتوں کی رو سے اور بعض لوگوں نے اس کو منع کیا ہے اور نبیؐ کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت عمرہ کی ضرورت تھی

تمہارے عمرہ کی جگہ ہے پھر طواف کیا ان لوگوں نے کہ اہلال کیا تھا عمرہ کا بیت اللہ کے گرد اور پھر صفا اور مروہ پر پھر احرام کھول ڈالا پھر طواف کیا دوبارہ اس کے بعد کے لوٹ کر آویں منیٰ سے حج کر کے اور جن لوگوں نے کہ حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا (یعنی قارن تھے) انھوں نے ایک ہی طواف کیا (عمرہ و حج دونوں کی طرف سے)۔

اللَّهُ ﷻ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْتَمَرَتْ فَقَالَ ((هَذِهِ مَكَانٌ عُمَرْتُكَ)) فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مَنَى لِحَجَّتِهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

۲۹۱۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں اور کسی

۲۹۱۱- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷻ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ عَامَ حَجَّةِ

تہ اشہر حج میں (مگر نوٹی نے اس ضرورت کو بیان نہیں کیا) اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ آپ تمتع تھے مطلب ان کا یہ ہے کہ آپ نے اشہر حج میں عمرہ سے تمتع یعنی بر خورداری پائی اور اس صورت میں تمام حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور حضرت عائشہ نے پہلے توجہ کا احرام باندھا تھا جیسے اکثر رواۃ سے مروی ہے بعد اس کے حضرت نے ان کو حکم کیا کہ حج کو فتح کر کے عمرہ کر لو جیسے اور یاروں کو حکم فرمایا جنھوں کے ساتھ ہدی نہ تھی۔ اسی لیے حضرت عائشہ کے احرام میں رواۃ نے اختلاف کیا ہے کسی نے عمرہ کا کہا کسی نے حج کا۔ اور اسی روایت میں تصریح ہے اس کی کہ جب آپ حائضہ ہو گئیں تو حضرت نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا احرام باندھ لو اور اس صورت میں سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس نے حج کا احرام کہا اس نے باعتبار اول احرام کے کہا اور جس نے عمرہ کا کہا اس نے باعتبار آخر حال کے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسے باطل کر دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کے افعال میں دیر کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ اور افعال حج بجالانا شروع کر دو اس لیے کہ افعال حج جیسے وقوف عرفات ہے یا رمی جہار ہے یہ حیض کی حالت میں بھی ہو سکتی ہیں بخلاف طواف کے کہ عمرہ کا بڑا فعل ہے اور وہ مسجد کے اندر ہوتا ہے پھر وہ حائضہ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو مروی ہے ابن طاووس سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہ سے کہ انھوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور جب آئیں مکہ میں تو قبل طواف کے حائضہ ہو گئیں اور حج کا احرام باندھ لیا اور مناسک حج ادا کئے اور آپ نے منیٰ سے لوٹنے کے دن ان سے فرمایا کہ تم جو اب طواف وسیعی کرو گی اس میں حج و عمرہ دونوں کے طواف وسیعی ادا ہو جائے گی۔ غرض اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ عمرہ باقی ہے اور باطل ذلغو نہیں ہو اور دوسری روایت میں جو یہ آیا ہے کہ آپ نے جب ان کو عبدالرحمن کے ساتھ بھیجا بتعمیم کو تو فرمایا یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے ارادہ کیا کہ عمرہ ان کا حج سے جدا ہو جائے جیسے اور امہات المؤمنین وغیرہن کا ہوایا جیسے ان اصحاب کا ہو جو اپنے ساتھ ہدی نہ لائے تھے اور انھوں نے حج کو عمرہ کے حج کر دیا تھا اور پھر احرام کو کھول ڈالا اور حج کا احرام دوبارہ یوم الترویہ میں باندھا۔ غرض ان کا عمرہ الگ ہو اور حج الگ ہوا تو انھوں نے بھی ارادہ کیا کہ میرا عمرہ بھی الگ ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ بتعمیم سے ایک عمرہ لے لو اور یہ اسی عمرہ کی جگہ ہے جو تم نے کیا تھا اور یہ جو کہا کہ جن لوگوں نے حج و عمرہ کو جمع کیا ان سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف کافی ہے حج و عمرہ دونوں کی طرف سے اور عمرہ اس کا حج میں مندرج ہو جاتا ہے اور امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں اور یہی منقول ہے ابن عمرؓ اور جابرؓ اور عائشہؓ اور مالکؓ اور احمدؓ اور اسحاقؓ اور داؤدؓ سے۔ اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ لازم ہے اس کو دو طواف اور دو سعی اور وہ منقول ہے علی بن ابی طالبؓ اور ابن مسعودؓ اور شعبیؓ سے اور نخعیؓ سے۔ (کلمہ من النووی بالاختصار)۔

(۲۹۱۱) ☆ مطلب اس کا بہت تفصیل کے ساتھ اوپر گزر گیا۔

نے عمرہ کا کسی نے حج کا اہلال کیا جب مکہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا اہلال کیا اور قربانی نہیں لایا وہ احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام کیا اور قربانی لایا وہ نہ کھولے جب تک قربانی نحر نہ کر لے اور جس نے حج کا اہلال کیا وہ حج پورا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے حیض ہو گیا اور میں عرفہ کے دن تک حائض رہی اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر مجھے آپ نے فرمایا کہ چوٹی کھول ڈالو کنگھی کرو اور حج کا اہلال کرو عمرہ چھوڑ دو میں نے ایسا ہی کیا جب حج کر چکے تو میرے ساتھ عبدالرحمن کو بھیجا کہ میں متعیم سے عمرہ لاؤں وہ عمرہ جس کو میں نے پورا نہیں کیا تھا اور حج کا احرام باندھ لیا تھا اس کا احرام کھولنے کے قبل۔

۲۹۱۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نکلے ہم حجۃ الوداع میں اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا اور ہدی نہیں لائی اور آپ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج و عمرہ دونوں کا اہلال کر لے اور احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو اور میں حائضہ ہو گئی۔ پھر جب شب عرفہ ہوئی تو میں بنے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا تو اب حج کیوں کر کروں؟ فرمایا سر کھول ڈالو کنگھی کرو۔ عمرہ کے افعال سے باز رہو۔ حج کا اہلال کرو۔ پھر جب میں حج کر چکی عبدالرحمن کو حکم فرمایا وہ مجھے پیچھے بٹھالے گئے یعنی اونٹ پر اور عمرہ کروا لائے اس عمرہ کی جگہ جس کی بجا آوری افعال سے میں باز رہی تھی۔

۲۹۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ نے فرمایا جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا اہلال کرے جو چاہے حج کا جو چاہے عمرہ کا اور حضرت

الْوَدَاعِ فَمِنَا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَمِنَا مَنْ أَهَلَ بِحَجٍّ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يَهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ وَمَنْ أَهَلَ بِحَجٍّ فَلَيْتِمَّ حَجَّهُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَلَمْ أَهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَنْقِضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطُ وَأَهْلِيَ بِحَجٍّ وَأَتْرُكُ الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي بَعَثَ مَعِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أُعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَلَمْ أُحْلِلْ مِنْهَا.

۲۹۱۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ حَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ أَكُنْ سَفْتُ الْهَدْيِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)) قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلْتُ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَجَّتِي قَالَ ((أَنْقِضِي رَأْسَكَ وَأَمْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنِ الْعُمْرَةِ وَأَهْلِي بِالْحَجِّ)) قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِي أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَرَدَنِي فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَمْسَكْتُ عَنْهَا.

۲۹۱۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَهْلِيَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَهْلِيَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا اہلال کیا اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی اور بعضوں نے حج و عمرہ دونوں کا اور بعضوں نے فقط عمرہ کا اور میں انہی میں تھی۔

بِحَجِّ فَلْيَهْلُ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيَهْلُ))
قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَهْلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِحَجٍّ وَأَهْلَ بِهٖ نَاسٌ مَعَهُ وَأَهْلَ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ
وَأَهْلَ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَهْلَ بِالْعُمْرَةِ.

۲۹۱۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نکلے ہم حجۃ الوداع میں ہلال ذی الحجہ کے قریب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ارادہ کرے عمرہ کا اہلال کرے اور اگر میں ہدی نہ کرتا تو عمرہ ہی کا اہلال کرتا اور کسی نے عمرہ کا کسی نے حج کا اہلال کیا اور میں انہی میں تھی جنہوں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا۔ پھر جب مکہ آئے اور عرفہ کا دن ہوا میں حاضر ہو گئی اور ابھی میں نے عمرہ سے احرام نہیں کھولا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا اہلال کرو۔ پھر میں نے ایسا ہی کیا پھر جب شب محصب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کیا میرے ساتھ آپ نے عبدالرحمن بن ابوبکر کو بھیجا انہوں نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور وہ مجھے متتعیم لے گئے اور میں نے اہلال عمرہ کا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے حج اور عمرہ دونوں پورے کیے اور نہ اس میں قربانی واجب ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ۔

۲۹۱۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُؤَبِّقِينَ لِهَيْلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيَهْلُ)) قَالَتْ: فَكُنَّا مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهْلَ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهْلَ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَحَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَأَذْرَكَنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَجِئْ مِنْ عُمْرَتِي فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((دَعِي عُمْرَتِكَ وَانْقِضِي رَأْسَكَ وَأَمْتِشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ)) قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّنَا أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَرَدَنِي وَحَرَجَ بِي إِلَى التَّعْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللَّهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ.

۲۹۱۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:

۲۹۱۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۹۱۴) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا روا ہے اگر جانور کو طاقت ہو اور معلوم ہو کہ تینوں قسم مناسک کے روا ہیں افراد متبع و قرآن اور اس پر اجماع ہے تمام اہل اسلام کا اور شب محصب بعد لیام تشریق کے ہے جس رات محصب میں آپ نے شب کاٹی اور منی سے کوچ کیا اور تاریخ مدینہ سے چلنے کی اوپر بیان ہو چکی ہے اور یہ جو فرمایا حضرت عائشہ نے کہ نہ اس میں قربانی ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ یہ مشکل ہے اس لیے کہ قارن اور متبع دونوں پر قرآنی ہے اور تاویل اس کی یہ ہے کہ اس کی قربانی سے مراد وہ قربانی ہے جو بسبب ارتکاب مخطورات کے لازم آتی ہے جیسے خوشبو لگانا حالت احرام میں یا منہ ڈھانپ لینا یا شکار کرنا یا بال اکھاڑنا یا ناخون لینا وغیرہ ہے۔ غرض مطلب یہ ہے کہ ان وجوہ سے کوئی قربانی لازم نہیں آتی اور یہ تاویل مختار ہے نووی نے اسی پر تصریح کی ہے۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِهَيْلَالِ ذِي الْحِجَّةِ لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيَهْلُ بِعُمْرَةٍ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ .

۲۹۱۶- اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو اوپر حدیث کا بیان ہوا۔ عروہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حج و عمرہ پورا کیا۔ اور حضرت ہشام کی روایت میں ہے کہ اس میں کوئی قربانی روزہ یا صدقہ واجب نہیں ہوا۔

۲۹۱۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلَ مِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ .

۲۹۱۷- وہی مضمون ہے آخر میں یہ ہے کہ جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ دونوں کا انھوں نے احرام نہیں کھولا مگر جب نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذوالحجہ کی)۔

۲۹۱۷- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهْلَ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهْلَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهْلَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهْلَ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ .

۲۹۱۸- حضرت عائشہ نے فرمایا ہم نکلے آپ کے ساتھ اور خیال نہیں کرتے تھے مگر حج کا (اس لیے کہ عمرہ یا مہج میں بر اجانتے تھے

۲۹۱۸- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى

(۲۹۱۸) ☆ اس سے معلوم ہو گیا کہ حائضہ اور نساء کو حج افعال حج سوا طواف کے روا ہیں جیسا اوپر گزر گیا اور صرف ایک مقام ہے مکہ سے قریب کئی میل پر اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے بخاری نے کہ حیض حج عورتوں پر آتا ہے بخلاف اس کے جو قائل ہے کہ یہ بلا بنی اسرائیل سے شروع ہوئی اور بخاری نے اس قائل پر انکار کیا ہے اور استدلال بخاری کا صحیح ہے اور معلوم ہوا کہ حائضہ کو غسل مسنون جیسے احرام کا غسل ہے اور معلوم ہوا کہ طواف حائضہ کا صحیح نہیں۔ اور یہ بالاتفاق مسلم ہے مگر اس کی علت میں اختلاف ہے یہ سب اختلاف در اشتراط طہارت در طواف۔ سو امام مالک اور شافعی اور احمد نے کہا ہے کہ طہارت شرط طواف ہے اور ابو حنیفہ نے کہا شرط نہیں ہے اور یہی مذہب ہے

جہالت کے دنوں میں کہ حضرت نے اس خیال کو مٹایا) جب سرف میں آئی میں حائضہ ہو گئی اور رونے لگی حضرت نے آکر پوچھا کیا تم کو حیض ہوا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو آدم کی بیٹیوں کے لیے اللہ نے لکھ دیا ہے سو اب تم حج کے کام کرو سوا طواف کے کہ وہ غسل کے بعد کرنا اور آپ نے اپنی بیٹیوں کی طرف سے قربانی کی گائے کی۔

۲۹۱۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ ام المؤمنین مبراة من فوق السماء فرماتی ہیں کہ ہم نکلے رسول اللہ کے ساتھ نہیں خیال کرتے تھے ہم مگر حج کا۔ پھر جب سرف میں آئی میں حائضہ ہوئی اور رسول اللہ آئے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے سب پوچھا میں نے عرض کیا کہ کاش اس سال نہ آتی۔ آپ نے فرمایا

إِذَا كُنَّا بِسَرِفٍ أَوْ قَرِيْبًا مِنْهَا حِضْتُ فَنَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((أَنْفِسْتِ)) يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((إِنَّ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِأَبْنَيْتِ حَتَّى تَغْتَسِلِي)) قَالَتْ وَضَحَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقْرِ.

۲۹۱۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِئْتُ فَنَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((مَا يُبْكِيكِ)) فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَوِ دِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ

تہ ہے داؤد کا۔ غرض جس نے طہارت کو شرط کہا ہے اس کے نزدیک عدم طہارت کے سبب سے طواف حائضہ باطل ہے اور جنہوں نے اسے شرط نہیں کیا انہوں نے کہا کہ طواف سے حائضہ اس لیے روکی گئی ہے کہ اسے مسجد میں ٹھہرنا پڑتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ آپ نے قربانی کی بیٹیوں کی طرف سے اس میں احتمال ہے کہ آپ نے پوچھ لیا ہوا اس لیے کہ قربانی غیر کی طرف سے بغیر اس کے پوچھے صحیح نہیں ہوتی۔ اور امام مالک نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قربانی گائے کی اونٹ سے افضل ہے اور شافعی کے نزدیک اونٹ افضل ہے اس لیے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن اول ساعت میں آئے وہ ایسا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والا اور اس حدیث سے شافعی نے استدلال کیا ہے اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حج عورت پر واجب ہے جب استطاعت راہ کی ہو۔ اور محرم کا ساتھ ہونا یہ بھی استطاعت میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ زوج حج نفل سے زوجہ کو روک سکتا ہے۔ رہا حج فرض تو جمہور کا قول ہے کہ نہیں روک سکتا۔ اور شافعی کے دو قول ہیں ایک جمہور کے موافق اور اصح قول ان کا یہ ہے کہ وہ علی الفور واجب نہیں اور اصحاب شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ عورت کو مستحب تو یہی امر ہے کہ شوہر کے ساتھ حج کرے جیسا احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اب چونکہ زمانہ فتنہ کا ہے لہذا اگر اس کے وجوب پر فتویٰ دیا جائے تو بھی شاید بنظر مصلحت بعید نہ ہو۔

(۲۹۱۹) امام ابن قیم نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ فقہاء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے جس کی بناقتہ حضرت عائشہ ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ عورت جب احرام باندھے عمرہ کا اور حائضہ ہو جائے اور طواف نہ کر سکے قبل وقوف عرفات کے تو احرام عمرہ کا توڑ دے اور حج مفرد کا اہلال کرے یا حج کو عمرہ میں ملائے اور قارن ہو جائے۔ سو فقہائے کوفہ نے جیسے امام اعظم اور ان کے اصحاب ہیں انہوں نے کہا ہے کہ عمرہ توڑ دے اور حج کو عمرہ میں ملا دے۔ یہ مذہب ہے اہل حدیث کا جیسے امام احمد اور ان کے اتباع ہیں اور کوفیوں نے عرہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا حضرت عائشہ سے کہ تم اپنے عمرہ کو چھوڑ دو اور چوٹی کھول ڈالو اور اخیر میں فرمایا کہ یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے اور یہ روایت مع ترجمہ کے اوپر گزر چکی ہے۔ غرض یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ متمتع تھیں اور دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے عمرہ چھوڑ دیا اور احرام حج کا باندھ لیا اور اگر وہ اپنے احرام پر باقی رہیں تو کٹھمی کرنا ان کو روانہ ہوتا اور اسی لیے جب وہ عمرہ مستحب سے لائیں تو حضرت نے

شاید تم کو حیض ہوا۔ میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا یہ بلا تو اللہ پاک نے آدم کی سب لڑکیوں کے لیے لکھی ہے تو اب تم وہی کرو جو حاجی کرتا ہے۔ بجز اس کے کہ طواف نہ کرو بیت اللہ کا جب تک پاک نہ ہو۔ فرماتی تھیں کہ پھر جب ہم مکہ میں آئے رسول اللہ نے فرمایا اپنے یاروں کو کہ اس احرام کو عمرہ کر ڈالو۔ سولوگوں نے احرام کھول ڈالا یعنی عمرہ کر کے مگر جس کے ساتھ ہدی تھی اور نبی کے ساتھ ہدی تھی اور ابو بکر و عمر اور مالداروں کے ساتھ بھی۔ پھر احرام باندھا انھوں نے (یعنی جنھوں نے کھول ڈالا تھا) جب چلے یعنی حج کو فرمایا عائشہ نے کہ جب دن ہوا نحر کا تو میں پاک ہوئی

قَالَ ((مَا لَكَ لَعَلَّكَ نَفْسَتْ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ أَفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهَرِي)) قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ ((اجْعَلُوهَا عُمْرَةً)) فَأَحَلَّ النَّاسُ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْبَسَارَةِ ثُمَّ أَهْلُوا حِينَ رَأَوْا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ طَهَّرْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ

نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے پھر اگر عمرہ اول باقی رہتا تو آپ یہ کیوں فرماتے کہ یہ اس کا بدلہ ہے بلکہ عمرہ تحميم ایک عمرہ مستقلہ ہوتا اور اہل حدیث نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اگر تم تامل کرو اس روایت میں اور سب الفاظ و عبارات کو جو اس میں بطریق مختلفہ مروی ہوئے ہیں اس میں غور کرو تو بخوبی واضح ہو جائے کہ وہ قارن تھیں اور انھوں نے عمرہ کو نہیں چھوڑا تھا۔ چنانچہ مسلم کی روایتوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ جب حضرت عائشہ نے حج کا طواف کیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ طواف تمہارے حج اور عمرے دونوں کو کافی ہے اور انھوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں ظلمان ہے کہ میں نے جب تک حج نہیں کیا طواف نہیں کیا اس پر آپ نے عبدالرحمن سے فرمایا کہ ان کو تحميم لے جاؤ اور طواف اس کی روایت میں بھی یہی ہے کہ آپ نے منی سے کوچ کے دن فرمایا کہ تمہارے یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہوگا۔ غرض یہ نصوص صریحہ دال ہیں کہ وہ قارن تھیں اور حج و عمرہ دونوں کو انھوں نے ادا کیا۔ چنانچہ اوپر تصریح کی ہے کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور دال ہیں یہ نصوص کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور بصر اہت دال ہیں کہ انھوں نے عمرہ ترک نہیں کیا اور احرام اس کا باقی ہے مگر اس کے افعال بجالانے میں دیر کی اور یہ جو فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو اس میں البتہ اشکال ہے اور اس کے حل میں فقہاء کے چار مسلک ہیں۔

مسلک اول:- یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے عمرہ کے ترک کی جیسے حنیفہ کا قول ہے۔
مسلک ثانی:- یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے اس کی کہ محرم کو اپنی کنگھی کرنا روا ہے اور کنگھی کے منع ہونے پر نہ کوئی دلیل کتاب سے ہے نہ سنت سے نہ اجماع امت سے اور یہ قول ابن حزم وغیرہ کا ہے۔

مسلک ثالث:- یہ ہے کہ اس لفظ کو رد کرنا اور کہنا کہ یہ لفظ فقط عروہ نے بیان کیا ہے اور تمام راویوں کے خلاف کہا ہے اور طواف اس و قاسم و ابودود وغیرہم نے یہ روایت بیان کی ہے مگر کسی نے یہ لفظ نہیں کہا کہ آپ نے سر کھولنے اور کنگھی کرنے کو فرمایا ہو اور اس گروہ نے کہا ہے کہ حماد نے زید سے اس نے ہشام سے اس نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا مجھ سے کئی شخصوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم اپنا عمرہ چھوڑ دو اور سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو۔ غرض اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سر کھولنے کی بات عروہ نے خود حضرت عائشہ سے نہیں سنی۔

مسلک رابع:- یہ ہے کہ عمرہ چھوڑ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے حال پر رہنے دو اور یہ مراد نہیں ہے کہ بالکل لٹے

اور مجھے آپ نے حکم فرمایا سو میں نے طواف افاضہ کیا اور ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی ہے۔ پھر جب شب محصب ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ حج اور عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ تب آپ نے حکم فرمایا عبدالرحمن بن ابوبکر کو انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے بٹھالیا اور فرماتی ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے اور میں ان دنوں کم سن لڑکی تھی اور اونگھ جاتی تھی اور میرے منہ میں کجاوہ کے پیچھے کی لکڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ تنعمیم پہنچے اور وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرہ کے بدلے میں جو اور لوگوں نے کیا تھا۔

۲۹۲۰- اس سند سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور مالداروں کے ساتھ بھی تھی۔ پھر ان لوگوں نے اہلال کیا جب چلے اور نہ یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہو کہ میں کم سن لڑکی تھی اوٹھتی تھی

فَأَفْضَتْ قَالَتْ فَأَتَيْنَا بَلْحَم بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالُوا أَهْدَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَأَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَأَرَدَنِي عَلَى حِمْلِهِ قَالَتْ قَبَانِي لَأَذْكَرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثُ السُّنَنِ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتَّى حَمْنَا إِلَى التَّعِيمِ فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا.

۲۹۲۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرَفٍ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْمَاجِشُونَ غَيْرَ أَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ

ترک کر دو اور اس کی دو لیلیں بڑی پکی ہیں۔ اول یہ فرمانا آپ کا طواف افاضہ کے وقت کہ یہ طواف تمہارا تمہارے حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ بالکل باطل نہیں ہوا۔ دوسرے یہ فرمانا آپ کا کافی ہے کونسی فی عمرتک یعنی اپنے عمرہ میں رہو اور یہ جو آپ نے فرمایا عمرہ صحیح کو کہ یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین نے چاہا کہ ایک عمرہ مفرد بجالائیں اور آنحضرت نے ان کو خبر دی کہ طواف تمہارا تمہارے حج و عمرہ دونوں کو کافی ہو گیا اور عمرہ حج میں داخل ہو گیا تو انہوں نے اصرار کیا جیسے اور امہات المومنین کا عمرہ ہوا یا ان لوگوں کا جو ہدی نہ لائے تھے کہ ان کے عمرہ کا احرام الگ اور حج کا احرام الگ تھا ایسا ہی میرا بھی ایک عمرہ احرام کے ساتھ ہو جائے پھر جب صحیح سے عمرہ لائیں تو آپ نے فرمایا یہ ویسا ہی عمرہ ہے جیسا تم نے چاہا تھا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ نے پہلے پہل احرام کس کا باندھا تھا اور اس میں دو قول ہیں اول یہ کہ عمرہ مفردہ کا احرام تھا اور یہی صواب ہے اس لیے کہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ حضرت نے صحابہ کو تینوں نسک کی اجازت دی اور فرمایا کہ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی عمرہ ہی کا احرام باندھتا اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ عمرہ رہنے دو اور حج کا احرام باندھو یہ بھی اسی پر دال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے اول احرام حج کا باندھا تھا اور مفردہ تھیں۔ چنانچہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ روایت کی قاسم بن محمد اور اسود بن یزید اور عروہ ان سب لوگوں نے حضرت عائشہ سے وہ بات جو دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے احرام حج کا باندھا تھا نہ کہ عمرہ کا۔ پھر دلائل ان کے بیان کئے اور مذہب اول کو ثابت کیا اور آخر میں کہا کہ محرم کو اگر چہ ہال اکھاڑنا منع ہے مگر کنگھی کرنا کس نے منع کیا ہے اور کنگھی میں نزاع ہے اور وہ البتہ محل اجتہاد ہے (زاد المعاد)

اور میرے منہ میں کجاوے کی لکڑی لگ جاتی تھی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهْلُوا حِينَ رَأَوْا وَلَا قَوْلَهَا وَأَنَا حَارِيَّةٌ حَدِيثَةُ الدُّسْنِ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤَخَّرَةَ الرَّحْلِ.

۲۹۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد کیا حج کا۔

۲۹۲۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۹۲۲- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نکلے ہم رسول اللہ کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے حج کی حج کے مہینوں میں اوقات و مواضع حج میں (یا ممنوعات شرعیہ حج سے بچتے ہوئے) اور حج کی راتوں میں (مرا اس سے یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا الحج اشہر معلومات اور امام شافعی اور جماہیر علماء کے نزدیک صحابہ و تابعین سے اور اسلاف صالحین سے حج کے مہینے شوال اور ذیقعدہ اور دس راتوں

۲۹۲۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْلِينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِي حُرْمِ الْحَجِّ وَتِلْيَةِ الْحَجِّ حَتَّى نَزَلْنَا بِسَرْفَ فَبَجَرَ حِجَابِي إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَذَا فَأَحَبُّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً

(۲۹۲۱) ☆ حضرت عائشہ اور ابن عمر سے جو یہ مروی ہے کہ رسول اللہ نے افراد کیا حج کا اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں اول یہ کہ صرف حج کا اہل کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ عمل میں افراد کیا ہو یعنی حج و عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی بجالائے ہوں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی حج کیا بعد ہجرت کے اور دوسرا حج نہیں کیا بخلاف عمرہ کے کہ وہ چار بار کیا اور صحیح معنی افراد حج کے وہی دوسرے معنی ہیں اور یہاں ابن عمر کے قول میں وہی معنی مراد ہیں کہ افعال دونوں کے ایک ہی بار بجالائے اور اس میں سب رواجوں میں توفیق بھی ہو جاتی ہے اور حضرت کی شان کے لائق بھی ہے اس نظر سے کہ آپ اپنی امت پر رفق اور آسانی چاہتے تھے اور اسی آسانی کی راہ سے آپ نے حضرت عائشہ کو بھی فرمایا تھا کہ تمہارا یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج و عمرہ دونوں کو کافی ہے۔ اور اس صورت میں ان رواجوں کی تاویل نہیں کرنی پڑتی جن میں قرآن و تہج کی تصریح آئی ہے (زاد المعاد)۔

(۲۹۲۲) ☆ قولہ اور آپ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو انخ زاد المعاد میں ہے کہ پہلے رسول اللہ نے صحابہ کو اختیار دیا نیک خلاش میں پھر جب مکہ کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ جو لوگ حج اور قرآن کا احرام باندھے ہیں اور ہدی نہیں لائے وہ اس کو فتح کر دیں عمرہ کے ساتھ پھر مردہ پہنچ کر بطریق وجوب کے ان کو حکم دیا۔

قولہ اور فرمایا کہ اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جائے انخ زاد المعاد میں ہے کہ رسول اللہ کے عمروں میں ایک بھی ایسا عمرہ نہیں ہے کہ آپ نے مکہ سے باہر نکل کر حل سے عمرہ کا احرام باندھا ہو جیسے آج کل لوگ کیا کرتے ہیں اور آپ کے تمام عمرے وہی تھے جو مکہ میں باہر سے آنے والے کے ہوتے ہیں (یعنی ان پر قیاس کرنا مکہ والوں کے عمرہ کا جو ساکنان مکہ ہیں اور ان کو حکم دینا کہ حل میں جا کر احرام باندھیں قیاس صح الفارق ہے) اور حالانکہ رسول اللہ بعد وحی کے تیرہ برس مکہ میں مقیم رہے مگر ہرگز ان سے یہ مروی نہیں ہوا کہ آپ نے اس مدت میں کبھی مکہ سے حل میں جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آپ نے جو عمرہ کیا ہے اور اس کو مشروع ٹھہرایا ہے وہ اس شخص کا عمرہ ہے جو باہر سے مکہ میں آوے نہ اس کا جو کہ مکہ میں رہتا ہو کہ وہ باہر نکل کر احرام باندھے اور یہ آپ کے زمانے میں کسی نے بھی نہیں کیا سوا حضرت عائشہ کے علی

ہیں ذی الحجہ کی کہ تمام ہوتی ہیں نحر کی رات کی صبح تک یعنی دسویں تاریخ کی صبح تک اور امام مالک سے بھی یہی مروی ہے اور مشہور روایت مالک کی یہ ہے کہ وہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ کا سارا مہینہ ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس اور ابن عمر سے اور مشہور روایت ان دونوں کی وہی ہے جو ہم نے اوپر جماہیر سے نقل کی (یہاں تک کہ سرف میں اترے اور آپ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو تو میرے نزدیک بہتر ہے کہ وہ اس احرام کو عمرہ کر لے اور جس کے ساتھ ہدی ہو وہ نہ کرے۔ سو بعض لوگوں نے اس پر عمل کیا اور بعضوں نے نہیں (اس لیے کہ امر و وجوب کے طور پر نہ تھا بلکہ استحباب کے طور پر تھا) حالانکہ ان کے ساتھ ہدی نہ تھی (مگر تاہم وہ احرام حج ہی کا باندھے رہے اور نیت حج ہی کی رہی) اور رسول اللہ کے ساتھ تو ہدی تھی اور ان لوگوں کے ساتھ بھی جن کو طاعت تھی ہدی کی اور رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا تم روتی کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے جو یاروں سے فرمایا میں نے سنا کہ آپ نے عمرہ کا حکم دیا (اور میں اس کی بجا آوری سے

فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا)) فَمِنْهُمْ
الَّذِي بَهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ
هَدْيٌ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ
لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ ((مَا
يُنْكِيكَ)) قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ
أَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ ((وَمَا
لَكَ)) قُلْتُ لَأُصَلِّيَ قَالَ ((فَلَا يَضُرُّكَ
فَكُونِي فِي حَجِّكَ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ
يَرْزُقَكِيهَا وَإِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ
اللَّهُ عَلَيْكَ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ)) قَالَتْ
فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتَّى نَزَلْنَا مِنِّي
فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْصَبَ فَدَعَا عَبْدَ
الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ ((اخْرُجْ

لہ حالانکہ ہزاروں صحابہ آپ کے ساتھ تھے اور وہ حضرت عائشہ کے فعل کی یہ تھی کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حاضر ہو گئیں اور آپ نے حکم کیا عمرہ پر حج کو ملاو اور وہ فارغ ہو گئیں۔ اور حضرت نے فرمایا کہ تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا تو انہیں یہ ملال ہوا کہ اور یہاں تو حج اور عمرہ دونوں مستقل (یعنی الگ الگ احرام سے) ادا کر کے جاتی ہیں اس لیے کہ وہ متمتع تھیں اور ان کو حیض بھی نہیں آیا اور انہوں نے قرآن بھی نہیں کیا اور میں ایسے عمرہ کے ساتھ جاتی ہوں جو حج کے ضمن میں ہوا ہے اس سے ان کو ملال ہو تو آپ نے ان کے بھائی کو حکم دیا کہ صحیح سے عمرہ کر لاؤ کہ ان کا دل خوش ہو جائے اور حالانکہ نہ رسول اللہ نے وہاں سے عمرہ کیا اس حج میں نہ اور کسی صحابی نے جو آپ کے ساتھ تھے اتنی۔

فرض اس کلام سے یہ ہے کہ آج کل جو مکہ کے لوگ احرام عمرہ کے لیے حل میں جانا واجب جانتے ہیں اور احرام اس کا مکہ کے اندر نہیں جانتے یہ خلاف ہے اور قصہ حضرت عائشہ سے استدلال ان کا باطل ہے اس لیے کہ فعل کو عموم نہیں علی الخصوص جب اس فعل کی ایک علت خاص پائی جائے اور وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور کلمہ رسول اللہ کا ہمارے لیے علی العموم موجود ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو ارادہ رکھتا ہو حج اور عمرہ کا اور میقات کے اندر ہو وہ وہیں سے جہاں رہتا ہے بیک پکارے یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے اور یہ لفظ حدیث باسانید متعدد باب المواقیب میں مسلم کے اوپر گزر چکا۔ پس مکی کو احرام عمرہ کے لیے حل میں جانا ضروری نہیں۔ وذلك المقصود۔

بہ سبب حیض کے مجبور ہوں) آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کی کہ میں نماز نہیں پڑھتی (یہاں سے معلوم ہوا کہ حیض کو بے نمازی آگئی بولنا مستحب ہے کہ اس میں حیا اور تہذیب ہے اور یہ اصطلاح گویا اسی حدیث سے نکلی ہے)۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیا نقصان ہے؟ تم حج میں مشغول رہو (یعنی ابھی افعال عمرہ میں تاخیر کرو اگرچہ احرام عمرہ کا ہے) تو اللہ سے امید ہے کہ تم کو وہ بھی عنایت فرمادے اور بات تو یہ ہے کہ آخر تم آدم کی اولاد ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر بھی لکھا ہے جو ان سب پر لکھا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص حیض اور ابتداء اس کی بنی اسرائیل سے باطل ہے)۔ پھر فرماتی ہیں کہ میں حج میں نکلی اور ہم منیٰ میں اترے اور میں پاک ہوئی اور طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہؐ محصب میں اترے اور آپ نے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ اور وہ عمرہ کا احرام باندھے (اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں کہ مکے والا جب عمرہ کرے تو حل میں یعنی حرام سے باہر جا کر احرام باندھے اور روا نہیں ہے کہ حرم ہی سے احرام باندھ لے اور اگر اس نے حرم ہی میں احرام باندھا اور پھر حل میں گیا طواف سے پہلے تو بھی کافی

بَأَخِيكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتَهَلِّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لَتَطْفُ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُكُمْ مَا هَا هُنَا))
قَالَتْ فَحَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طَفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ ((هَلْ فَرَعْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ فَأَذَّنَ فِي أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ عَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

لہ اور مسک الختام میں ہے کہ صاحب سبل نے کہا ہے کہ اہل مکہ عام ہیں خواہ ساکنان مکہ ہوں یا مجاوران مکہ یا واردان مکہ اور احرام حج کے لیے باندھا ہو یا عمرہ کے لیے اور اس سے معلوم ہوا کہ میقات عمرہ کی اہل مکہ کے لیے مکہ ہی ہے جیسے حج کی مکہ ہی ہے اور اسی طرح میقات قرن کی بھی مکہ ہی ہے مگر محبت طبری نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کسی کو کہ اس نے مکہ کو عمرہ کی میقات کہا ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے خود میقات عمرہ کی یہی مکہ ٹھہرایا ہے اسی حدیث کی رو سے (جس کا کٹوا ہم مسلم سے ابھی لکھ چکے ہیں)۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا اے اہل مکہ جو کوئی تم میں سے چاہے کہ عمرہ بجلائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے اور اس کے درمیان میں بطن خسر کو کر لے۔ اور یہ بھی کہا کہ جو ارادہ کرے اہل مکہ سے عمرہ کا وہ تنہم کو جائے اور حرم سے باہر ہو جائے۔ پس یہ آثار موقوفہ ہیں اور حدیث مرفوع صحیح کے مقابل نہیں ہو سکتے اس کے بعد حضرت عائشہؓ کی صحیح جاننے کی وہی وجہ بیان کی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں پھر کہا اس حدیث میں حضرت عائشہؓ سے یہ نہیں ثابت ہو تا کہ عمرہ بغیر حل کے جائے صحیح نہیں اس شخص کے لیے جو مکہ میں رہتا ہے اور جب اس میں یہ احتمال نکل آیا تو وہ اور بھی حدیث مسلم مذکور کے مقابل اور برابر نہیں ہو سکتی۔ اور طحاویؒ نے کہا ہے میں نہیں جانتا کہ جو لوگ صحیح سے عمرہ لاتے ہیں وہ ثواب پاتے ہیں یا عذاب۔ لوگوں نے کہا عذاب کیوں پانے لگے؟ انھوں نے کہا بیت اللہ اور اس کا طواف چھوڑ کر چار میل جاتے ہیں اور اس مدت میں دو سو طواف کر سکتے لہ

ہے اور اس پر دم واجب نہیں اور اگر حرم میں احرام باندھ کر بھی حل میں نہ نکلا اور طواف و سعی اور حلق کیا تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ عمرہ اس کا صحیح نہیں جب تک کہ حل کی طرف نہ نکلے پھر طواف و سعی کرے اور حلق اور دوسرا یہ ہے کہ عمرہ صحیح ہے مگر اس کا دم لازم آتا ہے۔ یعنی ایک بکری) اس لیے کہ اس نے میقات کو ترک کیا اور علماء نے کہا ہے کہ واجب ہے حل کی طرف نکلنا تاکہ نسک اس کا حل و حرم دونوں میں ہو جائے جیسے حاجی دونوں میں جاتا ہے اور عرفات میں وقوف کرتا ہے اور وہ حل میں ہے پھر مکہ میں داخل ہوتا ہے طواف وغیرہ کے لیے۔ یہ تفصیل ہے مذہب شافعی کی اور یہی کہا ہے جمہور علماء نے کہ واجب ہے نکلنا حل کی طرف عمرہ کے احرام کے لیے جدھر سے حل قریب ہو۔ اور امام مالک ہی کا مذہب ہے کہ احرام عمرہ کا تنعیم سے ہے اور معتبرین کی میقات وہی ہے۔ مگر یہ قول شاذ و مردود ہے اور جماہیر کا وہی قول ہے کہ تمام جوائب حل کے برابر ہیں خواہ تنعیم ہو یا اور کوئی (نووی) اور طواف کرے بیت اللہ کا اور فرمایا آپ نے کہ میں تم دونوں کا منتظر ہوں یہیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم دونوں نکلے اور میں نے لبیک پکاری اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی اور ہم آئے رسول اللہ کے پاس اور آپ اسی منزل میں تھے رات میں پھر آپ نے فرمایا کہ تم فارغ ہو گئیں۔ میں

نہ ہیں اور ہر طواف ان کا اس آمد و رفت بے معنی سے افضل و بہتر ہے اگرچہ یہ کلام ان کا تفضیل میں طواف کے ہے عمرہ پر۔ مترجم کہتا ہے کہ تاہم دلالت کرتا ہے اس آمد و رفت کے بے معنی ہونے اور بلا وجہ اور لاشے ہونے پر۔ اتنی ماقال المترجم۔ اور امام احمد نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے عمرہ کو مکہ میں طواف سے افضل کہا ہے بعض نے مکہ میں رہنا اور طواف کو افضل کہا ہے اور اصحاب احمد کے نزدیک عمرہ کے واجب مکہ سے احرام باندھنے تو صحیح ہے مگر اس پر دم لازم آتا ہے اس لیے کہ اس نے میقات سے احرام کو ترک کیا اور صاحب مسک الحتام نے کہا کہ واجب کہنا دم کو اس پر بے دلیل ہے۔ اتنی ماقال فی المسک المختام۔ غرض مترجم حقیر کے نزدیک مختار یہی ہے کہ کئی کو احرام عمرہ سے پابند حنا بقول رسول اللہ کے جائز ہے اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ حل میں نکلے اور قضیہ حضرت عائشہؓ مثبت وجوب نہیں ہو سکتا اور اگرچہ بڑے بڑے لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر الحق اکبر من هؤلاء۔

نے عرض کی کہ ہاں آپ نے اپنے اصحاب میں کوچ پکار دی اور نکلے اور بیت اللہ پر سے گزرے اور طواف کیا (یہ طواف وداع کیا) نماز صبح سے پہلے پھر مدینہ کو چلے۔

۲۹۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ بعض لوگوں نے ہم میں سے ہلال کیا تھا حج مفرد کا اور بعضوں نے قرآن کیا تھا اور بعضوں نے تمتع۔

۲۹۲۴- قاسم نے کہا کہ حضرت عائشہ حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

۲۹۲۵- عمرہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے سنا کہ فرماتی تھیں ہم نکلے رسول اللہ کے ساتھ جب پانچ تاریخیں ذی قعدہ کی باقی رہ گئیں اور ہم خیال حج ہی کا کرتے تھے یہاں تک کہ جب مکہ کے پاس آئے تو آپ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ طواف وسعی کے بعد احرام کھول ڈالے (یعنی حج کو عمرہ کر دے)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر ہمارے پاس نحر کے دن یعنی دسویں تاریخ گائے کا گوشت آیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔ پھر میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی (یہ قول یحییٰ کا ہے) انھوں نے کہا تم نے خوب برابر جیسے تھی ویسے ہی روایت کی۔

۲۹۲۶- حضرت یحییٰ سے بھی اس کی مثل حدیث موجود ہے۔

۲۹۲۷- حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! لوگ مکہ سے لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ (یعنی حج

۲۹۲۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مِمَّا مَنَ أَهْلٌ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَمِمَّا مَنَ قَرَنًا وَمِمَّا مَنَ تَمْتَعًا.

۲۹۲۴- عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَاءَتْ عَائِشَةُ حَاجَةً.

۲۹۲۵- عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِحِمْسٍ بَقِيَيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَجِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَدُعِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمٍ بَقِرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقِيلَ ذَبِحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ.

۲۹۲۶- عَنْ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۹۲۷- عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ح وَعَنْ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَصْدُرُ النَّاسُ

(۲۹۲۳) یعنی پہلے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر بوجہ حیض کے عمرہ کو چھوڑ دیا اور حج کا اہلال کیا مکہ سے اور یہ کہنا صحیح ہو گیا کہ وہ حج کو آئی تھیں اس لیے کہ اگر حیض نہ بھی ہوتا تو عمرہ کے بعد ضرور حج ادا کرتیں جیسے تمتع کو کہہ سکتے ہیں کہ حج کو آیا ہے اگرچہ اول احرام اس کا عمرہ ہی ہوتا ہے۔ (۲۹۲۷) یعنی حضرت نے فرمایا کہ وہاں سے لوٹتے وقت فلاں مقام پر ہم سے ملنا اور اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے ثواب تکلیف اور مشقت اور نفقہ کے موافق گنتے بڑھتے ہیں۔ مگر نفقہ سے وہی نفقہ مراد ہے جو شرع میں منع نہ ہو اور تکلیف وہ جو حد رہبانیت اور بدعت کو نہ پہنچے۔

اور عمرہ جداگانہ کے ساتھ) آپ نے فرمایا تم ٹھہرو جب تم پاک ہوگی تو تتعیم کو جانا اور لبیک پکارنا اور پھر ہم سے فلاں فلاں مقام میں ملنا۔ گمان کرتا ہوں میں کہ آپ نے فرمایا کل کے روز اور ثواب تمہارے اس عمرہ کا تمہاری تکلف اور خرچ کے موافق ہے۔

۲۹۲۸- ابن عون سے روایت ہے کہ ان دونوں کی حدیث مجھ پر غلط ملط ہو گئی۔ حدیث یہ ہے کہ بے شک ام المؤمنینؓ نے فرمایا اے رسول اللہ! لوگ لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ۔ آگے وہی حدیث ہے۔

۲۹۲۹- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں اور سب لوگ نکلے رسول اللہ کے ساتھ اور ہمارا حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہ تھا پھر جب سب لوگ مکہ میں آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے۔ غرض ان لوگوں نے کھول ڈالا اور آپ کی بیبیاں ہدی نہیں لائی تھیں۔ سو انھوں نے بھی احرام کھول ڈالا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حیض ہوا اور میں نے طواف نہیں کیا پھر جب شب صبح ہوئی تو میں نے عرض کی آپ سے کہ لوگ توجع و عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے۔ آپ نے فرمایا کیا جن راتوں کو ہم مکہ میں آئے تھے تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ نہیں

بُنُسْكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسْكٍ وَاجِدُ قَالَ ((اَنْتَظِرِي فَاِذَا طَهَّرْتِ فَاخْرُجِي اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَهْلِي مِنْهُ ثُمَّ اَلْقِينَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اَظْنُهُ قَالَ غَدًا وَلَكِنَّهَا عَلَي قَدْرٍ نَصَبِكَ اَوْ قَالَ نَفَقَتِكَ))

۲۹۲۸- عَنِ الْقَاسِمِ وَابْرَاهِيمَ قَالَ لَا اَعْرِفُ حَدِيثَ أَحَدِهِمَا مِنَ الْآخِرِ أَنْ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسْكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۲۹۲۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَطَوَّفْنَا بِالنَّبِيِّ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقٍ الْهَدْيِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقٍ الْهَدْيِ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسْفُرْنَ الْهَدْيِ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالنَّبِيِّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ

(۲۹۲۹) ہم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف واداع حائضہ پر واجب نہیں اور نہ اس کو انتظار طہر کا اس کے لیے ضروری ہے اور نہ اس کا اس کی وجہ سے دم لازم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور تمام علماء کا کافہ مگر جو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے خلاف بعض سلف کا وہ قول شاذ و مردود ہے اتنی۔ زاد المعاد میں ہمارے شیخ ابن القیم فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ جو حضرت صدیقہ محبوبہ محبوب خدا تتعیم سے لائی ہیں اس میں فقہاء امت کے چار مسلک ہیں۔

اول یہ کہ عمرہ صرف ان کا دل خوش کرنے کے لیے تھا اور انہیں تو طواف اور سعی ان کے عمرہ اور حج دونوں کو کافی ہو گئی تھی۔ دوسرے یہ کہ جب وہ حائضہ ہوئیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دیں اور حج مفرد بجالائیں پھر حج کے بعد اس کی قضا کا حکم دیا اور عمرہ تتعیم قضا تھی عمرہ سابقہ کی اور یہ مسلک ہے ابو حنیفہ اور ان کے اتباع کا اور اس قول کے موافق یہ عمرہ ان پر واجب تھا اور قول اول کی رو سے جائز اور جو متعہ حائضہ ہو جائے اس کا انہیں دونوں قول کے موافق حال ہے کہ یا توجع کو عمرہ پر ملا کر قارنہ ہو جائے یا عمرہ کو چھوڑ کر مفردہ ہو جائے اور پھر اس کی قضا کرے۔

فرمایا اچھا تم اپنے بھائی کے ساتھ تحیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو اور پھر ہمارے تمہارے ملنے کی فلاں جگہ ہے۔ اتنے میں صفیہ نے کہا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ شاید میں تم سب کو روکوں (یعنی مجھے بھی حیض عارض ہو اور طواف و وداع کے انتظار میں میرے لیے سب کو ٹھہرنا پڑے)۔ حضرت نے فرمایا گوڑی سر منڈی کیا تو نے نحر کے دن طواف نہیں کیا؟ (یعنی طواف افاضہ) انہوں نے عرض کی کیوں نہیں اور یہ فرمانا آپ کا بطور روزمرہ عرب کے اور بول چال کے تھا جیسے زبان میں مستعمل ہے نہ کہ بطریق بددعا کے

رَحَّحَةٌ وَأَرْجَعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَتْ ((أَوْ مَا كُنْتُ طُفْتُ لِيَالِي قَدِمْنَا مَكَّةَ)) قَالَتْ قُلْتُ لِمَا قَالَتْ ((فَادْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّعِيمِ فَأَهْلِي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابَسْتَكُمْ قَالَتْ ((عَفْرَى حَلَقِي أَوْ مَا كُنْتُ طُفْتُ يَوْمَ النَّحْرِ)) قَالَتْ بَلَى قَالَتْ ((لَا بَأْسَ أَنْفِرِي)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِينِي

تیسرے یہ کہ جب وہ قارنہ ہو گئیں تو ایک عمرہ مفردہ الگ بجالانا ضروری ہو اس لیے کہ عمرہ قارنہ کا عمرہ اسلام کو کافی نہیں اور یہ ایک روایت ہے احمد کی دونوں روایتوں میں سے۔

چوتھے یہ کہ وہ مفردہ تھیں اور طواف قدم سے بہ سبب حیض کے بازر ہیں اور افرادی بجالائیں یہاں تک کہ پاک ہوئیں اور حج پورا کیا اور یہ عمرہ تحیم عمرہ اسلام تھا اور یہ مسلک ہے قاضی اسماعیل بن اسحاق وغیرہ کا مالکیہ میں سے اور یہ مسلک مترجم کے نزدیک نہایت ہی ضعیف ہے بہ نسبت اور مالک کے۔ تحیم کی ہے اس کے ضعف پر ابن قیم وغیرہ نے اتھی

بہر حال اس عمرہ سے اور اس روایت سے جناب صدیقہ کے بڑے بڑے اصول مناسک معلوم ہوئے کہ جزائے خیر دیوے اللہ تعالیٰ ہماری ماں کو اور بلند کرے درجہ ان کا اعلیٰ علیین میں۔

اول یہ معلوم ہوا کہ قارنہ کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے عمرہ اور حج دونوں کے لیے۔

دوسرے یہ کہ طواف قدم و وداع ساقط ہو جاتا ہے حائضہ سے اور حال صفیہ کا جو جناب عائشہ صدیقہ نے بیان کیا وہ اصل اصل ہے اس مسئلہ کی۔

تیسرے یہ کہ داخل و شامل کر دینا حج کا عمرہ پر حائضہ کو جائز ہے جیسے طاہر کو جائز ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ زیادہ تر اس کی محتاج ہے اس لیے کہ معذور ہے۔

چوتھے یہ کہ حائضہ سب افعال حج بجالائے سوا طواف کے۔

پانچویں یہ کہ تحیم حل میں ہے۔

چھٹے یہ کہ دو عمروں کا ایک سال میں بلکہ ایک ماہ میں بجالانا روا ہے۔

ساتویں یہ کہ متمتع جب فوت حج کا خوف رکھتا ہو تو اس کو روا ہے کہ حج کو عمرہ پر داخل کرے اور یہ روایت اس مسئلہ کی اصل ہے۔

آٹھویں یہ کہ مکہ کے عمرہ کے لیے یہ روایت اصل ہے اور جو اس کو مستحب جانتا ہے اس کے ہاتھ میں اس روایت کے سوا اور کوئی دلیل نہیں اس لیے کہ نبی نے کبھی مکہ سے باہر نکل کر عمرہ نہیں کیا نہ کسی اور صحابی نے جو آپ کے ساتھ تھے سوا جناب صدیقہ کے اور عمرہ مکہ والوں نے اسی روایت کو اپنے اس قول کی دلیل ٹھہرایا ہے کہ کسی کو حل میں جانا ضروری ہے احرام عمرہ کے لیے حالانکہ اس میں کوئی باہر جانے کے وجوب پر ہر گز دلالت نہیں۔ اس لیے کہ عمرہ جناب صدیقہ کا یا تو عمرہ قضا تھا اس عمرہ کے عوض میں جو انہوں نے ترک کیا تھا ان لفظ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَيْطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَيْطٌ مِنْهَا وَقَالَ إِسْحَقُ مُنْهَيْطَةٌ وَمُنْهَيْطٌ.

اور نہ اس راہ سے کہ معنی اصل اس کے مراد ہوں جیسے توبت یداک اور قاتلہ اللہ مستعمل ہے اور براہ بے تکلفی اور اختلاط کے تھا اور بی بی صاحبہ نے خیال کیا کہ شاید طواف وداع کے لیے ہم کو انتظار کرنا پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ طواف وداع حائضہ کو معاف ہے۔ آپ نے فرمایا اب کچھ مضائقہ نہیں کوچ کرو۔ حضرت صدیقہ محبوبہ رسول اللہ فرماتی ہیں پھر ملے مجھے رسول اللہ بلندی پر چڑھتے ہوئے مکہ سے اور میں اترتی تھی اس پر سے یا میں چڑھتی تھی اور آپ اترتے تھے۔

۲۹۳۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے نہ ارادہ خاص حج

تہ لوگوں کے قول کے موافق جو اس کو واجب کہتے ہیں جیسے ہم نے اوپر تصریح کر دی ہے یا زیارت محض تھی صرف ان کی دلجوئی کے لیے اس کے قول کے موافق جو ان کو قارن کہتا ہے حالانکہ طواف اور سعی ان کے دونوں کو کافی ہو چکی تھی (صرح بذلك كلفها ابن القيم في زاد المعاد) (۲۹۳۰) کہا ہمارے محقق زمان شیخ ابن قیم نے زاد المعاد میں کہ مطلق احرام باندھنا رسول اللہ کا بلا تعین نسک کے یہ ایک قول ہے امام شافعی کا ان کے ان دو قولوں میں سے کہ تصریح کی انھوں نے اس کی کتاب اختلاف حدیث میں اس کے بعد مفصل قول شافعی کا نقل کیا اور تصریح کی ہے شیخ نے اس کتاب میں جا بجا اس پر کہ رسول اللہ قارن تھے اور یہی صحیح ہے محدثین کے نزدیک اور جو قائل ہیں کہ آپ کا احرام مطلق تھا بغیر تعین نسک کے ان کے اعذار میں سے یہ روایت بھی ہے جناب صدیقہ کی جس کے ذیل میں ہم لکھ رہے ہیں کہ یہی روایت بخاری میں بھی مروی ہوئی ہے اور طاؤس نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ کے ساتھ اور آپ نہ حج کا نام لیتے نہ عمرہ کا اور حکم الہی کے منتظر تھے کہ حکم الہی صفا اور مردہ کے حج میں اترا اور جابر نے بھی روایت کی ہے کہ ہم نے عمل کیا جو آپ نے کیا اور آپ نے لبیک پکاری توحید کے ساتھ پھر ذکر کیا تلبیہ کا اور کہا کہ لوگوں نے بھی تلبیہ کہا جو آپ نے کہا۔ غرض ان روایتوں میں کسی نسک کی تعین نہیں ہے۔ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ ان روایتوں میں کوئی ایسی بات مروی نہیں جو ان روایتوں کے مخالف ہو جن میں تعین آپ کے نسک کی مذکور ہے۔ اب سنو کہ روایت طاؤس کی تو مرسل ہے اور وہ معارض نہیں ہو سکتی ان روایات صحیح متصل الاسناد کے جو ثبوت تعین کے باب میں مروی ہو چکی ہیں اور طاؤس کی روایت کا اتصال سند نہ کسی طریق صحیح سے معلوم ہوتا ہے نہ حسن سے اور اگر صحیح بھی ہو تو جس حکم الہی کے آپ منتظر تھے وہ میقات سے پیشتر آپ کو پہنچا اور آپ کے پاس ایک فرشتہ پروردگار عالم کی طرف سے آیا اور اس نے کہا کہ اس وادی مبارک میں نماز ادا کرو اور کہو عمرہ ہے حج میں ملا ہوا۔ غرض یہ حکم الہی آپ کو قبل احرام کے پہنچ چکا اور آپ قرآن کا احرام باندھ چکے۔ اور طاؤس اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ حکم الہی آپ پر صفا اور مردہ کے حج میں اترا اور یہ حکم اور ہے اس حکم اول کے سوا جو آپ کو وادی حقیق میں اترا تھا (یعنی قبل احرام) اور یہ حکم جو صفا اور مردہ پر اترا یہ فسخ حج کا حکم ہے۔ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ بجالا کر فسخ کر دیں جن کے ساتھ ہدی نہ ہو اور یہیں پر آپ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے میں جانتا اپنے کام کو جس کو میں نے آخر میں جانا تو ہدی ساتھ نہ لاتا (یعنی آرزو کی احرام کے کھول ڈالنے کی مگر بہ سبب ہدی لانے کے مجبور تھے اور یہ آرزو اس لیے تھی کہ اس میں امت کی آسانی اور صحابہ کی دلجوئی اور ان کی موافقت تھی) اور یہاں آپ نے فسخ حج کا لفظ

نَلْبِي لَأ نَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

کارکھتے تھے نہ خاص عمرہ کا اور بیان کی راوی نے باقی حدیث مثل روایت منصور کے جو اوپر گزری۔

۲۹۳۱- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِ مَضْيَنٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ حَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضَبَانٌ فَقُلْتُ مَنْ أَعْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ قَالَ ((أَوْ مَا شَعَرْتُ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ

۲۹۳۱- ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کی چوتھی یا پانچویں کو آئے اور میرے پاس تشریف لائے غصہ میں بھرے ہوئے میں نے عرض کی کہ آپ کو کس نے غصہ دلایا اے اللہ کے رسول! اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتی ہو کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا ہے اور وہ اس میں تردد کرتے ہیں۔ حکم نے کہا کہ خیال کرتا ہوں

لہ حکم و جواب کے طور پر دیا اور جب صحابہؓ نے تامل کیا تو آپ نے فرمایا وہی کرو جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ باقی رہا یہ فرمانا ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا نہ خیال رکھتے تھے ہم حج کا نہ عمرہ کا یہ اگر محفوظ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات احرام سے پہلے تھی اور نہیں تو آپ کے کلام میں مخالف ہوگی کہ اور روایات صحیحہ میں آچکا ہے کہ کچھ لوگوں نے ہم میں سے حج کا کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور آپ نے بھی خود احرام عمرہ کا باندھا تھا اور یہ جو ام المؤمنینؓ سے مروی ہے کہ ہم لبیک پکارتے تھے نہ حج کا خیال تھا نہ عمرہ کا یہ بھی احرام سے پہلے تھا اور یہ ان سے کہیں مروی نہیں کہ مکہ تک ہمارا یہی حال تھا کہ یہ محض باطل ہے یقیناً۔ اور جن لوگوں نے رسول اللہؐ کا لبیک سنا ہے اور حج اور عمرہ کا بیان کیا ہے ان کی روایتیں کیوں کر رد کی جائیں گی اور یہ روایت حضرت عائشہؓ سے صحیح بھی ہو تو انتہا درجہ اس کا یہ ہوگا کہ ان کو صحابہؓ کا لبیک جو میقات پر ہو یا نہ رہا اور مرد بہ نسبت عورتوں کے اس سے زیادہ واقف ہیں (مگر اس کہنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ہماری ماں نے خود تصریح کر دی ہے کہ بعض ہم سے عمرہ کا احرام باندھے تھے اور بعض حج کا) اور جاہل سے جو مروی ہے کہ آپ نے توحید کا لبیک پکارا تو اس میں نہ الفاظ لبیک کے مروی ہیں نہ عدم تعین نیک کے اور روایات اثبات تعین میں ایک زیادت ہے اور زیادت ثقات کی مقبول ہے اٹھی)۔

(۲۹۳۱) رسول اللہ کا غصہ اس نظر سے تھا کہ آپ کے حکم میں تردد کرنا شیوہ ایمان نہیں اور ایمان داری کی بات یہی ہے کہ امر دین میں آپ کا حکم معلوم ہو جائے تو کسی بھی امتی کو اس کو دل سے ماننا اور اسی کو بہتر و افضل جاننا ضروری ہے اور اسی پر عمل کرنا اولیٰ اور انسب ہے اور یہی مضمون ہے اس آیت کو فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما اور یہ حکم عام ہے تمام اہل اسلام کو قیامت تک اور تامل اور تردد کی جگہ مجتہدوں اور مولویوں اور درویشوں کی باتیں ہیں جن میں احتمال خطا کا موجود ہے نہ قول و عمل رسول معصوم میں جن کا دامن احتمال خطا کی آلائشوں سے پاک ہے اور رسول اللہ کی بات کو محل تردد و تامل جاننا نقص ایمان ہے اور زوال ایقان اور شریعت کی بے ادبی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ کے حکم میں ذرا بھی تردد سے اسکے لیے بددعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنمی کرے دوزخ میں ڈالے، رو سیاہ کرے روا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے یہ بددعا کی اور حضرت نے اس کو منع نہیں فرمایا یہاں تک مقلدان متعصبین کو کو سنا روا ہوا اور ان کا حال بد حال کھل گیا (نودی)۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افسوس کرنا کسی امر دین کے فوت ہونے پر روا ہے اور ولا تأسوا على ما فاتكم في ما فعلتم میں داخل نہیں اور نہ اس حدیث میں جو حضرت نے فرمائی کہ اگر کا لفظ کہنا شیطان کا دروازہ کھولنا ہے اور معلوم ہوا کہ آیت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں فوت ہونے پر افسوس نہ کرے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا اور اس تقریر سے حدیثوں میں اور آیت میں مطابقت ہو گئی۔

کہ بچے نے فرمایا گویا وہ تامل کرتے ہیں اور فرمایا کہ اگر میں پہلے سے جانتا ہوتا اپنے کام کو جو میں نے بعد میں جانا تو ہدی کو اپنے ساتھ نہ لاتا (اس قول سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں) اور یہاں مکہ میں خرید لیتا اور ان لوگوں نے جیسا احرام کھول ڈالا ہے ویسا ہی میں بھی کھول ڈالتا۔

۲۹۳۲- وہی مضمون ہے مگر اس میں حکم راوی کا شک مذکور نہیں تامل کے ذکر میں۔

۲۹۳۳- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ انھوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور آئیں اور طواف نہیں کیا تھا کہ حائضہ ہو گئیں پھر سب مناسک حج کے ادا کیے حج کا احرام باندھا اور حضرت نے فرمایا منیٰ سے کوچ کے دن کہ تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ انھوں نے اس بات سے اپنی خوشی ظاہر نہ کی تو آپ نے عبدالرحمن کیساتھ بھیج دیا تنعیم کو کہ بعد حج کے عمرہ لائیں۔

فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ)) قَالَ الْحَكَمُ كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ أَحْسِبُ)) وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سَفَتُ الْهَدْيَ مَعِيَ حَتَّى أَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَجِلُّ كَمَا حَلُّوا))

۲۹۳۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ مُضَيَّنٍّ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ بَيْتِلَ حَدِيثٍ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشُّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِي قَوْلِهِ يَتَرَدَّدُونَ.

۲۹۳۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ وَلَمْ تَطْفُ بِالنِّسَاءِ حَتَّى حَاضَتْ فَانْسَكَتُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّفَرِ)) يَسْعُكَ طَوَافُكَ لِحَجِّكَ وَعُمْرَتِكَ)) فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

(۲۹۳۲) غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ جو تھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں داخل ہوئے اور نو یا دس دن میں پہنچے اور نکلتا آپ کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں فلا نعیده۔ اور ذی طوی میں جس کو آباء الزہرا کہتے ہیں اتوار کی شب کو اتارے اور صبح کی نماز وہیں ادا کی پھر اتوار کے دن غسل کیا اور مکہ کو چلے اور دن میں اعلائے مکہ سے ثنیۃ العلیات جو حجون کے قریب ہے داخل مکہ ہوئے (ثنیۃ نیلا علیا بلند اور اوپر۔ حجون میں پہلے حائے حطی ہے پھر جیم ایک مقام کا نام ہے) اور عمروں میں مکہ کی نیچے کی جانب داخل ہوئے اور طبرانی نے کہا کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ کی طرف پڑتی تھی دعا کرتے تھے اللھم زد بیتک تشریفاً وتعظیماً و تکریماً ومہابۃ۔ پھر جب مسجد میں آئے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی اس واسطے کہ المسجد الحرام کی تحیت طواف ہے اور جب حجر اسود کے سامنے آئے اسے استلام کیا (استلام ہاتھ سے یا لکڑی سے چھونا یا بوسہ دینا ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو یا لکڑی سے چھو کر لکڑی کو بوسہ دینا)۔ اور حجر اسود سے رکن یمانی کی طرف نہیں بلکہ باب کعبہ کی طرف گئے اور طواف شروع کیا اور ہاتھ نہیں اٹھائے اور نہ زبان سے طواف کی نیت کی اور نہ تکبیر کہی جیسے نماز کے لیے کہتے ہیں جیسے عوام الناس سنت کے نہ جاننے والے کرتے ہیں اور یہ امور سب بدعات و منکرات میں سے ہیں۔ (زاد المعاد)

(۲۹۳۳) اس روایت میں تصریح ہو گئی کہ انھوں نے عمرہ چھوڑا نہیں صرف اس کے اعمال میں یہ سب حیض کے دیر کی اور معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف وسیع عمرہ و حج دونوں کے لیے کافی ہو جاتی ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ پر حج کو داخل کرنا جائز ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ تنعیم صرف ان کی دلی خوشی کے لیے تھا اور نہ طواف دونوں کو کافی تھا۔

۲۹۳۴- حضرت عائشہؓ کو حیض ہو اسرف میں اور طہارت کی انہوں نے (یعنی غسل کیا و قوف کے لیے) عرفہ میں اور فرمایا رسول اللہؐ نے تم کو طواف تمہارا صفا اور مردہ کا حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے (طواف سے سعی مراد ہے)۔

۲۹۳۵- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی رسول اللہؐ سے کہ یا رسول اللہ! لوگ دو ثواب لے کر لوٹتے ہیں اور میں ایک لے کر تو آپ نے حکم دیا عبدالرحمنؓ کو کہ ان کو لے جاؤ تتعمیم تک اور وہ مجھے لے گئے اور اپنے اونٹ پر لے گئے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور میں اپنی اوڑھنی سے اپنی گردن کھول دیتی تھی اور عبدالرحمنؓ اس خیال سے کہ بے پردگی کیوں کرتی ہے میرے پیر پر ہارتے تھے اس ڈھب سے کہ کوئی جانے اونٹ کو مارتے ہیں اور میں ان سے کہتی تھی کہ یہاں تم کسی کو دیکھتے بھی ہو (یعنی یہاں کوئی نہیں ہے اس لیے میں نے اپنا سر کھول دیا ہے) پھر فرماتی ہیں کہ میں نے احرام باندھا عمرے کا اور پھر ہم لوٹ کر آئے اور رسول اللہؐ تک پہنچے اور آپ صہبہ میں تھے۔

۲۹۳۶- عبدالرحمنؓ بن ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے حکم دیا ان کو کہ اپنے پیچھے حضرت عائشہؓ کو بٹھا کر لے جائیں اور تتعمیم سے عمرہ لے آئیں۔

۲۹۳۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَاضَتْ بِسِرْفٍ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يُحْزِي عَنْكَ طَوَافُكَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكَ وَعُمْرَتِكَ)) .

۲۹۳۵- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أُرْجِعُ النَّاسُ بِأَجْرَيْنِ وَأُرْجِعُ بِأَجْرٍ فَأَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَنْطَلِقَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ قَالَتْ فَأَرَدَنِي حَلْفَهُ عَلَى حِمْلٍ لَهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَرْفَعُ حِمَارِي أَحْسَرُهُ عَنْ عُنُقِي فَيَضْرِبُ رِجْلِي بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ وَهَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ نَمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ .

۲۹۳۶- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرِدَفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ .

(۲۹۳۵) ان روایتوں میں ایک طرح کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ حضرت عائشہؓ کا لوٹ کر آنا ایک روایت میں تو یوں مذکور ہوا کہ جب وہ آئیں تو حضرت بلندی پر چڑھتے تھے اور یہ اترتی تھیں دوسرے وہ اترتے تھے اور یہ پڑھتی تھیں اور ایک میں یوں ہے کہ جب وہ آئیں تو آپ اپنی منزل میں تھے صہبہ میں اور آپ نے اس کے بعد کوچ کا حکم دیا اور پھر طواف کیا بیت اللہ کا اور ایک میں یہ ہے کہ جب وہ آئیں تو انکو صہبہ میں پایا (یعنی رسول اللہؐ کو جیسے ابھی مذکور ہوا) اور تطبیق اس میں یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ آپ نے ایام تشریق کی اخیر راتوں میں ایک شب ان کو عمرہ کی طرف رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم یہیں ملیں گے صہبہ میں اور بعد ان کی روانگی کے آپ نے قصد کیا کہ طواف افاضہ سے فارغ ہو جائیں اور حضرت ام المومنین آپ سے جب ملیں کہ آپ فارغ ہو کر صہبہ میں آچکی تھیں۔ اور یہ جو فرمایا ام المومنین نے کہ پھر آپ نے کوچ کا حکم دیا اس بیان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ غرض طواف رسول اللہؐ کا حضرت عائشہؓ کی روانگی کے بعد تھا اور آپ فارغ ہو چکے تھے طواف سے قبل ان کے آنے کے اور اس میں بھی تصریح ہے کہ حضرت عائشہؓ کا دل خوش کرنے کو تتعمیم بھیجنا تھا ورنہ طواف ان کا حج و عمرہ دونوں کو کافی تھا۔

۲۹۳۷- جابر نے کہا کہ آئے ہم احرام باندھے ہوئے رسول اللہ کے ساتھ حج مفرد میں (شاید انکا اور بعض صحابہ کا احرام ایسا ہی ہو اور حضرت تو قارن تھے) اور آئیں جناب عائشہ عمرہ کے احرام کے ساتھ یہاں تک کہ جب سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہ حائضہ ہو گئیں۔ پھر جب ہم مکہ میں آئے طواف کیا کعبہ کا اور صفا اور مروہ کا اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ نے کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی) نہ ہو وہ احرام کھول دے۔ ہم نے کہا کیا حل؟ تو آپ نے فرمایا بالکل حلال ہو جانا تو پھر ہم نے احرام بالکل کھول دیا۔ کہا راوی نے کہ پھر ہم پڑ گئے عورتوں کے پاس (یعنی دھڑلے سے جماع کرنے لگے) اور خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے اور ہمارے اور عرفہ میں چار شب کا فرق باقی تھا۔ پھر ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ کی ذوالحجہ کی احرام باندھا یعنی حج کا پھر رسول اللہ آئے جناب عائشہ صدیقہ کے پاس اور ان کو روتے ہوئے پایا پوچھا

۲۹۳۷- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجِّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرْفٍ عَرَّكَتُ حَتَّى إِذَا قَامْنَا طَفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّافَا وَالْمَرْوَةَ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحُلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلٌّ مَاذَا قَالَ ((الْحِلُّ كُلُّهُ)) فَوَافَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطَّيِّبِ وَكَبَسْنَا بَيَابِنَا وَكَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعَ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ ((مَا شَأْنُكَ)) قَالَتْ شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ

(۲۹۳۷ الف) ﴿ ان سب روايتوں میں یہ تصریح بخوبی ہو چکی کہ حیض جناب صدیقہ کا سرف میں تھا مگر یہ نہیں آیا کہ طہر کہاں ہوا۔ سو مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ وہ عرفات میں پاک ہوئیں اور عروہ نے ان سے روایت کی کہ عرفہ کا دن آپہنچا اور وہ حائضہ تھیں اور ابن حزم نے کہا ہے کہ عرفہ میں پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ عرفات میں وقوف کے لیے غسل کیا اور ابھی تک حیض باقی تھا۔ پس ان دونوں روایتوں میں تطہیق ہو گئی۔ پھر عروہ نے ان سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں حائضہ تھی عرفہ کے دن اور مجاہد نے بھی اسی انتہاء کو بیان کیا۔ غرض قول متفق یہی ٹھہرا کہ عرفہ تک حیض تھا اور عرفات کے وقوف کے لیے غسل کیا اور یوم النحر میں حیض تمام ہوا۔ اسی کی تصریح کی ہے ابن قیم نے زاد المعاد میں اور یہی صحیح ہے۔

قولہ پھر ترویہ کے دن احرام باندھا۔ یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ جو مکہ میں ہو اور ارادہ حج کا کرے اسے مستحب ہے کہ ترویہ کے دن احرام باندھے نہ کہ اس کے آگے سے۔

قولہ سو تم غسل کرو اور یعنی غسل احرام کا کہ معلوم ہوا کہ مستحب ہے غسل احرام کے لیے خواہ عورت حائضہ ہو یا پاک اور یہ حکم ہے ہر مرد و عورت کو اور آپ نے فرمایا کہ تمہارا احرام پورا ہو گیا حج اور عمرہ دونوں کا۔

(۲۹۳۷ ب) ﴿ اس سے تین مسئلے نکلے۔ اول یہ کہ حضرت عائشہ قارنہ تھیں عمرہ کو بالکل چھوڑا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ قارن کو ایک ہی طواف دستی کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا اور ابو حنیفہ نے اور ایک گروہ نے جن کا تمسک محض رائے ہے اور مخالفت احادیث صحیحہ سے کچھ باک نہیں رکھتے انھوں نے اس کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعی لازم کرنا ہے۔ تیسرے یہ کہ سعی صفا اور مروہ کے طواف صحیح کے بعد چاہے اور طواف سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے آپ نے ام المؤمنین کو جیسا طواف سے بہ سبب حیض کے رد کا ویسا ہی سعی سے بھی رد کا اور ابتدائے حیض حضرت عائشہ کا ہفتہ کا دن تھا سرف میں اور انتہا بھی اس کی ہفتہ کے دن ہوئی یوم النحر میں۔ اسلئے کہ عرفہ کے دن لہ

کیوں کیا حال ہے تمہارا؟ انہوں نے عرض کی کہ میں حاضر ہو گئی اور لوگ احرام کھول چکے اور میں نے نہ کھولا نہ طواف کیا بیت اللہ کا اور لوگ اب حج کو چلے۔ تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی سب لڑکیوں پر لکھ دی ہے۔ سو تم غسل کرو (یعنی احرام کے لیے) اور احرام باندھو حج کا اور انہوں نے وہی کیا اور وقوف کیا و قوف کی جگہوں میں یہاں تک کہ جب ظاہر ہوئیں تو طواف کیا بیت اللہ کا صفا اور مروہ کا اور آپ نے فرمایا تمہارا احرام پورا ہو گیا حج اور عمرہ دونوں کا تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی تو آپ نے فرمایا اے عبدالرحمن! ان کو تنعم میں لے جا کر عمرہ کرا لاؤ اور یہ معاملہ اس شب ہو جب محصب میں ٹھہرے تھے۔

۲۹۳۸- حضرت جابرؓ سے روایت ہے اسی مضمون کی جو اوپر بیان ہوا لیکن اس حدیث میں دخل النبی علی عائشہ سے اوپر کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲۹۳۹- جابرؓ نے روایت کی کہ جناب صدیقہؓ نے نبیؐ کے حج میں احرام عمرہ کا باندھا تھا اور حدیث روایت ہے مانند حدیث لیث کے اور اتنا زائد بیان کیا کہ رسول اللہؐ نرم دل تھے جب ان سے جناب صدیقہؓ کچھ فرمائش کرتی تھیں تو آپؐ مان لیتے تھے (یہ کمال اخلاق تھا رسول اللہؐ کا کہ اپنی بیبیوں کی خاطر داری فرماتے تھے اور ان کی فرمائشیں پوری کر دیتے تھے جب تک اللہ پاک کی نافرمانی نہ ہو اور جناب صدیقہؓ کی خاطر تو سب سے زیادہ تھی۔ اللہ پاک ان کا درجہ

وَلَمْ أُحِلَّلْ وَلَمْ أُطْفَ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ ((إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَغْتَسِلِي ثُمَّ أَهْلِي بِالْحَجِّ)) فَفَعَلْتُ وَوَقَفْتُ الْمَوَاقِفَ حَتَّى إِذَا طَهَّرْتُ طَافْتُ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ثُمَّ قَالَ ((قَدْ خَلَلْتُ مِنْ حَجِّكَ وَعُمْرَتِكَ جَمِيعًا)) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُجِدُّ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أُطْفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَجَّجْتُ قَالَ ((فَادْهَبِي بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّعِيمِ)) وَذَلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ.

۲۹۳۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تَبْكِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا قَبْلَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

۲۹۳۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا سَهْلًا إِذَا هَوَيْتَ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ فَأَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّعِيمِ

تہ حجۃ الوداع میں جمعہ تھا اور تیسری تاریخ ذی الحجہ کہ ابتدائے حیض تھی اور دسویں سال میں ہجرت کے یہ حج ہوا۔ یہی ذکر کیا ہے ابن حرم نے کتاب حجۃ الوداع میں۔

بلند کرے اعلیٰ علمین میں اور ان سے راضی ہو اور ہم کو ان کی کفش برداری میں قبول فرمائے آمین یا رب العالمین۔ غرض بھیج دیا ان کو عبدالرحمن بن ابوبکر کے ساتھ اور وہ صحیح سے عمرہ لائیں۔ مطر جو راوی ہیں انھوں نے ابو الزبیر سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ جب حج کرتی تھیں تو ویسا ہی کرتی تھیں جیسا حضرت کے ساتھ حج میں کیا تھا۔

قَالَ مَطَرٌ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۹۳۰- جابر نے کہا کہ ہم نکلے رسول اللہ کے ساتھ حج کا لبیک پکارتے ہوئے۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ پھر جب مکہ آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مردہ کی اور رسول اللہ نے ہم سے فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا کیسا حلال ہونا؟ انھوں نے کہا

۲۹۴۰- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُهْلِينَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طَفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ)) قَالَ قُلْنَا أَيُّ الْحِلِّ

(۲۹۳۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج چھوٹے نابالغ لڑکے کا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور تمام علماء کا صحابہ اور تابعین سے اور جو لوگ ان کے بعد ہیں سب قائل ہیں کہ حج اس کا صحیح ہے اور وہ بھی ثواب پاتا ہے اور حج بالغ کے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں مگر اتنا ہے کہ فرض اسلام سے وہ حج کافی نہیں ہوتا اور جب بالغ ہو تو اس کو حج پھر فرض ہوتا ہے بشرطیکہ زاوراہ کی طاقت ہو جیسے اوروں پر فرض ہوتا ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں صریح جمہور علماء کا سلف سے خلف تک خلاف کیا اور صراحتاً خلاف حدیث کہا ہے اور قائل ہوئے ہیں کہ نہ اس کا احرام صحیح ہے نہ حج اور نہ اس میں ثواب ہے اور نہ اس پر احکام حج مرتب ہوتے ہیں اور کہا ہے کہ حج اس کا صرف اس واسطے ہے کہ اسے مشق ہو اور احکام سکھے اور اس کے منظورات سے بچے حالانکہ یہ قول ایک ادنیٰ بچے کے نزدیک بھی صریح ناوانی ہے اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ اس مشق کرنے اور احکام شریعہ سیکھنے میں بھی اس کو ثواب ہے یا نہیں؟ اگر ثواب ہے تو ابو حنیفہ کا قول باطل ہو گیا جو اوپر کہا تھا کہ اس میں ثواب نہیں اور اگر فرض کرو کہ ثواب نہیں ہے تو فعل عبث و لغو ہے۔ حالانکہ لغو و عبث سے شارع نے منع کیا ہے اور مومنوں کی شان لغو سے بچنا ہے والدین ہم عن اللغو معروضون یعنی مومن وہ ہیں کہ لغو سے کنارہ کرتے ہیں۔ پھر کیوں لائے صحابہ رسول اللہ کے ہمراہ بچوں کو اور کیوں کیا وہ فعل جو شریعت میں لغو تھا۔ فرض معلوم ہوا اس قول سے اور اکثر مسائل ابو حنیفہ سے کم مانگی ان کی علم حدیث میں۔ ورنہ مخالفت حدیث کی ایسے اکابر سے باوجود علم کے ممکن نہیں اور اسی طرح قائل ہوئے ہیں ابو حنیفہ کہ بچے کی نماز بھی صحیح نہیں اور اس کو حکم نماز کا صرف تعلیم کے لیے ہے اور اس میں بھی ہماری وہی تقریر ہے جو حج میں ہوئی اور یہی حال ہے ان کے نزدیک تمام عبادتوں کا اور نووی نے کہا ہے کہ صواب اور صحیح مذہب اس میں جمہور کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس نے روایت کی کہ ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس کا حج ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر مخالف حدیث کے جو مذہب یا قول یا فعل ہو وہ مردود و مطرود و دور از مقصود و سرر ناہیود خلاف مرضی مجہود ہے۔

اور جو فرمایا کہ کفایت کر گیا ہم کو سعی کرنا صفا اور مردہ کا اس سے معلوم ہوا کہ قارن جب پہلے سعی کر چکا تو طواف افاضہ کے بعد اس کو سعی کرنا ضرور نہیں بخلاف متمتع کے کہ اس کو طواف افاضہ کے بعد پھر دوبارہ سعی ضروری ہے۔ لہ

پورا۔ پھر ہم عورتوں کے پاس آئے یعنی جماع کیا اور کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی۔ پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی حج کی لبیک پکاری اور کفایت کر گئی ہم کو سعی صفا اور مروہ کی جو کہ پہلے کی تھی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ نے کہ شریک ہو جائیں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی۔

۲۹۴۱- جابر بن عبد اللہ نے کہا حکم کیا ہم کو نبی نے جب ہم نے احرام کھول ڈالا کہ جب ہم منیٰ کو چلیں (یعنی آٹھویں تاریخ) تو احرام باندھ لیں تو لبیک پکاری ہم نے حج کی اٹھ سے۔

۲۹۴۲- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ طواف نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ میں مگر ایک بار۔ زیادہ کیا محمد بن بکر کی روایت میں کہ وہی طواف اول۔

قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ قَالَ فَأَتَيْنَا النِّسَاءَ : رَبَسْنَا النِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطَّيْبَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّوْبَةِ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَكَفَّانَا الطَّوْفَ الْأَوَّلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْبَيْلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

۲۹۴۱- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَهْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَحَّهْنَا إِلَى مَبْتِئِ قَالَ فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ.

۲۹۴۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمْ يَطْفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا زَادَ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ.

ظہ اور یہ جو فرمایا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو گئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ سات آدمیوں کو کافی ہے اور گویا ایک گائے اور ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے اور معلوم ہوا کہ شریک ہونا قربانی میں اور ہدی میں روا ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور ان کے موافقین محدثین کا کہ ان کے نزدیک اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ الگ الگ رہتے ہوں خواہ ایک گھر میں ہوں اور خواہ وہ سب مفترض ہوں خواہ معطل اور خواہ وہ سب تقرب کی نیت سے کرتے ہوں خواہ بعض ان میں کے گوشت کھانے کی نیت سے کرتے ہوں اور یہی مذہب مروی ہے ابن عمر اور انس سے اور یہی قول ہے احمد کا۔ اور مالک نے کہا اگر وہ ذبح و نحر بطور فرض کے ہو تو سب پر شراکت روا ہے اور بطور نفل کے ہو تو روا نہیں۔ اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر قربت الہی کی نیت ہے تو شراکت روا ہے برابر ہے کہ قربت کی نوع میں اختلاف ہو یا اتفاق مگر بہر حال سب قربت چاہتے ہوں اور اگر بعض ان میں کا گوشت کارا وہ رکھتے ہوں تو شراکت روا نہیں۔ مگر ان سب سے مذہب امام شافعی کا صحیح معلوم ہوتا ہے جب تک عدم جواز پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اور برأت اصل یہ ان کے مذہب کے ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کوئی دلیل معارض نہ پائی جائے اور صحابہ سے بھی یہی منقول ہے۔

(۲۹۴۱) ☆ اٹھ کنکر ملی زمین کو بھی کہتے ہیں اور یہاں اٹھ سے ایک خاص میدان مراد ہے جو مہذب سے قریب ہے اور اس روایت سے شافعی نے استدلال کیا ہے کہ متمتع کو مستحب یہی ہے کہ احرام حج کا آٹھویں تاریخ کو باندھے اور یہی حکم ہے اس کا جو مکہ سے حج کو چلے اور مالک وغیرہ نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ اول ذی الحجہ سے احرام باندھ لے۔

(۲۹۴۲) ☆ یعنی رسول اللہ قارن تھے اور قارن کو ایک ہی بار سعی کافی ہے صفا اور مروہ کی اور جو متمتع ہوا سکود و سعیان ضروری ہیں اور اس میں صاف صراحت مذہب شافعی کا ہے کہ جو قارن ہو اس کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے وہی طواف افاضہ کے وقت۔ اور یہی مذہب ہے ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور جناب عائشہ صدیقہ اور طاؤس اور عطاء اور حسن بصری اور مجاہد اور مالک اور ابن ماشون اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا اور اسی طرف گئے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور یہی قوی ہے کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں اور ایک گروہ نے ان کا خلاف کیا ہے ظہ

۲۹۴۳- عطاء نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے اور میرے ساتھ کئی شخص تھے کہ انہوں نے کہا کہ لبیک پکاری ہم سب اصحاب محمد نے فقط حج کی اور کہا عطاء نے کہ کہا جابر نے پھر آئے نبیؐ چوتھی ذی الحجہ کی صبح کو اور ہم کو حکم فرمایا کہ ہم احرام کھول ڈالیں۔ عطاء نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ احرام کھول ڈالو اور عورتوں کے پاس جاؤ اور عطاء نے کہا یہ حکم ان کو وجوب کے طور پر نہیں دیا بلکہ احرام کھولنا ان کو جائز کر دیا پھر ہم نے کہا کہ اب عرفہ میں پانچ ہی دن باقی ہیں کہ حکم کیا ہم کو کہ ہم صحبت کریں اپنی عورتوں سے اور عرفات میں جائیں اس طرح سے کہ ہمارے آلتوں سے منی نکلتی ہو۔ کہا عطاء نے کہ جابر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور میں گویا کہ اب دیکھ رہا ہوں ان کے ہاتھ کو جیسے وہ ہلاتے تھے (یعنی صحابہ نے اس عذر کی راہ سے احرام کھولنے میں تامل کیا) تو نبیؐ ہمارے بیچ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم بخوبی جان چکے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں (پھر میرے حکم بجالانے میں کیا تامل ہے؟) اور اگر میرے ساتھ میری ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا جیسے تم کھول رہے ہو اور اگر مجھے پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی جو بعد کو معلوم ہوئی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا۔ غرض پھر صحابہ نے احرام کھول ڈالا اور ہم سب نے آپ کی بات سنی اور دل

۲۹۴۳- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي نَاسٍ مَعِيَ قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ عَالِصًا وَحَدَهُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ((جَلُّوا وَأَصِيبُوا النِّسَاءَ)) قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يَغْرَمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لِمَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُنْفِصِي إِلَى بَسَائِنَا فَتَأْتِي عَرَفَةَ نَقْطُرُ مَذَاكِرُنَا أُنْمِي قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فَقَالَ ((قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَنْفَقْتُمُ لِلَّهِ وَأَصَدَقْتُكُمْ وَأَبْرَأْتُكُمْ وَلَوْ أَنَا هَدَيْتُ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ وَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسْقِ الْهَدْيِي فَحَلُّوا))

لہ اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعی کرنا ضروری ہے اور قائل ہیں اسکے شععی اور نخعی اور جابر بن زید اور عبدالرحمن بن اسود اور ثوری اور حسن بن صالح اور ابو حنیفہ اور محکم ہوا ہے یہ قول علیؑ اور ابن مسعودؓ سے۔ اور ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ مذہب نصوص صریحہ نبیؐ معصوم کے مخالف ہے اور اسی لیے غربائے احناف کی قسمت میں بھی آیا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۹۴۳) دوسری روایت میں آیا ہے کہ سراتہ بن عجمؓ اٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے واسطے؟ تو رسول اللہ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور فرمایا داخل ہو گیا عمرہ حج میں۔ دوبارہ یہی فرمایا اور فرمایا کہ بلکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہے اور تو وہی نے کہا ہے کہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کے چار معنی کہے ہیں اول اور اصح معنی یہ ہیں اور جبہور بھی اسی کے قائل ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عمرہ بجالانا حج کے ایام میں جائز ہے قیامت تک (حالانکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں عمرہ کرنے کو بہت برا جانتے تھے) غرض آپ کو جاہلیت کی عادت کا باطل کرنا منظور تھا کہ وہ حج کے مہینوں میں عمرے کو ممنوع جانتے تھے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ قرآن روا ہے اور تقدیر اس کلام کی یہ ہے کہ داخل ہو گئے افعال عمرے کے افعال حج میں قیامت تک۔

فَحَلَّلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ قَالَ
 جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلَيَّ مِنْ سِعَانِيَةِ فَقَالَ بِمِ
 أَهْلَتَ قَالَ بِمَا أَهَلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَأَهْدِي وَأَمْكُثْ حَرَامًا))
 قَالَ وَأَهْدِي لَهُ عَلَيَّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ
 مَالِكٍ بْنُ جُعْشَمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْعَامِنَا بِهَذَا
 أَمْ لِلْأَبْدِ فَقَالَ ((لِلْأَبْدِ))

سے مان لی۔ عطا نے کہا کہ جابر نے کہا کہ پھر آئے حضرت علی
 (اموال صدقات کی تحصیل لے کر جس کے لیے حضرت نے ان کو
 بھیجا تھا یمن کی طرف اور حقیقت میں یہ وہاں امیر ہو کر گئے تھے نہ
 کہ صدقات کی تحصیل کے لیے اور شاید عالموں نے ان کے سپرد
 کر دیئے ہوں کہ حضرت تک پہنچادیں ورنہ اموال صدقات بنی ہاشم
 کو لینا روا نہیں) پھر حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم نے کیا احرام
 باندھا؟ انھوں نے عرض کی کہ جو اہلال ہو نبی مکہ (یعنی میں نے
 لبیک میں یہی کہا کہ جو لبیک حضرت کی ہو وہی میری ہے) یہ وہی
 بات ہوئی جو نیت امام کی وہی میری (تو کہا رسول اللہ نے کہ قربانی
 کرو اور محرم رہو اور حضرت کے لیے ہدی لائے حضرت علی اور
 سراقہ بن مالک بن جشم نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم (یعنی حج کو فتح

تیسری تاویل یہ ہے بعض لوگوں کی کہ انھوں نے کہا کہ عمرہ واجب نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ عمرہ ساقط ہو گیا اور حج کی
 فرضیت نے اس کے وجوب کو ساقط کر دیا اور یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اور سیاق صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ تاویل غلط ہے۔
 چوتھے یہ ہے کہ تاویل کی ہے بعض اہل ظاہر نے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ فتح حج کا عمرہ کر کے جائز ہو گیا قیامت تک اور اس کو نووی
 نے ضعیف کہا ہے۔ تمام ہواکلام نووی کا اور شیخ ابن قیم نے زاد المعاد میں اسی قول کو (یعنی چوتھے کو) باحسن وجوہ ثابت کیا ہے اور خلاصہ ان کی
 تقریر کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اس فتح کو رسول اللہ سے چودہ صحابیوں نے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ اور علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ اور اسماء
 بنت ابی بکر صدیق اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری اور براء بن عازب اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ
 بن عباس اور سترہ بنت سعید جمہی اور سراقہ بن مالک مدنی ہیں۔ پھر ان کی روایات صحیحہ حسنہ نقل کیں ہیں اور سراقہ بن مالک بن جشم کی روایت
 جس میں مذکور ہے کہ انھوں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لیے ہے نقل کر کے کہا
 کہ اس لفظ اخیر میں صراحت ہو گئی کہ جو لوگ قائل ہیں کہ یہ خاصہ تھا صحابہ کا ان کا قول باطل ہے اس لیے کہ حضرت نے صاف فرمادیا کہ یہ
 ہمیشہ کے لیے ہے اور براء بن عازب کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ نے ان لوگوں پر غصہ بھی فرمایا جو احرام کھولنے میں تاہل کرتے تھے
 اور اس کے بعد کہا کہ یہی مذہب ہے اہل بیت کا اور صبر امت ابن عباس کا اور ان کے یاروں کا اور ابو موسیٰ اشعری اور امام احمد بن حنبل کا
 اور عبد اللہ بن حسن بن عمری قاضی بصرہ کا اور اہل ظاہر کا۔ اور سلمہ بن شیبہ نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ کی سب باتیں اچھی ہیں مگر
 ایک بات۔ انھوں نے کہا وہ کیا؟ سلمہ نے کہا کہ آپ فتح حج عمرہ کے قائل ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے سلمہ؟ میں تم کو عقل والا جانتا تھا
 میرے پاس گیارہ حدیثیں صحیح رسول اللہ سے موجود ہیں اس بارہ میں میں ان کو تمہارے قول کے سبب سے کیوں کر چھوڑوں۔ پھر ابن قیم نے
 تین عذر بیان کئے ہیں جو لوگ اس میں پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ منسوخ ہے۔ دوسرے مخصوص صحابہ ہے۔ تیسرے بعض روایتیں اس
 کے معارض ہیں پھر ان تینوں کے جوابات تو دیئے ہیں اور بخوبی معنی چہارم کو یعنی جواز فتح حج عمرہ کو ثابت کیا ہے اور حق انہیں کے ساتھ ہے
 وراہل ظاہری کا مذہب صحیح و موافق روایات ہے۔ (فمن شاء فليرجع اليه ولينظر بعين الانصاف الى زاد المعاد)

کردینا عمرہ کر کے) ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے یہ امر جائز ہو گیا؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

۲۹۴۳- جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ لبیک پکاری ہم نے رسول اللہ کے ساتھ حج کی پھر جب ہم مکہ میں آئے تو آپ نے حکم دیا کہ احرام کھول ڈالیں اور اس احرام کو عمرہ کر ڈالیں (یعنی حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیں)۔ اور یہ بات ہم پر گراں گزری اور ہمارے سینے اس سے تنگ ہوئے اور یہ بات حضرت کو پہنچی پھر ہم نہیں جانتے کہ آیا ان کو کوئی حکم آسمان سے آیا یا کوئی بات لوگوں سے پہنچی غرض آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! احرام کھول ڈالو اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے (یعنی عمرہ کر کے حج کو فسخ کرنا اور احرام کھول ڈالنا)۔ تب تو ہم نے احرام کھول ڈالا یہاں تک کہ صحبت کی ہم نے عورتوں سے اور سب کام کیے جو بے احرام والے کرتے ہیں (یعنی خوشبو لگائی، سینے ہوئے کپڑے پہنے جماع کیا) پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی اور مکہ سے ہم نے پیٹھ موڑی (یعنی منیٰ کو چلے) حج کا لبیک پکارا۔

۲۹۴۵- جابر بن عبد اللہ نے حج کیا رسول اللہ کے ساتھ جس سال کہ آپ کے ساتھ ہدی تھی (یعنی حجۃ الوداع میں اس لیے کہ ہجرت کے بعد آپ نے ایک ہی حج کیا ہے) اور بعض لوگوں نے صرف حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تم احرام

۲۹۴۴- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرْنَا أَنْ نَحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبَّرَ ذَلِكَ عَلَيْنَا وَصَافَتْ بِهِ صُدُورُنَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَذَرِي أَسْيءَ بَلَغَهُ مِنَ السَّمَاءِ أَمْ شَيْءٌ مِنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ أَجَلُوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِيَ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ)) قَالَ فَأَحَلَّلْنَا حَتَّى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَّالُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَحَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرِ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

۲۹۴۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَجَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ سَاقِ الْهَدْيِ مَعَهُ وَقَدْ أَهْلُوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۲۹۴۵) ☆ اس بیان میں مضمون آگے پیچھے ہو گیا ہے اصل یہ ہے کہ یہ سب گفتگو جو عمرہ کرنے اور احرام کھولنے میں اصحاب سے ہوئی وہ عمرے سے پہلے ہی ہوئی جیسا اور روایتوں میں آیا ہے اگرچہ اس کو راوی نے یہاں بعد میں بیان کیا ہے مگر اصل بات وہی ہے کہ یہ گفتگو ابتدا میں ہوئی ہے۔ غرض اس روایت میں تصریح ہے کہ پہلے لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور یہی فسخ حج عمرہ ہے اور اس کی تفصیل اوپر خوب گزری کہ قیامت تک یہ فسخ روا ہے اور صحیح مذہب بقول ابن قیم یہی ہے اور نووی نے کہا ہے کہ اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ فسخ خاص تھا صحابہ کے ساتھ اور ان کے بعد کسی کو روا نہیں اور ان کو بھی اس سال کے سوا اور برسوں میں روا نہ رہا۔ اور یہ قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابو حنیفہ اور جماہیر سلف و خلف کا اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت تک اس کا جو باقی ہے کہ جو احرام حج کا باندھ کر آوے اور ہدی ساتھ نہ لائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے اور یہ قول ہے لفظ

کھول ڈالو اور طواف کرو بیت اللہ کا اور سعی کرو صفا اور مروہ کی اور بال کم کرالو اور حلال رہو پھر جب ترویہ کا دن ہو (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی) تو لبیک پکارو حج کی اور تم جو احرام لے کر آئے ہو اس کو متعہ کر ڈالو (یعنی اگرچہ وہ احرام حج کا ہے مگر عمرہ کر کے کھول لو اور پھر حج کر لینا تو یہ متعہ ہو جائے گا)۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہم کیونکر اسے متعہ کریں حالانکہ ہم نے نام لیا ہے حج کا؟ آپ نے فرمایا وہی کرو جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس لیے کہ میں اگر ہدیٰ کو ساتھ نہ لاتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسا کہ تم کو حکم دیتا ہوں مگر یہ کہ میرا احرام کھل نہیں سکتا جب تک کہ قربانی اپنے محل تک نہ پہنچ لے (یعنی ذبح نہ ہو لے)۔ پھر لوگوں نے کیا۔

۲۹۴۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور آپ نے حکم فرمایا ہم کو کہ ہم اس کو عمرہ کر ڈالیں اور احرام کھول لیں اور آپ کے ساتھ قربانی تھی اس لیے آپ اس کو عمرہ نہ کر سکے۔

باب حج اور عمرہ میں تمتع کے بارے میں

۲۹۴۷- ابو نضرہ نے کہا کہ ابن عباسؓ تو ہم کو حکم کرتے تھے متعہ کا اور ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے اور میں نے اس کا ذکر کیا جابر سے تو انہوں نے کہا یہ حدیث تو میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے اور ہم نے تمتع کیا رسول اللہ کے ساتھ پھر جب حضرت عمر خلافت پر قائم ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ کے واسطے جو چاہتا تھا حلال کر دیتا تھا جس سبب سے کہ وہ چاہتا تھا اور قرآن کا ہر ایک حکم اپنی اپنی جگہ میں اترا ہے تو پورا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَجَلُوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ فَطُوفُوا بِبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفا وَالْمَرْوَةِ وَقَصَرُوا وَأَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمَ التَّروِيَةِ فَأَهْلُوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتَعَةً قَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتَعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ قَالَ أَفْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَإِنِّي لَوَلَا أَنِي سَقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ لَا يَجُزُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَجْلَهُ ففَعَلُوا))

۲۹۴۶- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُهَلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَجِلَّ قَالَ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً.

باب فِي الْمُتَعَةِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

۲۹۴۷- عَنْ أَبِي نُضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتَعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيٌّ بِيَدِي دَارَ الْحَدِيثِ تَمَتُّعًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ عُمْرُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ يُجِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ فَأَتَمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

اللہ امام احمد بن حنبل امیر المحدثین اور ایک گروہ کا اہل ظاہر میں سے اور اسی کو اختیار ہے ابن قیم نے اور یہی مروی ہے چودہ صحابہ سے کہ آپ نے حکم فرمایا اور سراقہ بن ہنعم نے آپ سے پوچھا کہ اسی سال کے لیے یہ حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں قیامت تک کے لیے ہے اور اسی کی آرزو کی رسول اللہ نے مگر یہ سبب سوق ہدیٰ کے لاچار تھے۔

کر دو تم حج اور عمرہ کو اللہ کے واسطے جیسا کہ تم کو اللہ پاک نے حکم دیا ہے اور قطعی اور دائمی ٹھہرا دو ہمیشہ کے لیے نکاح ان عورتوں کا (یعنی جن سے متعہ کیا گیا ہے یعنی ایک مدت معین کی شرط سے نکاح کیا گیا ہے) اور میرے پاس جو آئے گا ایسا کوئی شخص کہ اس نے نکاح کیا ہو گا ایک مدت معین تک تو میں اس کو ضرور پتھر سے ماروں گا۔

لَهُ كَمَا أَمَرَكُمْ اللَّهُ وَأَبْتُوا نِكَاحَ هَذِهِ النِّسَاءِ
فَلَنْ أُوْتِي بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَيَّ أَحْبَلُ إِلَّا
رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ.

۲۹۴۸- قتادہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا جدا کر دو حج کو اپنے عمرے سے اس لیے کہ اس میں حج بھی پورا ہو اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہوا (یعنی ہر ایک کو سفر میں الگ الگ بجلاؤ)۔

۲۹۴۸- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي
الْحَدِيثِ فَأَفْصَلُوا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَإِنَّهُ أَنْتُمْ
لِحَجَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِعُمْرَتِكُمْ.

۲۹۴۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہم لہیک پکارتے

۲۹۴۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ

(۲۹۴۹) نودوی نے کہا مازری سے منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے جس متعہ سے منع کیا ہے وہ کیا ہے؟ بعضوں نے کہا اس سے منع کرنا حج کا ہے عمرہ کی طرف اور کسی نے کہا اشہر حج میں مطلق عمرہ بجالانا ہے اور پھر اس سال میں حج بھی کرنا۔ اور یہ اس لیے منع فرمایا کہ ترغیب دی آپ نے افراد کی کہ وہ افضل ہے اور چونکہ اب اسن ہو گیا ہے راہوں میں تو اولیٰ ہے کہ لوگ ایک ہی سفر میں دونوں نسک نہ بجالائیں نہ کہ اس نظر سے آپ نے منع فرمایا کہ تمتع حج کو باطل جانتے تھے یا اس کی حرمت کے قائل تھے۔ اور قاضی عیاض کا قول ہے کہ ظاہر حدیث جابر اور عمران اور ابو موسیٰ کی اس پر دل ہے کہ حضرت عمرؓ نے حج کو منع کرنا عمرہ کر کے اسی سے منع فرمایا اور اسی لیے حضرت عمرؓ اس پر مارتے تھے اور صرف تمتع پر نہیں مارتے تھے اور نہ اس پر کہ کوئی اشہر حج میں عمرہ بجالائے۔ اور مارنا حضرت عمرؓ کا اس خیال سے تھا کہ وہ اور تمام صحابہ یہ خیال کرتے تھے کہ حج عمرہ یہ خاص تھا اسی سال کے ساتھ جس میں حضرت نے حج کیا ہے۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ جو تمتع اس آیت میں مذکور ہے فمن تمتع بالعمرة الى الحج فما استيسر من الهدى اس سے یہی مراد ہے کہ اشہر حج میں عمرہ کرے اور حج کے قبل اور پھر اس سال حج بھی کرے اور تمتع میں قرآن بھی داخل ہے اس لیے کہ اس میں بھی ایک قسم کی بر خور داری ہے کہ ایک ہی سفر میں جو اپنے وطن سے نکلا تو دونوں نسک بجالایا اور تمتع میں یہ بھی داخل ہے کہ حج کے احرام کو عمرہ کر کے کھول ڈالے جس کو فتح حج عمرہ کہتے ہیں (یعنی تینوں معنی اس آیت میں ہو سکتے ہیں کہ تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا۔ نودوی نے کہا میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ وغیرہا نے جو منع فرمایا متعہ سے اس سے مراد یہی ہے کہ عمرہ کرے اشہر حج میں اور پھر اسی سال حج بھی کرے اور اس نسی سے نسیا تحریم اور بطلان مراد نہیں بلکہ نسی اولویت ہے کہ انہوں نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ کر دو اور غرض ترغیب دینا تھی افراد کی اور اب اجتماع ہو گیا ہے علماء کا کہ افراد اور تمتع اور قرآن بغیر کراہت کے بلا تامل روا ہیں اور اختلاف اس کے افضل میں ہے کہ اولیٰ کون ہے اور اوپر اس کی بحث ہو چکی ہے۔ باقی رہا حضرت عمر کا متعہ نکاح کو منع فرمانا جو اس میں مذکور ہے تو وہ ایک مدت معین پر نکاح کرنا ہے اور وہ ابتداء اسلام میں مباح تھا پھر منسوخ ہوا اخیر کے دن پھر مباح ہوا فتح مکہ میں پھر منسوخ ہوا ایام فتح میں اور اس کی حرمت اب تک چلی آتی ہے اور قیامت تک چلی جائے گی اور فتح

نَقُولُ لَبَيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَحُجَّ كِي اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم نَجْعَلَهَا عُمْرَةً۔

اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں۔

زمانہ اول میں اس میں کچھ اختلاف تھا۔ (اس لیے کہ روایات حرمت بعض لوگوں کو نہ پہنچی تھیں پھر وہ اختلاف مرتفع ہو گیا اور سب نے اس کی تحریم پر اجماع کیا اور تفصیل اس کی کتاب الزکاح میں آئے گی انشاء اللہ)۔ اور علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ روایت کی اعمش نے فضیل بن عمرو سے انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہ نے تو عروہ نے کہا کہ منع کیا ابو بکر و عمر نے متعہ سے تو ابن عباس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اب یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو کہتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہ اور یہ کہتے ہیں کہ کہا ابو بکر و عمر نے۔ اور عروہ نے ابن عباس سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں ہو کہ رخصت دیتے ہو متعہ کی تو ابن عباس نے کہا جاپنی ماں سے پوچھ اے چھوٹے عروہ تو عروہ نے کہا کہ ابو بکر و عمر نے تو کبھی متعہ نہیں کیا (یعنی تمتع حج کا) ابن عباس نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ کرے گا میں تو تم سے حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ کی اور تم کہتے ہو کہ ابو بکر و عمر نے یوں کہا۔ تب کہا کہ وہ لوگ سنت رسول اللہ کو تم سے زیادہ جانتے تھے اور تم سے زیادہ پیرو سنت تھے۔ اور جواب دیا ہے ابو محمد بن حزم نے عروہ کی بات کا اس طور سے کہ ہم کہتے ہیں عروہ سے کہ ابن عباس رسول اللہ کی سنت کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اور اسی طرح ابو بکر و عمر کے حال سے بھی تم سے زیادہ واقف تھے اور تم سے بہر حال بہتر تھے اور ان تینوں کے نزدیک تم سے اول تھے اور یہ تینوں ان سے زیادہ قریب تھے۔ بہ نسبت تمہارے کہ اس میں کوئی مسلمان ذرا بھی شک نہیں کر سکتا اور ام المومنین عائشہ بھی تم سے زیادہ علم والی تھیں اور تم سے زیادہ سچی تھیں پھر ثوری کی سند سے حضرت عائشہ کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا کون امیر موسم ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ابن عباس تو انھوں نے فرمایا کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں حج کے احکام کو اور کہا ابو محمد بن حزم نے کہ اور راویوں نے جو افضل اور علم اور اصدق اور اوثق ہیں عروہ سے عروہ کے خلاف بیان کیا ہے پھر بزار کے طریق سے روایت کی ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہ نے اور ابو بکر و عمر نے اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ ہیں اور روایت کی عبدالرزاق کے طریق سے ابن عباس سے کہ تمتع کیا رسول اللہ نے اور ابو بکر نے یہاں تک کہ وفات پائی اور حضرت عمر نے اور عثمان نے بھی ایسا ہی کیا اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ ہیں۔ ابن قیم نے فرمایا کہ یہ حدیث ابن عباس کی جس میں معاویہ کا ذکر ہے اخراج کیا ہے اس کو احمد نے مسند میں اور ترمذی نے سنن ترمذی میں اور حسن کہا اس کو پھر ذکر کی گئیں روایتیں حضرت عمر سے جس میں مذکور ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر میں عمرہ کرتا تو حج کرتا اور تمتع کرتا اور ثابت کیا ان کو باسانید معتبرہ متعددہ پھر ذکر کیا جواب ابن تیمیہ کا کہ فرمایا انھوں نے کہ حضرت عمر نے البتہ کبھی منع نہیں کیا متعہ سے بلکہ یوں فرمایا کہ پورا حج تمہارا اور پورا عمرہ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ بجالاً اور اختیار کیا انھوں نے افضل امور کو اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک کو عمرہ اور حج میں سے جدا جدا سفر کے ساتھ ادا کرے کہ اپنے شہر سے چل کر مکہ تک آئے اور یہ قرآن اور تمتع خاص سے کہ جو ایک ہی سفر میں دونوں کی ادائیگی ہو جائے یعنی حج اور عمرہ کی افضل ہے اور صحیح ہے اس کی احمد اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی نے اور فقہاء نے بھی اور یہ وہی افراد ہیں جو بجالائے ہیں ابو بکر اور عمر اور حضرت عمر اسی کو پسند کرتے تھے لوگوں کے لیے اور ایسا ہی کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے۔ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علیؓ یہی تفسیر کرتے تھے اس آیت کی واتموا الحج والعمرة لله۔ کی کہ تمام ان کا یہ ہے کہ احرام باندھے ہر ایک کے لیے اپنے گھر سے اور الگ سفر میں بجالائے ہر ایک کو اس لیے کہ رسول اللہ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ثواب تمہارا بقدر تمہاری تکلیف کے ہے۔ غرض جب عمرہ کر کے حاجی لوٹ گیا اپنے گھر کو اور پھر وہاں سے احرام باندھ کر آیا اور حج کیا اور وہ عمرہ حج کے مہینوں سے پیشتر ہوا تو یہ دونوں نیک پورے ہوئے یا عمرہ کیا اس نے قبل اشہر حج کے اور مکہ میں ٹھہرا رہا اور حج کیا تو یہ پورا حج و عمرہ ہو۔ غرض یہ مذہب معتاد ہے حضرت عمر کا اور اس میں لوگوں نے غلطیاں کیں کہ انھوں نے متعہ سے منع کیا ہے اور کسی نے سمجھا کہ متعہ ہے

بَاب حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کے حج کا بیان

۲۹۵۰- عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْنَا عَنْ الْقَوْمِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَيَّ رَأْسِي فَنَزَعَ رَأْيِي الْأَعْلَى ثُمَّ نَزَعَ رَأْيِي الْأَسْفَلَ ثُمَّ وَصَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌ فَقَالَ مَرِحًا بَكَ يَا ابْنَ أَحِبِّي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ

۲۹۵۰- جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے گھر گئے اور انھوں نے سب لوگوں کو پوچھا یہاں تک کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی ہوں سیدنا حسین کا پوتا۔ سو انھوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا اور میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے اوپر کی گھنڈی کھولی پھر نیچے کی گھنڈی کھولی (یعنی شلو کے وغیرہ کی) اور پھر اپنی ہتھیلی رکھی میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے بیچ میں اور میں ان دنوں جوان لڑکا تھا پھر کہا شاباش خوشی، رہو اے میرے بھتیجے اور

فحج کو منع کرتے ہیں اور کسی نے جانا کہ ترک اولیٰ کی نظر سے منع کرتے ہیں (جیسا نوادی کے قول میں اوپر گزرا) اور یہ اس نے خیال کیا جس کے نزدیک افراد افضل ہے اور کسی نے معارضہ کیا روایات نبی کو روایات استحباب پر چنانچہ روایات دونوں قسم کی حضرت عمرؓ سے اوپر گزر چکیں اور کسی نے سمجھا کہ اس مسئلہ میں ان کے دو قول ہیں جیسے اور مسائل میں ان کے دو قول ہیں اور کسی نے نبی کو قول قدیم جانا اور پھر روایات جواز کو رجوع سمجھا جیسے ابن حزم کا مسلک ہے اور کسی نے ان کے منع کو ان کی رائے خیال کیا جیسے مروی ہے اسود بن یزید سے کہ میں اور حضرت عمرؓ وقوف میں تھے عرفات کے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا خوب بالوں میں کنگھی کئے ہوئے اور خوشبو آتی ہوئی اس سے تو فرمایا کہ تو محرم ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ محرم کی یہی شکل ہوتی ہے؟ اس کے بال پریشان خاک آلود چہرہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں متمتع تھا اور میری بیوی میرے ساتھ ہے اور میں نے آج ہی احرام باندھا ہے یہیں سے تو حکم فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ کوئی متمتع کرے (المحدث) اور اس سے واضح ہوا کہ یہ ایک رائے تھی ان کی۔ ابن حزم نے کہا کہ کیا خوب اور رسول اللہ نے شب کو اپنی سب بیبیوں سے جماع کیا اور پھر صبح کو احرام باندھا اور اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ جماع حلال ہے احرام کے ایک لحظہ پیشتر بھی۔ غرض یہ رائے حضرت عمرؓ کی مخالف ہدی رسول اللہ ہے۔ کلام ابن قیم کا ایسا ہی ہے، غرض اختصار و بزیادہ قلیلیہ۔

(۲۹۵۰) اس حدیث میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور بہت قواعد اسلام ہیں اور یہ حدیث مسلم کی اکیلی حدیثوں سے ہے کہ بخاری میں نہیں ہے اور ابوداؤد نے مثل مسلم کے روایت کی ہے اور ابوبکر بن منذر نے ایک کتاب تصنیف کی ہے فقط اس کے فائدوں میں اور اس سے ڈیڑھ سو سے اوپر مسئلے نکالے ہیں اور اگر کوئی غور کرے تو اس سے بھی زیادہ پائے اور اب اتنے ٹکڑے میں جو فوائد ہیں جن پر تنبیہ کی احتیاج ہے ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

اول یہ کہ (جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس گئے تو انھوں نے سب لوگوں کو پوچھا) جب لوگ ملاقات کو آویں تو ہر ایک کی خاطر کی جاوے اس کے مرتبے کے موافق جیسا حضرت صدیقؓ سے مروی ہے کہ خیال رکھو لوگوں کے مرتبے کا۔

دوسرے (میں نے کہا میں محمد بن علی سیدنا حسین کا پوتا ہوں سو انھوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا) اس میں تعظیم اور خاطر داری ہے اہل بیت کی جیسے حضرت جابر نے دلجوئی کی محمد بن علی کی جو پوتے ہیں حضرت سیدنا حسینؓ کے۔

أَعْمَى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُتَنَجِّفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرَدَاؤُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمَشْحَبِ فَصَلَّى

پوچھو مجھ سے جو چاہو پھر میں نے ان سے پوچھا اور وہ نایبنا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر کہ جب اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے تھے تو وہ نیچے گر جاتے تھے اس چادر کے چھوٹے ہونے کے سبب سے اور ان کی

لہ تیسرے جابر نے ان سے فرمایا مہر جا خوش رہو اور شاباش۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آوے اسکے دل خوشی کی کچھ بات کہنا۔ جو تھے نرمی اور اخلاق اور انس دینا اپنے ملاقاتیوں کو اور ان کو محبت سے جرأت دینا کہ کچھ پوچھیں اور خوف نہ کریں اسی لیے حضرت جابر نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا کہ پوچھو۔

پانچویں صاحب زادہ صاحب محمد نے جو یہ کہا کہ میں ان دونوں جوان تھا اس سے معلوم ہوا کہ وجہ ان سے زیادہ محبت کرنے کی اور دلجوئی کی یہی تھی کہ وہ صغیر السن اور چھوٹے تھے اور بوڑھوں کے ساتھ یہ بات کہ سینہ پر ہاتھ رکھنا ضروری نہیں اور یہ خاطر داری سبب ہوگی ان کو حدیث کا مطلب یاد رکھنے کا۔

چھٹے وہ یعنی جابر نایبنا تھے اتنے میں نماز کا وقت آگیا اس سے معلوم ہوا کہ امامت اندھے کی روا ہے اور اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں شافعی کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اس لیے کہ اس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اور خیال نہیں بنتا۔

دوسرے یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اس لیے کہ وہ ناپا کیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔

تیسرے یہ کہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول صحیح تر ہے اور یہی مخصوص ہے امام شافعی سے۔

ساتویں یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گونا بیا بھی ہو۔

آٹھویں یہ کہ (وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر) نماز جائز ہے ایک کپڑے سے اگرچہ اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے ان کی بڑی چادر دھری تھی۔

نویں تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے پھر نماز پڑھائی پکار دی تاکہ لوگ تیاری کریں حج کی اور مناسک اور احکام حج خوب سیکھ لیں اور آپ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اور لوگوں کو پہنچادیں اور دعوت اسلام کی اور شوکت ایمان کی خوب ظاہر ہو جاوے۔

دسویں اس سے معلوم ہوا کہ امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لیے تیار ہو جائیں۔

گیارہویں معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا اسی لیے جابر نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا جو حضرت نے کیا پھر جب آپ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے ان کو نسیح حج ہمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ کو غصہ کرنا پڑا اور آپ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا اور معلوم ہوا کہ علی اور ابو موسیٰ نے بھی احرام حج ہی کا باندھا تھا جو حضرت کا احرام تھا۔ اتھی

غرض "ہم لوگ" سے "سوار ہوئے قصوا و نمفی" پر "تک اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ چنانچہ

بارہویں بات یہ ہے کہ مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

تیرھویں نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہانی پر رکھ کے اور اس میں اختلاف نہیں۔

چودھویں معلوم ہوا کہ وقت احرام کے آپ نے دو رکعت پڑھی اور نووی نے ان کو مستحب کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مذہب ہے لہ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِيمَ
الْمَدِينَةَ بَشَرًا كَثِيرًا كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتِيَهُ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ
وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ فَفَرَحْنَا مَعَهُ حَتَّى
أَتَيْنَا ذَا الْحَلِيفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ
عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأُرْسِلَتْ إِلَى

پھر جمع ہو گئے مدینہ میں بہت سے لوگ اور سب چاہتے تھے کہ
پیروی کریں رسول اللہ کی اور ویسا ہی کام کریں (حج کرنے میں) جیسے
آپ کریں۔ غرض ہم لوگ سب آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ
ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اسماء بنت عمیس جنہیں اور محمد، ابو بکر کے بیٹے
پیدا ہوئے اور انھوں نے حضرت محمد سے کہلا بھیجا آپ نے فرمایا کہ
غسل کر لو اور لنگوٹ باندھ لو ایک کپڑے کا اور احرام باندھ لو۔ پھر

تین طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

انیسواں یہ کہ طواف سات پھیرے ہے۔

بیسواں یہ کہ رمل تین پھیروں میں اول کے سنت ہے۔ اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور اصحاب
شافعیہ کا قول ہے کہ ایک طواف میں خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا رمل سنت ہے اور سواج اور عمرہ کے جو طواف ہے اس میں رمل سنت نہیں اور جلدی چلنا
بھی ایک میں سنت ہے دوسرے طواف میں نہیں۔ اور اس میں شافعی کے دو قول مشہور ہیں اصح قول یہ ہے کہ جلدی چلنا اس طواف میں سنت
ہے جس کے بعد سعی ہے ورنہ نہیں اور یہ صورت طواف قدوم اور طواف افاضہ میں ہو سکتی ہے کہ ان دونوں کے بعد سعی ہو سکتی ہے اور طواف
وداع میں نہیں ہو سکتی۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جلدی نہ چلے مگر طواف قدوم میں خواہ اس کے بعد سعی کا ارادہ ہو یا نہ ہو اور اسی طرح طواف عمرہ
میں جلدی اس لیے کہ عمرہ میں اس کے بعد کوئی طواف نہیں اور اسی طرح سنت ہے اضطباع۔

ایسواں مسئلہ اضطباع یہ ہے کہ چادر بچ۔۔۔ ذابنی بغل کے نیچے ڈال دے اور دونوں سرے ایک آگے سے ایک پیچھے سے لے کر
بائیں کندھے پر ڈال دے اور دایاں کندھا کھلا رہے کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں سنت ہے جس میں رمل
سنت ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ عمرہ قضاء میں مکہ کو تشریف لائے تو مشرکان مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے تپ نے دبا کر دیا
اور یہ ست ہو گئے۔ سو آپ نے یاروں کو حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی ان پر
ظاہر ہو اور بعد اس علت دور ہو جانے کے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا اب وہ قیامت تک سنت ہو گیا بخلاف حصہ مؤکفۃ القلوب کے کہ وہ
حضرت کے وقت تھا اب نہ رہا۔

بانیسواں مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعت طواف کی ادا کرے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ
واجب ہے یا سنت۔ اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں اول اور سب سے صحیح اور پکا یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔

دوسرا یہ کہ واجب ہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت ہے تو یہ بھی سنت ہیں۔
اور بہر حال اگر کسی نے ان کو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہو تا اور مسنون یہی ہے کہ ان کو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ
ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) یا پھر مسجد میں یا حرم میں اور اگر اپنے وطن میں جا کر پڑھے جب بھی روا ہے اور اگر کئی بار پورا طواف (یعنی
سات سات شوط) کر کے پھر ہر طواف کے لیے دو دو رکعت ادا کرے تو بھی اصحاب شافعیہ کے نزدیک جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں
اور اسی کے قائل ہیں مسور بن مخزومہ وعائشہ اور طاؤس اور عطا اور سعید بن جبیر اور احمد اور اسحاق اور ابو یوسف اور مکروہ کہا ہے اس کو ابن عمر اور
رحسن بصری اور زہری اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابو ثور اور محمد بن حسن اور ابن منذر نے اور نقل کیا ہے اس کو قاضی عیاض نے جمہور
فقہاء سے۔ تین

رسول اللہ نے دو رکعت پڑھیں مسجد میں اور سوار ہوئے قصواء اونٹنی پر یہاں تک کہ جب آپ کو لے کر وہ سیدھی ہوئی بیداء پر (وہ ایک مقام ہے مثل نیلہ کے) تو میں نے دیکھا آگے کی طرف جہاں تک کہ میری نظر گئی کہ سوار اور پیادے ہی نظر آتے تھے اور اپنے دائیں طرف بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور بائیں طرف بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور پیچھے بھی ایسی ہی اور رسول اللہ ہمارے بیچ میں تھے اور آپ پر قرآن شریف اترتا جاتا تھا اور آپ اس کی حقیقت کو خوب جانتے تھے اور جو کام آپ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا پھر آپ نے توحید کے ساتھ لبیک پکاری اور کہا لبیک سے لا شریک لک تک اور معنی اس کے اوپر ہو چکے ہیں اور لوگوں نے بھی یہی لبیک پکاری جو اب لوگ پکارتے ہیں (یعنی حضرت کی لبیک میں کچھ لفظ بڑھا کر پکارے اور آپ نے ان کو رد کا نہیں) اور آپ لبیک ہی پکارتے رہے اور جابرؓ نے کہا کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے (بلکہ ایام حج میں عمرہ بجالاتا ایام جاہلیت سے برا جانتے تھے) یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ میں آئے آپ کے ساتھ آپ نے چھوڑا رکن کو (یعنی حجر اسود کو) اور طواف میں تین بار اچھل اچھل کر چھوئے چھوئے ڈگ ڈگ رکھ کے شانے اچھال اچھال کر چلے اور چار بار

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ
أَصْنَعُ قَالَ ((اغْتَسِلِي وَاسْتَفْرِي بِثَوْبٍ
وَأَحْرَمِي)) فَصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ
الْقَصْوَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى
الْبِيدَاءِ نَظَرَتْ إِلَى مَدَى بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنْ رَاكِبٍ وَمَنْسَرٍ وَعَنْ بَعْضِهِ مِثْلُ ذَلِكَ
وَعَنْ بَسَارِهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَمِنْ حَلْفِيهِ مِثْلُ
ذَلِكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ نَزَلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ
يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ
عَمِلْنَا بِهِ فَأَهْلٌ بِالتَّوْحِيدِ ((لَيْتَكَ اللَّهُمَّ
لَيْتَكَ لَيْتَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْتَكَ إِنَّ
الْحَمْدَ وَالنَّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ)) وَأَهْلُ النَّاسِ بِهَذَا الَّذِي يُهْلُونَ بِهِ
فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُولُ اللَّهِ

لذہ تیسواں مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرین اور دوسری میں قل هو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔

چوبیسواں مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھونے اور باب الصفا سے نکلے اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھونے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعی کا۔

پچیسواں مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں قل هو اللہ پہلے مذکور ہے اور قل یا ایہا الکافرین بعد تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھے اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرین اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم موخر سورتیں پڑھنا روا ہے اگرچہ بعض جہال اس میں تعجب کریں۔ اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے جیسے ہم نے بھیوں مسئلہ میں لکھا ہے۔ ابن قیمؒ نے زوا المعاد میں فرمایا کہ طواف قدوم میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ نے پیدل کی یا سواری پر اور جابر کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طواف قدوم پیدل کیا۔ اور جن روایتوں میں حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کرنا آیا ہے مراد اس سے شاید طواف افاضہ ہو اور ابن حزم نے جو صفا اور مردہ کے طواف میں کہا ہے کہ حضرت سوار تھے اونٹ پر اور تین بار دوڑایا اور چار بار آہستہ چلے یہ ان کی تلمیح ہے حقیقت میں یہ دوڑنا تین بار اور چار بار آہستہ چلنا یہ طواف بیت اللہ میں واقع ہوا ہے نہ کہ سعی بین الصفا والمردہ میں۔ پھر کہا ہے کہ صفا اور مردہ میں ہر بار بطن وادی (یعنی بیچ کے نشیب کی جگہ میں جہاں اب دو سبز لہو

عادت کے موافق چلے پھر مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی
 واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ یعنی مقرر کرو مقام ابراہیم کو نماز
 کی جگہ اور مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے بیچ میں کیا پھر میرے باپ
 کہتے تھے اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ذکر کیا ہو مگر نبیؐ ہی سے
 ذکر کیا ہو گا کہ آپ نے پڑھیں دو رکعتیں اور ان میں قل هو اللہ
 احد اور قل یا ایہا الکفرون پڑھا۔ پھر لوٹ کر گئے آپ حجر اسود
 کے پاس اور اس کو بوسہ دیا اور نکلے اس دروازہ سے جو صفا کی طرف
 ہے پھر جب صفا کے قریب پہنچے (وہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو کعبہ کے
 دروازے سے بیس پچیس قدم پر ہے) تو یہ آیت پڑھی ان الصفا
 والمروة من شعائر اللہ (یعنی صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں
 میں سے ہیں) اور فرمایا آپ نے کہ ہم شروع کرتے ہیں جس سے
 شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ
 کو دیکھا اور قبلہ کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اس
 کی بڑائی کی (یعنی لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا اور کہ لا الہ الا اللہ سے
 ہرم الاحزاب و حدہ تک) (یعنی کوئی معبود لا تق عبادت کے نہیں
 سوا اللہ تعالیٰ کے اکیلا ہے وہ پورا کیا اس نے اپنا وعدہ (یعنی دین کے
 پھیلانے کا اور اپنے نبیؐ کی مدد کا) اور مدد کی اس نے اپنے غلام کی (یعنی
 محمدؐ کی) اور شکست دی اس نے اکیلے سب لشکروں کو۔ پھر اس کے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَلْبِينُهُ قَالَ جَابِرٌ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَسْنَا نَبْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا
 نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ
 اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلْنَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ
 نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَرَأَ
 وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًى فَجَعَلَ
 الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ أَبِي يَقُولُ
 وَلَا أَعْلَمُهُ ذِكْرَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قُلْ
 هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ
 رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ حَرَجَ مِنْ
 الْبَابِ إِلَى الصَّفا فَلَمَّا ذَمْنَا مِنَ الصَّفا قَرَأَ
 إِنَّ الصَّفا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ((أبدأ
 بما بدأ الله به)) فبدأ بالصَّفا فَرَقِي
 عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْعِبْلَةَ
 فَوَحَّدَ اللَّهُ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ ((لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
 الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ

لہ کعبے کھڑے کر دیئے ہیں) میں دوڑنا مسنون ہے اور باقی راہ میں آہستہ چلنا اور کہا ہے کہ میں نے اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ سے
 پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ابن حزم کی بھول ہے اور یہ بھول ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ حضرت چودہ بار پھر سے صفا اور مروہ کے بیچ میں اور
 وہ یہ سمجھا کہ شاید آنے اور جانے دونوں کو ملا کر ایک سعی کہتے ہیں اور ایسے ہی سات مرتبہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ صریح غلطی ہے اس لیے کہ اگر
 ایسا ہوتا تو سعی صفا پر تمام ہوتی جہاں سے شروع ہوئی تھی اور یہ بخوبی ثابت ہے کہ آپ نے سعی مروہ پر ختم کی اور صفا سے شروع کی۔

(پھر جب صفا کے قریب پہنچنے سے طواف تمام ہوا مروہ پر تک) اس سے بہت مناسک معلوم ہوئے۔ چنانچہ

چھبیسواں مسئلہ یہ ہے کہ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا۔ نسائی میں آیا ہے کہ آپ نے
 صحابہ کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور سند اس کی صحیح ہے۔

ستائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہیے اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے۔ جمہور شافعی نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے
 شرط نہیں ہے اور نہ ہی واجب ہے اور اگر کوئی اس پر نہ چڑھا تو سعی صحیح ہو گئی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابو حفص بن وکیل شافعی کا قول ہے لہ

بِإِلَّا اللَّهُ وَخَذَهُ أَنْجَزَ وَعَدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَخَذَهُ)) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِثْلَ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتَّى إِذَا انْصَبَتْ فَدَمَانَهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى إِذَا صَعِدْنَا مَسْنَى حَتَّى آتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا

بعد دعا کی پھر ایسا ہی کہا پھر دعا کی غرض تین بار ایسا ہی کیا پھر اترے اور مردہ کی طرف چلے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم میدان کے بیچ میں اترے تو دوڑے یہاں تک کہ مردہ پر پہنچے پھر مردہ پر بھی ویسا ہی کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا) یعنی وہ کلمات کہے اور دعا کی قبلہ رخ کھڑے ہو کر یہاں تک کہ جب طواف تمام ہو اور مردہ پر (یعنی سات شوٹ ہو چکے) تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا اپنا کام

تھی کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضروری ہے کہ صفا کی درز میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مردہ کی درز میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

انھما میسواں یہ ہے کہ مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

میسواں یہ ہے کہ مستحب ہے بلکہ مستنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی ادعیات پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے اور بعضوں نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر چڑھ آئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا اور یہ جنگ جس کو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

تیسواں یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے باقی چلنا حسب عادت اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے موافقین کا۔ اور امام مالک نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اس پر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

اکیسواں مسئلہ یہ ہے کہ مردہ پہنچ کر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

بیسواں مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مردہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مردہ پر پہنچنا یہ ایک پھیرا ہو اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے ایسے ہی سات پھیرے چاہیں اور یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کا۔ صرف دو شخصوں نے غلطی اور خطا سے ہمارا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آجانا یہ ایک پھیرا ہو اور غرض ایسے ہی سات پھیرے کہ جمہور کے حساب سے چودہ پھیرے ہوتے ہیں ضروری ہیں اور یہ قول ان کا حدیث سے مردود ہو گیا ہے اس لیے کہ اس صورت میں سعی صفا پر تمام ہوتی اور اس میں مذکور ہے کہ مردہ پر تمام ہوئی اور وہ دو شخص امین بنت شافعی اور ابو بکر صیرنی ہیں اصحاب شافعیہ سے اور اب عمل ساری امت کا جمہور کے موافق ہے اور ابن قیم نے زاد المعاد میں ان صاحبوں کے قول کو خطا کہا ہے۔

تو کہ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا لی جن کے ساتھ قربانی تھی اس سے معلوم ہو گیا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں ہوتا جب تک اللہ پاک کسی بات کی خبر پذیر ہو جی یا الہام صحیح کے نہ دے جب تک بات معلوم کر لینا ان کا کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے آرزو کی کہ اگر ہدیٰ ساتھ نہ ہوتی تو احرام حج کا عمرہ کر کے فسخ کر دیتا ہے اس میں آسانی اور سہولت ہے امت کے لیے اور آپ کی عادت تھی کہ جب اختیار دیا جلتا آپ کو دو باتوں میں تو اسے اختیار کرتے جو آسان یا آسان تر ہوتی۔ اب اس سے باطل ہو گیا قول ان لوگوں کا جو حج کے فسخ کے قائل نہیں عمرہ کر کے اور بڑی تائید ہوئی مذہب ظاہر یہ کی جو فسخ حج عمرہ کے قائل ہیں۔ اور اس کے مانعین دو عذر بڑے پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ جب صحابہ میں اختلاف ہو اس کے جواز و عدم جواز میں تو احتیاط یہی ہے کہ فسخ نہ کرے اور اس کا جواب تو اتنا ظاہر

فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ ((لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجِئْ وَلْيَجْعَلْهَا جَوْعِدَ مَعْلُومٌ هُوَ التَّوْبَةُ فِي هَدْيِهَا سَاحَتْهَا (اور مکہ ہی میں خرید لیتا) اور اپنے اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالتا تو اب تم میں سے جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف وسعی تو ہو چکی اور عمرہ کے افعال پورے ہو گئے) اور اس کو عمرہ کر لے پھر سراقہ بن مالک بن عیشم کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ حج کو عمرہ کر

لہ ہی کافی ہے کہ احتیاط جب ہوتی ترک نسخ میں کہ سنت رسول الثقلین ہم پر ظاہر نہ ہوتی اور جب آپ کی سنت ظاہر ہو گئی اور آپ نے قیامت تک کے لیے فرمایا سراقہ بن عیشم کے جواب میں تو اب احتیاط اتباع سنت میں ہے نہ کہ ترک سنت میں۔ اور دوسرا عذر یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو نسخ حج کا حکم اس لیے دیا کہ معلوم ہو جائے ان لوگوں کو کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہے اس لیے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عمرہ حج کے مہینوں میں ممنوع جانا جاتا تھا۔ اور یہ عذر اس سے بھی زیادہ لغو ہے اور اس کا جواب اول یہ ہے کہ آنحضرت اُس سے پہلے تین عمرے کر چکے تھے اور وہ تینوں ذیقعدہ کے مہینے میں ہوئے تھے اور ذیقعدہ حج کے مہینوں میں سے تو اب امر ممنوع کے بجالانے کی جس کو منع کرتے ہو کیا ضرورت رہی۔

دوسرے یہ ہے کہ صحیحین میں روایات متعددہ میں یہ امر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ نے میقات پر اجازت دی کہ جو چاہے عمرہ کا احرام کرے جو چاہے حج کا جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا پھر اسی سے معلوم ہو گیا کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہو گیا اب نسخ کی کیا ضرورت رہی۔ تیسرے یہ کہ آپ نے بخوبی تصریح کر دی اور صاف فرمادیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول ڈالے اور جس کے پاس ہدی ہے وہ محرم رہے اور آپ نے یہی آرزو کی کہ اگر میں ہدی نہ لاتا تو احرام کھول ڈالتا۔ غرض دونوں قسم کے محرموں میں آپ نے فرق کیا تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ احرام ہر گز مانع نسخ نہیں بلکہ ہدی کا ساتھ لانا مانع نسخ ہے اور تم جو علت نسخ کی بیان کرتے ہو (یعنی تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ ایام حج میں عمرہ درست ہے) یہ ہر محرم میں پائی جاتی ہے اور ایسی نہیں ہے کہ ایک محرم میں پائی جائے اور دوسری میں نہ پائی جائے حالانکہ رسول اللہ نے ہدی کو فارق ٹھہرایا کہ جو لایا ہے وہ نسخ نہ کرے اور جو نہیں لایا ہے وہ نسخ کر دے۔ اور اگر وہ علت ہوتی جو تم نے کہی ہے تو سب کو نسخ کا حکم دیا جاتا۔ غرض اسی طرح کے گیارہ جواب مانعین نسخ کو علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں دیئے ہیں (فمن اراد الزيادة فليرجع اليه) اور یہ جو مذکور ہوا یعنی علم غیب نہ ہوتا۔

تینتیسواں مسئلہ ہے اس حدیث کا اور جو از نسخ حج۔

چونتیسواں اور یہ جو ہے کہ حضرت علیؑ نے برلمانا نسخ اس سے معلوم ہوا کہ خاندانِ پیغمبری کو خلاف شرع کام پر ڈانٹ پلا سکتا ہے اگرچہ وہ پیغمبرِ زادی ہو پھر اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور حضرت علیؑ کو تو یہی خیال ہوا پھر جب حضرت کی اجازت معلوم ہو گئی چپ ہو گئے۔ پینتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی لہیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یا اللہ! میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہے تو یہ روا ہے۔

چھتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے جو کہا کہ انہوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کتر وانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو مگر صحابہ نے یہاں افضل پر اس لیے عمل نہ کیا کہ اگر منڈانے توجج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لیے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

پھر جب ترویہ کا دن ہو اسے لے کر دونوں (ظہر و عصر) کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا اس سے کئی مسائل معلوم ہوئے۔ چنانچہ مع مسائل سابقہ۔

عُمْرَةٌ)) فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ حُغَشْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْعَامِنَا هَذَا أَمْ لِلْأَبْدِ لِلْأَبْدِ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ ((دَخَلْتَ الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ)) مَرَّتَيْنِ ((لَا بَلَّ لِلْأَبْدِ أَبَدًا)) وَقَدِمَ عَلَيَّ

ڈالنا ہمارے اسی سال کے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے تو آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے اجازت ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے اور حضرت علیؓ یمن سے نبیؐ کے اونٹ لے کر آئے۔ اور حضرت فاطمہؓ کو دیکھا کہ ان میں ہیں جنہوں نے احرام کھول ڈالا اور رنگین کپڑے پہنے ہوئی ہیں اور سرمہ لگائے ہوئے ہیں تو حضرت علیؓ نے برامانا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے حکم فرمایا اس کا۔ پھر

تو سنتیساواں مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے حج کے لیے آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا ارادہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ کو احرام باندھے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ اور ان کے موافقین کا کہ ان کے نزدیک افضل یہی ہے اسی حدیث کی رو سے۔

اڑتیسواں یہ کہ سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے منیٰ نہ جاوے اور امام مالکؒ نے پہلے اس سے جانے کو مکروہ کہا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جاوے۔

اسالیسواں اور یہ جو فرمایا کہ آپ بھی سوار ہوئے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے۔ اور امام نوویؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعیؒ کا ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے۔

چالیسواں یہ کہ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضرت نے پڑھیں۔

اکتالیسواں یہ کہ منیٰ میں اس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا اور اس پر اجتماع ہے۔

بیاالیسواں یہ کہ جو کہا جب آفتاب نکل آیا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔ پینتالیسواں یہ کہ نمرہ میں اترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں پھر عرفات میں داخل ہوں اس لیے نمرہ میں اترنا مسنون ہو۔ پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جاوے اور زوال کے قبل غسل کریں ووقوف عرفات کے لیے پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیمؑ میں جاوے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو۔ پھر اس کے بعد ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔

چوالیسواں مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ محرم کو خیمہ میں یا اور سایہ کے نیچے رہنا درست ہے۔

پینتالیسواں خیموں کا رکھنا وہاں ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے۔ اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کی بغل میں اور عرفات میں داخل نہیں۔ قول قریش یقین کرتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ حرم میں ہے۔ پس رسول اللہؐ نے فرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثم افيضوا من حيث افاض الناس یعنی پھر لوگوں وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوتے ہیں یعنی عرفات سے۔

چھیالیسواں۔ قول یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوٰۃ ظہر صحیح

مِنْ أَيْمَنِ يَبْدُنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِمَّنْ حَلَّ وَلَبَسَتْ بِنَانًا صَبِيغًا وَاکْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهَذَا قَالَ فَكَانَ عَلَيَّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَيَّ فَاطِمَةَ لِلَّذِي

راوی نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عراق میں فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ کے پاس گیا غصہ کرتا ہوا حضرت فاطمہ پر اس کے احرام کے کھولنے کے سبب سے جو انھوں نے کیا تھا پوچھنے کو رسول اللہ سے اسی بات کو جو اس نے ذکر کی اور آپ کو خبر دی میں نے کہ میں نے برا جانا اس کو تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہ نے سچ کہا (یعنی میں نے ہی ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے) پھر آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا کہا جب حج کا قصد کیا؟ تو میں نے عرض کی کہ میں نے کہا یا اللہ!

اور عصر کے خلاف سنت ہے۔

قولہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے تاریخ یہ وادی عرندہ ہے جس میں عین کو پیش راگز بر اس کے بعد نون ہے اور عرندہ عرفات میں داخل نہیں امام شافعی کے نزدیک اور تمام علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

سینا لیسواں قولہ پھر خطبہ پڑھا تاریخ اس سے مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خطبہ یہاں مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔

ایک تو ساتویں تاریخ ذی الحجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔

دوسرے یہی جو مذکور ہو اعرندہ میں عرفات کے دن۔

تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔

چوتھے کوچ کے دن منی سے جس کو یوم نفاول کہتے ہیں اور وہ لیا م تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارھویں تاریخ۔ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضروری کی تعلیم کرنا ضروری ہے۔

قولہ اور تمہارے خون اور اموال تاریخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا مال کو نمانا یا دینا اس کو آپ نے حرام فرمایا اور اس سے ثابت ہوا۔

از تالیسواں مسئلہ یہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے جیسے آپ نے یہاں مال و جان کی حرمت کی تشبیہ دی۔ قولہ ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے تاریخ اس سے منصوص یہ ہے کہ بیع و شراہ اور معاملات ایسے کہ جن میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جن کا قصاص نہیں لیا گیا اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہیے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا۔ اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ لیاں تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبدالمطلب کا۔ اور بعضوں نے اس کا نام حارث کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھنٹوں کے بل چلتا تھا اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مر گیا۔ یہ قول ہے زبیر بن بکاء کا۔

انچاسواں اور یہ جو فرمایا اللہ سے عورتوں پر تاریخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے زندگی بسر کرنا ضروری ہے اور اس بارہ میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ نے ان کی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے۔ اور امام نووی کی اس بارہ میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین۔ اور جو یہ لفظ

صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذَكَرْتَ عَنْهُ فَأَحْبَبْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((صَدَقْتُ صَدَقْتُ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَهْلٌ بِمَا أَهْلٌ بِهِ وَسُئِلْتُ قَالَ ((فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَجُلْ)) قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةً الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَنَّى بِهِ النَّبِيُّ

میں اہلال کرتا ہوں اس کا جس کا اہلال کیا ہے تیرے رسول نے تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ہدی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام نہ کھولو۔ کہا جا رہے کہ پھر وہ اونٹ جو حضرت علی یمن سے لائے تھے اور جو نبی اپنے ساتھ لائے سب مل کر سوانٹ ہو گئے۔ کہا جا رہے کہ پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے مگر نبی نے اور جن کے ساتھ قربانی تھی (کہ وہ محرم ہی رہے) پھر جب ترویہ کا دن ہوا (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی) تو سب لوگ منیٰ کو چلے اور حج کی لبیک پکاری اور رسول اللہ بھی

تھے فرمایا حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فامساک بمعروف او تسریح باحسان اس حکم خدائے تعالیٰ سے ان کی فروج تم پر حلال ہوئی ہیں تو اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور ان کے حقوق تلف نہ کرو۔ یا اس سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلمان مرد کو جائز نہیں۔ یا مراد اس سے یہ آیت ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء یا مراد کلمہ سے ایجاب و قبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے۔ اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لیے کہ اس میں تورجم ہے یعنی پتھر او کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے ساتھ تھیلے نہ کریں یا کسی کو گھر میں نہ آنے دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہیے پھر خواہ اجازت زبان سے پائی جائے خواہ عرف و عادت سے۔

پچاسواں یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اور تادیب کے لیے جائز ہے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اور اگر ایسی مار ماری جو درست ہے یعنی اس میں ضرر شدید نہ تھا اور اتفاق سے وہ مر گئی تو اس پر یعنی زونج پر دیت ہے اور زونج کے عاقلہ پر اس کی ادا واجب ہے اور زونج اپنے مال سے کفارہ دے۔

اکیادوں۔ قولہ روئی ان کی الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اور کھانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زونج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

باون۔ وصیت کی آپ نے قرآن کے تمسک پر اور فرمایا کہ جب تک اس کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور حد بیان کی اس کے تمسک تک۔ معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اس کے اوامر پر عمل نہ کیا تو ایسی سے نہ بچا قصص سے عبرت نہ پکڑی خبروں کی تصدیق نہ کی و عدو کی امید نہ رکھی و عیدوں سے خوف نہ کیا صفات باری پر یقین نہ لایا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اس کا حال ہے جو قرآن کے معنی اور مطالب کو جانتا اور عمل نہ کیا پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت فل هو اللہ احد کے معنی بھی نہیں جانتا اور اس بد بخت شقی اذلی کا کیا ذکر ہے جو مردود و ملعون یہ خیال رکھتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ سب شعبے ہیں منکالت و گمراہی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو بچائے۔

ترہین مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے خبر دی کہ تم سے سوال ہو گا میرے حال سے یہ خبر دی آپ نے قیامت کے سوال سے کہ ہر امت سے ہو گا اور ہر نبی سے۔ اور رو بکاری حضرت عیسیٰ کی قرآن شریف میں اور رو بکاری حضرت نوح کی حدیث میں اسی جنس سے ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَائَةَ قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلَّهُمْ وَقَصَرُوا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِي فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ تَوَحَّهَوا إِلَى مِنَى فَأَهْلُوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَتَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقَبِيٍّ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِسِمْرَةٍ فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَا

سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر (پانچ نمازیں) پڑھیں پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور حکم فرمایا آپ نے اس خیمہ کا جو بالوں کا بنا ہوا تھا کہ لگایا جاوے نمرہ میں (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور رسول اللہ چلے اور قریش یقین کرتے تھے کہ آپ المشعر الحرام میں وقوف کریں گے جیسے سب قریش کے لوگوں کی عادت تھی لیام جاہلیت میں اور آپ وہاں سے آگے بڑھ گئے یہاں تک عرفات پہنچے اور آپ نے خیمہ اپنا نمرہ میں لگایا اور اس میں اترے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا آپ نے حکم فرمایا قصواء اونٹنی کسی گنی اور آپ وادی کے بیچ میں پہنچے اور آپ نے خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا کہ تمہارے خون اور اموال ایک

چون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے اشارہ کیا آسمان کی طرف اور کہا یا اللہ ابی آخرہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک جل جلالہ وجل شانہ اپنی ذات مقدس سے عالم کے اوپر ہے اور یہی عقیدہ تھا رسول اللہ کا اور اسی لیے آپ نے اشارہ حسی کیا اس کی طرف اور باطل ہو اندھب نہیجان امت گرفتار جمیعت کا جو قائل ہیں کہ خداوند تعالیٰ سب جگہ ہے یا زعم کرتے ہیں کہ جیسے عرش پر ہے ویسے ہی فرش پر ہے یا مدعی ہیں کہ جیسے عالم کے اوپر ہے ویسے ہی نیچے ہے اور معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ تھا صحابہ کا جو سرور انبیاء کا تھا اس لیے کہ اگر ایک صحابی کا خیال بھی اس کے موافق نہ ہوتا تو وہ برق کی طرح چمک کر حضرت سے سوال کرتا اور آپ کے جواب باصواب میں اپنی صلاح دین و دنیا جانتا اور آپ کے قول کے ذی شان کو جان جہاں اور نور ایمان تصور کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا جماع صحابہ کا جیسے عرفات میں تھا کبھی کا ہے کہ ہوا ہے۔ غرض اس حدیث نے اطفال جمیہ کو یتیم کر دیا اور افران فلاسفہ کو بے مادر و پدر کیا اور معتزلہ اور منکران صفات کو جن کے اقوال شذر و نذر واقع ہوئے ہیں ملک ایمان سے شہر بدر کر دیا۔ غرض جب ثابت ہوا کہ ایک اعرابی بھی اس پر متعجب نہ ہوا اور کسی بدوی نے اس پر کچھ سوال نہ کیا تو اب جو ذی علم و ذی فہم اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پرلے سرے کا گنوار اور حد درجہ کا کندہ ہاتراش و کج فہم و بد قماش و بد عقیدہ و بد معاش ہے۔

بچپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہاں جائز ہے اور شروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا سب اس کا بجا آوری نیک ہے اور یہ مذہب ابو حنیفہ اور بعض اصحاب شافعی کا ہے۔ اور اکثر شافعیہ نے کہا سب اس کا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا مکہ میں ہو کہ وہ وہ منزل سے کم ہے تو اس کا جمع روا نہیں جیسے قصر و انہیں۔

چھپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر عصر اور پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت اور دوسری کے لیے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

پھر سوار ہوئے رسول اللہ ابی آخرہ رث۔ اب مسائل سنو۔

ستاں قول پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ۔ ستاں مسئلے یوں پورے ہوئے کہ مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آجائے۔ انھادوں یوں ہوئے کہ وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں شوافع کے تین قول ہیں اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبی ﷺ

دوسرے پر حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت ہے اس مہینے کے اندر اس شہر کے اندر اور ہر چیز زمانہ جاہلیت کی میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی ان چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا وہ خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کیے دیتا ہوں ابن ربیعہ کا خون ہے کہ وہ دودھ پیتا تھا بنی سعد میں اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا (غرض میں اس کا بدلہ نہیں لیتا) اور اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سود سب چھوڑ دیا گیا (یعنی کوئی اس وقت کا چڑھا سود نہ لیوے) اور پہلے جو سود کہ ہم اپنے یہاں کے سود میں سے چھوڑ دیتے (اور طلب نہیں کرتے) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ اس لیے کہ وہ سب معاف کر دیا گیا۔ اور تم لوگ اب ڈرو اللہ سے کہ عورتوں پر زیادتی نہ کرو اس لیے کہ ان کو تم نے اللہ پاک کی امان سے لیا ہے اور حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں (یعنی تمہارے گھر میں) جس کا آنا تم کو ناگوار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے کوئی عضو ضائع نہ ہو حسن صورت میں

تَشَكُّتُ فُرَيْشٍ إِلَّا أَنَّهُ رَافِقٌ عِنْدَ الْمُشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ فُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَاحِدَ الْقَبَةِ فَمَذَّ ضُرْبَتْ لَهُ بِعِمْرَةَ فَزَلَّ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرَجَلَتْ لَهُ فَأَنَّى يَطَّرُ الْوَادِي فَحَطَبَ النَّاسُ وَقَالَ ((إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنْ أَوْلَ دِمٍ أَضْعُ مِنْ دِمَانِنَا دِمَ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَيْتِي سَعْدِ فَقَتَلْتُهُ هَذَا بِلِئْلِ وَرَبْنَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوْلُ رَبْنَا أَضْعُ رَبَانَا رَبْنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ

تھے اور بے سواری کے تقرر اور فعل تقرر سے افضل ہے پس قول اول بہتر ہے۔

اسٹھ یوں ہوئے کہ ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں اور جبل رحمت زمین عرفات کے صحیح میں واقع ہے۔ غرض موقف مستحب وہی ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جبل رحمت پر چڑھنا موجب قربت ہے اور بعض نادان سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے چڑھے وقوف صحیح نہیں وہ ہے وقوف ہیں اور جبل رحمت پر چڑھنے کو اولیٰ جاننا مفت کی رحمت ہے بلکہ تمام عرفات کا میدان موقف ہے اور مستحب اور افضل وہی موقف نبی ہے۔

ساتھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔

اسٹھ یوں پورے ہوئے کہ وقوف مغرب تک چاہیے کہ آفتاب بخوبی ڈوب جائے اور اس کے ڈوبنے کے بعد مزدلفہ کو چلے پھر اگر کوئی قبل غروب کے بھی چلا گیا تو وقوف اور حج تو اس کا پورا ہو گیا مگر اس پر دم آتا ہے وجوب کی راہ سے یا استحباب کے طور پر۔ اور اس میں شافعی کے دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ سنت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ دم واجب ہے اور بنا اس کی اس پر ہے کہ آیا وقوف کرنے والے پر رات اور دن دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اور بنا اس کی صحیح تر قول یہی ہے کہ سنت ہے۔ رہا وقت کا تو وہ عرفہ کے دن زوال شمس سے دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہے یعنی یوم النحر کی فجر تک۔ غرض جو اس وقت میں وہاں ٹھہر گیا تھوڑی دیر بھی اس کا وقوف ہو گیا اور حج اس کو مل گیا اور نہ لگا

فرق نہ آوے کہ تمہاری کھیتی اجڑ جائے) اور ان کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے کہ روٹی ان کی اور کپڑا ان کا دستور کے موافق تمہارے ذمہ ہے۔ اور تمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں میں ایسی چیز کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور تم سے سوال ہو گا (قیامت میں) اور میرا حال پوچھا جائے گا پھر تم کیا کہو گے؟ تو ان سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی پھر آپ نے اشارہ کیا اپنی انگشت شہادت (کلمہ کی انگلی) سے کہ آپ اسے آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ! گواہ رہو یا اللہ گواہ رہو تین بار یہی فرمایا اور یونہی اشارہ کیا پھر اذان اور تکبیر ہوئی اور ظہر کی نماز پڑھی

فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانٍ وَاللَّهُ
وَأَسْخَلْتُمُنَّ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةٍ وَاللَّهُ وَلَكُمْ
عَلَيْهِنَّ أَذَىٰ لَا يُؤْتِنَنَّ فُرُوشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ
فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ
مُبْرَحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكَتُمْ فِيكُمْ مَا لَنْ تَصْلُحُوا
بَعْدَهُ إِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ
تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ)) قَالَ
نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ
فَقَالَ يَبْصِرُهُ السَّبَابَةُ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ
وَيُنْكِتُهَا إِلَى النَّاسِ ((اللَّهُمَّ اشْهَدْ

ظہر فوت ہو گیا۔ یہ مذہب ہے امام شافعی اور جماہیر علماء کا اور امام مالک کا قول ہے کہ صرف دن میں وقوف صحیح نہیں ہو اور امام احمد نے کہا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کی فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اصل وقوف بہت بڑا رکن ہے حج کا وہ اگر فوت ہو گیا تو حج فوت ہو گیا اور بغیر اس کے حج صحیح نہیں ہوتا۔

باشعہ قولہ اور اسامہ کو پیچھے بٹھالیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمیوں کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو اور اس باب میں بہت روایتیں آئی ہیں۔

قولہ سر اس کا کجاہ کے آگے مورک میں لگ گیا۔ مورک وہ جگہ ہے جو کجاہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے پیر لنگے لنگے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چڑا لگا ہوتا ہے۔ اور اس سے ثابت ہو گیا ایک اور مسئلہ کہ پورے ہوئے اس سے۔

ترتیب مسئلہ کہ سوار کو ضروری ہو کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کے بیچ میں سواری دوڑا دے نہیں کہ ان میں بھاگ پڑے اور کھڑ بڑ ہو دے یا بل چل چلے اس لیے آپ مہار کھینچتے رہے۔

چونکہ پورے ہوئے کہ ثابت ہوا کہ جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ رساں رساں چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے

قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے حد اس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے منی تین کوس ہے اور منی سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے اور اس سے ثابت ہوئے مسائل کہ

چہنٹھ یوں پورے ہوئے کہ شب کو آپ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہ قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

چھیٹھ یوں پورے ہوئے کہ آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھیں اور یہ مذہب ہے شافعی اور زفر کا اور دوسرے اماموں کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت ضروری نہیں اس لیے ظہر

اللَّهُمَّ اشْهَدْ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْنُ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنُ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءَ إِلَى الصَّحْرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقَيْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ فَيَلُمًا

اور پھر اقامت کہی اور عصر پڑھی اور ان دونوں کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت وغیرہ) پھر سوار ہوئے رسول اللہ یہاں تک کہ آئے کھڑے ہونے کی جگہ میں پھر اونٹنی کا پیٹ کر دیا پتھروں کی طرف اور پگڈنڈی کو اپنے آگے کر لیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی نکلیا ڈوب گئی اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور لوٹے اور مہار قصواء کی اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا تھا (مورک وہ جگہ ہے جہاں سوار

لگے کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت میں تھی مگر سنت اس علت پر مقدم ہے اور

سر سٹھ مکمل یوں پورے ہوئے کہ سنت یہی ہے کہ عرفات سے جب لوٹے تو مغرب میں دیر کرے اور عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے اور اس پر اجماع ہے تمام امت کا کہ یہاں جمع تاخیر ضروری ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ سب اس کا کیا ہے ابو حنیفہ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ سب نیک کے ہے اور جائز ہے یہ جمع اہل مکہ اور اہل مزدلفہ کو بھی اور اہل منیٰ کو بھی اور لوگوں کو بھی اور صحیح یہ ہے کہ یہ جمع یہ سب سفر کے ہے اور اسی مسافر کو روا ہے جو مسافت قصر کا اور رکھتا ہو اور وہ دو منزل ہیں۔ اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جائز ہے جمع ہر سفر میں گو چھوٹا ہی سفر ہو۔ یہ مضمون ہے نووی کا شرح مسلم میں اور عالمگیری میں ہے کہ جمع مزدلفہ کے لیے خطبہ اور سلطان اور جماعت اور احرام شرط نہیں بخلاف جمع عرفہ کے۔ کذا فی المسئلہ اور نووی نے کہا ہے کہ اگر کسی نے ارض عرفات میں یا راہ میں مزدلفہ کے مغرب پڑھ لی اور جمع نہ کی ساتھ عشاء کے تو روا ہے مگر خلاف افضل ہے اور بات یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہوا۔ رسول اللہ سے اور بہر طور اطاعت ان کی واجب ہے امت پر اور یہی مذہب ہے صحابہ اور تابعین کا اور اہل یوسف اور اشہب کا بھی قول یہی ہے اور اصحاب حدیث کا بھی کہ اگر الگ الگ اپنے اپنے وقت میں ادا کی تو بھی روا ہے۔ ابو حنیفہ وغیرہ کو فیوں نے کہا ہے کہ ضروری ہے کہ مزدلفہ میں جمع کرے اور اس سے پہلے کہیں روا نہیں اور امام مالک نے بھی کہا ہے کہ قبل مزدلفہ کے روا نہیں مگر جس کو یا جس کی سواری کو کچھ عذر ہو جائے مگر اس کو بھی ضروری ہے کہ مغرب بعد غروب شفق ادا کرے۔ اور

از سٹھ مکمل یوں پورے ہوئے کہ ان دونوں کے بیچ میں ثابت ہوا کہ سنت نہ پڑھے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ پڑھنا سنت کا شرط ہے جمع کی یا نہیں؟ اصحاب شافعیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور بعض اصحاب شافعیہ نے کہا ہے شرط ہے۔

قولہ اس کے بعد جو مذکور ہے کہ پھر آپ لیٹ رہے اور

اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہنا واجب ہے یا سنت ہے؟ صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہنا واجب اس کا صحیح ہو گیا اور گناہ گار ہو مگر اس پر دم واجب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھہرنا رات کو مستحب ہے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ نہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا۔ اور یہ قول ہے امام شافعی کے نواسے کا اور ابو بکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شععی اور نخعی اور حسن بصری کا۔ اور ستر یوں ہوئے کہ مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنا چاہیے صحیح کی اس لیے کہ آج مناسک بہت ہیں۔ لہ

بعض وقت تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا رہتا ہے اس جگہ رکھتا ہے اور آپ سیدھے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے کہ اے لوگو! رساں رساں چلو آرام سے اور جب کسی ریت کی ڈھیری پر آجاتے (جہاں بھیڑ کم پاتے) تو ذرا مہار ڈھیلی کر دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور وہاں مغرب اور عشاء پڑھی ایک اذان سے (جو مغرب سے پہلے کہی) اور دو تکبیروں سے اور ان دونوں فرضوں کے بیچ میں نفل کچھ نہیں پڑھے (یعنی سنت وغیرہ نہیں پڑھی) پھر آپ لیٹ رہے یہاں تک کہ صبح برآمد ہوئی پھر فجر کی نماز ادا کی (سبحان اللہ کیسے کیسے خلام ہیں رسول اللہ کے کہ رات دن آپ کے سونے بیٹھنے اٹھنے جاگنے، کھانے پینے پر نظر ہے اور ہر فعل مبارک کی یادداشت و حفاظت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے ان پر)۔ جب فجر خوب ظاہر ہو گئی اذان اور تکبیر کے ساتھ نماز پڑھی پھر قصواہ اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور وہاں قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی

حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ وَأُرْدَفَ أَسَامَةُ خَلْفَهُ
وَدَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ شَفَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزَّمَامِ حَتَّى إِنَّا
رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْزِكَ رَحْلِهِ وَيَقُولُ بِيَدِهِ
الْيُمْنَى ((أَيُّهَا النَّاسُ السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ
كُلَّمَا)) أَنَّى حَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ أُرْخِي لَهَا
قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ حَتَّى آتَى الْمُزْدَلِفَةَ
فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ
وِإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ
اضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الْفَجْرَ
حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ
رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى آتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ
فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ
وَرَوَّحَدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جَدًّا

اکھتریوں ہوئے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح نمازوں میں مسافر کی اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ نے سفر میں بھی اذان دلوای جیسے حضر میں دلواتے تھے۔

قولہ پھر چلے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے۔ اور اس سے

بہتر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ یہاں وقوف بھی سواری پر افضل ہے پیدل سے جیسا اوپر بھی گزر اور اس سے معلوم ہوا کہ المشعر الحرام وہی قزح ہے اور جمہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ المشعر الحرام تمام مزدلفہ ہے اور

تہتر یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے؟ سواہن مسعود اور ابن عمر اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہیر کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے۔ اور امام مالک نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چل دے۔ چوتہر۔ قولہ فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہیے۔

پنجم مسئلہ کہ معلوم ہوا جو قدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے تو روک دے اپنے ہاتھ سے اسی لیے آپ نے ہاتھ رکھ دیا۔ قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فیل اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کو عربی میں حسر کہتے ہیں۔

چھتر قولہ جب اونٹنی کو ذرا چلایا اس سے پورے ہوئے چھتر مسئلے کہ اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی لے

فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَتَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَيْضًا وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَ بِهِ طَعْنُ نَحْرَيْنِ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْقَيْصِلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشَّقِّ الْآخَرَ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ

ہو گئی بخوبی اور لوٹے آپ وہاں سے قبل طلوع آفتاب کے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور فضل ایک نوجوان اچھے بالوں والا گورا چٹا خوبصورت جوان تھا۔ پھر جب آپ چلے تو ایک گروہ عورتوں کا ایسا چلا جاتا تھا کہ ایک ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں اور فضل ان کی طرف دیکھنے لگے سورسول اللہ نے فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا (اور زبان سے کچھ نہ فرمایا سبحان اللہ یہ اخلاق کی بات تھی اور نبی عن المنکر کس خوبی سے ادا کیا) اور فضل نے منہ اپنا دوسری طرف پھیر لیا اور دیکھنے لگے (یہ ان کے کمال اطمینان کی وجہ تھی رسول اللہ کے اخلاق پر) تو رسول اللہ نے پھر اپنا

ہاتھ گزرا چاہیے۔ اور یہ سب سنت ہے اس مقام کی سنتوں میں سے اور وہ ایک تیر کے پڑنے تک ہے یا ڈھیلا جینچنے کی مسافت تک۔

شتر قولہ بیچ کی راہ لی اس سے پورے شتر مسکے ہوئے کہ معلوم ہوا اونٹے وقت عرفات سے اس راہ سے منیٰ میں داخل ہونا سنت ہے اور یہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ عرفات کو گئے تھے اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ نے مکہ جاتے وقت حنیہ العلیا کی راہ لی اور نکلنے وقت حنیہ السفلی کی۔ اور عیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے یا استقاء میں چادر اٹھتے غرض یہ سب گویا بطور تقاول کے ہوا۔

انصرت۔ قولہ جمرہ عقبہ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آدے تو منیٰ میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس سے پہلے کچھ نہ کرے اور یہ رمی اس کی منیٰ میں اترنے سے پہلے ہو غرض اس رمی سے فارغ ہو کر پھر اترے۔

انامی۔ قولہ اور سات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑی نہ چھوٹی اور اگر اس سے بڑی چھوٹی ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر کی ہوں اور امام شافعی اور جمہور کے نزدیک سہہ اور ہڑتال اور سونے اور نچاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں اسی طرح جن چیزوں کو حجر نہیں کہتے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے اور پورے ہوئے اس سے اسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ ہر کنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے اور یہی ثابت ہے احادیث سے اور بطن واوی میں کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ شروع ہے اور کچھ نہیں اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسا میں داخل ہے باجماع مسلمین۔ اور نہ ہب شافعیہ کا کہ یہ واجب ہے رکن نہیں۔ پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گناہ گار ہو اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا اور مالک نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو حج کافی نہیں ہوتی۔

قولہ پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہدیٰ بہت لانا مستحب ہے کہ آپ کے سوا اونٹ ہدیٰ تھے۔ اور پورے ہوئے کیا سی مسئلے یعنی ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدیٰ کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالا جماع جب نائب مسلمان ہو اور پورے ہوئے اس سے۔

ہاتھ ادھر پھیر کر ان کے منہ پر رکھ دیا تو فضل پھر دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے یہاں تک کہ بطن حمر میں پہنچے تب اونٹنی کو ذرا اچھلایا اور بیچ کی رولہ لی جو جمرہ کبریٰ پر جانگلی ہے یہاں تک کہ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اور اسی کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں) اور سات کنکریاں اس کو ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے ایسی کنکریاں جو چنگلی سے ماری جاتی ہیں (اور دلانہ باقلا کے برابر ہوں) اور وادی کے بیچ میں کھڑے ہو کر ماریں کہ منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ کے داہنی طرف اور مکہ بائیں طرف رہا) پھر نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کیے (قربان دست و بازو دست شوم)۔ باقی حضرت علیؑ کو دیے کہ انھوں نے نحر کیے اور شریک کیا آپ نے ان کو اپنی ہدیٰ میں پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک گلڑا لیویں اور ایک ہانڈی میں ڈالا اور پکایا گیا پھر آپ نے اور حضرت علیؑ نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھلایا اور اس کا شور باپیا۔ پھر سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ کیا اور ظہر

مِنَ الشَّقِّ الْآخِرِ عَلٰی وَجْهِ الْفَضْلِ
يُصْرَفُ وَجْهَهُ مِنْ الشَّقِّ الْآخِرِ يَنْظُرُ
حَتَّىٰ آتِيَ بَطْنَ مُحَسَّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ
سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوَسْطَىٰ الَّتِي نَحْرُجُ عَلٰی
الْحَجْرَةِ الْكُبْرَىٰ حَتَّىٰ آتِيَ الْحَجْرَةَ الَّتِي
عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ
يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصِي
الْحَذْفِ رَمَىٰ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ
انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَحَرَّكَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ
يَدِيهِ ثُمَّ أَعْطَىٰ عَلِيًّا فَحَرَّكَ مَا غَيْرَ
وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدْنٍ
بِضَعْفَةٍ فَحَمَلَتْ فِي قَدْرِ فَطَبَخَتْ فَأَكَلَا
مِنْ لَحْمِهَا وَشَرَبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تہ بیاسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگرچہ بہت ہوں اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے۔ اور رسول اللہؐ نے تریسٹھ اونٹ جو آپ کے ساتھ آئے وہ تو آپ نے ذبح کئے اور باقی حضرت علیؑ لائے تھے وہ ان کو ذبح کے لیے دیے جو وہ یمن سے لائے تھے۔ غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔

ترای مسئلے پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک گلڑا لیں اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی۔ اور اس کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

یوہی مسئلے قول اور طواف افاضہ کیا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طواف افاضہ رکن ہے اور یہ بہت بڑا رکن ہے حج کا باجماع مسلمین اور اول اس کا شب نحر کے نصف سے ہے شافعیہ کے نزدیک اور افضل وقت رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہے اور ذبح ہدیٰ اور حلق کے پیچھے اور اس میں دن چڑھ جاتا ہے یوم النحر کا اور سارے دن میں نحر کے جب چاہے بجائے بلا کر بہت اور یوم النحر سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے اور تاخیر کرنا یوم تشریق سے زیادہ مکروہ ہے اور آخر وقت اس کے جب تک آدمی زندہ رہے مگر شرط یہ ہے کہ بعد و قوف عرفات کے ہو اور اگر و قوف عرفات سے پہلے کرے تو روا نہیں اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ طواف افاضہ میں نہ رمل ہے نہ اضطہاج ہے۔ اور اگر کسی نے طواف واداع کی نیت سے طواف کیا اور طواف افاضہ اس کے ذمہ تھا تو یہ طواف افاضہ کی جگہ ہو گیا اور اس میں نص ہے شافعی کا جیسے کسی پر حج اسلام ہو اور وہ نیت تضا یا بارادہ حج بجلائے تو وہ حج اسلام کی جگہ ہو جاتا ہے۔ اور ابو حنیفہ اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ طواف افاضہ کسی اور طواف کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا اور اس طواف افاضہ کو طواف الزیارات اور طواف الصدر اور طواف الفرض اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں اور اس سے پورے ہوئے۔

مکہ میں پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے کہ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے آپ نے فرمایا پانی بھرواے اولاد عبدالمطلب کی اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمہارا شریک ہو کر پانی بھرتا (یعنی جب آپ بھرتے سنت ہو جاتا تو پھر ساری امت بھرنے لگتی اور ان کی سقایت جاتی رہتی) پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ کو دیا اور آپ نے اس میں سے پیا۔

۲۹۵۱- جعفر بن محمد نے کہا میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جابرؓ کے پاس گیا اور ان سے حضرتؓ کے حج کا حال پوچھا اور انہوں نے بیان کی حدیث جیسی حاتم بن اسماعیل نے بیان کی تھی اور اس میں اتنا زیادہ کیا کہ عرب کا قاعدہ تھا (یعنی ایام جاہلیت میں) کہ ابوسیارہ (ایک شخص کی کنیت ہے) ان کو مزدلفہ سے لوٹا لاتا تھا (اور عرفات کو لے جاتا تھا)۔ پھر جب رسول اللہؐ مزدلفہ سے آگے بڑھے تو قریش نے یقین کیا کہ آپ المشعر الحرام میں ٹھہریں گے اور وہیں آپ کی منزل ہوگی اور آپ وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا یہاں تک کہ عرفات پہنچے (یعنی قریب عرفات) اور وہاں اترے۔

باب: اس بیان میں کہ عرفات سارا ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے ۲۹۵۲- جابرؓ سے اسی حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ رسول اللہؐ نے

فَأَفَاضَ إِلَى النَّبِيِّ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتَى نَبِيَّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْتَقُونَ عَلَيَّ زَمَزَمَ فَقَالَ ((انزِعُوا نَبِيَّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَوْلًا أَنْ يَغْلِبَكُمْ النَّاسُ عَلَيَّ سِقَاتِكُمْ لَنْزَعَتْ مِنْكُمْ)) فَنَادَوْهُ دُلُّوا فَشَرِبَ مِنْهُ.

۲۹۵۱- عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَتْ الْعَرَبُ يَنْدَفِعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلَيَّ حِمَارٌ عُرْبِيٌّ فَلَمَّا أَحَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشْكُ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنزِلُهُ ثُمَّ فَأَحَازَ وَلَمْ يَعْزِضْ لَهُ حَتَّى أَتَى عَرَفَاتَ فَنَزَلَ.

بَابُ مَا جَاءَ أَنْ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ ۲۹۵۲- عَنْ جَابِرِ فِي حَدِيثِهِ ذَلِكَ أَنَّ

لہ بیچایا مسئلے کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ آرزو کی آپ نے اس کی مگر اس خوف سے کہ بنی عبدالمطلب کی خدمت چھن جائے جانے لائے اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے اور پورے ہوئے اس سے۔

چھبایا مسئلے کہ ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں۔ اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اترتے ہیں ہاتھ پر اور ماہ زمزم سے ششک ہے کہ آب کثیر کو کہتے ہیں اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برہوت۔ تمام ہوئی شرح اس حدیث کی اور ہم نے اختصار کیا اس کی شرح میں درنہ بہت فوائد ہیں اس کے ونحمد الله على اتمامه۔

(۲۹۵۱) یعنی قریش نے خیال کیا کہ آپ مزدلفہ میں وقوف کریں گے جیسے وہ ایام جاہلیت میں کیا کرتے تھے حضرت اس سے بڑھ کر عرفات کے قریب اترے اور بعد زوال عرفات میں وقوف کیا جیسے اوپر گزرا۔

(۲۹۵۲) یہ کمال نری اور آسانی کے لیے امت کی فرمادیا اور نہ ہر شخص کو تکلیف ہوتی اور آپ کے موقف اور منخر میں وہ بھیڑ لہ

فرمایا میں نے یہاں نحر کیا اور منیٰ ساری نحر کی جگہ ہے تو تم اپنے اترنے کی جگہ میں نحر کرو اور میں نے یہاں وقوف کیا اور عرفہ سارا وقوف کی جگہ ہے اور المشعر الحرام اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور میں نے یہاں وقوف کیا۔

۲۹۵۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں یوں مروی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے حجر اسود کو چوما اور تین پھیروں میں رمل کیا اور چار میں عادت کے موافق چلے۔

باب: وقوف کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں تم بھی لوٹو ۲۹۵۳- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قریش اور جو لوگ ان کی چال پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو خمس نام رکھتے تھے (ابوالبخیم نے کہا ہے کہ یہ نام ہے قریش کا اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لیے کہ وہ خمس رکھتے تھے اپنے دین میں یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے پھر جب اسلام آیا اللہ پاک نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آویں اور وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں اور یہی مطلب ہے اس آیت کا ثم ایضوا یعنی لوٹو وہیں سے جہاں سے اور لوگ لوٹتے ہیں۔

۲۹۵۵- ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عرب طواف کرتے تھے بیت اللہ کا ننگے مگر خمس اور خمس قریش ہیں اور ان کی اولاد۔ غرض لوگ ننگے طواف کرتے تھے مگر جب کہ قریش ان کو کپڑے دے دیتے تھے۔ سو مرد مردوں اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیا کرتی تھیں اور خمس مزدلفہ سے باہر نہ جاتے اور سب

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَحَرْتُ هَاهُنَا وَمِنِي كُلُّهَا فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقِفْتُ هَاهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقِفْتُ هَاهُنَا وَجَمَعْتُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))

۲۹۵۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا.

بَاب فِي الْوُقُوفِ وَقَوْلِ تَعَالَى ثُمَّ

أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

۲۹۵۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ كَانُوا يُسَمُّونَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِضَ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ.

۲۹۵۵- عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَنْ وَاوَلَدَتْ كَانُوا يَطُوفُونَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ يَبَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالَ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ

لہ بھارت ہوتی کہ اونٹ کے عوض میں آدمی قربان ہو جاتے۔

(۲۹۵۳) بیان ان سب کا مفصل اوپر گزرا۔

لوگ عرفات تک جاتے۔ ہشام نے کہا میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ نے وہی مضمون فرمایا جو ابھی اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب آیت مذکورہ اتری تو سب عرفات جانے لگے۔

لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَتْلُونَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَلَمَسْتُ الْخُمْسَ هُمْ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ ثُمَّ أَيْضُوا مِنْ حَيْثُ أَفْضَى النَّاسُ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيضُونَ مِنَ عَرَفَاتٍ وَكَانَ الْخُمْسُ يُفِيضُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ لَا نَفِيضَ إِلَا مِنَ الْخَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَيْضُوا مِنْ حَيْثُ أَفْضَى النَّاسُ رَجَعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ.

۲۹۵۶- جبیر بن مطعم نے کہا کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا اور میرا اس کی تلاش کو نکلا عرفہ کے دن تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہؐ لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں عرفات میں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو خمس کے لوگ ہیں ان کو کیا ہوا جو یہاں تک آئے۔ (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش خمس میں شمار کیے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔

۲۹۵۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضَلَّتْ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَمِنَ الْخُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَاهُنَا وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَعُدُّ مِنَ الْخُمْسِ.

باب: ایک شخص اپنے احرام میں کہے کہ جو فلاں شخص احرام ہے وہی میرا بھی ہے اسکے جائز ہونے کا بیان ۲۹۵۷- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ اونٹ بٹھائے ہوئے۔ بطحائے مکہ میں تھے اور مجھ سے فرمایا کہ تم نے حج کی نیت کی؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا احرام باندھا؟ میں نے عرض کی کہ

بَاب فِي نَسْخِ التَّحْلِيلِ مِنَ الْبِأَحْرَامِ وَالْأَمْرِ بِالتَّمَامِ ۱
۲۹۵۷- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُبِخٌ بِالتَّطْحَاءِ فَقَالَ لِي ((أَحَجَجْتَ)) فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ((بِمِ أَهَلَّتْ)) قَالَ قُلْتُ لَيْتَكَ بِأَهْلَالِ كِبَاهِلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

! جیسے حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ جو احرام رسول اللہؐ کا ہو وہی میرا بھی ہے اور آپ نے اسے جائز رکھا۔

(۲۹۵۷) اور جس کے پاس قربانی ہو وہی نہیں غرض حضرت عمر بن خطابؓ نے یہاں رسول اللہؐ کے فعل کا خیال کیا اور قول کا خیال کیا کہ آپ نے تمام صحابہ میں حکم دیا کہ جس کے پاس ہڈی نہ ہو احرام کھول ڈالے اور بعض شامان حدیث نے اس کی تاویل کی ہے کہ یہ منع کرنا آپ کا اخذ بالاولیٰ کے طریق سے تھا کہ خواہش آپ کی یہ تھی کہ لوگ حج کو الگ سفر میں اور عمرہ کو الگ سفر میں بجالائیں اور اسی کو وہ پورا خیال فرماتے تھے گو وہ خیال کیسا ہی ہو۔

مسلم نے کہا اور بیان کی ہم سے یہی روایت عبید اللہ بن معاذ نے ان سے ان کے باپ معاذ نے ان سے شعبہ نے اس اسناد سے مانند اس کے۔

میں نے کہا لیک ما نند لیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ نے فرمایا کیا خوب کیا اب بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا اور مردہ کا اور احرام کھول ڈالو (اس لیے کہ ان کے ساتھ ہدی تو تھی ہی نہیں)۔ پھر میں نے طواف کیا بیت اللہ اور صفا اور مردہ کا اور قبیلہ بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں دیکھ دیں پھر میں نے حج کی لیک پکاری اور میں لوگوں کو بھی فتویٰ دیتا تھا (کہ حج کو آوے بے ہدی کے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے) یہاں تک کہ جب خلافت ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تو ایک شخص نے مجھ سے کہا اے ابو موسیٰ یا کہا اے عبد اللہ بن قیس تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لیے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین نے کون سی نئی بات نکالی نسک میں تمہارے پیچھے (معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ خلفاء کی بات کو بھی احداث جانتے تھے اور نوپیدا خیال کرتے تھے اور سنت میں داخل نہ جانتے تھے اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے بھی جماعت تراویح جس کو آپ نے مقرر فرمایا تھا نعمت البدعة ہذا فرمایا اور یہ نہ کہا نعمت السنة ہذا حالانکہ اصل تراویح کی سنت سے ثابت تھی بلکہ اصل جماعت کی بھی ثابت تھی مگر صرف دوام اس پر حضرت نے نہیں کیا تھا اور دوام کا حکم حضرت عمرؓ نے دیا اتنے سے تغیر کو جو ان کی جانب سے تھا آپ کو پسند نہ آیا کہ اس کو سنت میں داخل کریں۔ سبحان اللہ کیا ادب تھا صحابہ کو جناب رسالتؐ کا اور اسی سے معلوم ہوا کہ قول صحابی حجت نہیں ورنہ خلفاء کی بات کو احداث نہ کہتے)۔ تب ابو موسیٰ نے کہا اے لوگو! جن کو میں نے فتویٰ دیا ہے (یعنی احرام کھولنے کا) تو وہ تامل کریں اس لیے کہ امیر المؤمنین آنے والے ہیں سو تم ان کی پیروی کرو۔ کہا راوی نے پھر آئے حضرت عمر اور میں نے ان سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب پر چلیں تو وہ

((فَقَدْ أَحْبَبْتَ طُفًا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَجَلَ)) قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَقَلَّتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ أَفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى كَانُوا فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ رُوَيْدَكَ بَعْضَ قُرْبَائِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَخَذَتْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّسْكِ بَعْدَكَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتِيَاهُ فُتِيًا فَلْيَتَّبِعْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فِيهِ فَاتَمُّوا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَأَخُذُ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأَخُذُ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْعَلْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَجْلَهُ.

حکم فرماتی ہے پورا حج و عمرہ بجالانے کا اور اگر رسول اللہ کی سنت پر چلیں تو رسول اللہ نے احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ پہنچ گئی اپنی جگہ پر۔

۲۹۵۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۲۹۵۹- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ مکہ کی کنکرلی زمین میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے (یعنی وہاں منزل کی ہوئی تھی) اور آپ نے مجھ سے پوچھا کیا اہلال کیا تم نے؟ میں نے عرض کی جو اہلال نبی کا ہے۔ آپ نے فرمایا تم قربانی ساتھ لائے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالو اور میں نے طواف کیا ویسا ہی پھر میں ایک عورت کے پاس آیا اپنی قوم کی اس نے میرے سر میں کنگھی کر دی اور میرا سر دھویا غرض میں لوگوں کو یہی فتویٰ دینے لگا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۲۹۵۸- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۲۹۵۹- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُبِيحٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ أَهَلَّتْ قَالَ قُلْتُ أَهَلَّتُ بِأَهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((هَلْ سَقْتِ مِنْ هَدْيِي)) قُلْتُ لَا قَالَ ((فَطَفُ بِالنَّيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلِّي)) فَطَفْتُ بِالنَّيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي فَكُنْتُ أَتْفِي النَّاسَ بِذَلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النَّسْكِ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَيْدْ فَهَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فِيهِ فَأَتَمُّوا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هَذَا الَّذِي أَحَدَثْتَ فِي شَأْنِ النَّسْكِ قَالَ إِنْ نَأَخَذُ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَزَّ وَحَلَّ قَالَ وَاتَّبِعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ وَإِنْ نَأَخَذُ بِسُنَّةِ نَبِيِّنا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَجَلِّ حَتَّى نَحْرَ الْهَدْيِ.

۲۹۶۰- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۹۶۰- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ قَالَ

(۲۹۵۹) غرض یہ ہے کہ منع کرنا حضرت عمر فاروق کا بطور حرمت کے نہیں تھا کہ فتح احرام کو جانتے ہوں یا جمع کو باطل خیال کرتے ہوں بلکہ اس منع کرنے کی علت خود آگے کی روایت میں آتی ہے۔

یعنی کو بھیجا تھا اور میں اس سال آیا جس سال آپ نے حج کیا۔ آگے وہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

فَوَافَقْتُهُ فِي الْعَامِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا أَبَا مُوسَى كَيْفَ قُلْتَ حِينَ أَخْرَمْتَ)) قَالَ قُلْتُ لَتَيْتُكَ إِهْلَالًا كِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((هَلْ سَمِعْتَ هَذَا)) فَقُلْتُ لَأَقَالَ ((فَانْطَلِقْ فَطَفُّ)) بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أُجِلَّ ثُمَّ سَأَلَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ.

۲۹۶۱- ابو موسیٰ فتویٰ دیتے تھے متعہ کا (جیسا اوپر گزرنا کہ حج کو عمرہ کر کے فتح کر ڈالنا اور پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھنا) تو ایک شخص نے کہا تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لیے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین نے کونسی نئی بات نکالی نسک میں۔ پھر وہ ملے حضرت عمرؓ سے اور ان سے پوچھا انھوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ نبیؐ نے متعہ کیا ہے اور ان کے اصحاب نے (ایام حج میں مطلق عمرہ بجالانے کو اور پھر اس سال حج کرنے کو بھی متعہ کہتے ہیں) مگر میں جو منع کرتا ہوں تو اس لیے کہ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عورتوں کے ساتھ شب باشی پیلو کے درختوں میں کریں پھر حج کو جاویں کہ ان کے سر میں سے پانی چپکتا ہو (اور اس حال میں عرفات کو جاویں)۔

۲۹۶۱- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمَتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ يَبْعَثُ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَأَتَدْرِي مَا أَخَذْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّسْكِ بَعْدَ حَتَّى لَقِيَهُ بَعْدَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عَمْرٌ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعْرَسِينَ بِهِمْ فِي الْأَرَاكِ ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقَطُّرُ رُغُوسَهُمْ.

باب: تمتع کے جائز ہونے کا بیان

باب جَوَازِ التَّمَتُّعِ

۲۹۶۲- عبد اللہ بن شقیق نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے منع کیا

۲۹۶۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ كَانَ عَثْمَانُ

(۲۹۶۱) یہ عذر بیان کر دیا حضرت عمرؓ نے کہ آپ کو پسند آیا کہ لوگ عرفات میں مانند اور حاجیوں کے گرد آلود ہوں اور حجاج کی خوبی گویا یہی ہے کہ سر پریشان اور خشوع اور خضوع ان میں ظاہر ہو اور مسکنت کے سامان ان پر نمود ہوں نہ کہ راحت و آرام کی علامتیں ان پر ظاہر ہوں اور امر ظاہر ہے کہ یہ علت حدیث مرفوع منصوص کے مقابلہ میں کچھ نہیں اس لیے کہ احرام سے ایک لحظہ پیشتر بھی سب طرح زینت حلال ہے اور عورتوں سے جماع وغیرہ درست ہے اور خوشبو لگانا روا ہے۔ غرض حضرت عمرؓ کا قول معارض حدیث مرفوع کے نہیں ہو سکتا آپ کو معارضہ منظور تھا صرف اپنی ایک رائے کی بات کہی اور جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے چاہے نہ کرے۔

(۲۹۶۲) یعنی منع کرنا حضرت عثمانؓ کا بھی حزیب تھا نہ کہ تحریر اور یہ فرمانا ان کا کہ ہم ڈرتے تھے مراد اس سے عمرہ قضا ہے جو قبل فتح ہوا ہے اور چونکہ وہ عمرہ بھی ذیقعدہ میں تھا لہذا اس پر بھی تمتع کا اطلاق صحیح ہے۔ مسلم نے کہا اور بیان کی مجھ سے یہی روایت یحییٰ بن عمارؓ نے ان سے

تمتع سے اور حضرت علیؑ کا حکم کرتے تھے تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ کہا تب حضرت علیؑ نے کہا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے متعہ کیا ہے رسول اللہ کے ساتھ (یعنی تمتع حج کا) تو انھوں نے کہا کہ ہاں مگر ہم اس وقت ڈرتے تھے۔

۲۹۶۳- شعبہ سے بھی اسی سند کے ساتھ روایت مروی ہے۔

۲۹۶۳- سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں عسفان (کہ نام ہے ایک مقام کا) میں جمع ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ متعہ سے منع کرتے تھے (یعنی ایام حج میں کہ وہ تمتع ہے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ارادہ ہے تمہارا اس کام کے ساتھ جو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور تم اس سے منع کرتے ہو؟ تو عثمان نے کہا تم ہمیں چھوڑ دو ہمارے حال پر۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا پھر جب حضرت علیؑ نے یہ حال دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا بیک پکارا۔

۲۹۶۵- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا تمتع حج کا خاص تھا نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے۔

۲۹۶۶- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا تمتع حج میں ہمارے ہی لیے خاص تھا۔

۲۹۶۷- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا دو صحابہ ایسے ہیں کہ ہمارے ہی لیے خاص تھے یعنی متعہ عورتوں کا (یعنی نکاح کرنا ایک وقت مقرر تک) اور متعہ حج کا۔

يُنْهَى عَنِ الْمُتَعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ بِأَمْرِ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً نَمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَجَلٌ وَلَكِنَّا كُنَّا حَائِبِينَ.

۲۹۶۳- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۲۹۶۴- وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتَعَةِ أَوْ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلَيَّ أَمْرٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَنْهَى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدْعَكَ فَلَمَّا أُنْ رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ أَهْلًا بِهِمَا جَمِيعًا.

۲۹۶۵- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ الْمُتَعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً.

۲۹۶۶- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُحْصَةٌ يَعْنِي الْمُتَعَةَ فِي الْحَجِّ.

۲۹۶۷- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَصْلُحُ الْمُتَعَاتَانِ إِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِي مُتَعَةَ النِّسَاءِ وَمُتَعَةَ الْحَجِّ.

تھ سے خالد نے یعنی ابن الحارث نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مثل اسی کے۔

(۲۹۶۳) یہ اثر معارض نہیں ہو سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے کہ آپ نے سراقہ بن جحلم سے فرمایا کہ تمتع ہمیشہ کے لیے جائز ہے۔

(۲۹۶۷) یعنی ایام حج میں عمرہ بجالانا یا احرام حج کو عمرہ کے فتح کرو دینا اور پھر حج کرنا اور متعہ حج کی خصوصیت محض ان کی رائے ہے مخالف خصوص محمد یہ جس حجت نہیں ہو سکتا۔

۲۹۶۸- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الشَّعْبَاءِ قَالَ أَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيَّ فَقُلْتُ إِنِّي أَهْمُ أَنْ أَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ لَكِنَّ أَبوكَ لَمْ يَكُنْ لِيَهُمْ بِذَلِكَ قَالَ قَتِيْبَةٌ حَدَّثَنَا حَرِيرٌ عَنْ يَتَانٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيَّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةٌ دُونَكُمْ.

۲۹۶۸- عبد الرحمن بن ابوالشعباء نے کہا کہ آیا میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تمیمی کے پاس اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حج کروں حج اور عمرہ دونوں کو اس سال میں۔ سو ابراہیم نخعی نے کہا کہ تمہارے والد تو کبھی ایسا ارادہ نہ کرتے تھے اور قتیبہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے جریر نے ان سے بیان نے ان سے ابراہیم تمیمی نے ان سے ان کے باپ نے کہ وہ ابوذر کے ساتھ ربذہ کو گئے اور ان سے حج و عمرہ جمع کرنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے لیے خاص تھا اور تمہارے واسطے نہیں ہے (یعنی صحابہ کے سوا اوروں کو روا نہیں)۔

۲۹۶۹- عَنْ الْفَرَزَارِيِّ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا مَرْزَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيَّ عَنْ غَنِيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْمُتَنَعَةِ فَقَالَ فَعَلْنَاهَا وَهَذَا يَوْمَانِ كَافِرٍ بِالْعَرُوضِ يَعْنِي ثِيَابَ مَكَّةَ.

۲۹۶۹- فزاری نے روایت کی کہ سعید نے کہا کہ مجھ سے مروان نے جو فرزند ہیں معاویہ کے کہ خبر دی ہم کو سلیمان تمیمی نے غنیم بن قیس سے کہ انہوں نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا متعہ کو تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے متعہ کیا ہے اور معاویہ اس دن کافر تھے مکہ کے گھروں میں۔

۲۹۷۰- عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيَّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۹۷۰- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۹۶۸) حج اور یہ ابوذر کی رائے اور تجویز ہے اور راوی کی روایت حجت ہے اور رائے حجت نہیں اور دلائل جو اس حج عمرہ ہم اور چوتھیوں مسئلہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

(۲۹۶۹) حج کافر ہونے کے دو معنی ہیں اول یہ کہ عرب کہتا ہے اکسفر الرجل جب کوئی شخص گاؤں میں رہے اس لیے کہ کفور گاؤں کو کہتے ہیں۔ غرض اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ حضرت معاویہ مکہ میں تھے اور ہم نے متعہ کیا دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ ابھی ایمان نہ لائے تھے اور دین جاہلیت پر تھے اور یہی معنی صحیح ہیں کہ قاضی عیاض وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور مراد متعہ سے عمرۃ القضاء ہے جو ساتویں سال ہجرت کے ہو اور حضرت معاویہ آٹھویں سال میں جب مکہ فتح ہوا ہے تب ایمان لائے ہیں اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ بعد عمرہ قضاء کے ساتویں ہی سال میں ایمان لائے مگر قول اول ان کے اسلام کے باب میں صحیح ہے اور باقی عمرے جو عمرۃ القضاء کے بعد ہوئے ان میں تو حضرت معاویہ حضرت کے ساتھ تھے اور دولت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ (نووی)

کہا مسلم نے اور بیان کی ہم سے یہی روایت ابو بکر بن ابوشیبہ نے ان سے یحییٰ بن سعید نے ان سے سلیمان تمیمی نے اسی اسناد سے اور ان کی روایت میں ہے یعنی معاویہ اور کہا روایت کی ہم سے عمرو ناقد نے ان سے ابو حاتم زبیری نے ان سے سفیان نے اور کہا روایت کی ہم سے محمد نے ان سے روح بن عبادہ نے ان سے شعبہ نے ان سے سلیمان نے اسی اسناد سے مثل ان دونوں روایتوں کے اور سفیان کی روایت میں السنن فی الحج زیادہ ہے یعنی یہ سوال مذکور حج کے متعہ کا تھا۔

وَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ يُعْنِي مُعَاوِيَةَ.

۲۹۷۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے اور سفیان کی روایت میں حج میں تمتع کے الفاظ ہیں۔

۲۹۷۱- عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَفِي حَدِيثِ سَفْيَانَ الْمُنْتَعَةَ فِي الْحَجِّ.

۲۹۷۲- مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ میں تم سے آج ایک حدیث بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ تم کو آج کے بعد اس کا نفع دے اور جان لو کہ رسول اللہ نے اپنے گھروالوں سے ایک گروہ کو عمرہ کروایا عشرہ ذی الحجہ میں اور پھر اس پر کوئی آیت نہ اتری کہ اس حکم کو منسوخ کرتی اور نہ آپ نے ان دنوں میں عمرہ سے منع فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے۔ پھر آپ کے بعد جس کا جو جی چاہے اپنی رائے سے کہا کرے۔

۲۹۷۲- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيثِ الْيَوْمِ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ وَأَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُعْمِرَ طَائِفَةً مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ ذَلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتَّى مَضَى لِيُوجِبَهُ ارْتَأَى كُلُّ امْرِئٍ بَعْدُ مَا شَاءَ أَنْ يُوْتِيَنِي.

۲۹۷۳- جریری سے اسی سند سے یہی حدیث مروی ہے اور ابن حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا یعنی حضرت عمرؓ نے۔

۲۹۷۳- عَنْ الْجُرَيْرِيِّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ارْتَأَى رَجُلٌ بَرَأِيَهُ مَا شَاءَ يُعْنِي عُمَرَ.

۲۹۷۴- مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں شاید اللہ عزوجل تم کو فائدہ بخشے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ نے حج اور عمرہ جمع کیا اور پھر اس سے منع نہ فرمایا یہاں تک کہ انتقال فرمایا اور نہ اس میں کوئی قرآن کی

۲۹۷۴- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَمَّنِي اللَّهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ

(۲۹۷۳) ان روایتوں سے عمران کا مقصود یہ ہے کہ عمرہ بجالانا ایام حج میں اور اسی کو تمتع کہتے ہیں جائز اور روا ہے اور حضرت عمرؓ پر انہوں نے انکار کیا کہ وہ اپنی رائے سے منع کرتے تھے حالانکہ قرآن شریف سے اور حضرت رسول اللہ کے فرمان سے اس کا جواز معلوم ہوا۔ اس مقام میں غور کرنا چاہیے کہ حضرت عمرؓ کا جو دیکہ خلیفہ خاص ہیں رسول اللہ کے اور مسند خلافت راشدہ کے زینت بخش ہیں مگر ان کی رائے بھی جب حدیث رسول معصوم کے خلاف ہوئی تو سلف نے ان پر انکار کیا پھر اماموں کی بات جب رسول اللہ کی حدیث کے خلاف ہو تو کیوں نہ قابل انکار ورد ہوگی اور منع کرنا حضرت عمرؓ کا متعہ سے اس نظر سے نہ تھا کہ متعہ روا ہی نہیں بلکہ صرف اس خیال سے کہ افراد کو متعہ پر ترجیح ہے پھر بھی ان کی رائے پر انکار کیا اور یہاں برادران احناف اعدائے انصاف کا یہ قاعدہ ہو رہا ہے کہ حدیث کے مقابل میں اماموں کی حلت و حرمت درپیش کی جاتی ہے اور حدیث شریف کے خلاف ہوتے ہوئے یہی انہی کی بات لی جاتی ہے افسوس صد افسوس۔

(۲۹۷۴) یعنی مطلب یہ ہے کہ عمران بن حصین صحابی کو مرض بواسیر تھا اور فرشتے اس پر سلام کیا کرتے تھے جب تک انہوں نے داغ نہیں لیا اور نہایت تکلیف بیماری سے اٹھاتے تھے۔ اخیر میں جب داغ لیا تو فرشتوں نے سلام موقوف کر دی جب چھوڑ دیا اور داغ لینے سے باز آئے پھر فرشتے سلام کرنے لگے۔ (نودوی شرح مسلم)

آیت اتری جس سے ان کا جمع کرنا حرام ہوتا۔ اور ہمیشہ میرے لیے سلام فرمایا جاتا تھا جب تک میں نے داغ نہیں لیا تھا پھر جب داغ لیا تو سلام موقوف ہو گیا پھر میں نے داغ لینا چھوڑ دیا تو پھر سلام ہونے لگا مجھ سے۔

۲۹۷۵- مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

۲۹۷۶- مطرف نے کہا مجھے پیغام بھیج کر عمران بن حصینؓ نے بلا بھیجا اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی تھی اور کہا میں تم سے کئی حدیثیں بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے بعد تم کو اس سے نفع دیوے۔ پھر اگر میں جیتا رہا (یعنی اس مرض سے اچھا ہو کر) تو تم اس کو میرے نام سے بیان نہ کرنا اور پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مر گیا تو چاہنا تو بیان کرنا۔ اول بات یہ ہے کہ مجھ پر سلام کیا گیا (یعنی فرشتوں کا) دوسرے یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ نبیؐ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا (یعنی ایام حج میں) اور پھر اس میں نہ تو قرآن اتر اور نہ آپ نے اس جمع سے منع فرمایا اور اس شخص نے جو چاہا سو اپنی رائے سے کہہ دیا (یعنی حضرت عمر فاروقؓ نے)۔

۲۹۷۷- عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جان لو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا پھر نہ تو اس بارے میں قرآن اتر اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایک شخص نے اس بارے میں اپنی رائے سے جو جی چاہا کہہ دیا۔

۲۹۷۸- مطرف سے مروی ہے کہ عمران نے ان سے کہا کہ متعہ کیا

عَنْهُ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَنْزَلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ
وَقَدْ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ حَتَّى اَكْتُوَيْتُ
فَتَرَكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيْفَ فَعَاذَ.

۲۹۷۵- وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ
بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ حَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ
قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ.

۲۹۷۶- عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِيَ
فِيهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثُكَ بِأَحَادِيثَ
لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عَشْتُ
فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مِتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ
إِنَّهُ قَدْ سَلَّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجِّ وَعُمْرَةٍ
ثُمَّ لَمْ يَنْزَلْ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا
نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ
فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

۲۹۷۷- عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّحِيرِ
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجِّ وَعُمْرَةٍ
ثُمَّ لَمْ يَنْزَلْ فِيهَا كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

۲۹۷۸- عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

(۲۹۷۶) اس روایت سے معلوم ہوا کہ رائے کسی کی نبی کی حدیث سے مقدم نہیں ہو سکتی اور معلوم ہوا کہ کلام فرشتوں کا غیر نبی بھی سن سکتا ہے۔

ہم نے رسول اللہ کے ساتھ اور نہ اترا اس میں قرآن (یعنی اس سے نہیں میں)۔ پھر فلاں شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔ اور کہا امام مسلم نے کہ روایت کی مجھ سے حجاج بن شاعر نے ان سے عبید اللہ بن عبد الجبید نے ان سے اسماعیل بن مسلم نے ان سے محمد بن واسع نے ان سے مظرف بن عبد اللہ بن شخیر نے ان سے عمران بن حصین نے یہی حدیث کہ متعہ کیا نبی نے اور متعہ کیا ہم نے آپ کے ساتھ۔
۲۹۷۹- یہ حدیث اس سند سے بھی چند الفاظ کے اختلاف سے مروی ہے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتُّعًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بَرَأَيْهِ مَا شَاءَ.

۲۹۷۹- وَ حَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُظَرَّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ تَمَتُّعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَ تَمَتُّعًا مَعَهُ.

۲۹۸۰- وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے محمد بن حاتم نے ان سے یحییٰ نے ان سے عمران قصیر نے ان سے ابورجاء نے ان سے عمران بن حصین نے مثل اسی روایت کے مگر اتا فرق ہے کہ انھوں نے کہا کہ کیا ہم نے یہ (یعنی متعہ حج کا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور یہ نہیں کہا کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اس کا (یعنی جیسے اوپر کی روایت میں حکم کا ذکر تھا ویسا اس میں نہیں)۔

۲۹۸۰- عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتَمَتِّعِ فِي كِتَابِ اللَّهِ يُعْنِي مُتَمَتُّعَ الْحَجِّ وَأَمَرْنَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتَمَتِّعِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْزِلْ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بَرَأَيْهِ بَعْدُ مَا شَاءَ.

۲۹۸۱- ابورجاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے نبی اکرم کے ساتھ اسی طرح کیا اور "آمرنا" کے الفاظ نہیں بولے۔

۲۹۸۱- عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَقَعَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَأَمَرْنَا بِهَا.

باب: متمتع پر قربانی واجب ہے

باب وَجُوبِ الدَّمِّ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ

۲۹۸۲- سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے

۲۹۸۲- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ

(۲۹۸۲) قولہ متعہ کیا رسول اللہ نے مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا اور قاضی عیاض کا یہی قول ہے اور لغت کی رد سے یہ بھی متعہ ہوا اور یہی لوگوں کے متعہ سے بھی مراد ہے کہ پہلے انھوں نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا پھر تہ

فرمایا کہ متعد کیا رسول اللہ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج میں ملا کر اور قربانی کی اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے گئے ذی الحلیفہ سے اور شروع میں آپ نے لبیک پکاری عمرہ کی پھر لبیک پکاری حج کی اور اسی طرح لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ لبیک پکاری عمرہ اور حج کے ساتھ اور لوگوں میں کسی کے پاس قربانی تھی کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا تھا اور کسی کے پاس قربانی نہ تھا۔ پھر جب آپ مکہ میں پہنچے لوگوں سے فرمایا کہ جو قربانی لایا ہو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو جس سے حالت احرام میں دور رہا ہے جب تک اپنے حج سے فارغ نہ ہو اور جو قربانی نہ لایا ہو تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ میں سعی کر کے اپنے بال کتر ڈالے اور احرام کھول ڈالے پھر حج کی لبیک پکارے یعنی آٹھویں تاریخ اور چاہیے کہ بعد حج کے قربانی کرے پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے حج میں اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر پہنچے اور جناب رسول اللہ جب مکہ میں آئے تو پہلے پہل حجر اسود کو بوسہ دیا پھر تین بار کود کود کر شانہ اچھال کر طواف بیت اللہ کیا (یعنی جسے رمل کہتے ہیں) اور چار بار چل کر طواف کیا (جیسے عادت کے موافق چلتے ہیں) پھر دو رکعت پڑھیں جب طواف سے فارغ ہو چکے اور وہ دو رکعت مقام ابراہیم کے پاس ادا کریں۔ پھر سلام پھیر اور صفا پر تشریف فرما ہوئے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سات بار طواف کیا اور پھر کسی چیز کو اپنے اوپر حلال نہیں کیا

اللَّهُ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلَلَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلَلَ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَجِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمٍ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيُطْفِئْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيَقْصِرْ وَلْيَخْلِلْ ثُمَّ لِيَهْلِ بِالْحَجِّ وَلِيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ)) وَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ حَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ

حج کیا مکہ سے احرام باندھ کر یہی لغت کی رو سے متعد اور تمتع ہوا۔ قولہ اپنے بال کتر ڈالے الخ اس سے معلوم ہوا کہ بال کتر ڈالنا یا منڈانا بھی مناسک حج میں داخل ہے اور یہی مذہب ہے جمہیر علماء کا اور صحیح مذہب شافعیہ کا اور ان کو مناسک حج نہ جاننا ضعیف مذہب ہے اور اگرچہ طلق یعنی منڈانا بالوں کا افضل ہے مگر یہاں آپ نے کتر ڈالنے کا حکم اس لیے دیا کہ حج کے بعد منڈانا ہو ورنہ بال نہ رہتے۔ اور چاہیے کہ بعد حج کے قربانی کرے الخ امر اس سے قربانی تمتع کی ہے کہ تمتع پر واجب ہے اور اس کے وجوب کے شرط کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ قولہ جس کو قربانی میسر نہ ہو تین روزے رکھے یہ تین روزے اولیٰ ہیں کہ عرف سے پیشتر رکھے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد جب عمرہ سے فارغ ہو جائے اور اگر عمرہ کے اور احرام حج کے قبل رکھے تو یہی کافی ہیں مذہب صحیح کے رو سے اور اگر احرام عمرہ کے بعد قبل فراغ عمرہ کے رکھے تو صحیح مذہب صحیح

ان چیزوں میں سے جن کو بہ سبب احرام کے اپنے اوپر حرام کیا تھا یہاں تک کہ حج سے بالکل فارغ ہو گئے اور قربانی اپنی ذبح کی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں اور پھر مکہ کو لوٹ آئے اور طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا پھر ہر چیز کو اپنے اوپر حلال کر لیا جن کو احرام سے حرام کیا تھا اور جو لوگ قربانی اپنے ساتھ لائے تھے انھوں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا رسول اللہ نے کیا تھا۔

۲۹۸۳- یہ حدیث چند الفاظ کے اختلاف سے اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے۔

سَلَّمَ فَأَنْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سِتْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْتَلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ وَفَعَلَ بِمِثْلِ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْدَى وَسَاقِ الْهَدْيِ مِنَ النَّاسِ.

۲۹۸۳- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي تَمَنُّعِهِ بِالْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ وَتَمَنُّعِ النَّاسِ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْقَارْنَ لَا يَتَحَلَّلُ إِلَّا فِي وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمَفْرِدِ

باب: قارن مفرد کے احرام کے وقت اپنا احرام کھولے

۲۹۸۴- عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ام المؤمنین حفصہ نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ! لوگوں نے اپنا احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ فرما کے احرام کیوں نہیں کھولا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو عظمیٰ وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلوں میں ہار ڈالے ہیں سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کر لوں۔

۲۹۸۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ يَتَحَلَّلُوا أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ ((إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَدْيِي فَلَا أَجِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ))

لہ شافعیہ کا یہ ہے کہ وہ کافی نہیں اور اصحاب مالک کا قول بھی ایسا ہی ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافی ہے۔ اور اگر عید اور ایام تشریق سب گزر گئے تو انکی قضا شافعیہ کے نزدیک واجب ہے اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اب وہ روزے تین رکھ سکتا بلکہ اس کی قربانی دینا ضروری ہے اگر طاقت ہو۔ باقی رہے سات روزے وہ وطن میں جا کر رکھے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم مستحب ہے اور اس میں رمل بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور رمل کے معنی اس حدیث میں اوپر گزر چکے اور معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا مستحب ہے (نووی شرح مسلم)۔ اور کہا مسلم نے کہ روایت کی مجھ سے عبد الملک بن شعیب نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ان کے دادا نے ان سے قتیل نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ نے کہ جناب عائشہ نے خبر دی ان کو رسول اللہ کے تمتع سے (یعنی باعتبار تمتع لغوی کے) جو حج میں عمرہ ملا کر کیا اور لوگوں کے تمتع سے جیسی خبر دی مجھ کو سالم نے رسول اللہ کے تمتع سے۔

۲۹۸۵- ام المؤمنین حفصہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا سبب ہے کہ آپ نے احرام نہ کھولا مانند اوپر کی روایت کے۔

۲۹۸۶- حضرت حفصہ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں احرام نہ کھولوں گا جب تک حج کا احرام نہ کھولوں اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے ابو بکر بن ابوشیبہ نے ان سے ابو اسامہ نے ان سے عبید اللہ نے ان سے نافع نے ان سے ابن عمر نے کہ حفصہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اور روایت کی مثل حدیث مالک کے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کر لوں۔

۲۹۸۷- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

۲۹۸۸- عبد اللہ حضرت عمر کے لخت جگر نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حفصہ نے کہ نبی نے حکم فرمایا اپنی بیبیوں کو کہ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع کے سال میں تو بی بی حفصہ نے عرض کی کہ آپ کو کون روکتا ہے احرام کھولنے سے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو حطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک اپنی قربانی ذبح نہ کر لوں۔

باب: حاجی بوقت احصار احرام کھول سکتا ہے

۲۹۸۵- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ لَمْ تَحِلَّ بِنَحْوِهِ.

۲۹۸۶- عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ ((إِنِّي قَلَدْتُ هَذِيهِ وَلَقَدْتُ رَأْسِي فَلَا أَجِلُّ حَتَّى أَجِلَّ مِنَ الْحَجِّ)).

۲۹۸۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ بِيئْتِ حَدِيثَ مَا لَكَ ((فَلَا أَجِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ)).

۲۹۸۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَرْوَاحَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَحِلَّ قَالَ ((إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَذِيهِ فَلَا أَجِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَذِيهِ)).

بَابُ بَيَانِ جَوَازِ التَّحْلِْلِ بِالْإِحْصَارِ

وَجَوَازِ الْقِرَانِ

۲۹۸۹- نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نکلے ایام فتنہ میں

۲۹۸۹- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ

(۲۹۸۸) ☆ نووی نے فرمایا کہ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ فارغ تھے۔ اور قارن جب تک وقوف عرفات اور رمی سے فارغ نہ ہو جب تک احرام نہیں کھول سکتا اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تلبد کرنا یعنی بالوں کو کسی لیس دار چیز سے جیسے گوند یا لسی وغیرہ ہے جمایا لینا مستحب ہے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا بھی مستحب ہے اور یہ دونوں باتفاق مسنون ہیں۔

(۲۹۸۹) ☆ قول جیسا ہم نے رسول اللہ کے ساتھ کیا الخ یعنی جب رسول اللہ حدیبیہ کے سال میں کافروں کی شرارت سے لپٹے

عمرے کو اور کہا اگر میں روکا گیا بیت اللہ سے تو ویسا ہی کریں گے جیسا کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ میں کیا تھا پھر نکلے عمرہ کا احرام کر کے گئے یہاں تک کہ بیداء پر پہنچے (جہاں سے رسول اللہ کی لبیک اکثر صحابہ نے سنی تھی حجۃ الوداع میں)۔ اپنے یاروں سے کہا کہ حج اور عمرہ کا حکم ایک ہی ہے کہ دونوں سے اہلال کر سکتے ہیں تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی عمرہ کے ساتھ واجب کر لیا اور چلے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے اور وہاں سات بار طواف کیا اور سات بار صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی کی۔

۲۹۹۰- نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ ان دونوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہا جن دنوں حجاج بن یوسف ظالم ابن زبیر سے لڑنے آیا تھا کہ اگر آپ اس سال حج نہ کریں تو کیا ضرر ہے اس لیے کہ ہم کو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں لڑائی ہو اور آپ بیت اللہ نہ جاسکیں، تو انھوں نے کہا اگر میں نہ جاسکوں تو ویسا ہی کروں گا جیسا رسول اللہ نے کیا ہے۔ جب کفار قریش نے آپ کو روک لیا تھا بیت اللہ سے اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ گواہ ہو میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اور چلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور عمرہ کی لبیک پکاری پھر کہا کہ اگر میری راہ کھل گئی تو میں عمرہ بجلاؤں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ میں کوئی حائل ہو گیا تو ویسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ نے کیا ہے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ يُعْنَى تَمَّ كَوَالِحِي بِرُؤْيِي هِيَ رَسُولِ اللَّهِ مِيں۔ پھر چلے یہاں تک کہ جب بیداء کی پیٹھ پر پہنچے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ إِنَّ صُدِّدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَأَهْلًا بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتَّى إِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ انْتَفَتَّ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِيتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا جَاءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَأَى أَنَّهُ مُحْزَى عَنْهُ وَأَهْدَى.

۲۹۹۰- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ حِينَ نَزَلَ الْحِجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ فَإِنَّا نَحْشَى أَنْ يَكُونَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ فَإِنِ جِئْتُ بَيْتِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ حِينَ خَالَتْ كُفَارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أُوجِيتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبِيَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ خَلِيَّ سَبِيلِي قَضَيْتُ عُمْرَتِي وَإِنِ جِئْتُ بَيْتِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا

لہ روکے گئے تو آپ نے احرام کھول ڈالا ویسے ہی اگر ہم روکے جائیں تو راہ میں احرام کھول ڈالیں گے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج و عمرہ دونوں کے لیے کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور جمہور کا۔ اور خلاف کیا ہے اس حدیث کا اور جمہور کا ابو حنیفہ نے اور ایک گروہ نے اور کہا ہے کہ دو طواف اور دو سعی ضروری ہیں۔

تو کہا کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ اگر میں اپنے عمرہ سے روکا گیا تو حج سے بھی روکا جاؤں گا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج بھی اپنے عمرہ کے ساتھ واجب کیا پھر چلے یہاں تک کہ قدید سے قربانی خریدی اور حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کی بیت اللہ اور صفا مروہ کی اور احرام نہ کھولا یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے اور قربانی کے دن دونوں سے احرام کھولا۔

۲۹۹۱- نافع سے وہی قصہ مذکور ہے مگر اخیر میں یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ جو حج و عمرہ جمع کرے اس کو ایک طواف کافی ہے اور احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر احرام کھولے۔

۲۹۹۲- نافع سے وہی مضمون مروی ہوا جو کئی بار اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب ابن عمرؓ مکہ میں آئے تو حج اور عمرہ دونوں کی بلیک پکارتے تھے اور بیت اللہ اور صفا مروہ کا ایک ہی بار طواف کیا اور نہ قربانی کی اور نہ سر منڈایا نہ بال کترائے اور نہ کسی چیز کو حلال کیا جن کو احرام کے سبب سے حرام کیا تھا یہاں تک کہ نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ کی) اور قربانی کی اور سر منڈایا اور خیال کیا کہ حج اور عمرہ کو ہی طواف اول کافی ہو گیا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایسا ہی کیا رسول اللہ ﷺ نے۔

وأهدى هدياً اشتراه بقديده ثم انطلق بهما جميعاً حتى قدم مكة فطاف بالبيت وبالصفا والمروة ولم يرد علي ذلك ولم ينحر ولم يحلق ولم يقصر ولم يحلل من شيء حرم منه حتى كان يوم النحر فنحر وحلق ورأى أن قد قضى طواف الحج والعمرة بطوافه الأول وقال ابن عمر كذالك فعلم رسول الله ﷺ - ١

۱- کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے ابو الریح زہرائی اور ابو کامل نے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے حماد نے اور کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے زہیر نے جو فرزند ہیں حرب کے انہوں نے کہا روایت کی مجھ سے اسماعیل نے اور حماد اور اسماعیل ان دونوں نے روایت کی ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے سارا یہی قصہ جو مذکور ہو اور نبی ﷺ کا ذکر فقط حدیث کے شروع میں کیا جب لوگوں نے ابن عمرؓ سے کہا تھا کہ کہیں لوگ آپ کو روکیں نہ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر روکیں تو میں وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے جیسے لیث کی روایت میں اوپر گذر چکا۔

۲۹۹۳- ابن عمرؓ سے یہ قصہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے آپ نے سوائے حدیث کے آغاز کے نبی اکرمؐ کا ذکر نہیں کیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے تو آپ نے فرمایا کہ تب میں وہی کروں گا جو نبی اکرمؐ نے کیا اور حدیث کے آخر میں یہ نہیں کہا کہ نبی اکرمؐ نے اسی طرح کیا۔

باب: افراد اور قرآن کا بیان

۲۹۹۳- عبد اللہ، عمر بن خطابؓ کے فرزند سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا لبیک پکاری ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ اکیلے حج کی اور ابن عوف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے حج کی لبیک پکاری۔

۲۹۹۵- انس نے کہا میں نے رسول اللہ کو کہ لبیک پکارتے تھے حج اور عمرہ دونوں کی۔ بکر نے کہا کہ میں نے یہی حدیث ابن عمرؓ سے بیان کی تو انھوں نے کہا فقط حج کی لبیک پکاری۔ سو میں انسؓ سے ملا اور ان سے کہا کہ ابن عمرؓ تو یوں کہتے ہیں۔ انسؓ نے کہا کہ تم لوگ ہم کو بچہ جانتے ہو میں نے بخوبی سنا ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے لبیک ہے عمرہ کی اور حج کی۔

۲۹۹۶- مضمون وہی ہے صرف الفاظ میں یہ فرق ہے کہ انس نے فرمایا گویا ہم بچے تھے (یعنی سمجھے نہیں)۔

۲۹۹۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ حِينَ قِيلَ لَهُ يَصُدُّوكَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ إِذْ أُنْفَعِلَ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ.

بَاب فِي الْبِأَفْرَادٍ وَالْقِرَانِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

۲۹۹۴- عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةٍ يَحْتَمِي قَالَ أَهْلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهَلَ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا.

۲۹۹۵- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَلْبِي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا قَالَ تَكْرًا فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبِي بِالْحَجِّ وَحْدَهُ فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَنَسٌ مَا تَعْدُونََنَا إِلَّا صَبِيَانَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لَبِيكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)).

۲۹۹۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَهُمَا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَهْلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَنَسٍ فَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ كَأَنَّمَا كُنَّا صَبِيَانَا.

(۲۹۹۶) تطبیق ان سب روایتوں میں یہی ہے کہ اول آپ نے احرام حج مفرد کا باندھا تھا پھر عمرہ بھی ملا لیا اور آپ قارن ہو گئے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے محدثین کا کہ آپ اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے اور روایت ابن عمرؓ میں ابتداءً احرام کا بیان ہے کہ جب مفرد تھے اور روایت انسؓ میں آخر کار کہ آپ قارن تھے۔

باب: طواف قدوم اور اس کے بعد سعی
مستحب ہے

۲۹۹۷- ویرہ نے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے طواف کرنا قبل عرفات میں جانے کے درست ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا ابن عباس تو کہتے ہیں کہ جب تک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کرے۔ ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا عرفات میں جانے سے پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس کا اگر سچا ہے تو۔

۲۹۹۸- ویرہ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا کہ میں طواف کروں بیت اللہ کا اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے تو انھوں نے کہا کہ طواف سے تم کو کون روک سکتا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے فلان کے فرزند کو دیکھا (یعنی ابن عباس کو) کہ وہ

بَاب مَا يَلْزَمُ مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ ثُمَّ قَدِمَ
مَكَّةَ مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ

۲۹۹۷- عَنْ وَبَرَةَ قَالَ كُنْتُ حَالِمًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْضَلِحْ لِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا تَطُفُ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَبَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تَأْخُذَ أَوْ يَقُولَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا.

۲۹۹۸- عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانَ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا

(۲۹۹۷) ☆ ابن عمر کے قول سے طواف قدوم حاجی کے لیے ثابت ہو اور قبل عرفات میں وقوف کرنے کے مشروع ہے اور یہی قول ہے تمام علماء کا سو ابن عباس کے اور سب علماء نے کہا ہے کہ یہ طواف قدوم سنت ہے اور واجب نہیں مگر بعض اصحاب شافعیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں کہ اگر کوئی چھوڑ دے تو قربانی دے اور مشہور یہی ہے کہ وہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں اور وقوف عرفات تک کسی نے نہ کیا تو فوت ہو گیا اور بعد وقوف کے اگر اس نیت سے بھی کیا تو طواف قدوم نہ ہو اور قدوم کے معنی آنے کے ہیں حاجی آتے ہی یہ طواف کرتا ہے اس لیے اسے طواف قدوم کہتے ہیں اور جس نے کہ بعد وقوف عرفات کے طواف قدوم کی نیت سے طواف کیا تو طواف افاضہ ادا ہو گیا اور نیت لغو ہوئی اور طواف افاضہ کے بعد اگر کیا تو طواف نفل ہو گیا نیت جب بھی لغو ٹھہرے۔ اور طواف قدوم کے بہت نام ہیں طواف قادم اور طواف درود اور طواف وارد اور طواف حیمہ اور عمرہ میں طواف قدوم نہیں بلکہ عمرہ میں جو طواف کرے گا وہ اس کا رکن ہے اگرچہ قدوم کی نیت سے بھی کرے بلکہ نیت اس کی لغو ہو جاوے گی اور رکن ادا ہو جاوے گا جیسے کسی پر حج واجب ہو اور نفل کی نیت سے حج کرے تو واجب ادا ہو جائے گا نیت بے کار ہو جائے گی۔ اور یہ جو فرمایا ابن عمر نے کہ اگر تو سچا ہو یعنی اگر تو ایمان میں سچا ہے اور نبی کا یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول اللہ کا قول شریف ہوتے ہوئے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نہ کر ابن عباس ہوں یا ان کے باپ عباس کیوں نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول ہوتے ہوئے کسی کے قول پر چلنا خواہ امام ہو یا مجتہد یا اور کوئی پیر و مرشد یہ بچوں کا کام نہیں ہے بلکہ جھوٹے بے ایمانوں کا کام ہے لہذا رسول اللہ کی نبوت کا سچے طور سے یقین نہیں ہے۔ (نودوی)

(۲۹۹۸) ☆ ابن عمر نے یہ جو کہا کہ کون ایسا ہے جسے دنیا نے غافل نہیں کیا یہ ان کا زہد اور تقویٰ تھا اور کس نفس کی راہ سے فرمایا۔

اس کو مکروہ جانتے ہیں اور آپ ان سے زیادہ ہمارے پیارے ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں کہ دنیا نے ان کو غافل کر دیا ہے۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم میں اور تم میں کون ایسا ہے جس کو دنیا نے غافل نہیں کیا پھر کہا ابن عمرؓ نے کہ ہم نے رسول اللہ کو دیکھا کہ انھوں نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ میں سعی کی اور سنت اللہ کی اور رسول اللہ کی بہتر ہے تا بعد اری کے لیے فلانے کی سنت سے اگر تو سچا ایماندار ہے۔

باب: معتمر کا احرام سعی کے قبل اور حاجی اور قارن کا طواف قدوم سے نہیں کھلتا

۲۹۹۹- عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے پوچھا ابن عمر سے کہ ایک شخص عمرہ لایا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے بیچ میں نہیں پھرا کیا وہ اپنی بی بی سے صحبت کرے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ مکہ میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی دو رکعت اور صفا و مروہ کے بیچ میں سعی کی سات بار اور تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی خوب ہے۔

۳۰۰۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ وَآيُنَا أَوْ
أَيْكُمْ لَمْ تَفْتِنَهُ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمًا بِالْحَجِّ
وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
فَسُنَّ اللَّهُ وَسُنَّ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ
صَادِقًا.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَا يَتَحَلَّلُ
بِاطْوَافِ قَبْلِ السَّعْيِ وَ أَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ
لَا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُومِ وَ كَذَلِكَ الْقَارِنُ

۲۹۹۹- عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ
عَمَرَ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ
يَطْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَبَاتِي امْرَأَتُهُ فَقَالَ قَدِمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ
بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى حَلْفَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ وَبَيْنَ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ
اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

۳۰۰۰- عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

(۲۹۹۹) مراد اس سے یہ ہے کہ احرام آپ کا نہیں کھلا جب تک کہ آپ عمرہ میں سعی سے بھی فارغ نہ ہوئے اور تم کو یہی متابعت ان کی ضروری ہے غرض جب تک عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی نہ کرے تب تک احرام نہیں کھل سکتا اور وہ شخص اپنی بی بی سے صحبت وغیرہ نہیں کر سکتا اور جتنے امور احرام میں حرام ہوئے ہیں کوئی اس کو حلال نہیں اور یہ قول جیسا ابن عمر کا ہے یہی مذہب ہے تمام علماء کا مگر قاضی عیاض نے جو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور اخط بن راہویہ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ بعد طواف کے احرام کھل جاتا ہے اور یہ مذہب ضعیف اور مخالف سنت ہے۔ کہا امام مسلم نے کہ روایت کی ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے اور ابوالربیع نے حماد سے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان کو خبر دی محمد بن بکر نے ان کو ابن شداد نے ان سب کو روایت یحییٰ بن یحییٰ سے عمرو بن دینار سے ان کو ابن عمر سے ان کو نبی سے مثل ابن عیینہ کی روایت کے (یعنی جو اوپر گزری)۔

۳۰۰۱- محمد بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عراق والوں سے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے میرے لیے یہ پوچھ دو کہ جو شخص لبیک پکارے حج کی اور طواف کر چکے بیت اللہ کا تو وہ حلال ہو چکا یا نہیں؟ (یعنی احرام اس کا کھل گیا یا نہیں؟) پھر اگر وہ تم سے کہیں کہ نہیں حلال ہوا تو ان سے کہو کہ ایک شخص کہتا ہے کہ وہ حلال ہو گیا۔ محمد نے کہا کہ پھر میں نے عروہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا وہ شخص جس نے لبیک حج کی پکاری ہے جب تک وہ حج پورا نہ کرے۔ میں نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے حلال ہو گیا تو انھوں نے فرمایا بہت برا کہتا ہے۔ پھر وہ عراقی مجھے ملا اور مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے بیان کر دیا (یعنی جواب عروہ کا) تو اس نے کہا کہ ان سے کہو وہ یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے ایسا ہی کیا اور اسماء اور زبیر نے بھی دونوں نے ایسا کیوں کیا؟ محمد نے کہا میں پھر عروہ کے پاس گیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا میں اس کا حال نہیں جانتا انھوں نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آ کر کیوں نہیں پوچھ لیتا میں اس کو عراق والا جانتا ہوں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا (اس وقت تک شاید ان کو بھی معلوم نہ ہو کہ یہ عراقی ہے بعد میں معلوم ہوا ہو)۔ تب عروہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا رسول اللہ نے حج کیا تو اس کی خبر دی مجھ کو حضرت عائشہ نے کہ پہلے پہل جو آپ مکہ میں داخل ہوئے تو وضو کیا اور بیت اللہ کا طواف

۳۰۰۱- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِي عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يَهْلُ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَبِيحُلٍّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ أَهْلٌ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنْ كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ بِنَسٍّ مَا قَالَ فَتَصَدَّقَنِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثَنِي فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنْ كَانَ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ وَمَا شَأْنُ أَسْمَاءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذَلِكَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ لَا أَذْرِي قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا بَأْتِنِي بِنَفْسِهِ يَسْأَلَنِي أَظُنُّ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا أَذْرِي قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَّافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عَمَرَ مِثْلُ

(۳۰۰۱) یہ جو کہا کہ مجھے میری ماں نے خبر دی ہے وہ آئیں اور ان کی بہن وغیرہ اور حجر اسود کو چھو اور حلال ہوئیں اور مراد ان چھونے والوں سے حضرت عائشہ کے سوا اور لوگ ہیں اس لیے کہ یہ ان دنوں حاضر تھیں اور انھوں نے طواف تو بعد و قوف عرفات کے کیا ہے حجۃ الوداع میں اور اسی طرح جو قول اسماء کا آگے کی روایت میں آئے گا اس سے بھی ان کے سوا اور لوگ ہیں۔ اور قاضی عیاض کا یہی قول ہے اور مقصود اس سے یہی ہے کہ نبی کے حجۃ الوداع سے خبر دی اور ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں کا عمرہ تھا جو حج سے فتح کر کے عمرہ کر دیا اور حضرت کے حال کا استثناء اس لیے نہیں کیا کہ قصہ ان کا مشہور تھا اور پھر یہی احتمال ہے کہ شاید یہ حال اس عمرہ کا ہو جو جناب عائشہ صدیقہ معظمہ

کیا (اس سے ثابت ہو اور وضو کرنا اور امت کا اجماع ہے کہ وضو طواف کے لیے مشروع ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا شرط صحت طواف کی۔ امام مالک اور شافعی اور جمہور اور امام احمد کا قول ہے کہ شرط ہے یعنی بغیر وضو طواف صحیح نہیں اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ مستحب ہے اور شرط نہیں۔ اور جمہور کی دلیل یہی حدیث ہے اور ابن عباس کا قول یہی ہے اس کی دلیل ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے نبیؐ نے فرمایا کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام ردا کر دیا اور اگرچہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور قول ابن عباس کا ہی ہے مگر جب قول صحابی مشہور ہو جاوے اور کوئی اس پر انکار نہ کرے تو حجت ہے علی الخصوص جب فعل نبیؐ بھی اس پر دال ہو پھر اس کے حجت ہونے میں کیا مقال ہے)۔ پھر حج کیا حضرت ابو بکرؓ نے اور انھوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور نہ تھا کچھ سوا اس کے (یہاں پر جو متن میں لم یکن وغیرہ ہے اور آگے بھی کئی جگہ یہی لفظ آیا ہے اس کو قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ کاتب کی غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ لم یکن عمرہ یعنی پھر ابو بکرؓ نے طواف کر کے اپنے حج کو عمرہ نہیں کر ڈالا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہوں اور حج کا احرام پھر دوبارہ مکہ سے باندھے ہوں جیسا مذہب ہے بعض کا اور یہی قول ہے ابن قیم کا اور دلائل اس کے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس مسائل کا بھی مذہب یہی تھا۔ اور نوویؒ نے فرمایا ہے کہ غیرہ کا

ذَلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُمَانُ فَرَأَيْتَهُ أَوَّلَ شَيْءٍ
بَدَأَ بِهِ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرَهُ
ثُمَّ مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ
حَاحَتْ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ
أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ
يَكُنْ غَيْرَهُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرَهُ
ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ
ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ
عِنْدَهُمْ أَفَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى
مَا كَانُوا يَتَّبِعُونَ بِشَيْءٍ حِينَ يَضْعُونَ
أَقْدَامَهُمْ أَوَّلَ مِنَ الطَّوْفِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا
يَجْلُونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ
تَقْدَمَانِ لَنَا تَبْدَأَانِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ
تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَجْلَانِ وَقَدْ أَخْبَرْتَنِي
أُمِّي أَنَّهَا أَقْبَلَتْ هِيَ وَأُحْتَهَا وَالزُّبَيْرُ
وَقَلَانِ وَقَلَانِ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا
الرُّسُكُنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيمَا ذَكَرَ مِنْ
ذَلِكَ.

ظہ سے لائیں ہمیں اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ قصہ حجۃ الوداع کے سوا اور وقت کا تھا اس نے خطا کی اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے کہ یہ بیان حجۃ الوداع کا ہے اور جو یہ فرمایا کہ جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ قبل سعی کے حلال ہو گئیں بلکہ مراد یہی ہے کہ جب حجر اسود کو چھوا اور طواف اور سعی تمام کی اور صلیق اور قصر سے فارغ ہو کر حلال ہوئے اور یہ مضمون اس عبارت میں مقدر ہے۔ یہ اس لیے کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ قبل طواف تمام ہونے کے حلال نہیں ہو تا اور جمہور کا مذہب ہے کہ طواف کے بعد سعی بھی ضروری ہے اور راوی نے اس تفسیر کو یہ سبب شہرت کے چھوڑ دیا اگرچہ بعض سلف سے منقول ہے کہ سعی واجب نہیں اور اس کے قائلین کو اس حدیث سے حجت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث بالاجماع مؤول ہے۔ (نوویؒ)

لفظ غلط نہیں ہے بلکہ لفظ اور معنی دونوں صحیح ہیں یعنی لم یکن وغیرہ تشدید یا ہ ہی یعنی پھر طواف کر کے حضرت ابو بکرؓ نے اس کو بدل نہیں ڈالا کہ حج کو عمرہ کر دیا ہو یا قرآن کر دیا ہو۔ پھر عمرہ نے بھی اس کی مثل کیا پھر حج کیا عثمان نے اور ان کو بھی میں نے دیکھا کہ پہلے طواف بیت اللہ کیا اور اس کو بدلا نہیں۔ پھر معاویہ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی پھر حج کیا میں نے اپنے باپ زبیرؓ کے ساتھ سو انھوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور پھر اس کو بدلا نہیں پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو بھی یہی کرتے دیکھا پھر میں نے سب کے اخیر میں جس کو ایسا کرتے دیکھا وہ ابن عمرؓ ہیں کہ انھوں نے بھی حج کو عمرہ کر کے توڑ نہیں ڈالا۔ اور ابن عمرؓ تو ان کے پاس موجود ہیں یہ لوگ ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے اور اسی طرح جتنے لوگ گزر چکے ہیں سب لوگ جب مکہ میں قدم رکھتے تھے تو پہلے طواف کرتے تھے بیت اللہ کا اور پھر احرام نہیں کھولتے تھے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ طواف قدم سے احرام نہیں کھلتا اور معلوم ہوا کہ باہر کا آدمی جب حرم میں داخل ہو تو پہلے طواف کرے تحیۃ المسجد نہ پڑھے اور یہ سب باتیں متفق علیہ ہیں۔) اور میں نے اپنی والدہ اور خالہ کو دیکھا کہ جب یہ تشریف لاتیں مکہ میں تو اول بیت اللہ کا طواف کرتیں اور پھر احرام نہ کھولتیں (یعنی جب تک حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو لیتیں) اور میری ماں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ آئیں اور ان کی بہن (یعنی حضرت عائشہؓ) اور زبیرؓ اور فلانے فلانے عمرہ لے کر پھر جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں (یعنی بعد اتمام طواف اور سعی کے) اور اس (عراقی) نے جو کہا جھوٹ کہا اس مسئلہ میں۔

۳۰۰۲- اسماء، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ہم احرام باندھ کر نکلے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ تو اپنے احرام پر قائم رہے اور جس

۳۰۰۲- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ

کے ساتھ نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور میرے ساتھ ہدی نہ تھی سو میں نے احرام کھول ڈالا اور زبیر کے ساتھ ہدی تھی یہ ان کے شوہر تھے سو انھوں نے احرام نہ کھولا۔ اسماء کہتی ہیں کہ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نکلی اور زبیر کے پاس جا بیٹھی تو انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ (اس لیے کہ میں احرام سے ہوں۔ اور یہ احتیاط اور تقویٰ کی بات ہے کہ شاید بی بی کی طرف مائل ہوں اور شہوت سے چھیڑ چھاڑ ہو تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے اوپر کود پڑوں گی۔ (یہ انھوں نے ظرافت سے کہا کہ مرد ہو کر عورتوں سے کیا ڈرتے ہو؟)

۳۰۰۳- اسماء رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جب اسماء کپڑے بدل کر زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انھوں نے فرمایا تم مجھ سے دور ہو جاؤ تم مجھ سے دور ہو جاؤ تو انھوں نے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تم پر کود پڑوں گی۔

۳۰۰۴- ابوالاسود سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے جو کہ مولیٰ ہیں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ان سے بیان کیا کہ اسماء ہمیشہ جب جنوں کے اوپر گزرتیں (جنوں بٹخ قریب مکہ کی بلندی کی طرف اور جب جانے والا محصب پر چڑھتا ہے تو وہ دہائی طرف پڑتا ہے) فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے اپنے رسول ﷺ پر کہ ہم ان کے ساتھ یہاں اترے ہیں اور ہمارے پاس ان دنوں بوجھے کم تھے اور سواریاں تھوڑی تھیں اور توشہ قلیل تھا (یعنی عرب کی سادگی اور دنیا سے آزادی تھی) اور میں نے اور میری بہن جناب عائشہ نے اور زبیر نے اور فلانے فلانے شخصوں نے عمرہ کیا تھا پھر جب ہم نے بیت اللہ کو چھوا (یعنی طواف اور سعی پوری کی) تو حلال ہو گئی پھر تیسرے پہر کو حج کا احرام باندھا۔ اور ہارون نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت کی اسماء کے مولیٰ نے اور ان کا نام

فَلْيَقُمْ عَلَيَّ إِحْرَامِيهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيِي فَلْيَحْلِلْ)) فَلَمْ يَكُنْ مَعِيَ هَدْيِي فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيِي فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ فَلَيْسَتْ بِنَائِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَحَلَلْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَوْمِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَحْسَبِي أَنْ آتِبَ عَلَيْكَ.

۳۰۰۳- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُهْلِينَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بَيْتِلَ حَدِيثِ إِبْنِ خُرَيْجٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ اسْتَرْحِمِي عَنِّي اسْتَرْحِمِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَحْسَبِي أَنْ آتِبَ عَلَيْكَ.

۳۰۰۴- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجَّوْنَ تَقُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولِي وَسَلَّمْ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ حِيفَاءُ الْحَقَائِبِ قَلِيلٌ ظَهَرْنَا قَلِيلَةً أَرْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَقُلَانٌ وَقُلَانٌ فَلَمَّا مَسَخْنَا الْبَيْتَ أَهَلَلْنَا ثُمَّ أَهَلَلْنَا مِنَ الْعَتَمِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُونُ فِي رَوَايَتِهِ أَنَّ مَوْلَى أَسْمَاءَ وَلَمْ يُسَمَّ عَبْدَ اللَّهِ.

عید اللہ نہیں لیا۔

باب: حج تمتع کے بارے میں

۳۰۰۵- مسلم قری نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے حج کے تمتع کو پوچھا تو انھوں نے اجازت دی اور ابن زبیرؓ اس سے منع کرتے تھے تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ ابن زبیر کی ماں موجود ہیں کہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے اس کی اجازت دی ہے سو تم لوگ ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ کہا انھوں نے کہ پھر ہم ان کے پاس گئے اور ان کو دیکھا کہ وہ ایک فریبہ عورت ہیں اور نابینا۔ سو انھوں نے کہا کہ بے شک اجازت دی ہے تمتع کی رسول اللہؐ نے۔

۳۰۰۶- شعبہ نے اسی اسناد سے یہی مضمون روایت کیا اور عبد الرحمن کی روایت میں صرف متع کا لفظ ہے اور تمتع حج مذکور نہیں اور ابن جعفر کی روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ مسلم نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ تمتع حج کا ہے یا متع عورتوں کا۔

۳۰۰۷- مسلم نے ابن عباسؓ سے سنا کہ کہتے تھے کہ لبیک پکاری نبیؐ نے عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا اور نہ ان لوگوں نے جو قربانی لائے تھے اور باقی لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور طلحہ بن عبید اللہ ان میں تھے جو قربانی لائے تھے سو انھوں نے احرام نہیں کھولا۔ مسلم نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن بشار نے ان سے محمد بن یحییٰ ابن جعفر نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مگر اس میں یہ ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ ان لوگوں میں تھے جو قربانی نہیں لائے تھے اور ایک اور شخص بھی انہی میں تھے سو ان دونوں نے احرام کھول ڈالا۔

۳۰۰۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس

بَاب فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ

۳۰۰۵- عَنْ مُسْلِمِ الْقُرَيْيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَرَحَّصَ فِيهَا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا فَقَالَ هَذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَحَّصَ فِيهَا فَأَدْخَلُوا عَلَيْهَا فَاسْأَلُوهَا قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمِيَاءُ فَقَالَتْ قَدْ رَحَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا.

۳۰۰۶- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي حَدِيثِهِ الْمُتْعَةَ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةَ الْحَجِّ وَأَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَأُذْرِي مُتْعَةَ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةَ النِّسَاءِ.

۳۰۰۷- عَنْ مُسْلِمِ الْقُرَيْيِّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْلُ أَصْحَابِهِ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ سَاقِ الْهَدْيِ مِنْ أَصْحَابِهِ وَحَلَّ بِقَيْتِهِمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فِيمَنْ سَاقِ الْهَدْيِ فَلَمْ يَحِلَّ.

۳۰۰۸- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ

(۳۰۰۶) ☆ مگر اوپر کی روایت میں صاف تصریح آچکی ہے کہ ابن عباسؓ سے انھوں نے حج کا پوچھا تھا اور آگے روایت میں بھی تمتع حج کا ہی بیان ہے۔

میں ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ اور ایک شخص جن کے پاس قربانی نہیں تھی وہ دونوں حلال ہو گئے۔

باب: حج کے مہینوں میں عمرہ کے جائز ہونے کا بیان
۳۰۰۹- عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ جاہلیت میں (یعنی اسلام کے زمانہ سے پہلے) حج کے دنوں میں عمرہ لانے کو زمین کے اوپر بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کے مہینہ کو صفر کر دیا کرتے تھے (اس لیے کہ تین مہینہ برابر ماہ حرام کے جو آتے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم تو وہ گھبرا جاتے اور لوٹ پوٹ نہ کر سکتے اس لیے یہ شرارت نکالی کہ محرم کی جگہ صفر کو لکھ دیا اور خوب لوٹ پوٹ کی اور جب صفر کا مہینہ آیا تو محرم کی طرح اس کا ادب کیا اور یہی نسی تھی جس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کی عادت فرماتا ہے) کہتے تھے جب اونٹوں کی پٹھیں اچھی ہو جاویں (یعنی جو سفر حج کے سبب سے لگ گئی ہیں اور زخمی ہو گئیں ہیں اور راستوں سے حاجیوں کے اونٹوں کے نشان قدم مٹ جاویں اور صفر کا مہینہ تمام ہو جائے تب عمرہ جائز ہے عمرہ کرنے والے کو پھر جب رسول اللہؐ اور آپ کے یار چوتھی ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا دیں (جیسے مذہب ابن قیم وغیرہ کا ہے کہ اوپر بدلائل گزر چکا)۔ سو یہ لوگوں کو بڑی انوکھی بات لگی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کیسے حلال ہوں؟ (یعنی پورے یا ادھورے کہ بعض چیز سے بچتے رہیں) تو آپ نے فرمایا کہ پورے حلال ہو (یعنی کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت نہیں)۔

۳۰۱۰- عبد اللہ، عباسؓ کے فرزند فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے لبیک پکاری حج کی پھر جب چار تار بنیں گزریں ذی الحجہ کی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھی پھر جب نماز صبح سے فارغ ہوئے فرمایا جس کا

وَمَا كَانَ مِثْرًا لِّمَنْ يَكُنْ مَعَهُ الْهُدْيُ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ
اللَّهِ وَرَجُلًا آخَرَ فَأَحْلَمَا.

بَابُ جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ
۳۰۰۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ
مِنْ أَفْخَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ
الْمُحْرَمَ صَفْرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الذَّبِيرَ وَعَفَا
الْأَثْمَرَ وَأَسْلَخَ صَفْرًا حَلَّتْ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرَ
فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ
صَبِيحَةَ رَابِعَةِ مَهَلِينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ
يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا
- رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْجِلِّ ((قَالَ الْجِلُّ
كَلْفٌ))

۳۰۱۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ
أَهْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِأَرْبَعِ مَضْيَنٍ مِنْ
ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ

((مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً))۔

۳۰۱۱- چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

۳۰۱۱- عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رَوْحٌ وَيَحْيَىٰ بَنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ أَهْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ وَأَمَّا أَبُو شَهَابٍ فَبِي رِوَايَةٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَهْلُ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ حَمِيمًا فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ حَمَلًا الْجَهْضَمِيِّ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ.

۳۰۱۲- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرزند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے یار جو تھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں آئے لیک پکارتے ہوئے حج کی سو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو عمرہ کر ڈالو۔

۳۰۱۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعِ حَلُونَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُثْبُونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً.

۳۰۱۳- عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ نے صبح کی ذی طویٰ میں (وہ ایک وادی ہے مکہ کے قریب) اور مکہ میں آئے اور آپ جب تاریخ جو تھی گزر چکی ذی الحجہ کی اور اپنے یاروں کو حکم فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالیں مگر جن کے پاس قربانی ہو۔

۳۰۱۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِذِي طَوًى وَقَدِمَ لِأَرْبَعِ مَضِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحَوَّلُوا إِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ.

۳۰۱۴- عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا یہ عمرہ جس سے ہم نے نفع لیا سو جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ اسی طرح حج کا احرام عمرہ کر کے کھول ڈالے اس لیے کہ عمرہ حج کے دنوں میں روا ہو گیا قیامت تک۔

۳۰۱۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَجْلِ الْحُلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

۱۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث ابراہیم بن دینار نے ان سے روح نے کہا مسلم علیہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے ابو داؤد مبارکی نے ان سے ابو شہاب نے اور کہا مسلم نے روایت کی ہم سے محمد بن شمی نے ان سے یحییٰ بن کثیر نے ان سب نے روایت کی شعبہ سے اسی اسناد سے مگر روح اور یحییٰ بن کثیر دونوں نے مجھ سے کہا جیسا کہ نضر نے کہا تھا (یعنی اوپر کی روایت میں اہمال کیا رسول اللہ ﷺ نے حج کا) اور ابو شہاب کی روایت میں یہ ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی لیک پکارتے ہوئے اور ان سب راویوں کی روایت میں یہ مضمون ہے کہ آپ نے نماز صبح کی بطحاء میں پڑھی سو جہنمی کی روایت کے کہ اس میں اس کا ذکر نہیں۔

(۳۰۱۳) روا ہو گیا اس سے اہل جاہلیت کے قول کا جو حج کے دنوں میں عمرہ کو برا جانتے تھے۔

۳۰۱۵- شعبہ نے ابو جرہ ضبعی سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے تمتع کیا اور لوگوں نے مجھے منع کیا میں ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے پوچھا سو انہوں نے مجھے حکم دیا اور پھر میں بیت اللہ کے پاس جا کر سو رہا اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ عمرہ بھی مقبول ہے اور حج بھی مقبول ہے۔ میں نے ابن عباس سے خواب بیان کیا کہا سب بزرگی اللہ کو ہے سب بزرگی اللہ کو ہے یہ سنت ہے ابو القاسم کی (یعنی پھر کیوں نہ قبول ہو)۔

باب: قربانی کی کوہان چیرنے اور اس کے گلے میں ہار

ڈالنے کا بیان

۳۰۱۶- ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ نے ظہر کی نماز پڑھی ذوالحلیفہ میں اور اپنی اونٹنی کو منگایا (یعنی قربانی کی) اور اس کی کوہان کے اوپر داہنی طرف اشعار کیا یعنی ایک زخم لگا دیا اور خون کو صاف کر دیا اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار لٹکا دیا (یہ تقلید ہوئی) پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لے کر

۳۰۱۵- عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْرَةَ الضُّعْبِيَّ قَالَ تَمَنَعْتُ فَتَهَانِي نَاسٌ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْبِئْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَرَنِي بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ فَبِمَتْ فَأَتَانِي آتٍ فِي مَنْامِي فَقَالَ عُمْرَةٌ مُنْقَبِلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ قَالَ فَأَنْبِئْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ سَنَةَ أَبِي الْقَاسِمِ

باب تَقْلِيدِ الْهَدْيِ وَإِشْعَارِهِ عِنْدَ

الْبَحْرَامِ

۳۰۱۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِبَدْيِ الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَسَلَّتْ الدَّمَ وَقَلَدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهْلًا

(۳۰۱۶) یہ کوئی پادے دینا قربانی کے جانور کو اس لیے ہے کہ بچھانا جاوے کہ یہ جانور قربانی کا ہے تاکہ کوئی اس کو ایذا نہ دے اور لوٹے نہیں اور یہ مستحب ہے انہی روایتوں کے رد سے اور ابو حنیفہ نے اس کو جو بدعت کہا ہے یہ قول ان کا مردود ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے شاید ان کو یہ احادیث صحیحہ نہیں پہنچیں۔ اور اسی کو اشعار کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ نے جو اس کو مشکہ کہا ہے وہ قول بھی لغو ہے اس لیے کہ یہ مشکہ نہیں بلکہ مانند نصد و حجامت کے ہے یا مانند ختان اور داغ کے۔ اس اشعار کی جگہ تمام علماء سلف و خلف کے نزدیک داہنی جانب ہے کوہان شتر کی اور امام مالک نے کہا ہے کہ بائیں جانب ہے اور اس روایت میں ان کا رد ہے اور بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا مسنون ہے نزدیک شافعیہ کے اور نزدیک تمام علماء سلف و خلف کے سو امام مالک کے کہ وہ اسکے قائل نہیں ہیں اور شاید ان کو یہ احادیث صحیحہ نہیں پہنچیں حالانکہ احادیث صحیحہ اس باب میں بہت ہیں اور وہ حجت ہیں اور حدیث صحیح کے آگے کسی کا قول حجت نہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ بکری کو یاد نہ بگاڑنا ضروری نہیں اس لیے کہ ضعیف ہے۔ اور گائے کے لیے مستحب ہے امام شافعی کے نزدیک اور اسی طرح ہار ڈالنا بھی اور دونوں چیزوں کو جمع کرنا جیسے اونٹ کے لیے ہوتا ہے ویسے ہی گائے کے لیے بھی ہے شافعیہ کے نزدیک اور وہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے گلے میں ہار ڈالنا دو جوتیوں کا بھی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے تمام علماء کا اور اگر دھا کہ چڑا یا کچھ اور ڈال دیا تو بھی روا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سوار ہوئے اپنی اونٹنی پر اور یہ اونٹنی اس کے سوا تھی جسے اشعار کیا تھا اور سوار ہونا حج میں افضل ہے پیدل چلنے سے کیا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن شیبہ نے ان سے معاذ نے ان سے ہشام ان کے باپ نے ان سے قتادہ نے اس سند سے یہی مضمون جو شعبہ کی روایت میں ہے مگر اس میں یہ ہے کہ نبی جب ذی الحلیفہ میں آئے اور نماز ظہر کا ذکر نہیں کیا۔

بالحج

بیدار پر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک پکاری (یعنی اگرچہ نماز کے بعد بھی لبیک کہہ چکے مگر یہاں بھی پکاری)۔

۳۰۱۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیہ آئے۔ اس میں ظہر کی نماز کا ذکر نہیں ہے۔

باب: احلال کے بارہ میں ابن عباس کے فتوے کا بیان جس میں لوگ مشغول ہیں

۳۰۱۸- قتادہ نے کہا میں نے ابو حسان اعرج سے سنا ہے کہ ایک شخص نے بنی بجم کے قبیلہ میں سے کہا کہ اے ابن عباس! یہ کیا فتویٰ آپ دیتے ہیں جس میں لوگ مشغول ہو رہے ہیں یا جس میں لوگ گڑبڑ کر رہے ہیں کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی حاجیوں میں سے اور اس طواف سے طواف قدوم مراد ہے) سو وہ حلال ہو گیا تو انھوں نے فرمایا یہ سنت ہے تمہارے نبی کی اگرچہ تمہاری ناک میں خاک بھر جاوے (یعنی تمہارے خلاف ہو تو ہو کرے)۔

۳۰۱۹- قتادہ سے روایت ہے کہ ابو حسان نے کہا کہ کسی نے ابن عباس سے کہا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ لوگوں میں بہت پھیل گیا ہے کہ جو طواف کرے بیت اللہ کا وہ حلال ہو گیا اور اس کو عمرہ کر ڈالے (یعنی اگرچہ احرام حج کا ہووے) تو انھوں نے فرمایا کہ یہ سنت تمہارے نبی کی ہے اگرچہ تمہارے ناک میں خاک بھرے۔

۳۰۲۰- عطاء نے کہا کہ ابن عباس فتویٰ دیتے تھے کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی پہلے پہلے مکہ کے آتے ہی) وہ حلال ہو گیا خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی (یعنی معتمر ہو)۔ میں نے عطاء سے کہا

۳۰۱۷- عَنْ قَتَادَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ صَلَّى بِهَا الظُّهْرَ.

بَابُ قَوْلِهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هَذِهِ الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَعَّفْتُ أَوْ تَشَعَّبْتُ بِالنَّاسِ

۳۰۱۸- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الْأَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْهَجِيمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هَذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَعَّفْتُ أَوْ تَشَعَّبْتُ بِالنَّاسِ أَنْ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

۳۰۱۹- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ قَدْ تَفَشَّعَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَّافُ عُمْرَةً فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

۳۰۲۰- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُ حَاجٍّ إِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ أَيْنَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ

(۳۰۲۰) نیز نووی نے کہا کہ ابن عباس کا مذہب بھی یہی ہے کہ حاجی بھی جب طواف کرے بیت اللہ کا تو اس کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا چاہیے اور یہ مذہب حضرت ابن عباس کا مذہب جمہور کے خلاف ہے سلف ہوں خواہ خلف اس لیے کہ تمام علماء کا قول یہ ہے کہ حاجی بجز طواف حلال نہیں ہوتا بلکہ جب تک وقوف عرفات اور رمی جمار کا اور طواف زیارت سے فارغ نہ ہو وہ محرم ہے۔ اور تین چیزوں کے بجالانے سے دونوں طرح کا صل حاصل ہوتا ہے یعنی پورا کہ سب چیز حلال ہو جاوے۔ وہ تینوں یہ ہیں رمی جمرہ عقبہ اور طواف اور اس لیے

کہ وہ یہ بات کہاں سے کہتے تھے؟ انھوں نے کہا اس آیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر جبکہ اس قربانی کے پہنچنے کی بیت اللہ تک ہے تو میں نے کہا یہ تو عرفات سے آنے کے بعد ہے۔ انھوں نے کہا کہ ابن عباسؓ کا قول یہ ہے کہ محل اس کا بیت اللہ ہے خواہ بعد عرفات کے ہو یا قبل اس کے اور وہ یہ بات نبیؐ کے فعل مبارک سے نکالتے تھے۔ آپ نے خود حکم فرمایا کہ لوگ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع میں۔

باب: معتمر اپنے بال کتر بھی سکتا ہے
موٹڈ نا واجب نہیں

۳۰۲۱- طاؤس نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا مجھ سے معاویہؓ نے کہا کہ میں تو تمہیں خبر دے چکا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے بال کترے ہیں مروہ کے نزدیک تیر کی پیکان سے سو میں نے ان کو جواب دیا کہ یہ تو تمہارے اوپر حجت ہے۔

اللَّهُ تَعَالَى تَمَّ مَجْلُهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ ذَلِكَ بَعْدَ الْمُعْرَفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ هُوَ بَعْدَ الْمُعْرَفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَأْخُذُ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْلُوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

بَابُ التَّقْصِيرِ فِي
الْعُمْرَةِ

۳۰۲۱- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ أَعْلِمْتُ أَنِّي فَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمَشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهْ لَا أَعْلَمُ هَذَا إِلَّا حَجَّةَ عَلَيْكَ.

لقح طواف سے طواف زیارت مراد ہے جو عرفات کے بعد ہوتا ہے اور رمی جمرہ اور حلق اگر کر چکا ہے اور طواف زیارت نہیں کیا تو سب اس کو حلال ہوئی سو عمرت کے۔ اور اس آیت میں ابن عباسؓ کے قول کی کچھ دلیل نہیں اس لیے کہ آیت کا مضمون صرف اتنا ہی ہے کہ قربانی کا محل بیت العتیق ہے یعنی وہاں ذبح کی جاوے یعنی حرم میں اور اس میں احرام کھولنے نہ کھولنے کا مطلق ذکر نہیں اور استدلال ان کا نبیؐ کے حکم کرنے سے حجۃ الوداع میں اپنے یاروں کو کہ احرام کھول ڈالیں۔ سو یہ بھی ایسا ہے کہ ان کے مذہب پر اس کو دلالت نہیں اس لیے کہ آپ نے حج کے فتح کا جو حکم دیا وہ اسی سال کے لیے تھا۔ یہ خلاصہ تقریر ہے نوویؒ کی۔ اور ابن قیم کا مختار یہی ہے جو ابن عباس کا مذہب ہے کہ ہر حاجی کو فتح کی اجازت ہے مگر جو ہدی لایا ہو جیسا حدیث میں مذکور ہے اور یہ فرمانا نووی کا کہ اجازت فتح کی خاص تھی حجۃ الوداع کے سال کے لیے تو صریح خلاف حدیث ہے بلکہ اوپر گزر چکا ہے کہ سراقہ بن مالکؓ نے پوچھا کہ حکم فتح جو آپ دیتے ہیں یہ اسی سال کے لیے ہے کہ ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابد لا باد کے لیے ہے اور یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ میں آچکی ہے۔ غرض خاص کر فتح اسی سال کے ساتھ جینا نوویؒ نے لکھا ہے عجیب بات ہے۔ پس حدیث کی رو سے مذہب ابن عباس کا یہ ہے کہ وہ بھی ساری امت کے لیے فتح حج جمرہ کو جائز جانتے ہیں اور ابو موسیٰ اشعریؓ فتویٰ دیتے تھے اس فتح کا تمام مدت میں خلافت ابو بکرؓ کی اور کچھ ابتداء میں خلافت عمرؓ کے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اس سے مانع ہوئے پھر نہیں بدل سکتا حکم رسول مصوم ﷺ کا منع سے عمرؓ کے۔ اور زائد المعاد میں ہے کہ رجوع بھی حضرت عمرؓ کا اس منع سے ثابت ہوا ہے۔ فمن شاء زيادة الاطلاع فليرجع اليه۔

۳۰۲۲- حضرت طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ معاویہؓ نے ان کو خبر دی کہ ہمیں نے بال کترے رسول اللہ کے مروہ کے اوپر تیر کی بھال سے یا میں نے آپ کو مروہ پر دیکھا کہ آپ بال کتر وارہے ہیں تیر کی بال سے مروہ پر۔

باب: حج میں تمتع اور قرآن جائز ہے

۳۰۲۳- ابو سعیدؓ نے کہا ہم نکلے رسول اللہ کے ساتھ حج کو پکارتے ہوئے پھر جب مکہ میں آئے تو آپ نے حکم دیا کہ ہم اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں مگر وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی ہے پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی ذوالحجہ کی اور سب منیٰ کو چلے تو پھر لبیک پکاری حج کی (یعنی بیچ میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا تھا)۔

۳۰۲۴- جابر رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کو آئے حج پکارتے ہوئے۔

۳۰۲۵- ابو نضرہ نے کہا کہ میں جابر کے پاس تھا کہ ایک شخص

۳۰۲۲- عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ فَصَرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ أَوْ رَأَيْتُهُ يُقَصِّرُ عَنْهُ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ.

بَابُ : جَوَازُ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقِرَانِ

۳۰۲۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرْنَا أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ سَاقَ الْهِنْدِيَّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَرَجْنَا إِلَى مَنَى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

۳۰۲۴- عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا.

۳۰۲۵- عَنْ أَبِي نُضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرٍ

(۲۰۲۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بال کتر وانا بھی روا ہے حج و عمرہ میں اگرچہ منڈانا افضل ہے۔ اور تمتع میں افضل یہ ہے کہ عمرہ کے بعد کتر وائے اور حج کے بعد منڈائے کہ دونوں کا حق بخوبی ادا ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر یا حلق مروہ کے پاس ہو عمرہ میں کہ مروہ ہی جگہ ہے عمرہ کے حلال ہونے کی جیسے حاجی کو مستحب ہے کہ حلق و قصر منیٰ میں کرے اور اگر حرم میں کہیں اور بھی ہو تو روا ہے۔ اور یہ روایت معاویہؓ کی کہ انھوں نے حضرت کے بال کترے یا کترتے دیکھا عمرہ ہر اند میں ہے اس لیے کہ حجۃ الوداع میں تو آپ قارن تھے۔ اور ثابت ہوا ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کیا اور ابو طلحہ نے آپ کے مبارک بال تقسیم کیے۔ اور حدیث معاویہؓ کی عمرہ قضا پر بھی محمول نہیں ہو سکتی اس لیے کہ عمرہ قضا سات میں ہوا ہے ہجرت کے اور اس وقت تک حضرت معاویہؓ ایمان نہیں لائے تھے اس لیے کہ وہ تو آٹھویں سال ہجرت کے ایمان لائے تھے..... یہی قول صحیح ہے اور جس نے اس روایت کو حجۃ الوداع میں سمجھا ہے بڑی غلطی کی ہے اور دوسری غلطی یہ ہوئی ان لوگوں سے کہ حضرت کے حج کو تمتع سمجھا حالانکہ آپ قارن تھے جیسا روایات متعددہ میں اوپر مذکور ہوا کہ آپ کے ساتھ ہدی تھی اس لیے آپ نے احرام نہیں کھولا مگر بعد توقف عرفات کے اور بعد فراغ حج کے۔

(۳۰۲۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک پکار کر کہنا اور بیچنا مستحب ہے اور یہ حکم ہے مردوں کو اور عورتیں اس آواز سے کہیں کہ آپ سنیں اور مردوں کو پکارنا سب علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

(۳۰۲۵) منع فرمانا حضرت عمر کا حج کو اس راہ سے تھا کہ آپ کی غرض تھی کہ افضل یہ ہے کہ حج اور عمرہ کو الگ الگ سفر میں بجالادیں تو منع اس نظر سے تھا کہ افضل کو کیوں ترک کرتے ہیں اگرچہ تمتع کو بھی جائز جانتے تھے اور منع نساء کا منع فرمانا اس نظر سے تھا کہ وہ ظہر

نے آکر کہا کہ ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ دونوں معصوموں میں اختلاف کر رہے ہیں (یعنی ایک متعہ نساء میں اور ایک متعہ حج میں) تو جاڑ نے کہا کہ ہم نے دونوں صحیح رسول اللہؐ کے آگے کیے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو منع فرمایا تو ہم نے نہیں کیا۔

باب: نبی اکرمؐ کے احرام اور ہدی کے بارے میں
۳۰۲۶- انسؓ نے کہا کہ حضرت علیؓ یمن سے آئے اور نبیؐ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیا احرام باندھا؟ انہوں نے کہا میں نے یوں لبیک پکاری کہ جو نبیؐ کی ہو وہی میری لبیک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ اگر قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالتا (یعنی اب تم بھی احرام نہ کھولنا جیسے میں نہ کھولوں گا)۔
۳۰۲۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۰۲۸- یحییٰ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی۔

۳۰۲۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے ایک روایت میں "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا" کے الفاظ ہیں اور دوسری روایت میں "لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجِّ" کے الفاظ ہیں۔

بُن عَبْدِ اللَّهِ فَإِنَّا آتٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ اِخْتَلَفَا فِي الْمُنْتَعَيْنِ فَقَالَ حَابِرٌ فَعَلْنَا هُمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا.

بَابُ إِهْتِلَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَدْيِهِ

۳۰۲۶- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِ أُهُلَّتْ فَقَالَ أَهُلَّلْتُ بِإِهْتِلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَوْلَا أَنِ فَعِي الْهُدْيِ لِأَخَلَّلْتُ))

۳۰۲۷- وَ حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا سَلِيمٌ بْنُ حَبَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنِ فِي رِوَايَةِ بَهْزٍ لَحَلَّلْتُ .

۳۰۲۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسْحَقَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدِ بْنِ سَمْعَانَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهَلَ بِهِمَا حَمِيْعًا ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا))

۳۰۲۹- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)) وَ قَالَ حُمَيْدٌ قَالَ أَنَسٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجِّ))

تو قیامت تک حرام ہو چکا ہے رسول اللہ کے ارشاد سے مگر اس کی حرمت سے بعض صحابہ آگاہ نہ تھے اس لیے آپ نے اس کی حرمت کو مشہور کر دیا ہے۔

۳۰۳۰- حنظلہ جو قبیلہ بنی اسلم سے ہیں انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبیؐ فرماتے تھے کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ بلا شک و شبہ عیسیٰؑ فرزند مریم کے روجاء کی گھائی میں جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے لیک پکاریں گے حج کی یا عمرہ کی یا قرآن کریں گے اور دونوں کی لیک پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔

۳۰۳۱- وہی مضمون ہے۔

۳۰۳۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۳۰۳۰- عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهْلِكُنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيُثَبِّتُهُمَا))

۳۰۳۱- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ))

۳۰۳۲- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

باب: نبی کے عمروں اور ان کے اوقات کا

بیان

۳۰۳۳- قتادہ نے انس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے اور سب ذی قعدہ میں کیے مگر جو حج کے ساتھ کیا کہ ایک عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں دوسرا اس کے بعد کے سال میں ذی قعدہ میں تیسرا عمرہ جو حرا نہ سے لائے جہاں حنین کی لوٹ کی تقسیم کی ذیقعدہ میں اور چوتھا وہ جو حج کے ساتھ ہوا۔

۳۰۳۴- قتادہ نے انسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے کتنے حج کیے؟ انھوں نے فرمایا کہ ایک حج کیا اور چار عمرے کیے۔ باقی

باب بیان عدد عمر النبی ﷺ

وَرَمَانِهِنَّ

۳۰۳۳- عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ عُمَرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةً مِنْ جَعْرَانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

۳۰۳۴- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ

(۳۰۳۰) ☆ یہ قیامت کے قریب ہوگا جب حضرت عیسیٰؑ نازل فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا حکم قیامت تک رہے گا اور منسوخ نہیں ہو اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ ضرور نازل ہو گئے اور معلوم ہوا کہ اسی شریعت پر عمل کریں گے اور وہ صاحب وحی ہیں نہ کہ متمدن بہ مذہب اہل تقلید جیسا کہ مقلدوں کا وہم باطل ہے کہ اس میں لازم آتی ہے تفصیل غیر نبی کی نبی پر و ذالک باطل۔

عُمَرُ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَثَلِ حَدِيثِ هَذَا.

مضمون وہی ہے جو اوپر کی روایت میں گزرا۔

۳۰۳۵- ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے جہادوں میں رہے؟ انھوں نے کہا سترہ میں اور انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ نے انیس جہاد کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں اور ابو اسحاق نے کہا دوسرا جب حج کیا کہ مکہ میں تھے یعنی قبل ہجرت کے۔

۳۰۳۵- عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا سَبْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرَى.

۳۰۳۶- عطاء نے کہا خبر دی مجھے عروہ نے کہ میں اور ابن عمر دونوں حضرت عائشہ کے حجرے سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور جناب عائشہ مسواک کر رہی تھیں اور ہم ان کے مسواک کی آواز سن رہے تھے۔ سو میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبد اللہ بن عمر کی) کیا نبی نے رجب میں عمرہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے جناب عائشہ صدیقہ سے عرض کی کہ اے میری ماں آپ سنتی ہیں کہ ابو عبد الرحمن کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ عمرہ کیا نبی نے رجب میں تو جناب عائشہ نے فرمایا کہ اللہ بخشنے ابو عبد الرحمن کو قسم ہے میری جان کی کہ حضرت نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا اور جب آپ نے عمرہ کیا تو ابو عبد الرحمن آپ کے ساتھ تھے اور ابن عمر نے یہ بات سنی اور نہ ہاں کہا نہ اور چپ ہو رہے۔

۳۰۳۶- عَنْ عَطَاءٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَبِدِّينَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسَّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيُّ أُمَّتَاهُ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ بَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَعَنِي مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَأَوْلَا نَعَمْ سَكَتَ.

۳۰۳۷- مجاہد سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور عروہ دونوں مسجد نبوی میں گئے اور عبد اللہ بن عمر حضرت عائشہ کے

۳۰۳۷- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ

(۳۰۳۷) حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ رسول اللہ نے چار عمرے کے ایک ذی قعدہ میں سال حدیبیہ میں چھٹے سال میں ہجرت کے اور اس عمرے سے کافروں نے روکا اور سب نے احرام کھول ڈالا بغیر اس کے کہ طوافِ سعی فرمادیں اور یہ بھی عمروں میں شمار کیا گیا اور دوسرا ماہ مذکور میں سن سات ہجری میں اور یہ عمرہ پہلے عمرہ کی قضا تھا اور تیسرا ماہ مذکور میں سن آٹھ ہجری میں اور اسی سال مکہ فتح ہوا تھا اور چوتھا جو حجۃ الوداع کے ساتھ ہو اور احرام اس کا ماہ ذی قعدہ میں ہو اور اعمال اس کے ذی قعدہ میں ہوئے۔ اور ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا علماء نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن عمر بھول گئے یا شک ہو گیا اسی لیے جب جناب عائشہ نے ان کی بات رو فرمائی تو وہ چپ ہو رہے۔ اور آپ نے یہ سب عمرے لے

حجرہ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں نماز چاشت پڑھ رہے تھے سو میں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ یہ نماز کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بدعت ہے (یعنی مسجد میں ادا کرنا اس کا اور اہتمام کرنا مثل صلوٰۃ مفروضہ کے بدعت ہے۔) پھر ان سے کہا عروہ نے کہ اے ابو عبد الرحمن رسول اللہؐ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ چار کہ ایک ان میں سے رجب میں ہے۔ سو ہم کو برا معلوم ہوا کہ ہم ان کو جھٹلا دیں یا ان کو رد کر دیں اور مسواک کر نیکی آواز سنی جناب عائشہ صدیقہؓ کی کہ وہ حجرے میں تھیں سو عروہ نے کہا کہ آپ سنتی ہیں اے مومنوں کی ماں! جو ابو عبد الرحمن کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے چار عمرے کیے ہیں ایک رجب میں تو جناب عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے ابو عبد الرحمن پر رسول اللہؐ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جو یہ ان کے ساتھ نہ ہوں اور رجب میں آپ نے کوئی عمرہ نہیں کیا۔

خَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ الضُّحَى فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بَدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَمْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرْبَعٌ عُمَرُ إِخْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِثْنَانَ عَائِشَةَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ أَلَا تَسْمَعِينَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَتْ وَمَا يَقُولُ قَالَ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ عُمَرُ إِخْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ بَرَحِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

باب: رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت

باب فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

۳۰۳۸- عطاء نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ رسول اللہؐ

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

ذی قعدہ میں اس لیے کہے کہ کفار کی رسم ٹوت جائے کہ وہ لیام حج میں عمرہ کو برا جانتے تھے۔ چنانچہ اوپر گزر چکا ہے اور بعد ہجرت کے تو آپ نے ایک ہی حج کیا اور قبل ہجرت کے مسلم میں ایک حج ہی مروی ہے اور کتب میں وہ بھی آئے ہیں اور زید بن ارقم کی روایت میں یہاں انیس ہی جہاد مذکور ہیں اور اصل یہ ہے کہ جہاد آپ کے پیچھے ہیں اور بعضوں نے ستائیس بھی کہے ہیں اور اس کے سوا اور بھی اقوال ہیں کہ وہ کتب مفازی میں مشہور ہیں اور یہ جو جناب عائشہؓ نے فرمایا لعری یعنی قسم ہے میری جان کی یہ عرب کا بول چال ہے اور بعضوں نے اس سے لعری کہنے کو جائز کہا ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے غیر اللہ کی اور مشابہت ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے غیر کی اور بدعت فرمانا صلوٰۃ الطحیٰ کو اس نظر سے تھا کہ اس کے لیے اجتماع کرنا اور مساجد میں مثل نماز فرض کے باہتمام تمام ادا کرنا بدعت ہے اگرچہ اصل اس کی سنت سے ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کی اصل بھی ثابت ہو وہ بھی سنت شرعی کے بدل دینے سے بدعت ہو جاتی ہے۔ فرض سنت میں فرض کا سا اہتمام اور مستحب میں واجب کا سا انتظام اور مکروہات سے حرام کا سا پرہیز اور حلال سے مکروہات کا سا احتراز سب اشیاء کو بدعات میں داخل کر دیتا ہے۔

(۳۰۳۸) یعنی ثواب اگرچہ اس کا حج کے برابر ہے مگر یہ نہیں کہ حج فرض اس کے ذمہ سے اتر جائے اور اس عورت پر حج فرض نہ تھا کہ اس کے پاس سواری نہ تھی۔

نے انصار کی ایک بی بی سے فرمایا اور ابن عباسؓ نے ان کا نام بھی لیا مگر میں بھول گیا کہ کیوں تم ہمارے ساتھ حج کو نہیں چلتیں؟ تو انھوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی لانے کے لیے دو ہی اونٹ تھے سو ایک پر ہمارا شوہر اور ہمارا بیٹا حج کو گیا اور ایک اونٹ ہمارے لیے چھوڑ گیا کہ اس پر ہم پانی لاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آوے تو تم ایک عمرہ کر لینا کہ اس کا بھی ثواب حج کے برابر ہے۔

۳۰۳۹- ابن عباسؓ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں ہے کہ اس عورت نے کہا کہ ہمارے شوہر کے دو اونٹ تھے ایک پر وہ اور ان کا لڑکا حج کو گیا ہے اور دوسرے پر ہمارا چھوٹا پانی لاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ عمرہ رمضان میں حج کے برابر ہے یا فرمایا ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے اور یہ بھی ہے کہ ان صحابیہ کا نام ام سنان تھا۔

باب: مکہ میں دخول بلند راستے سے اور خروج نشیب سے مستحب ہے

۳۰۴۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے نکلتے تو شجرہ کی رہ سے نکلتے اور معرس کی راہ سے داخل ہوتے (معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر) اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اونچے ٹیلے سے اور جب نکلتے تو نیچے کے ٹیلے سے۔

۳۰۴۱- عبد اللہ سے اسی سند سے یہی مضمون مروی ہو اور ایک روایت میں زہیر کی یہ ہے کہ داخل ہوئے آپ مکہ میں اوپر کے ٹیلے سے جو بطحاء میں ہے (اور وہ ایک مقام کا نام ہے محصب کے بازو

يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاها ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَيِّئُ اسْمِهَا ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَحْجِي مَعَنَا)) قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلَّا نَاصِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاصِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاصِحًا تَنْضِيعُ عَلَيْهِ قَالَ ((فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةَ فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً))

۳۰۳۹- عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكُونِي حَاجَّةً مَعَنَا)) قَالَتْ نَاصِحَانِ كَانَا لِأَبِي فَلَانِ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَكَانَ الْآخَرُ يَسْتَقِي عَلَيْهِ غُلَامًا قَالَ ((فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي))

بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُولِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ
الْعُلْيَا وَالْخُرُوجِ مِنْهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ
السُّفْلَى

۳۰۴۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعْرَسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى

۳۰۴۱- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي رِوَايَةٍ زُهَيْرِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ

(۳۰۴۰) اور یہی مستحب ہے مکہ جانے والوں کو اور راہ بدل دینا مستحب ہے شہر سے نکلنے والے کو۔

میں اور یہ وہ ٹیلہ ہے کہ اس سے مقابر مکہ میں اتر جاتے ہیں)۔
۳۰۴۲- عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب مکہ میں آئے تو داخل ہوئے اوپر کی طرف سے اور نکلے تو نیچے کی طرف سے۔

۳۰۴۳- عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ جس سال مکہ فتح ہوا کداء کی طرف سے داخل ہوئے جو مکہ کی بلندی کی طرف ہے (کداء ہمزہ کے ساتھ اور مد سے ایک ٹیلہ ہے مکہ کی بلندی کی طرف اور کداء بغیر مد کے ایک ٹیلہ ہے مکہ کے نیچے کی طرف) ہشام نے کہا کہ میرے والدین دونوں کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور اکثر کداء کی طرف سے داخل ہوتے تھے۔

باب: ذی طوئی میں رات کو رہنا اور نہا کر دن کو مکہ میں جانا مستحب ہے

۳۰۴۴- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ شب کو ذی طوئی میں رہے (ذی طوئی ایک مقام مشہور ہے مکہ کے قریب) صبح کے وقت تک پھر مکہ میں داخل ہوئے اور عبد اللہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ابن سعید کی روایت میں ہے کہ ذی طوئی میں آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔

۳۰۴۵- نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر مکہ میں نہ جاتے جب تک ذی طوئی میں رات کو نہ رہتے پھر جب وہاں صبح ہو جاتی نہاتے پھر داخل ہوتے دن کو اور ذکر کرتے کہ نبی نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

۳۰۴۶- نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترتے تھے ذی طوئی میں اور شب کو وہاں رہتے یہاں تک کہ صبح کو نماز پڑھتے جب مکہ کو آتے اور رسول اللہ کی نماز کی جگہ اوپر ایک موٹے ٹیلے کے ہے کہ وہ ٹیلا

۳۰۴۲- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

۳۰۴۳- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ قَالَ هِشَامُ فَكَانَ أَبِي يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَبِي أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ.

بَابِ اسْتِحْبَابِ الْمَبِيتِ بِذِي طُوًى عِنْدَ إِرَادَةِ دُخُولِ مَكَّةَ وَالْإِغْتِسَالِ لِدُخُولِهَا وَدُخُولِهَا نَهَارًا

۳۰۴۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ سَعِيدٍ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيَى أَوْ قَالَ حَتَّى أَصْبَحَ.

۳۰۴۵- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدُمُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

۳۰۴۶- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِينَ يَقْدُمُ مَكَّةَ وَمُصَلِّيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ عَلَى أَكْمَةِ غَيْظَةَ لَيْسَ

اس مسجد میں نہیں ہے جو وہاں بنی ہے مگر اس سے نیچے ہے ایک موٹے ٹیلے پر۔

۳۰۴۷- نافع کو عبد اللہ نے خبر دی کہ رسول اللہ نے منہ کیا طرف دونوں ٹیلوں کے اس پہاڑ کے جو پہاڑ ان کے اور کعبہ کے بیچ میں تھا اور اس مسجد کو جو وہاں بنی ہے بائیں طرف کر دیتے ہیں اس مسجد کے جو کنارے پر ہے ٹیلے کے اور جناب رسول اللہ کی نماز کی جگہ اس کا لے ٹیلے سے نیچے ہے اس کا لے ٹیلے سے دس ہاتھ چھوڑ کر یا اس سے کچھ کم و بیش پھر نماز پڑھتے تھے منہ کیے ہوئے دونوں ٹیلوں کی طرف اس لمبے پہاڑ کے جو تیرے اور کعبہ کے بیچ میں ہے اللہ رحمت اور سلام بھیجے ان پر۔

باب: طواف عمرہ اور حج کے طواف اول میں رمل

مستحب ہے

۳۰۴۸- نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ جب پہلا طواف کرتے بیت اللہ کا تو تین بار جلدی جلدی چلتے چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کے اور چار بار عادت کے موافق چلتے اور بہیا کے آنے کی جگہ میں دوڑتے جب سعی کرتے صفا اور مروہ میں اور ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے۔

۳۰۴۹- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج میں یا عمرہ میں پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے اور چار بار چلتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر سعی کرتے صفا اور مروہ کی۔

۳۰۵۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول

فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثُمَّ وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكْمَةِ غَلِيظَةٍ.

۳۰۴۷- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَقْبَلَ فَرَضَتِي الْحَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَحْتَمِلُ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثُمَّ يَسَارُ الْمَسْجِدِ الَّذِي بَطْرَفِ الْأَكْمَةِ وَمُصَلِّي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكْمَةِ السَّوْدَاءِ يَدْعُ مِنَ الْأَكْمَةِ عَشْرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْحَبَلِ الطَّوِيلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ.

بَابُ اسْتِحْبَابِ الرَّمْلِ فِي الطَّوَافِ

وَالْعُمْرَةِ وَفِي الطَّوَافِ الْأَوَّلِ مِنَ الْحَجِّ

۳۰۴۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافِ الْأَوَّلَ حَبًّا نَلَانًا وَمَنْشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى بِطَرَفِ الْمَسْبِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۳۰۴۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدُمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِي أَرْبَعَةَ ثُمَّ يُصَلِّي سَاجِدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

۳۰۵۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ

(۳۰۴۷) ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت نہانا مستحب ہے اور رات کو ذی طوی میں رہنا جس کی راہ میں پڑے ورنہ اس کے بعد کا اندازہ کر لے اور شافعیہ کے نزدیک یہ غسل سنت ہے اور اگر غسل نہ ہو سکے تو تیمم کرے اور شب کو ذی طوی میں رہنا بھی مستحب ہے اور مکہ کو دن میں داخل ہونا بھی مستحب ہے اور بعضوں نے کہا رات دن دونوں برابر ہیں اور بعضوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ میں رات کو داخل ہوئے اور بعضوں نے کہا وہ بیان جواز کے لیے تھا افضل وہی دن کو جانا ہے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب مکہ آتے اور حجر اسود کو چھوتے اور پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے سات پھیروں سے۔

۳۰۵۱- ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار چکروں میں عام چال چلے۔

۳۰۵۲- نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا اور کہا کہ رسول اللہؐ نے بھی ایسا ہی کیا۔

۳۰۵۳- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود سے رمل کرتے دیکھا یہاں تک کہ اس تک تین چکر پورے ہو گئے۔

۳۰۵۴- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں رمل کیا۔

۳۰۵۵- ابوالطفیلؓ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ مجھے خبر دو بیت اللہ کے طواف کی اور اس میں تین بار رمل کرنا اور چار بار چلنا سنت ہے؟ اس لیے کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ وہ جھوٹے بھی ہیں سچے بھی۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب؟ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ جب مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمدؐ اور ان کے یار بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کر سکتے ضعف اور لاغری کے سبب سے اور آپ سے حد رکھتے تھے تو آپ نے حکم دیا کہ تین بار رمل کریں اور چار بار عادت کے موافق چلیں (غرض یہ ہے کہ انھوں نے اس فعل کو جو سنت موكده مقصوده سمجھا یہ ان کا جھوٹ تھا باقی بات سچ تھی)۔

پھر میں نے کہا ہم کو خبر دیجئے صفا اور مردہ کے بیچ میں سعی کرنے کے سوار ہو کر کہ وہ سنت ہے کہ آپ کے لوگ اسے سنت کہتے

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَدَأَ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ حِينَ يَفْعَلُ يَحِبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ

۳۰۵۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا.

۳۰۵۲- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَهُ.

۳۰۵۳- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ.

۳۰۵۴- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

۳۰۵۵- عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الرَّمْلَ بِالنَّبِيِّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ أَسَنَةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوا وَكَذَّبُوا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَّبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَطُوفُوا بِالنَّبِيِّ مِنَ الْهَرَالِ وَكَانُوا يَحْسُدُونَهُ قَالَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثًا وَيَمْشُوا أَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهُ أُخْبِرْنِي عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

ہیں؟ انھوں نے فرمایا وہ سچے بھی ہیں جھوٹے بھی۔ میں نے کہا اس کا مطلب؟ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ایسی ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد ہیں یہ محمد ہیں اور رسول اللہ کی خوش خلقی ایسی تھی کہ آپ کے آگے لوگ مارے نہ جاتے تھے (یعنی ہنچو، بغل ہو چلو جیسے امرائے دنیا کے واسطے ہوتی ہے آپ کے لیے نہ ہوتی تھی) پھر جب لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوئی تو آپ سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (یعنی اتنا جھوٹ ہوا کہ جو چیز ضرورت ہوتی تھی اس کو بلا ضرورت سنت کہا باقی سچ ہے کہ آپ نے سعی سوار ہو کر کی ہے)۔

۳۰۵۶- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا اہل مکہ حاسد قوم تھی یہ نہیں کہ وہ آپ سے حسد کرتے تھے۔

۳۰۵۷- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے چند الفاظ کے فرق کے ساتھ۔

۳۰۵۸- ابوالطفیل نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کرو۔ ابوالطفیل نے کہا میں نے مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر دیکھا اور لوگوں کا ان پر هجوم تھا تو ابن عباس نے کہا کہ ہاں وہی تھے رسول اللہ اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ لوگوں کو آپ کے پاس سے ہاتھ نہ تھے اور نہ ہٹاتے تھے۔

رَأَيْبًا أَسْنَةً هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَّبُوا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَّبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُولُونَ هَذَا مُحَمَّدٌ هَذَا مُحَمَّدٌ حَتَّى عَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوتِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِيبٌ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ أَفْضَلُ.

۳۰۵۶- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا الْحَرَبِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ أَهْلُ مَكَّةَ قَوْمٌ حَسِدٌ وَلَمْ يَقُلْ يَحْسَدُونَ.

۳۰۵۷- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَّبُوا.

۳۰۵۸- عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَرَانِي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصِفْهُ لِي قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُهُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلَى نَاقَةٍ وَقَدْ كَثُرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَدْعُونَ عَنْهُ وَلَا يُكْرَهُونَ.

باب: طواف میں دو یمانی رکنوں کے استلام کے
مستحب ہونے کا بیان

بَابِ اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ
الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ دُونَ الرُّكْنَيْنِ
الْآخَرَيْنِ

۳۰۵۹- عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ اور ان کے
یار مکہ میں آئے اور ان کو ضعیف کر دیا تھا مدینہ کے بخار نے اور
مشرکوں نے کہہ رکھا کہ کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے
کہ انکو بخار نے ضعیف و ناتواں کر رکھا ہے اور بڑی ناتوانی انکو ہو گئی
ہے اور مشرکین حطیم کے پاس بیٹھے اور نبیؐ نے یاروں کو حکم دیا کہ
تین شوط میں رمل کریں اور مابین حجر اسود کے اور رکن یمانی کے
عادت کے موافق چلیں کہ مشرکوں کو ان کی قوت و طاقت معلوم
ہو۔ سو مشرکوں نے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ ان کو بخار نے ناتواں
کر دیا ہے یہ تو ایسے ایسے طاقت ور ہیں کہ کیا کہنا۔ ابن عباسؓ نے
کہا کہ آپ نے جو ان کو ساتوں پھیروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تو
اس لیے کہ تھک جائیں گے۔

۳۰۵۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنْتَهُمْ حُمَّى يَثْرَبَ
قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يُقَدِّمُ عَلَيْكُمْ غَدًا مَرْمًا قَدْ
وَهَنْتَهُمُ الْحُمَّى وَلَقُوا مِنْهَا شِدَّةً فَحَلَسُوا مِمَّا
بَلَبِي الْحِجْرَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثَةَ
أَشْوَاطٍ وَيَمْسُحُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَبْرَى
الْمُشْرِكُونَ حَلَّتْهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ هَؤُلَاءِ
الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّ الْحُمَّى قَدْ وَهَنْتَهُمْ هَؤُلَاءِ
أَخْلَدُوا مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَنْتَفِعْ
أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءَ
عَلَيْهِمْ.

(۳۰۵۹) ان حدیثوں سے رمل کا مستحب ہونا معلوم ہو گیا اور معنی رمل کے یہی ہیں کہ جلدی جلدی چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر چلنا اور
کو نا ضروری نہیں کہ اس میں شجاعت اور جلالت اور قوت معلوم ہو اور یہ عمرہ کے طواف میں اور حج کے بھی ایک طواف میں مسنون ہے
اور صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ رمل حج کے اس طواف میں ہونا چاہیے جس کے بعد سعی ہو اور اس پر اتفاق ہے کہ رمل عورتوں کو مسنون نہیں
جیسے صفا اور مروہ میں ان کو دوڑنا ضروری نہیں صرف عادت کے مطابق چلنا کافی ہے۔ اور اگر کسی نے رمل کو ترک کیا تو سنت چھوٹ گئی اور کچھ
جرمانہ اس پر نہیں اور بعض اصحاب مالک کے نزدیک اس پر ایک قربانی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور وادی کے بطن میں دوڑ کر چلنا ضروری
ہے وہاں دو سبز گھبے لگا دیئے ہیں ان کے بیچ میں دوڑ کر چلے اور جب تین پھیروں سے طواف کے پورے ہو جائیں تو چار باقی پیکروں میں عادت کے
موافق چلے اور یہ جو اخیر کی روایت ابن عباسؓ کی ہے جس میں مذکور ہے کہ مابین حجر اسود اور رکن یمانی کے عادت کے موافق چلیں یہ ساتویں
سال عمرہ قضا کا حکم ہے اور حجۃ الوداع میں آپ نے پورے تین شوط میں رمل کیا۔ پس اب یہ روایت حجۃ الوداع کی ناخ ہے اور وہ منسوخ۔ غرض
پورے تین شوط میں رمل ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا مذہب ہے کہ رمل جناب رسول اللہؐ کی ضرورت کے سب سے تھا کہ کفار پر ناتوانی
مسلمانوں کی ظاہر نہ ہو اب بعد رفع ضرورت کے سنت نہ رہا مگر جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک ہمیشہ سنت ہے تین شوط میں اور ہر پھیروں کو
طواف کے شوط کہتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن زبیر کا مذہب ہے کہ ساتوں شوط میں رمل سنت ہے اور حسن بصری اور ثوری اور عبد الملک بن ماشون
کے نزدیک اگر رمل ترک کر دے تو قربانی دے اور امام مالک کا بھی پہلے یہی قول تھا پھر اس سے رجوع کیا۔ (کل ہذا من النووی)

۳۰۶۰- ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے بیت اللہ کے طواف میں اس لیے رمل کیا کہ مشرک لوگ آپ کی قوت دیکھیں (یعنی اب ضروری نہیں، نہ مسنون ہے اور یہ انہی کا مذہب ہے)۔

باب: طواف میں دونوں رکن یمانی کا چھونا مستحب ہے

۳۰۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ان ہی دونوں یمن کی طرف کے کونوں کو بوسہ دیتے دیکھا۔

۳۰۶۲- سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہؐ بیت اللہ کے چاروں کونوں میں سے رکن اسود (وہی جسے ہم اوپر رکن یمانی لکھ چکے ہیں) اور اس کے پاس والے کونے کو جو بنی تمیم کے مکانوں کی طرف ہے استلام کرتے تھے۔

۳۰۶۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ.

بَابُ : اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الِیْمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ

۳۰۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسُحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۳۰۶۲- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْحُمَحِيَّيْنِ.

(۳۰۶۱) کعبہ مربع یعنی چار کونوں کا اور مستطیل یعنی لمبا مکان ہے اور دو کونے اس کے یمن کی طرف منسوب ہیں ان کو رکنین یمانیین کہتے ہیں اور دو کونے شام کی طرف منسوب ہیں ان کو شامین کہتے ہیں اور رکن شامی کی طرف حطیم واقع ہے ان دونوں شامی کونوں کو نہ بوسہ دیتے ہیں نہ چھوتے ہیں بلکہ حطیم کی دیوار کے پار سے طواف کرتے ہیں کہ حطیم کی جگہ بھی طواف میں داخل ہو جائے اس لیے کہ یہ جگہ کعبہ کے اندر کی ہے مگر بنائے کعبہ کے وقت باہر رہ گئی ہے بخلاف دونوں کونوں یمانیین کے کہ ان کو بوسہ دیتے ہیں۔ ایک کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور دوسرے کو رکن یمانی کہتے ہیں کہ یہ دونوں کونے بنائے حضرت ابراہیمؑ کے موافق ہیں۔ بخلاف شامیوں کے۔ چنانچہ کیفیت اس نقشہ کی مندرجہ ذیل نقشہ سے ذہن نشین ہو سکتی ہے۔

ان دونوں کونوں کو رکن شامی کہتے ہیں

رکن یمانی

حجر اسود

ان دونوں کونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں اور طواف میں ایک کو بوسہ دیا جاتا ہے ایک کو چھوا جاتا ہے

(۳۰۶۲) استلام کے معنی چھونا ہے اور حجر اسود کو چھونا اور بوسہ دینا دونوں کام کرنے چاہیے اور رکن یمانی کو فقط چھونا ہی اور باقی دونوں کونوں کو نہ چھونا نہ بوسہ دینا کہ وہ بنائے ابراہیمؑ پر نہیں ہیں یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض سلف نے ان کا چھونا بھی مستحب کہا ہے۔ چنانچہ حسن اور حسین اور ابن زبیر اور جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک اور عروہ بن زبیر اور ابوالشعثاء کا یہی مذہب ہے کہ چاروں رکنوں کو چھوئے اور قاضی ابوالطیب نے کہا ہے کہ امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ ان دونوں کونوں کو نہ چھوئے اور کہا ہے کہ اس میں صحابہ میں پہلے اختلاف تھا پھر سب کا اجماع ہو گیا کہ دوسری کونوں کو چھوئے۔ (نودوی)

۳۰۶۳- عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صرف حجر اسود اور رکن
یمنی کو چھوتے تھے۔

۳۰۶۴- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ
کو دیکھا حجر اسود اور رکن یمنی کو استلام کرتے ہوئے جب سے میں
نے نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آرام میں (یعنی کتنی ہی بھیڑ بھاڑ ہو
میں استلام نہیں چھوڑتا)۔

۳۰۶۵- نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ
حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ جب
سے میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے ایسا کرتے ہوئے جب سے میں
نے اسے نہیں چھوڑا۔

۳۰۶۶- ابن عباس کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ کو بوسہ دیتے
نہیں دیکھا سو ان دور کن یمنی کے۔

باب: طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا
مستحب ہے

۳۰۶۷- سالم کے باپ نے روایت کی ہے کہ بوسہ دیا عمر بن
خطاب نے حجر اسود کو اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آگاہ ہو کہ میں جانتا
ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ کو نہ دیکھا ہوتا
کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ ہارون نے اپنی
روایت میں یہ کہا کہ اسی کی مثل مجھ سے روایت کی زید بن اسلم
نے اپنے باپ اسلم سے۔

۳۰۶۸- ابن عمر سے روایت ہے کہ عمر نے حجر اسود کو بوسہ دیا
اور کہا کہ میں تجھے چوم رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے لیکن
میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے چومتے دیکھا ہے۔

۳۰۶۹- عبد اللہ بن سرجس نے کہا کہ میں نے اصمغ کو (یعنی جس
کے سر پر بال نہ ہوں) دیکھا مراد اس سے حضرت عمر ہیں (اس
سے معلوم ہوا کہ لقب کسی کا اگر مشہور ہو جائے اور وہ اس سے برا

۳۰۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ.

۳۰۶۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ
هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ مُذْ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا
فِي شِدَّةٍ وَلَا رَحَاءٍ.

۳۰۶۵- عَنْ نَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ
ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَلَ يَدَهُ وَقَالَ
مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

۳۰۶۶- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمْ أَرِ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ.

بَابُ اسْتِحَابِّ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ
فِي الطَّوَافِ

۳۰۶۷- عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَبَلَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ أَمَّ وَاللَّهِ لَقَدْ
عَلِمْتُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ
هَارُونُ فِي رَوَايَتِهِ قَالَ عُمَرُو وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا
زَيْدُ بْنُ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمٍ.

۳۰۶۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَبَلَ الْحَجَرَ
وَقَالَ إِنِّي لَأَقْبِلُكَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ
وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ.

۳۰۶۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ
رَأَيْتُ الْأَصْمَغَ يُعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ
الْحَجَرَ وَيَقُولُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَقْبِلُكَ وَإِنِّي

نہ مانے تو اس سے یاد کرنا درست ہے اگرچہ دوسرا شخص برامانے) اور فرماتے تھے حجر کو بوسہ دیتے ہوئے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تجھ کو بوسہ دیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے (اس قول سے بت پرستوں اور گور پرستوں اور چلہ پرستوں کی نانی مرگئی جو قبروں وغیرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے ہیں کہ ہماری مراد میں گئے اس لیے کہ جب حجر اسود جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کا بوسہ بھی اتباع جناب رسول کریم کے سبب سے ہے نہ کہ اس خیال سے کہ یہ ضرر رساں یا نفع دہندہ ہے تو پھر اور چیزیں جن کا بوسہ کہیں ثابت نہیں بلکہ منع ہے اس خیال ناپاک کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا) اور آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۳۰۷۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی اسی طرح مذکور ہے۔

أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَأَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ
وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَبْلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَقَبِي رِوَايَةُ
الْمُقَدِّمِيِّ وَأَبِي كَامِلٍ رَأَيْتُ الْأَصِيلِعَ.

۳۰۷۰- عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ
رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَأَقْبَلُكَ
وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أَقْبَلُكَ.

۳۰۷۱- سويد نے کہا کہ میں نے حضرت عمر کو دیکھا کہ انھوں نے بوسہ لیا حجر اسود کو اور پٹ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ وہ بہت تجھے چاہتے تھے۔

۳۰۷۱- عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ
قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالتَّرَمَةَ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ بِكَ حَفِيًّا.

۳۰۷۲- سفیان رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں لپٹنے کا ذکر نہیں۔

۳۰۷۲- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَلَكِنِّي
رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا وَلَمْ يَقْبَلْ وَالتَّرَمَةَ.

باب: سواری پر طواف کرنا جائز ہے اور حجر اسود کو
چھڑی سے چھو سکتا ہے

بَابُ جَوَازِ الطَّوْفِ عَلَى بَعِيرٍ وَغَيْرِهِ
وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِخْجَنٍ وَنَحْوِ ظِلِّ رَأْيِكِ

۳۰۷۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۳۰۷۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

(۳۰۷۲) ان روایتوں سے معلوم ہوا حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے۔

(۳۰۷۳) لیکن اس چھڑی کو کہتے ہیں جس کا ایک سر اموزا ہوتا ہے کہ سوار اونٹ کا اس سے گری پڑی چیز زمین سے اٹھا لیتا ہے اور دوسرے سر سے اونٹ کو ہانکتا ہے۔ اور ہجوم کے وقت اگر رکن کو نہ چھو سکے تو چھڑی وغیرہ سے چھو لے اور اس کو بوسہ دے لے لے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے۔

۳۰۷۴- جابرؓ نے کہا کہ طواف کیا رسول اللہ نے بیت اللہ کا حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر اور حجر کو اپنی چھڑی سے چھوتے تھے تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں اور آپ اونچے ہو جائیں اور آپ سے مسائل پوچھیں اس لیے کہ لوگوں نے آپ کو بہت گھیرا تھا۔

۳۰۷۵- جابر رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور ابن خشرم کی روایت میں ویسالوہ نہیں ہے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِخْحَنٍ.

۳۰۷۴- عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْبَيْتِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِخْحَنِهِ لِأَنَّهُ يَرَاهُ النَّاسُ وَيُشْرِفُ وَلَا يَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشَوُهُ.

۳۰۷۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَيُشْرِفَ وَلَا يَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشَوُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ خَشْرَمٍ وَلَا يَسْأَلُوهُ فَقَطْ.

۳۰۷۶- جناب عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ طواف کیا نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنی اونٹنی پر اور رکن کو چھوتے جاتے اور اس لیے سوار ہوئے کہ لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹانا پڑے۔

۳۰۷۷- ابوالطفیل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ طواف کرتے تھے اور رکن کو اپنی چھڑی سے چھوتے اور چھڑی کو چوم لیتے۔

۳۰۷۶- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةً أَنْ يُضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ.

۳۰۷۷- عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِخْحَنٍ مَعَهُ وَيُقْبِلُ الْمِخْحَنَ.

۳۰۷۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ سب لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو سوانھوں نے کہا کہ میں طواف کرتی تھی اور آپ سورۃ والطور پڑھ رہے تھے نماز میں بیت اللہ کے بازو پر۔

۳۰۷۸- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ)) قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى حَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجۃ الوداع کہنا درست ہے اور جو لوگ اس کو منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۳۰۷۸) آپ نے ان کو لوگوں کے پیچھے طواف کا حکم اس لیے فرمایا کہ ایک عورت کو مردوں سے دور رہنا لازم ہے دوسرے یہ کہ لوگوں کو ان کے جانور سے ایذا نہ پہنچے۔ ان سب روایتوں سے ثابت ہوا کہ سوار ہو کر طواف درست ہے علی الخصوص بیمار کو اسی لیے بخاری نے باب ایسانی باندھا ہے کہ بیمار کو طواف درست ہے سواری پر۔

باب: صفا و مروہ کی سعی حج کا رکن ہے

اس کے بغیر حج درست نہیں

۳۰۷۹- عروہ نے جناب عائشہؓ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ پاک کی قدرت کی نشانیوں سے ہیں سو کچھ گناہ نہیں ان میں طواف کرنے سے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ یوں ہے کہ حج پورا نہیں ہوتا کسی کا اور نہ عمرہ جب تک طواف نہ کرے صفا اور مروہ کا (یعنی سعی نہ کرے) اور اگر ایسا ہوتا جیسا تم نے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ کچھ گناہ نہیں ان میں طواف نہ کرنے سے اور تم جانتے ہو کہ یہ آیت کیونکر اور کس حال میں اتری ہے۔ کیفیت اس کی یہ ہے کہ دریا کے کنارے پر ایام جاہلیت میں دو بت تھے ایک کا نام اساف دوسرے کا نائلہ تھا اور لوگ ان کے پاس جاتے تھے اور پھر آکر سعی کرتے تھے صف اور مروہ پر اور پھر سر منڈاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں سعی کرنے کو برا جانا (یعنی مشرکوں کی چال سمجھی)۔ تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری اسی لیے یوں فرمایا کہ صفا اور مروہ شعائر اللہ سے ہیں اور ان میں طواف کرنا گناہ نہیں پھر لوگ سعی کرنے لگے (غرض یہ کہ اب سعی واجب ہے اور ترک اس کا روا نہیں)۔

۳۰۸۰- عروہ نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ اگر کوئی طواف نہ کرے صفا اور مروہ میں تو میں جانتا ہوں کہ کچھ حرج نہیں۔

باب بَيَانُ أَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا

وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ إِلَّا بِهِ

۳۰۷۹- عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا إِنِّي لَأُظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ إِلَى آخِرِ آيَةِ فَقَالَتْ مَا أْتَمَّ اللَّهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَاحُ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا وَهَلْ تَنْدَرِي فِيمَا كَانَ ذَلِكَ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يُهْلُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلَى شَطِئِ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا إِسَافٌ وَنَائِلَةٌ ثُمَّ يَحْيَتُونَ فَيَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُونَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ كَرَهُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَهُمَا لِلَّذِي كَانُوا يَصْنَعُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ إِلَى آخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوا

۳۰۸۰- عَنْ عُرْوَةَ قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا

(۳۰۸۰) اس حدیث سے کمال علم اور ثقہ ثابت ہوا ہماری ماں جناب عائشہؓ کا کہ خوب سمجھا انہوں نے اس آیت کے مطلب کو۔ ظاہر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعی نہ واجب ہے نہ ضروری ہے اور نہ سبب نزول سے اس کے معلوم ہوتا ہے مگر ان لوگوں نے جب اس میں عیب سمجھا تب اس طرح ارشاد ہوا۔ غرض ایک شے واجب ہوتی ہے مگر جب آدمی اس کو برا جاننے لگتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ اس میں کچھ عیب نہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے خیال کو رد کر دیں اور وجوب اس کا جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے اس کی مثال ایسی جیسے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھ سکا اور غروب آفتاب قریب ہو گیا اور وہ یہ خیال کرے کہ غروب کے وقت نماز روا نہیں تو اس سے کہیں گے کہ اس وقت نماز پڑھنے سے

انہوں نے فرمایا کیوں؟ کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں پھر گناہ نہیں کوئی اس میں طواف کرے تو انہوں نے فرمایا اگر یہ بات ہوتی تو یوں فرماتا اللہ پاک کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت تو انصار کے لوگوں میں اتری کہ وہ لوگ جب لبیک پکارتے تھے وہ لبیک پکارا کرتے تھے مناة کے نام سے ایام جاہلیت میں اور کہتے تھے کہ ہم کو صفا اور مروہ میں سعی کرنا درست نہیں پھر جب رسول اللہ کے ساتھ حج کو آئے تو اس کا ذکر ہوا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سو اب قسم ہے میری جان کی کہ پورا نہ ہو گا حج اس کا جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ کی۔

وَالْمَرْوَةَ قَالَتْ لِمَ قُلْتُمْ يَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْآيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُونَ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا إِنَّمَا أَنْزَلَ هَذَا فِي أَنْاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِعِمَانَةَ فِي الْحَاهِلِيَّةِ فَلَا بَحْلٌ لَهُمْ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَلَمَّا قَبِلُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَجِّ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ فَلَعَنَ مَنِي مَا أَنْتُمْ اللَّهُ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ.

۳۰۸۱- عروہ نے جناب عائشہ صدیقہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور

۳۰۸۱- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

تھے میں کچھ گناہ نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز واجب اور فرض نہ رہی اور یہ جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوا کہ اساف و نائلہ دو بیت تھے دریا کے کنارے اس کو قاضی عیاض نے غلط کہا ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ دوسری روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ وہ لوگ مناة کے نام سے لبیک پکارتے تھے اور یہ مشہور ہے کہ مناة ایک بت تھا جو عمرہ بن لگی نے دریا کے کنارے کھڑا کیا تھا مثل میں قدید کے پاس اور ایسا ہی وارد ہوا ہے اس روایت میں موطا کی اور ازد اور غسان اسی کے نام کی لبیک پکارتے تھے حج میں۔ اور ابن کلیسی نے کہا کہ مناة ایک پتھر تھا کہ ہذیل اسے پوجتے تھے قدید میں اور اساف اور نائلہ یہ بھی دریا کے کنارے نہیں تھے بلکہ ان کی حقیقت یوں مشہور ہے کہ وہ مرد و عورت تھے اساف بیٹا تھا باقا کا اور نائلہ بیٹی تھی ذئب کی اور اس کو بنت سہل بھی کہتے تھے اور یہ دونوں قبیلہ جرہم سے تھے اور انہوں نے کعبہ کے اندر رکنا کیا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر کے پتھر کر دیا اور یہ کعبہ کے پاس گاڑ دیے گئے تھے یا صفا اور مروہ پر کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ قصی بن کلاب نے ان کو پھر وہاں سے بدل دیا اور ایک کو کعبہ سے ملا کے رکھ دیا اور دوسرے کو زمزم پر۔ اور بعضوں نے کہا دونوں کو زمزم پر رکھ دیا اور ان کے پاس قربانی کی اور ان کی عبادت کا حکم دیا پھر جب مکہ فتح ہوا نبی نے ان کو توڑ ڈالا اور یہ قصہ جو ہم نے طول دیا تو بڑے فائدے کے لیے یعنی جیسا حال اساف اور نائلہ کا ہوا کہ فرض اگلے لوگوں کی اس کے رکھنے سے یہ تھی کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خانہ کعبہ کا ادب کریں شیطان نے چند روز میں یہ فرض بھلا کر اپنا مطلب نکالا کہ ان کی عبادت کروائی اور فطرت کو شرک میں ڈال دیا۔ پھر نبی نے اس کو توڑ ڈالا کہ شرک کی برائی اور مشرکوں کی اہانت ظاہر ہو جائے یہی حال ہے صالحین کی قبور کا اور ان کے آثار اور مقامات اور چلوں کا کہ جب لوگ ان کی زیارت موافق سنت کے چھوڑ دیں اور ان کی قبور کو دیکھ کر اپنی موت کا یاد کرنا چھوڑ دیں بلکہ ان کو سجدہ اور تدریس منتیں نیازیں چڑھانے لگیں اور محبوبہ برحق کی طرح ان کی عبادت کرنے لگیں تو متبعان نبی کو ضروری ہے کہ ان گنبدوں کو توڑ ڈالیں اور ان قبروں کو زمین کے برابر کر دیں اور ان چلوں کو منہدم اور خاک کر دیں اگرچہ ہزاروں مشرک بڑے چلایا کریں اور لاکھوں گور پرست غل مچایا کریں۔

میں تو پرواہ نہیں رکھتا اگر نہ سعی کروں ان میں تو انہوں نے فرمایا کہ برا کہا تو نے اے میرے بھانجے! رسول اللہ نے اور مسلمانوں نے سب نے سعی کی ہے اور یہ سنت ہے (یہاں سنت سے مراد واجب ہے) اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ جو سناۃ بد بخت کا جو مشکل میں تھا بیک پکار تاتھا وہ سعی نہ کرتا تھا صفا و مروہ میں پھر جب اسلام آیا تو جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہم لوگوں نے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے پھر جو حج کرے یا عمرہ لاوے اس پر گناہ نہیں کہ ان میں سعی کرے اور اگر وہ بات ہوتی جو تم نے کہی تو یوں فرماتے کہ گناہ نہیں اس پر جو سعی نہ کرے ان میں۔ زہری نے کہا کہ میں نے یہ روایت ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی تو انہوں نے بہت پسند کی اور انہوں نے کہا کہ علم اسی کا نام ہے (یعنی جو عائشہ نے اس آیت سے سمجھا) اور کہا ابو بکر نے کہ میں نے سنا ہے بہت لوگوں سے جو علم رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ طواف نہ کرنے والے صفا اور مروہ میں عرب کے لوگ تھے کہ وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے بیچ میں طواف کرنا جاہلیت کا کام تھا اور دوسرے لوگوں کا قول تھا کہ ہم کو طواف بیت اللہ کا حکم ہوا ہے اور صفا اور مروہ میں پھرنے کا حکم نہیں ہوا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں آخر آیت تک ابو بکر نے کہا کہ میں بھی یہی خیال کرتا ہوں کہ انہی دو گروہوں کے واسطے یہ آیت اتری۔

۳۰۸۲- عروہ نے وہی قصہ روایت کیا جو اوپر مذکور ہوا اور اس میں یہ ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ سے پوچھا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم کو یہاں طواف کرنا برا معلوم ہوتا ہے تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری ان الفصا والمروہ من شعائر اللہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر سنت ٹھہرا دیا اس سعی کو رسول اللہ

أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أَبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِنَسْ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أَخْتِي طَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَهْلِ لِمَنَاةَ الطَّائِفَةِ الَّتِي بِالْمَشَلِّ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامَ سَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطُوفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْخَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعَجَبَهُ ذَلِكَ وَقَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَخْرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أَمَرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ.

۳۰۸۲- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَسَأَقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَخْرُجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الصَّفَا

نے اب کسی کو اس کا ترک کرنا روا نہیں۔

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّوْفَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ بِالْحَدِّ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوْفَ بِهِمَا.

۳۰۸۳- عروہ سے روایت ہے کہ جناب عائشہ صدیقہ نے ان کو خبر دی کہ انصار کا قاعدہ تھا اور غسان کا کہ وہ اسلام سے پیشتر منات کے لیے بلیک پکارتے تھے اور صفا اور مروہ میں سعی کرنا برا جانتے تھے اور یہی طریقہ تھا ان کے باپ دادا کا کہ جس نے احرام باندھا منات کے لیے وہ صفا اور مروہ میں سعی نہ کرتا تھا اور جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ سے پوچھا تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے سو جو حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ لاوے اس کو گناہ نہیں ہے کہ سعی کر لے ان دونوں میں اور جس نے خوشی سے نیکی کی ہے اللہ تعالیٰ اس کا قدر دان اور جاننے والا ہے۔

۳۰۸۳- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمُوا هُمْ وَعَسَانُ يُهْلُونَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذَلِكَ سُنَّةً فِي آبَائِهِمْ مِنْ آخِرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ حِينَ أُسْلِمُوا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ.

۳۰۸۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار صفا اور مروہ کی سعی کو برا جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری ان الصفا و المروة من شعائر الله۔

۳۰۸۴- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَكْرَهُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى نَزَلَتْ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا.

باب: سعی دوبارہ نہیں ہوتی

۳۰۸۵- جابر کہتے تھے کہ سعی نہیں کی رسول اللہ نے اور نہ آپ کے یاروں نے صفا اور مروہ کی مگر ایک بار مسلم نے فرمایا کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان کو خبر دی محمد بن بکر نے ان کو ابن جریج نے اسی سند سے مثل روایت مذکور کے اور اس میں یہ

بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ لَا يُكْرَرُ

۳۰۸۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوْفًا وَاحِدًا.

(۳۰۸۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج و عمرہ میں سعی کو ایک ہی بار کرنا چاہیے اور دوبارہ نہیں اس لیے کہ بدعت ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے حال معلوم ہو گیا ان دعاؤں اور روایتوں اور اشغال کا جو مشائخ میں مروج ہیں اور پیغمبر مصوم سے ثابت نہیں کہ وہ سب بدعت ہیں۔

ہے کہ ایک ہی بار طواف کیا (یعنی صفا اور مروہ کا جو پہلی بار کیا تھا)
۳۰۸۶- کچھ کمی دیشی کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے
مردی ہے۔

۳۰۸۶- وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
بِمَثَلِهِ وَقَالَ ابْنُ طَرَفَا وَاحِدًا طَوَافُهُ الْوَأَوَّلُ.

باب: حاجی جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرنے تک لبیک
پکارتا جائے

بَابِ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةِ
حَتَّى يَشْرَعَ فِي رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ
يَوْمَ النَّحْرِ

۳۰۸۷- اسامہ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھا عرفات سے پھر جب آپ بائیں گھائی
پر پہنچے مزدلفہ کے قریب تو اونٹ بٹھایا پیشاب کیا اور آئے۔ میں
نے آپ پر پانی ڈالا سو آپ نے ہلکا سا وضو کیا پھر میں نے عرض کیا
کہ نماز کا وقت آگیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے
ہے۔ پھر آپ سوار ہوئے اور مزدلفہ آئے اور نماز پڑھی پھر فضل
کو اپنے پیچھے بٹھایا صبح کو مزدلفہ کی۔ کریب نے کہا کہ خبر دی مجھے

۳۰۸۷- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِّتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ الشَّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ
أَنَاخَ قَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَّتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ
رُضُوءًا خَفِيفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَقَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى ثُمَّ رَدِّفَ

تھ اس لیے کہ جب ایک چیز کی اصل ثابت ہے اس کی تکرار بدعت ہوئی تو جس کی سرے سے اصل بھی ثابت نہیں تو وہ بدرجہ اولیٰ بدعت
ہے۔ اور معلوم ہوا کہ شارع نے ہر وظیفہ اور دعاؤں کی جو تعداد مقرر کر دی ہے اس سے زیادہ کرنا بھی بدعت ہو جاتا ہے اور وہ فعل بہ سبب اس
زیادت محدث کے بدعت میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ بڑے کام کی بات ہے اور اس کو خوب یاد رکھنا چاہیے۔

(۳۰۸۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے سواری پر لوٹنا مستحب ہے اور ایک سواری پر دو شخصوں کا بیٹھنا بھی روا ہے جب
سواری کو طاقت ہو اور بزرگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھنا خلاف ادب نہیں۔ قولہ میں نے آپ پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے
شخص سے کبھی کبھی مدد لینا بھی روا ہے مگر عادت نہ کرے جیسے آپ کی عادت نہ تھی۔ اور اسامہ نے جو کہا نماز کا وقت آگیا اور اس سے نماز مغرب
ہے کہ انہوں نے خیال کیا کہ عادت کے خلاف آج نماز میں دیر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے یعنی آج کے دن نماز مغرب
مزدلفہ میں پڑھنا شروع ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنا بڑا بوجھ اگر معلوم ہو کہ کچھ بھول گیا تو یاد دلاوے جیسے اسامہ نے خیال کیا کہ حضرت
نماز بھول گئے اور یاد دلائی اور آپ نے فرمایا کہ آج کے دن مغرب اور عشاء میں جمع تاخیر کرنا ہے اور مزدلفہ میں جمع کرنا ان دونوں نمازوں کا
پہنچا مسلمین سنت ہے۔ اور امام مالک کا ایک قول شاذ ہے کہ اگر کسی نے راہ میں مغرب پڑھ لی تو اعادہ اس کا واجب ہے اور باقی کا قول ہے کہ اگر
راہ میں پڑھ لے تو روا ہے مگر خلاف سنت ہو اور معلوم ہوا کہ لبیک پکارتا ہے حاجی جب تک کہ رمی جمرہ عقبہ کی شروع نہ کرے قربانی کے دن
صبح کو۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابو ثور اور جماہیر علماء صحابہ و تابعین کا اور تمام فقہائے اصحاب و قریٰ کا۔ اور حسن
بصری کا قول ہے کہ عرفہ کی صبح تک لبیک کہے پھر جب صبح کی نماز پڑھ چکے موقوف کرے اور حضرت علی اور ابن عمر اور عائشہ اور امام مالک

عبداللہ بن عباسؓ نے فضل سے کہا کہ جناب رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ پر پہنچے (یعنی جمرہ عقبہ پر)۔

۳۰۸۸- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھالیا فضل کو مزدلفہ سے اور راوی نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ابن عباسؓ نے کہ خبر دی ان کو فضل نے کہ نبیؐ لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ رمی کی جمرہ عقبہ کی۔

۳۰۸۹- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فضل بن عباسؓ جو ردیف تھے رسول اللہؐ کے انھوں نے کہا کہ رسول اللہؐ عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو لوگوں سے فرماتے تھے کہ آرام سے چلو اور آپ اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے چلتے تھے یہاں تک کہ محسر میں داخل ہوئے اور محسر منیٰ میں ہے تو وہاں پر آپ نے فرمایا کہ چنگلی سے مارنے کی کنکریاں اٹھا لو کہ ان سے جمرہ کو مارا جاوے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکریاں ماریں۔

۳۰۹۰- مسلمؒ نے کہا اور روایت کی ہم سے یہی حدیث زبیر بن حرب نے ان سے ابن جریج نے ان سے ابو الزبیر نے اسی سند سے مگر اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول اللہ لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکرے اور یہ بات زیادہ بیان کی کہ نبیؐ اشارہ کرتے تھے ہاتھ سے (یعنی جب کنکرے اٹھانے کا حکم دیا تھا) کہ جیسے چنگلی سے پکڑ کر آدمی کنکرے پھینکتا ہے (یعنی ایسے کنکرے اٹھانا)۔

الْفَضْلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَدَاةً جَمْعٌ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْحُمْرَةَ.

۳۰۸۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۰۸۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي غَشِيَّةٍ عَرَفَةَ وَغَدَاةً جَمْعٌ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا ((عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ)) وَهُوَ كَأَنَّ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ مُحَسَّرًا وَهُوَ مِنْ بَنِي قَالٍ ((عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ الْحُمْرَةَ)) وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْحُمْرَةَ.

۳۰۹۰- وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْحُمْرَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخَذِفُ الْإِنْسَانُ.

تھ اور جمہور فقہائے مدینہ کا قول ہے کہ عرفہ کے دن زوال شمس تک لبیک کہے اور جب وقوف عرفات شروع کرے جب موقوف کرے اور امام احمد اور اسحاق اور بعض سلف کا قول ہے کہ جب تک رمی جمرہ عقبہ سے فارغ نہ ہو کہی جائے اور دلیل امام شافعی اور جمہور کی یہی حدیث ہے جس کا ابھی ترجمہ ہوا ہے اور آگے کی روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔

(۳۰۸۸) امام احمد اور اسحاق کی دلیل یہی روایت ہے اور جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک رمی شروع نہ کی۔

۳۰۹۱- عبدالرحمن نے کہا کہ عبد اللہ ہم سے مزدلفہ میں کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے ان کو جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس مقام میں لبیک پکارتے تھے۔

۳۰۹۲- عبدالرحمن نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود نے لبیک پکاری جب مزدلفہ سے لوٹے تو لوگوں نے کہا کہ شاید یہ کوئی گاؤں کا آدمی ہے (یعنی جواب لبیک پکارتا ہے) تو عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا لوگ بھول گئے (یعنی سنت رسول اللہ کی) یا گمراہ ہو گئے میں نے خود سنا ہے ان سے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔

۳۰۹۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۰۹۴- ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عبد اللہ بن اسود کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اس ذات سے سنا جس پر یہاں سورہ بقرہ نازل ہوئی آپ فرماتے تھے "لیک اللہم لبیک" پھر عبد اللہ بن مسعود نے بھی تلبیہ پڑھی اور ہم نے آپ کے ساتھ پڑھی۔

باب: لبیک اور تکبیر کہنے کا بیان جب منیٰ سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن

۳۰۹۵- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ جب ہم صبح کو چلے منیٰ سے عرفات کو رسول اللہ کے ساتھ تو کوئی ہم میں سے لبیک پکارتا تھا

۳۰۹۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَنَحْنُ بِحَجْمَعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَقَامِ ((لَيْتَكَ اللَّهُمَّ لَيْتَكَ)).

۳۰۹۲- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ لَبَّى حِينَ أَقْضَى مِنْ حَجْمَعٍ فَبَقِيلِ أَعْرَابِيٍّ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ اللَّهُ أَنْسَى النَّاسَ أَمْ صَلُّوا سَمِعْتُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ ((لَيْتَكَ اللَّهُمَّ لَيْتَكَ)).

۳۰۹۳- وَ حَدَّثَنَا حَسَنُ الْخُلَوَائِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

۳۰۹۴- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا سَمِعْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ بِحَجْمَعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ هَاهُنَا يَقُولُ ((لَيْتَكَ اللَّهُمَّ لَيْتَكَ)) نَمْ لَبَّى وَكَلِمَاتِنَا مَعَهُ.

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِي الذَّهَابِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

۳۰۹۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَاتٍ مِنْ الْمَلْبِيِّ

(۳۰۹۱) ہمیں مذہب ہے جمہور کا جیسے آگے گزر اور اس سے معلوم ہوا کہ سورہ بقرہ اور سورہ نساء کہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین کا اور قول عبد اللہ بن مسعود کا جو اس حدیث میں مذکور ہوا کہ انہوں نے کہا میں نے سنا ہے ان کو جن پر سورہ بقرہ اتری ہے اس میں سورہ بقرہ کی تخصیص اس لیے کہ اس میں اکثر مناسک حج کے مذکور ہیں۔

(۳۰۹۲) مسلم نے کہا کہ یہی روایت بیان کی ہم سے حسن علوانی نے انہوں نے روایت کی یحییٰ بن آدم سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے حصین سے اسی اسناد سے۔ اور کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے یوسف بن حماد نے ان سے زیادہ یعنی بکائی نے ان سے حصین نے ان سے کثیر بن مدرک نے ان سے عبدالرحمن بن یزید نے اور اسود بن یزید نے دونوں نے کہا سنا ہم نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرماتے تھے مزدلفہ میں کہ سنا میں نے ان سے جن پر سورہ بقرہ اتری ہے کہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔ پھر انہوں نے لبیک پکاری اور ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ لبیک پکاری۔

وَمِنَا الْمُكْبِرُ.

اور کوئی تکبیر کہتا تھا۔

۳۰۹۶- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفہ کی صبح کو سو کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا اور کوئی لا الہ الا اللہ اور ہم ان میں سے تھے جو اللہ اکبر کہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ان سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ رسول اللہ کو کیا کرتے دیکھا (سبحان اللہ! عاشق سنت ایسے ہوتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ کا فعل دریافت کیوں نہ کیا کہ آپ کیا فرماتے تھے)۔

۳۰۹۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَا الْمُكْبِرُ وَمِنَا الْمُهْلِلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَكُنَّا نَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ لَعَجَبًا مِنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُولُوا لَهُ مَاذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ.

۳۰۹۷- محمد بن ابو بکر ثقفی نے انس بن مالک سے پوچھا اور وہ دونوں منیٰ سے عرفات کو جاتے تھے کہ تم لوگ کیا کرتے تھے آج کے دن جناب رسول اللہ کے ساتھ؟ سو انس نے کہا کہ کوئی ہم میں سے لا الہ الا اللہ کہتا تھا سو اس کو کوئی منع نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا سو کوئی اس کو منع نہ کرتا تھا۔

۳۰۹۷- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهَمَّا غَادِيَانِ مِنْ مَنَىٰ إِلَىٰ عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُهْلِلُ الْمُهْلِلُ مِنَّا فَلَا يُكْرَهُ عَلَيْهِ وَيُكْبِرُ الْمُكْبِرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

۳۰۹۸- انس بن مالک سے عرفہ کی صبح تلبیہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اور نبی اکرم کے ساتھی اس سفر میں نبی اکرم کے ساتھ تھے تو کوئی ہم میں سے تکبیر کہتا اور کوئی تہلیل اور کوئی بھی اپنے ساتھی پر عیب نہ لگاتا تھا۔

۳۰۹۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ سِرْتُ هَذَا الْمَسِيرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَمِنَا الْمُكْبِرُ وَمِنَا الْمُهْلِلُ وَلَا يَعْيبُ أَحَدُنَا عَلَىٰ صَاحِبِهِ.

باب: عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اس رات مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھنے کا بیان

بَابُ الْبِقَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى الْمَزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلَاتِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمِيعًا بِالْمَزْدَلِفَةِ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ

۳۰۹۹- کریب جو ابن عباس کے غلام آزاد ہیں انھوں نے اسامہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا لوٹے محمد عرفات سے یہاں تک کہ جب گھائی کے پاس آئے اترے اور پیشاب کیا اور ہلکا سا وضو کیا

۳۰۹۹- عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَىٰ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّىٰ إِذَا كَانَ بِالشَّعْبِ نَزَلَ

(۳۰۹۷) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیر اور تہلیل دونوں مستحب ہیں جب آدمی منیٰ سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن اور ایک ان دونوں سے افضل ہے اور ان روایتوں سے ان کا قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ ایک پکارنی چھوڑ دے بعد صبح کے عرفہ کے دن۔

پورا نہیں۔ میں نے کہا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے اور پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ میں آئے اور اترے اور وضو کیا پوری طرح سے پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور مغرب پڑھی پھر ہر ایک نے اپنا اونٹ جہاں تھا وہیں بٹھا دیا پھر تکبیر ہوئی اور عشاء پڑھی اور ان کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت نہ پڑھی)۔

۳۱۰۰- کریب نے کہا کہ اسامہ بن زید نے کہا کہ لو نے رسول اللہ عرفات سے اور بعض گھائیوں میں اترے حاجت کے واسطے اور میں نے آپ پر پانی ڈالا یعنی وضو کے وقت اور کہا کہ آپ نماز پڑھیں گے تو فرمایا نماز کی جگہ آگے تمہارے ہے (یعنی مزدلفہ اور باقی تفصیل اس حدیث اسامہ کی اوپر ہو چکی ہے)۔

۳۱۰۱- کریب نے وہی مضمون اسامہ سے روایت کیا اور اس میں اسامہ کے پانی ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور یہ بات زیادہ ہے کہ پھر آپ مزدلفہ پہنچے اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی۔

۳۱۰۲- کریب نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جب تم سوار ہوئے رسول اللہ کے پیچھے تو کیا کیا عرفہ کی شام کو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھائی تک آئے جہاں لوگ اونٹوں کو بٹھاتے ہیں نماز مغرب کے لیے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اترے اور پیشاب کیا اور پانی دینے کا ذکر اسامہ نے نہیں کیا پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! نماز آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ سوار

فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسَبِّحِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ قَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ فَلَمَّا حَاءَ الْمَزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

۳۱۰۰- عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ انصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الدُّغْبَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى بَعْضِ بَنَاتِ الشُّعَابِ لِحَاجَتِهِ فَصَبَّتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ أَنْصَلِي فَقَالَ ((الْمُصَلِّي أَمَامَكَ)).

۳۱۰۱- عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الشُّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أُسَامَةُ أَرَأَى الْمَاءَ قَالَ فَذَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَضُوعًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ قَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

۳۱۰۲- عَنْ كُرَيْبِ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِينَ رَدِفَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ جِئْنَا الشُّعْبَ الَّذِي يُبِيحُ النَّاسُ فِيهِ لِلْمَغْرِبِ فَأَنَاخَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهُ وَبَالَ وَمَا قَالَ أَهْرَاقَ الْمَاءِ ثُمَّ ذَعَا بِالْوُضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَضُوعًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ فَقَالَ ((الصَّلَاةُ

ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ نے نماز عشاء بھی پڑھی پھر اونٹ کھول دیے۔ میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ پھر فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کی راہ سے پیدل چلا۔

۳۱۰۳- وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار گزرا اس میں یہ ہے کہ اس گھائی میں آپ اترے جہاں امراء اترتے تھے۔

۳۱۰۴- وہی مضمون ہے مگر اس میں ہے کہ آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور اسامہ نے چھاگل سے پانی ڈالا تب آپ نے وضو فرمایا۔

۳۱۰۵- ابن عباس نے روایت کی کہ رسول اللہ عرفات سے لوٹے اور اسامہ آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور اسامہ نے کہا کہ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پہنچے۔

۳۱۰۶- ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے سامنے کسی نے اسامہ سے پوچھا یا انہوں نے خود پوچھا اور جناب رسول اللہ نے ان کو اپنی اونٹنی پر سوار کیا تھا عرفات سے کہ رسول اللہ کیونکر چلتے تھے؟ یعنی اونٹنی کو کس چال سے لیے جاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ میٹھی چال چلاتے تھے پھر جب ذرا کھلی جگہ پاتے یعنی جہاں بھڑکھڑ ہوتی تو اس جگہ ذرا تیز کر دیتے۔

۳۱۰۷- ہشام بن عروہ سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہوا مگر حمید کی روایت میں یہ ہے کہ ہشام نے کہا کہ نص جو اونٹنی کی

أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ حَتَّى جِئْنَا الْمُرْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَارِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلَّى ثُمَّ حَلُّوا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصَبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَنْطَلَقْتُ أَنَا فِي سَفَافٍ فُرَيْشٍ عَلَى رِجْلِي.

۳۱۰۳- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَتَى النَّقْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأَمْرَاءُ نَزَلَ قَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أَحْرَاقُ ثُمَّ دَعَا بَوْضُوءٍ فَتَوَضَّأَ وَضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ فَقَالَ ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)).

۳۱۰۴- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا خَاءَ الشَّعْبَ أَنَاخَ رَاجِلَتُهُ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَيَّ الْغَائِطُ فَلَمَّا رَجَعُ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْبَادَاوَةِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ أَتَى الْمُرْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۳۱۰۵- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رَدِفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَبِمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَيَّ هَيْتِيهِ حَتَّى أَتَى جَمْعًا.

۳۱۰۶- عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَبِيلُ أُسَامَةَ وَأَنَا شَاهِدٌ أَوْ قَالَ سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنْقُ فَإِذَا وَجَدَ فَحْوَةَ نَصَّ.

۳۱۰۷- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حَمِيدٍ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ

چال ہے وہ عنق سے تیز ہے۔

۳۱۰۸- ابو ایوب سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز پڑھی
حجۃ الوداع میں رسول اللہ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر
کے مزدلفہ میں۔

۳۱۰۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

۳۱۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے
مزدلفہ میں پڑھی۔

۳۱۱۱- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی مزدلفہ میں اور
ان کے بیچ میں ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین
رکعت اور عشاء کی دو پڑھیں اور عبداللہ بھی آخر عمر تک مزدلفہ
میں اسی طرح پڑھتے رہے۔

۳۱۱۲- سعید بن جبیر نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر سے
پڑھی اور بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کیا اور
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا
ہی کیا۔

۳۱۱۳- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی منقول ہے۔ اور
اس میں یہ ہے کہ دونوں نمازیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔
۳۱۱۴- ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا مزدلفہ کے مقام
پر۔ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت پڑھیں ایک ہی اقامت
کے ساتھ۔

العنق

۳۱۰۸- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ
وَالْعِشَاءَ بِالْمَزْدَلِفَةِ.

۳۱۰۹- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
قَالَ ابْنُ رُمَيْحٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ
الْحَطَّابِيِّ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ عَلَى عَهْدِ
ابْنِ الزُّبَيْرِ.

۳۱۱۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ
وَالْعِشَاءَ بِالْمَزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

۳۱۱۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ
قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
بِحَجْمِ نَيْسٍ بَيْنَهُمَا سَحْدَةً وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ
رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ
يُصَلِّي بِحَجْمِ كَذَلِكَ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ تَعَالَى.

۳۱۱۲- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ
بِحَجْمِ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
أَنَّهُ صَلَّى مِثْلَ ذَلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ.

۳۱۱۳- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ
صَلَّاهُمَا بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةً.

۳۱۱۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
بِحَجْمِ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ
بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

۳۱۱۵- سعید نے کہا کہ ہم لوٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اور آئے مزدلفہ میں اور وہاں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھی اور کہا کہ اسی طرح ہمارے ساتھ رسول اللہ نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

باب: بہت سویرے صبح کی نماز
پڑھنے کا بیان مزدلفہ میں عید
کی صبح کو

۳۱۱۶- عبد اللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو جب دیکھا تو نماز وقتوں ہی پر پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں ایک مغرب و عشاء کہ مزدلفہ میں آپ نے ملا کر پڑھیں اور اس کی صبح کو صبح کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

۳۱۱۷- اعمش سے اسی اسناد سے مروی ہے یہی روایت اور اس میں یہ ہے کہ صبح کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھا نہ پھرے میں۔

باب: ضعیفوں اور عورتوں کو مزدلفہ سے سویرے
روانہ کرنا مستحب ہے

۳۱۱۸- حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ سوڈہ نے اجازت مانگی رسول اللہ سے مزدلفہ کی رات کو کہ آپ سے پہلے منیٰ کو لوٹ جاویں اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے آگے نکل جاویں اور وہ ذرا قریب بی بی تھیں۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان کو اجازت دی اور وہ روانہ ہو گئیں قبل رسول اللہ کے لوٹنے کے اور ہم لوگ سب

۳۱۱۵- عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ أَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى أَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ هَكَذَا صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَكَانِ.

بَابِ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيصِ
بِصَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ
بِالْمُزْدَلِفَةِ

۳۱۱۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

۳۱۱۷- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بَعْلَسَ.

بَابِ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ دَفْعِ الضَّعْفَةِ
مِنَ النِّسَاءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةِ

۳۱۱۸- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتُ سَوْدَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَذْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُولُ الْقَاسِمُ وَالثَبِطَةُ الثَّقِيلَةُ قَالَ فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ

(۳۱۱۵) ☆ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مغرب میں قصر نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تین پڑھی جاتی ہیں اور سنت یہی ہے کہ جہاں جمع ہوں دو نمازیں وہاں حج میں سنت نہ پڑھی جائے۔

(۳۱۱۷) ☆ غرض یہ مراد نہیں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد طلوع فجر کے اور دنوں سے پہلے پڑھے۔ چنانچہ بخاری میں عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں نماز پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ نے بھی صبح کی نماز اسی گھڑی میں پڑھی تھی جو جمہور کا مذہب ہے کہ جمع ایام میں نماز اول وقت ادا کرنا مستحب ہے اور علی الخصوص آج کے دن مزدلفہ میں اور زیادہ سویرے ضروری ہے اس لیے کہ حجاج کو آج نہانا دھونا بڑے بڑے کام ہیں اور یہی وجہ ہے آج کے دن بہت سویرے نماز ادا کرنے کی۔

رکے رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے اور حضرت کے ساتھ لوٹے اور اگر میں بھی اجازت لیتی جناب رسول اللہ سے جیسے سودہ نے لی تھی اور آپ کی اجازت سے چلی جاتی تو خوب تھا اور اس سے بہتر تھا جس کے سبب سے میں خوش ہو رہی تھی۔

۳۱۱۹- جناب عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ سودہ بہت بھاری بھر کم بی بی تھیں سو انھوں نے رسول اللہ سے اجازت لے لی کہ مزدلفہ سے رات ہی رات روانہ ہو جائیں (یعنی منیٰ جانے کی)۔ سو آپ نے ان کو اجازت دے دی سو حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ کاش میں بھی آپ سے اجازت لے لیتی جیسے سودہ نے لی تھی۔ جناب عائشہ کی عادت تھی کہ آپ مزدلفہ سے امام کے ساتھ لوٹا کرتی تھیں۔

۳۱۲۰- جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آرزو کی کہ میں بھی اجازت لیتی رسول اللہ سے جیسے سودہ نے اجازت لی تھی اور نماز صبح کی منیٰ میں پڑھتی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی جمرہ کر لیتی تو کسی نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ کیا سودہ نے اجازت لی تھی؟ انھوں نے کہا ہاں وہ فریب عورت تھیں سو جناب رسول اللہ سے اجازت مانگی آپ نے دے دی۔

۳۱۲۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۱۲۲- عبد اللہ جو آزاد کردہ غلام ہیں اسماء کے انھوں نے کہا کہ مجھ سے جناب بی بی اسماء نے فرمایا اور وہ مزدلفہ کے گھر کے پاس

ذَفَعَهُ. وَحَسِنَا حَتَّىٰ أَصْبَحْنَا فَذَفَعْنَا بِذَفْعِهِ
وَلَمَّا أَكُونُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنْتُهُ سَوْدَةُ فَأَكُونُ
أَدْفَعُ بِأَذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ.

۳۱۱۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَحْمَةً نَبْطَةً فَاسْتَأْذَنْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُقْبِضَ
مِنْ حَمِيمٍ بَلْبِلٍ فَأُذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَبِيتِي
كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَمَا اسْتَأْذَنْتُهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَأ
تُقْبِضُ إِلَّا مَعَ الْإِمَامِ.

۳۱۲۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ
اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنْتُهُ سَوْدَةُ
فَأَصَلِّي الصُّبْحَ بَيْنِي فَأَرْمِي الْحُمْرَةَ قَبْلَ أَنْ
يَأْتِيَ النَّاسُ فَبِئْسَ لِعَائِشَةَ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنْتُهُ
قَالَتْ نَعَمْ إِنِّي كَانَتْ امْرَأَةً ثَقِيلَةً نَبْطَةً
فَاسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِنَ لَهَا.

۳۱۲۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهَذَا
الْبِشَادِ نَحْوَهُ.

۳۱۲۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَىٰ أَسْمَاءَ قَالَ
قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ وَهِيَ عِنْدَ ذَاكِ الْمَرْدَلِغَةِ

(۳۱۲۲) ان حدیثوں کی رو سے لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ شب کو کتنی دیر رہنا چاہیے مزدلفہ میں پس امام شافعی کا قول ہے کہ وہاں رہنا رات کو واجب ہے کہ اگر کوئی ترک کرے تو اس پر قربانی واجب ہے مگر حج اس کا صحیح ہے اور یہی قول ہے فقہائے کوفہ اور ارباب حدیث کا اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ سنت ہے کہ اگر کسی نے چھوڑ دیا تو فضیلت سے اس کی محروم رہ گیا باقی نہ اس پر گناہ ہے نہ قربانی اور یہ قول ہے امام شافعی کا۔ اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا حج ہی صحیح نہیں اور یہ نخی وغیرہ سے منقول ہے اور وہ شخص شافعی مذہب بھی اسی طرف گئے اور وہ ابو عبد الرحمن نواسی ہیں شافعی کے اور ابو بکر بن خزیمہ اور عطاء اور اوزاعی سے مروی ہے کہ انھوں نے

ٹھہری ہوئی تھیں کہ کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بچے چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ روانہ ہو سو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ انھوں نے حجرہ کو نکلیاں مار لیں پھر نماز پڑھی اپنی فرودگاہ میں۔ سو میں نے کہا اے بی بی ہم بہت سویرے روانہ ہوئے انھوں نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اے میرے بیٹے نبیؐ نے عورتوں کو اجازت دی ہے سویرے روانہ ہونے کی۔

هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلْتُ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ ارْحَلْ بِي فَارْتَحِلْنَا حَتَّى رَمَتِ الْحُمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيُّ هَتَاهُ لَقَدْ غَلَسْنَا قَالَتْ كَلَّا أَيُّ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُذِنَ لِلظُّعَمِ.

۳۱۲۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ اے بیٹے نبی اکرمؐ نے اپنی بی بی کو اجازت دے دی تھی۔

۳۱۲۳- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رَوَاتِهِ قَالَتْ لَا أَيُّ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُذِنَ لِيُظْعَمَ.

۳۱۲۴- عطاء کو ابن شوال نے خبر دی کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انھوں نے کہا کہ مجھے نبیؐ نے مزدلفہ سے رات کو روانہ کر دیا۔

۳۱۲۴- عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعِ بَلِيلٍ.

۳۱۲۵- سالم بن شوال سے مروی ہے کہ ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ یہی کرتی تھیں نبیؐ کے زمانہ مبارک میں کہ اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے منیٰ کو۔ اور ایک روایت میں جو ناقہ سے مروی ہے یوں ہے کہ ہم اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے۔

۳۱۲۵- عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مَنِيٍّ وَفِي رِوَايَةٍ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مَزْدَلِفَةَ.

اس نے کہا کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا رکن ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب بلکہ وہ ایک منزل ہے جیسے اور منزلیں ہیں چاہے وہاں ٹھہرے چاہے نہ ٹھہرے اور یہ قول محض باطل ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے سو صحیح قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ایک ساعت رات کے نصف ثانی تک اور ایک قول ان کا یہ ہے کہ صرف ایک ساعت نصف ثانی کی اس رات کے یا بعد اس کے طلوع شمس تک اور تیسرا قول ان کا یہ ہے کہ بڑا ٹکڑا رات کا وہاں کاٹنے۔ اور امام مالکؒ سے تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ رات ساری رہے دوسرا یہ کہ بڑا حصہ رات کا تیسرا یہ کہ تھوڑا وقت رات کا۔ اور اس حدیث سے خوش ظنی حضرت اسماء کی اور اس زمانہ کی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنے غلاموں کو فرزند کے برابر رکھا بات چیت میں نہ یہ کہ ان کے ساتھ حقارت کی باتیں کریں اور لوٹنا چھو کر ابولیں۔ کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث علی بن خشرم نے ان سے عیسیٰ نے ان سے ابن جریج نے اسی سند سے اور ان کی روایت میں یہ ہے کہ اسماء نے فرمایا میرے بچے انبیؐ نے اجازت دی تھی اپنی بی بی صاحبہ کو۔

۳۱۲۶- عبید اللہ نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ فرماتے تھے مجھے رسول اللہؐ نے سامان کے ساتھ روانہ کر دیا یا یوں کہا کہ ضعیفوں کے ہمراہ روانہ کر دیا مزدلفہ سے رات کو۔

۳۱۲۷- ابن عباس نے کہا کہ میں ان میں تھا جن کو آگے روانہ کر دیا تھا رسول اللہؐ نے اپنے گھر کے ضعیفوں میں۔

۳۱۲۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

۳۱۲۹- ابن عباسؓ نہ کہا کہ مجھ کو بھیج دیا رسول اللہؐ نے آخر شب میں مزدلفہ سے سامان کے ساتھ۔ میں نے کہا کیا تم کو خبر پہنچی ہے کہ انھوں نے یوں کہا کہ مجھ کو روانہ کیا بہت رات سے؟ تو راوی نے کہا کہ نہیں مگر یوں ہی کہا کہ سحر کو یعنی آخر شب کو روانہ کیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا کہ کنگر مارے ہم نے جمرہ کو فجر سے پہلے اور نماز کہاں پڑھی؟ انھوں نے کہا نہیں یہ کچھ نہیں کہا فقط اتنا ہی کہا جو اوپر کہا ہے۔

۳۱۳۰- سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اپنے ساتھ کے ضعیف لوگوں کو آگے بھیج دیتے تھے کہ وہ المشعر الحرام میں جو مزدلفہ میں ہے وقوف کر لیں رات کو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں جب تک چاہیں۔ پھر لوٹ جائیں امام کے وقوف کرنے کے پہلے اور امام کے لوٹنے سے پیشتر سو ان میں سے کوئی تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہنچ جاتا تھا اور کوئی اس کے بعد پہنچتا تھا اور ابن عمر کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ضعیفوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

۳۱۲۶- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّقْلِ أَوْ قَالَ فِي الضَّعْفَةِ مِنْ جَمْعِ بَلْبَلٍ.

۳۱۲۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ.

۳۱۲۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ.

۳۱۲۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَحَرٍ مِنْ جَمْعٍ فِي نَقْلِ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أَبْلَغُكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِي بَلْبَلٍ طَوِيلٍ قَالَ لَا إِلَّا كَذَلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَمَيْنَا الْحِمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَأَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا إِلَّا كَذَلِكَ.

۳۱۳۰- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ الضَّعْفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمَزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُونَ اللَّهَ مَا بَدَأَ لَهُمْ ثُمَّ يَدْعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَعِنَهُمْ مَنْ يَدْفَعُ مِنْهُ لِبُصَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَدْفَعُ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوْا الْحِمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَرْحَصَ فِي أَوْلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۳۱۳۰) المشعر الحرام فقہاء کے نزدیک ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں اور مفسرین کے نزدیک اور اہل سیر کے نزدیک تمام مزدلفہ ہے۔ اور ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکوں کو آگے رات کو مزدلفہ سے روانہ کرنا کہ وہ بھیڑ بھاڑ سے حاجیوں کے پہلے سے رمی جمرہ سے قارغ ہو جائیں روا ہے۔

باب : جمرہ عقبہ کی کنکریاں مارنے کا بیان
اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنے

کا بیان

۳۱۳۱- عبدالرحمن نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود نے پچھلے جمرہ کو کنکریاں نالے کے اندر سے ماریں اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے سو ان سے کسی نے کہا کہ لوگ تو اوپر سے ان کو کنکریاں مارتے تھے تو عبد اللہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس معبود کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ مقام (جہاں سے میں نے ماری ہیں) اس کا ہے جس پر سورہ بقرہ اتری (یعنی نبی کا)۔

۳۱۳۲- اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج بن یوسف کو سنا کہ وہ خطبہ میں کہتا تھا (کہ قرآن شریف کی وہی ترتیب رکھو کہ جو جبریل نے رکھی ہے کہ وہ سورت پہلے ہو جس میں بقرہ کا ذکر ہے۔ پھر وہ جس میں نساء کا ذکر ہے پھر وہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے اعمش نے کہا کہ پھر میں ابراہیم سے ملا اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انھوں نے اس کو برا کہا اور پھر کہا کہ روایت کی مجھ سے عبدالرحمن بن یزید نے کہ وہ عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ تھے اور جمرہ عقبہ پر آئے اور نالہ کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور جمرہ کو آگے کیا اور اس کو سات کنکریاں ماریں نالہ کے بیچ سے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔

بَاب رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ
الْوَادِي وَتَكُونُ مَكَّةَ عَنْ يَسَارِهِ
وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

۳۱۳۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَاةٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أُنَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۱۳۲- عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يَوْسُفَ يَقُولُ وَهُوَ يَحْضُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلْفُوا الْقُرْآنَ كَمَا أَلْفَى جِبْرِيلُ السُّورَةَ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا النِّسَاءُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ فَأَحْبَرْتُهُ بِقَوْلِهِ فَسَمِعْتُهُ وَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَأَتَى حَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبَطَّنَ الْوَادِي فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ

(۳۱۳۲) حجاج بن یوسف کی غرض اس ترتیب سے اگر ترتیب آیات ہے تو صحیح ہے کہ ترتیب آیتوں کی خود نبی نے کی ہے اور تو قیسی ہے یعنی شارع کی طرف سے ہے کہ اس میں کسی کی رائے کو دخل نہیں اور اس پر اجماع ہے سب مسلمانوں کا اور اگر ترتیب سورتوں کی مراد ہے تو یہ ترتیب اماموں اور قاریوں کی رائے سے ہوئی ہے اور شارع کی طرف سے نہیں۔ اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہاں جو حجاج نے سورہ نساء کو آل عمران سے پہلے ذکر کیا تو یہ دلیل ہے اس کی کہ ان کو ترتیب آیات مقصود تھی کہ آیتوں کی ترتیب نہ بدلو کہ وہ شارع کی طرف سے ہے۔ اور اعمش نے جو ابراہیم سے یہ بات بیان کی تو ان کی غرض یہ تھی کہ سورہ بقرہ یا سورہ نساء بقول حجاج کہنا درست نہیں اس پر انھوں نے رد کیا اور یوں روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود نے خود کہا ہے کہ سورہ بقرہ کو تو یہ کہنا روا ہوا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کی رمی اسی طرح مستحب ہے کہ نالے کے بیچ میں کھڑا ہو کر جمرہ کے نیچے اور مکہ کو بائیں طرف رکھے اور منیٰ کو داہنی طرف اور جمرہ عقبہ کی طرف منہ کرے اور سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے جمہور کا اور اس روایت سے فقہ

روای نے کہا کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبد اللہ بن مسعود کی) لوگ تو اوپر سے کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ جگہ اس معبود کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری ہے۔ ۳۱۳۳- اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ یوں نہ کہو سورہ بقرہ اور بیان کی حدیث مثل ابن مسہر کی یعنی وہی روایت جو اوپر گزری۔

۳۱۳۳- عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے حج کیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور جمرہ کو کنکریاں ماریں سات اور کعبہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور کہا یہ جگہ اس کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری ہے۔

۳۱۳۵- شعبہ سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہے اور اس میں یوں ہے کہ جمرہ عقبہ پر آئے باقی مضمون وہی ہے۔ ۳۱۳۶- مضمون وہی ہے جو اوپر کئی بار گزرا۔

باب: نحر کے دن رمی جمار کا حکم

الْوَادِي بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ النَّاسَ يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقْرَةِ.

۳۱۳۳- عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةَ الْبَقْرَةِ وَاقْتَصَا الْحَدِيثَ بِوَيْثِلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ.

۲۲۸۴- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَرَمَى الْحَجْرَةَ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ وَجَعَلَ التَّبِيثَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنَى عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقْرَةِ.

۳۱۳۵- عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَى حَجْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۱۳۶- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْحَجْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُ اللَّهِ مِنْ تَطَلُّ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ مِنْ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقْرَةِ.

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَمِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ

النَّحْرِ رَاكِبًا

۳۱۳۷- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ - ۳۱۳۷- ابوالزبير نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے

تھے ان جاہلوں کی بے وقوفی بھی معلوم ہو گئی جو نماز میں ترتیب سورہ کوہ واجب جانتے ہیں اور اگر کسی نے اول رکعت میں پچھلی سورت پڑھ دی اور دوسری رکعت میں اگلی پڑھی تو اعتراض کرتے کہ یہ نہیں جانتے کہ ترتیب سورتوں کی شارع کی طرف سے نہیں نہ اس ترتیب سے سورتیں نازل ہوئی ہیں جس ترتیب سے صحف عثمانی میں موجود ہیں اور دوسری یہ ہے کہ ہر رکعت کا حکم جدا ہے اور ہر ایک کی قرأت جدا پھر ان میں ترتیب چہ معنی وادار؟

(۳۱۳۷) یہی مذہب ہے امام شافعی کا کہ جو سوار ہو کر منیٰ میں پہنچے وہ سواری ہی پر سے کنکریاں مارے اور اگر اتر کر ماریں تو بھی صحیح

کہا میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے تھے اپنی اونٹنی پر سے قربانی کے دن اور فرماتے تھے کہ سیکھ لو مجھ سے مناسک اپنے حج کے اس لیے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد حج کروں۔

۳۱۳۸- یحییٰ نے اپنی دادی ام الحصین سے سنا کہ وہ فرماتی تھیں کہ حج کیا میں نے جناب رسول اللہ کے ساتھ حجۃ الوداع سو میں نے آپ کو دیکھا کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور لوٹے اور آپ سوار تھے اپنی اونٹنی پر اور آپ کے ساتھ بلال اور اسامہ تھے کہ ایک تو آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتا تھا اور دوسرا اپنا کپڑا رسول اللہ کے سر مبارک پر پکڑے ہوئے تھا دھوپ کے سبب سے۔ سو ام حصین نے کہا کہ آپ نے بہت باتیں فرمائیں پھر میں نے سنا کہ فرماتے تھے اگر تمہارے اوپر ایک غلام کنکنا حاکم کیا جاوے میں خیال کرتا ہوں کہ ام حصین نے یہ بھی کہا کہ کالا غلام ہو اور کہا کہ تم کو کتاب اللہ کے مطابق حکم دیوے تو بھی اس کی بات سنو اور اس کا کہنا مانو۔

۳۱۳۹- ام الحصین سے وہی مضمون مروی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہا مسلم نے کہ نام ابو عبد الرحیم کا خالد بن ابویزید ہے اور وہ ماسوں میں محمد بن سلمہ کے اور روایت کی ہے ان سے وکیع اور حجاج اعمور نے۔

سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُولُ ((لِنَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَذْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ))

۳۱۳۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ حَصِينٍ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ الْحَصِينِ قَالَتْ سَمِعْتَهَا تَقُولُ حَجَّجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُهُ جِينًا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَأَنْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأَسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ((إِنْ أَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدِّعٌ)) حَسِبْتُهَا قَالَتْ ((أَسْوَدٌ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا))

۳۱۳۹- عَنْ أُمِّ الْحَصِينِ جَدِّهِ قَالَتْ حَجَّجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أَسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدَهُمَا أَحَدٌ بِحِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّحْرِ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَالَ مُسْلِمٌ وَأَسْمُ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ وَهُوَ خَالَ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ رَوَى عَنْهُ وَكَيْعٌ وَحَجَّاجُ الْأَعْمُورِ.

ظہر روا ہے اور جو مٹی میں پیدل آوے اس کو مٹی میں پیدل ہی مارنا چاہیے یوم النحر کا اور بعد اس کے دو دن میں لیام تشریق یعنی گیارہویں بارہویں سنت یہی ہے کہ جمع جمرات کو پیدل ہی مارے اور تیسرے دن سوار ہو کر مارے اور ایسا ہی سوار ہو کر چلا جاوے یہی مذہب ہے شافعی اور مالک وغیرہما کا اور احمد اور اسحاق کے نزدیک یوم النحر میں مستحب ہے پیدل مارنا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ ابن عمر اور ابن زبیر اور سالم پیدل ہی مارتے تھے اور اس پر اجماع ہے کہ جس طرح مارے درست ہو جاتا ہے جب نگر کی جمرات پر پڑے۔

باب: کنکریاں مٹر کے برابر ہونی چاہئیں

بَابِ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ
بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ

۳۱۴۰- جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے جمرہ کو وہ کنکریاں ماریں جو چنگلی سے پھینکی جاتی ہیں۔

۳۱۴۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْحُمْرَةَ بِعِثَلِ حَصَى الْخَذْفِ.

باب: رمی کے لیے کونسا وقت مستحب ہے

بَابِ بَيَانِ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ

۳۱۴۱- جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جمرہ کو نحر کے دن پہر دن چڑھے اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

۳۱۴۱- عَنْ جَابِرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحَى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

۳۱۴۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۱۴۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي

باب: کنکریوں کی تعداد سات ہونے کا بیان

بَابِ بَيَانِ أَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ

۳۱۴۳- جابر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ڈھیلے لینا اسٹیجی کے طاق ہیں اور کنکریاں جمرہ کی طاق ہیں اور سعی صفا اور مردہ کی

۳۱۴۳- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۳۱۴۰) نما نووی نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ مستحب ہے کہ کنکریاں دانہ بالٹا کے برابر ہوں اور اگر اس سے بڑی مارے تو بھی روا ہے مگر مکروہ ہے۔

(۳۱۴۱) نما نووی نے فرمایا کہ یہی مستحب ہے کہ دسویں تاریخ کو پہر دن چڑھے رمی کرے اور ایام تشریق میں سے دو دن یعنی گیارہویں بارہویں کو بعد زوال کے اور تیرہویں کو بھی ایسا ہی کرے اور مذہب شافعیہ اور مالک اور احمد اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ ان تینوں دنوں میں تشریق کے قبل زوال رمی روا نہیں اور سند ان کی یہی حدیث ہے۔ اور طاووس اور عطا کا قول ہے کہ ان تینوں دنوں میں بھی قبل زوال روا ہے اور ابو حنیفہ اور اسحاق بن راہویہ نے کہا ہے کہ تیسرے دن البتہ قبل روا ہے اور دلیل شافعیہ کی تو یہی روایت ہے اور رسول اللہ نے فرمادیا ہے کہ مناسک حج کے مجھ سے سیکھ لو جس وقت آپ نے کی ہے وہی اولیٰ ہے۔ اور جمرے تین ہیں اور مستحب ہے کہ جب جمرہ اولیٰ کی رمی کر چکے تو تھوڑی دیر ٹھہر کر دعا کرتا رہے قبلہ رخ ہو کر اور اسی طرح دوسرے جمرے کی رمی کے بعد بھی اور تیسرے کے بعد پھر نہ ٹھہرے۔ یہی مروی ہوا ہے صحیح روایت میں ابن عمر سے اور یہی مضمون ہے بخاری میں اور اس دعا میں رفع الیدین مستحب ہے اور شافعیہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام مالک کا قول ہے کہ اگر کسی نے اس وقف اور دعا کو چھوڑ دیا تو اس پر کچھ گناہ نہیں مگر ثوری سے منقول ہے کہ وہ کسی فقیر کو کھانا کھلا دے یا ایک قربانی کرے۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث علی نے خبر دی ان کو عیسیٰ نے خبر دی انکو ابن جریج نے ان کو ابو الزبیر نے انہوں نے سنا جابر بن عبد اللہ سے کہ فرماتے تھے مثل حدیث مذکور کے۔

طاق ہے اور طواف کعبہ کا طاق ہے (یعنی یہ تینوں سات سات ہیں) اور اسی لیے ضروری ہے کہ جو یوے ڈھیلے استنجے کو تو طاق لیوے (یعنی تین یا پانچ جس میں طہارت خوب ہو جاوے۔ اگر طہارت چار میں ہو جاوے تو بھی ایک اور لے کہ طاق ہو جاویں اور بعضے بے وقوف سلباء نام کے فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ ڈھیلے کے تینیں طہارت کے وقت تین بار ٹھونک لے کہ تسبیح سے باز رہے یہ بدعت اور بے اصل اور لغو حرکت سے اور طاق لینا ڈھیلوں کا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے)۔

باب : سر موٹنا افضل ہے کتر وانا جائز ہے

۳۱۴۴- نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے سر منڈایا اور ایک گروہ نے آپ کے اصحاب سے سر منڈایا اور ربعضوں نے فقط بال کترائے۔ عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے سر منڈانے والوں پر ایک بار دعا کی یا دو بار پھر فرمایا کہ کتروانے والوں پر بھی۔

۳۱۴۵- عبد اللہ بن عمر نے روایت کی کہ رسول اللہ نے دعا کی کہ یا اللہ! رحمت کر سر منڈانے والوں پر۔ لوگوں نے عرض کی کتروانے والوں پر اے رسول اللہ! تو پھر آپ نے دعا کی کہ یا اللہ! رحمت کر سر منڈانے والوں پر۔ لوگوں نے پھر عرض کی کہ کتروانے والوں پر بھی اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا کتروانے والوں پر بھی۔

۳۱۴۶- وہی مضمون ہے مگر اس میں سر منڈانے والوں کو تین تین بار دعا دی اور کترانے والوں کو چوتھی بار۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابن شنی نے ان سے عبد الوہاب نے ان سے عبید اللہ نے اسی سند سے اور اسی حدیث میں بھی جب چوتھی بار ہو تو آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں پر بھی۔

۳۱۴۷- اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

((الْاسْتِحْمَارُ تَوَّ وَزَمِي الْجَمَارِ تَوَّ وَالسَّغْيُ نَيْنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ تَوَّ وَالطَّوَّافُ تَوَّ وَإِذَا اسْتَحْمَرَ أَخَذَكُمْ فَلَيْسَتْحَمْرُ بَتَوَّ))

بَاب تَفْضِيلِ الْخَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ

وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ

۳۱۴۴- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ خَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَخَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَرَ بَعْضُهُمْ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((رَحِمَ اللَّهُ الْمُخْلِقِينَ)) مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ ((وَالْمُقْصِرِينَ))

۳۱۴۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُخْلِقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقْصِرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُخْلِقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقْصِرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَالْمُقْصِرِينَ))

۳۱۴۶- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ الْمُخْلِقِينَ قَالُوا وَالْمُقْصِرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((رَحِمَ اللَّهُ الْمُخْلِقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقْصِرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((رَحِمَ اللَّهُ الْمُخْلِقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقْصِرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَالْمُقْصِرِينَ))

۳۱۴۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي

الْحَدِيثِ فَلَمَّا كَانَتْ الرَّابِعَةَ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ.

۳۱۴۸- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے دعا کی کہ یا اللہ! بخشش کر سر منڈانے والوں پر۔ عرض کی گئی کہ کتروانے والوں کی یا رسول اللہ! پھر فرمایا اللہ! بخشش کر منڈانیوں کی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کتروانے والوں کی بھی۔ آپ نے فرمایا اللہ! بخشش کر منڈانے والوں کی۔ پھر لوگوں نے عرض کی کہ کتروانے والوں کی۔ آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی۔ کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے امیہ نے ان سے یزید نے ان سے روح نے ان سے علاء نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ابوہریرہؓ نے انھوں نے روایت کی جناب رسول اللہؐ سے وہی مضمون جو ابوہریرہؓ نے ابوہریرہؓ سے اوپر روایت کیا۔

۳۱۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ ((وَالْمُقَصِّرِينَ))

۳۱۴۹- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۱۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۳۱۵۰- یحییٰ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ انھوں نے حجۃ الوداع میں نبی کو سنا کہ آپ نے سر منڈانے والوں کے لیے تین بار دعا کی اور کترانے والوں کے لیے ایک بار اور کعبہ کی روایت میں حجۃ الوداع کا لفظ نہیں ہے۔

۳۱۵۰- عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ حَدِيثِ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَالْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

(۳۱۵۰) نوویؒ نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے کہ حلق افضل ہے اور بال کتر و انار و اہے مگر جو ابن منذرؒ نے حسن بھری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ پہلے حج میں منڈانا ضروری ہے اور کتر و انار و انہیں اگر یہ قول ان کا ثابت بھی ہو تو اجماع اور نصوص صریحہ روایات صحیحہ کے آگے مردود ہے اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ حلق اور تقصیر دونوں مناسک حج و عمرہ سے ہیں اور ایک رکن ہے ان کے ارکان میں سے اور یہی قول ہے کافہ علماء کا اور ادنیٰ درجہ کفایت کا حلق و تقصیر میں شافعی کے نزدیک تین بال ہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر اور ابو یوسف کے نزدیک آدھا سر اور مالک اور احمد کے نزدیک اکثر سر اور امام مالک ہے ایک روایت میں سارا سر بھی آیا ہے اور سارے سر کے افضل ہونے پر سب متفق ہیں یا سارے سر کا کتر و انار ہو۔ اور عورتوں کے حق میں کتر و انار ہی ہے منڈانا نہیں ہے اور اگر کسی دیوانی نے منڈالیا تو بھی نیک ادا ہو گیا فقط وہ سر منڈی کہلائے گی اور اتفاق ہے اس پر کہ حلق ہو خواہ تقصیر بعد کتکریاں مارنے کے ہو اور بعد ذبح قربانی کے اگر قربانی اس کے ساتھ ہو اور طواف افاضہ سے قبل ہو برابر ہے کہ وہ قارن ہو یا مفرد۔ اور ابن جمہ نے یہ کہا ہے کہ قارن حلق نہ کرے جب تک طواف وسعی سے فارغ نہ ہو یعنی طواف افاضہ سے یہ قول باطل و مردود ہے اور حضرت سے طواف افاضہ کے قبل ہی حلق ثابت ہوا ہے۔ فصل۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ ہم نے مقدمہ شرح میں ذکر کیا ہے کہ ابراہیم بن سفیان جو شاگرد ہیں مسلم کے اس کو اس کتاب کے سننے میں تین مقام باقی رہ گئے تھے

۳۱۵۱- عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا پناجیہ الوداع میں۔

باب: نحر کے دن پہلے رمی کرے پھر باقی کام

۳۱۵۲- انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں پھر اپنے فرودگاہ میں تشریف لائے منیٰ میں اترے قربانی کی پھر حجام سے کہا کہ لو اور اشارہ کیا داہنی طرف سر کے اور پھر بائیں طرف پھر لوگوں کو دینے شروع کیے (یعنی موئے مبارک اپنے)۔

۳۱۵۳- روایت کی ہم سے ابو بکر بن ابوشیبہ اور ابن نمیر اور ابو کریب نے تینوں نے کہا کہ روایت کی ہم سے حفص بن غیاث نے انھوں نے ہشام سے اسی اسناد سے۔ ابو بکر نے انہی روایات میں کہا کہ حضرت نے اشارہ فرمایا حجام سے یہاں اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے داہنی طرف اس طرح اور بانٹ دیئے بال اپنے ان لوگوں کو جو قریب تھے آپ سے۔ کہا راوی نے کہ پھر اشارہ کیا حجام کو بائیں طرف کے سر کا تو اس طرف کے بال موٹے تو ام سلیم کو عطا فرمائے اور ابو کریب کی روایت میں ہے کہ داہنی طرف سے شروع کیا اور ایک ایک دو دو بال بانٹ دیئے لوگوں کو پھر بائیں طرف اشارہ کیا اور ان کو بھی ایسا ہی کیا یعنی منڈایا پھر فرمایا کہ یہاں ابو طلحہ ہیں سو ان کو دیدیا۔

۳۱۵۴- انس بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور پھر آئے تو اونٹ کو ذبح کیا اور حجام

۳۱۵۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّنَةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنَّ يَرْمِي ثُمَّ يَنْحَرُ

۳۱۵۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنَى فَأَتَى الْحُمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِعِنَى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلْفِ حُدٌّ وَأَشَارَ إِلَى حَائِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ حَجَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ.

۳۱۵۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ لِلْحَلْفِ ((هَا)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْحَائِبِ الْأَيْمَنِ هَكَذَا فَقَسَمَ شَعْرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلْفِ وَإِلَى الْحَائِبِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سَلِيمٍ.

وَأَمَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَأَ بِالشَّقِّ الْأَيْمَنِ فَوَزَعَهُ الشَّعْرَةَ وَالشَّعْرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ ((هَا هُنَا أَبُو طَلْحَةَ)) فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ.

۳۱۵۴- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى حُمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ

تھ ہیں کہ اول مقام ان میں سے یہ ہے کتاب الحج میں اور یہ جگہ وہی ہے (یعنی جہاں ترجمہ میں ابراہیم کا ذکر ہے کہ وہ مسلم بن حجاج سے روایت کرتے ہیں) اور آگے اس مقام سے اول و آخر تنبیہ ہو چکی ہے۔ غرض اول اس مقام کا وہی جہاں سے ابن عمر کی روایت شروع ہوئی کہ رسول اللہ نے فرمایا رحمت کرے اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر۔

(۳۱۵۴) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اعمال حج میں سے نحر کے دن جب مزدلفہ سے لوٹ کر منیٰ میں آویں تو چار عمل ضروری تھ

بیٹھا ہوا تھا آپ نے اشارہ فرمایا سو داہنی طرف کا سر منڈایا اور ان بالوں کو تقسیم کیا ان لوگوں میں جو آپ کے نزدیک تھے پھر فرمایا کہ اب دوسری جانب مونڈو۔ سو فرمایا کہ ابو طلحہ کہاں ہیں؟ وہ بال ان کو عنایت فرمائے۔

۳۱۵۵- انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم نے جمرہ کو کنگریاں مار لیں اور قربانی کرنی اور سر منڈوایا تو آپ نے اپنی دائیں جانب آگے کی اس نے مونڈ دی تو آپ نے ابو طلحہ انصاریؓ کو بلایا اور ان کو وہ بال دے دیئے پھر آپ نے اپنی بائیں جانب آگے کی کہ اس کو مونڈو جب وہ مونڈ دی گئی تو آپ نے ابو طلحہ کو وہ بال دیئے کہ لوگوں میں تقسیم کر دو۔

باب: رمی سے پہلے ذبح جائز ہے

أَنْصَرَفَ إِلَى الْيَدَيْنِ فَحَرَّهَا وَالْحَجَّامُ خَالِسٌ وَقَالَ بِيَدِهِ عَنْ رَأْسِهِ فَحَلَقَ شِقَّةَ الْأَيْمَنِ فَحَسَمَهُ فَيَمَنُ يَلِيهِ ثُمَّ قَالَ ((اَخْلِقِ الشَّقَّ الْآخَرَ)) فَقَالَ ((أَيْنَ أَبُو طَلْحَةَ)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۳۱۵۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَجْرَةَ وَنَحَرَ نُسْكُهُ وَحَلَقَ نَاقِلَ الْحَالِقِ شِقَّةَ الْأَيْمَنِ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشَّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ اخْلِقِ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ ((أَقْسِمُ بَيْنَ النَّاسِ)).

بَابُ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ النَّحْرِ أَوْ نَحَرَ قَبْلَ

الرَّمْيِ

۳۱۵۶- عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج منیٰ کے حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے کہ لوگ آپ سے مسئلہ پوچھیں سو

۳۱۵۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو ہیں رمی جمرہ عقبہ، قربانی کا ذبح، پھر سر منڈانا یا کترانا پھر مکہ جا کر طوافِ افاضہ کرنا اور اس کے بعد سعی کرنا اگر طوافِ قدوم کے بعد نہیں کی ہے اور طوافِ قدوم کے بعد کر چکا ہے تو دوبارہ مکہ و مدینہ بدعت ہے جیسا اوپر گزر گیا اور ان چاروں عملوں کو اسی ترتیب سے بخالانا سنت ہے۔ پھر اگر کسی نے کچھ الٹ پلٹ کیا تو بھی روا ہو گیا ان صحیح حدیثوں کی رو سے جو مسلم میں بعد اس کے آویں گی اور یہی مستحب ہے کہ جب منیٰ میں آوے تو پہلے کہیں نہ جاوے بلکہ سواری ہی پر سے جمرہ عقبہ کی رمی کر کے پھر اپنی منزل میں اترے اور اسی طرح مستحب ہے کہ قربانی کا نحر اور ذبح منیٰ میں ہو اگرچہ حرم میں کہیں بھی ہو تو روا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منڈانا افضل ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے شروع کرے منڈانے والا اپنے سر کو اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا بخلاف ابو حنیفہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ منڈانے والا بائیں طرف سے پہلے منڈائے اور قول ان کا چونکہ خلاف روایات مذکورہ ہے اس لیے مردود ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور یہی صحیح ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے موئے مبارک متبرک ہیں اور ان کو رکھنا جائز ہے مگر بسند متصل معلوم ہوا کہ یہ آپ ہی کے بال ہیں اور یہ جو لوگ اس زمانہ میں موئے مبارک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ ان کی سند متصل تو کیا منقطع بھی بلکہ معطل بھی نہیں تو کیا ضعیف بھی نہیں۔ پس غیر نبی کے بالوں کو نبی کے بال جاننا حق کا وبال مول لینا ہے اور گویا غیر نبی کو نبی کے برابر اپنی میزان خرد میں تول لینا ہے۔ وما هذا الا ضلال بعید اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ حجام کون تھا اور اس کا نام کیا تھا جس نے رسول اللہ کی خدمت مبارک کی حجۃ الوداع میں توحیح اور مشہور تو یہ ہے کہ یہ عمر بن عبد اللہ عدوی ہیں اور بخاری میں بھی یہی ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ عمر بن عبد اللہ ہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ خراش بن امیہ بن ربیعہ کلبی ہیں بضم کاف کہ منسوب ہیں کلیب بن حبشیہ کی طرف۔ (نووی)

ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے نہ جانا اور سر منڈایا اونٹ نحر کرنے سے پہلے تو آپ نے فرمایا اب اونٹ نحر کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نہ جانا اور قربانی ذبح کر لی کنگر مارنے سے پہلے تو آپ نے فرمایا اب کنگر مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں۔ عرض آپ سے جس عمل کی تقدیم و تاخیر کو پوچھا یہی فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں اب کر لو۔

۳۱۵۷- عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے کہ رسول اللہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے رہے اور لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک نے کہا یا رسول اللہ! میں نے نہ جانا کہ رمی نحر کے قبل ضروری ہے اور میں نے نحر کر لیاری سے پہلے۔ سو آپ نے فرمایا کہ اب رمی کر لو اور کچھ مضائقہ نہیں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے نہ جانا کہ نحر قبل حلق کے ہے اور حلق کر لیا قبل نحر کے تو آپ فرماتے تھے کہ اب نحر کر لو اور کچھ حرج نہیں ہے۔ راوی نے کہا میں نے بھی سنا کہ جس نے اس دن آپ سے کوئی ایسا کام پوچھا کہ جسے انسان بھول جاتا ہے اور آگے پیچھے کر لیتا ہے اور اس کی مانند تو آپ نے یہی فرمایا کہ اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ کہا امام مسلم نے اور روایت کی ہم سے حسن حلوانی نے ان سے یعقوب نے ان سے ان کے باپ نے ان سے صالح نے ان سے ابن شہاب نے مثل حدیث یونس کی جو زہری سے مروی ہو چکی آخر تک۔

۳۱۵۸- مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

۳۱۵۹- عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی نے نحر کے دن خطبہ پڑھا اور ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! آگے وہی مضمون ہے جو اوپر کی روایتوں میں کئی بار گزرا۔ کہا مسلم نے

فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعَثَ لِلنَّاسِ بِسْأَلُونَهُ فِحَاءَ رَجُلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ ((اذْبَحْ وَلَا خَرَج)) ثُمَّ خَانَهُ رَجُلٌ آخَرَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَشْعُرْ فَتَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أُرْمِيَ فَقَالَ ((اِرْمِ وَلَا خَرَج)) قَالَ فَمَا سَبَّلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَ وَلَا أُخَّرَ إِلَّا قَالَ ((افْعَلْ وَلَا خَرَج))

۳۱۵۷- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاجِلَيْهِ فَطَفِقَ نَاسٌ بِسْأَلُونَهُ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنْ الرَّمِي قَبْلَ النَّحْرِ فَتَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَارِمِ وَلَا خَرَج)) قَالَ وَطَفِقَ آخَرُ يَقُولُ إِنِّي لَمْ أَشْعُرُ أَنْ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَيَقُولُ ((اَنْحَرِ وَلَا خَرَج)) قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((افْعَلُوا ذَلِكَ وَلَا خَرَج))

۳۱۵۸- حَدَّثَنَا حَسَنُ الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ إِلَى آخِرِهِ.

۳۱۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبَّأَنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ مَا

اور روایت کی ہم سے یہی حدیث عبد بن حمید نے ان سے محمد بن بکر نے اور کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے سعید بن یحییٰ اموی نے ان سے ان کے باپ نے اور سب نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے مگر ابن بکر کی روایت مثل روایت عیسیٰ کی ہے مگر قول ان کا کہ یہ تین چیزیں (یعنی رمی اور نحر اور حلق) یہ مذکور نہیں۔ اور یحییٰ کی روایت میں یوں ہے کہ ایک نے کہا حلق کیا میں نے قبل نحر کے اور نحر کی قبل رمی کے اور اسی کی مانند۔

۳۱۶۰- چند الفاظ کے اختلاف سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۱۶۱- عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا قربانی کر کوئی حرج نہیں۔ کہا کہ میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رمی کر اور کوئی حرج نہیں۔ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۱۶۲- عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ کو اور ان کے پاس ایک شخص آیا نحر کے دن اور جمرہ کے پاس آپ کھڑے

كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ آخِرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنْ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ قَالَ ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ))۔

۳۱۶۰- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكِرَوَايَةِ عَيْسَىٰ إِلَّا قَوْلَهُ لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ وَأَمَّا يَحْيَى الْأَمَوِيُّ فَقِي رِوَايَتِهِ خَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أُرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذَلِكَ.

۳۱۶۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ خَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أُذْبِحَ قَالَ ((فَادْبِغْ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُرْمِيَ قَالَ ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ))۔

۳۱۶۲- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَاقَةٍ بَيْنِي فَجَاءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عَيْنَةَ.

۳۱۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَيْسَىٰ

(۳۱۶۳) نحر کے دن چار کام ہیں اول رمی جمرہ عقبہ کی پھر ذبح پھر طواف افاضہ اور سنت یہی ہے کہ یہ چاروں کام اسی ترتیب سے جہالائے اور یہی مذہب ہے سلف کا اور شافعیہ کا اور دلیل ان کی یہی روایات ہیں اور ان کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان میں آگے پیچھے کیا کسی کام کو تو روا ہے اور اس پر فدیہ نہیں اور نہ قربانی ہے اور ابو حنیفہ اور مالک اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور فضلی اور قتادہ کا قول ہے کہ اس پر قربانی لازم ہے (اور ایک قول شاذ ابن عباس کا بھی ایسا ہی ہے مگر ان سب پر روایات باب حجت ہیں اور ظاہر اس لفظ سے جو حضرت نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نہ گناہ ہے نہ اور کوئی چیز واجب ہے قربانی وغیرہ سے اور اگر کچھ واجب ہوتا تو آپ یہاں بیان لفظ

ہوئے تھے سو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے سر منڈایا کنکریاں مارنے سے پہلے۔ آپ نے فرمایا اب کنکریاں مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں اور دوسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے۔ آپ نے فرمایا اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں اور تیسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا رمی سے پہلے۔ آپ نے فرمایا اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ راوی نے کہا اس دن حضرت سے جو چیز پوچھی کہ آگے پیچھے ہو گئی آپ نے فرمایا اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔

بِرِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَقِفٌ عِنْدَ الْحُمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أُرْمِيَ فَقَالَ ((اِرْمِ وَلَا حَرَجَ)) وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُرْمِيَ قَالَ ((اِرْمِ وَلَا حَرَجَ)) وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أُرْمِيَ قَالَ ((اِرْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ فَمَا رَأَيْتُهُ سَأَلَ يَوْمَئِذٍ عَنِ شَيْءٍ إِنَّا قَالُ ((افْعَلُوا وَلَا حَرَجَ))

۳۱۶۳- ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے قربانی، حلق، رمی کے آگے پیچھے ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

۳۱۶۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأخِيرِ فَقَالَ ((لَا حَرَجَ))

باب: طواف افاضہ نحر کے دن بجالانا

بَابِ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

مستحب ہے

النحر

۳۱۶۵- نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کیا نحر کے دن اور لوٹے اور ظہر منیٰ میں پڑھی۔ نافع نے کہا ابن عمرؓ طواف افاضہ کرتے تھے نحر کے دن اور پھر لوٹ کر منیٰ میں ظہر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۳۱۶۵- عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِنَبِيِّ قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِنَبِيِّ وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ

تجہ فرمائیے اور اس پر تو اجماع ہے کہ عامد اور بھولنے والا اس میں برابر ہے۔ پھر جن کے نزدیک قربانی واجب ہے اور جن کے نزدیک نہیں تو دونوں پر نہیں اور اتنا فرق ہے کہ قصد کرنے والا خلاف سنت سے گنہگار ہوتا ہے اور بھولنے والا نہیں ہوتا اور یہ جو وارد ہوا کہ آپ اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے رہے جیسا کہ عبد اللہ کی روایت میں اوپر مذکور ہوا اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت سواری پر بیٹھنا روا ہے اگرچہ کہیں جانا منظور نہ ہو اور خطبہ پڑھا آپ نے نحر کے دن اور خطبہ حج کے شافعیہ کے نزدیک چار ہیں اول مکہ میں کعبہ کے نزدیک ساتویں تاریخ کو ذی الحجہ کی۔ دوسرا نمرہ میں عرفہ کے دن۔ تیسرا منیٰ میں نحر کے دن۔ چوتھا پھر منیٰ میں ایام تشریق کے دوسرے دن میں اور یہ سب ایک ہی ایک خطبے ہیں اور بعد نماز ظہر کے سو اس خطبہ کے جو نمرہ میں ہے کہ وہ دو خطبے ہیں اور قبل صلوٰۃ ظہر کے ہیں اور بعد زوال کے اور دلائل ان کے میں نے احادیث صحیحہ سے شرح مہذب میں بیان کئے ہیں ایسا ہی کہا نو دینی نے شرح صحیح مسلم میں۔

(۳۱۶۵) اس سے معلوم ہوا کہ طواف افاضہ نحر کے دن اول روز میں کر لینا مستحب ہے۔

باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر

۳۱۶۶- عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أُخْبِرُنِي عَنْ شَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ النَّزْوَةِ قَالَ بَعَثَنِي قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى انْعَصَرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ أَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ أَمْرًاؤُك

۳۱۶۷- عَنْ بَنِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ.

۳۱۶۸- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى النَّحْصِيْبَ سَنَةً وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَحْصَبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْحَلْفَاءُ نَعْدَهُ.

۳۱۶۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسَنَةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَعَ لِحُرُوجِهِ إِذَا خَرَجَ.

۳۱۷۰- عَنْ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۳۱۷۱- عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذَلِكَ وَقَالَتْ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا أَسْمَعَ لِحُرُوجِهِ.

۳۱۷۲- عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ

باب: کوچ کے دن محصب میں اترنا مستحب ہے

۳۱۶۶- عبدالعزیز، رفیع کے فرزند نے کہا کہ پوچھا میں نے انس بن مالک سے کہ خبر دو مجھے جو تم نے یاد رکھا ہو کہ رسول اللہ نے ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ) نماز ظہر کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا منیٰ میں۔ پھر میں نے کہا نماز عصر کہاں پڑھی کوچ کے دن؟ کہا بلخ میں۔ پھر کہا کروتم جیسا کرتے ہیں تمہارے حکم لوگ۔

۳۱۶۷- عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اور ابو بکر و عمر بلخ میں اترتے تھے۔

۳۱۶۸- نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ وہ محصب میں اترنے کو سنت جانتے تھے اور ظہر وہیں پڑھتے تھے نحر کے دن کی۔ نافع نے کہا کہ محصب میں اترے ہیں رسول اللہ اور آپ کے بعد اترے ہیں تلیفہ آپ کے۔

۳۱۶۹- عائشہ نے فرمایا کہ محصب میں اترنا کچھ واجب نہیں اور جناب رسول خدا تو صرف اس لیے وہاں اترے ہیں کہ وہاں سے لکنا آسان تھا جب مکہ سے آپ نکلے۔

۳۱۷۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۱۷۱- سالم نے کہا کہ ابو بکر و عمر اور ابن عمر بلخ میں اترتے تھے۔ زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی جناب عائشہ صدیقہ سے کہ وہ نہیں وہاں اترتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو وہاں اترتے تھے تو اس لیے کہ وہاں سے روانہ ہو جانا مکہ سے آسان تھا۔

۳۱۷۲- عطاء نے کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ محصب میں اترنا

(۳۱۶۷) ☆ اسی ہی ہے جسے محصب کہتے ہیں۔

کچھ سنت و واجب نہیں وہ تو ایک منزل سے کہ وہاں رسول اللہ ﷺ اترے ہیں۔

۳۱۷۳- سلیمان بن یسار نے روایت کی کہ ابو رافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم نہیں کیا تھا کہ میں اتروں اٹھ میں جب آپ منیٰ سے نکلے مگر میں آیا اور میں نے وہاں قبہ لگا دیا پھر آپ آئے اور وہاں اتر پڑے۔ ابو بکر کی روایت میں صالح سے یوں ہے کہ انھوں نے کہا میں نے سلیمان بن یسار سے اور قتیبہ کی روایت میں ہے کہ ابو رافع نے کہا اور ابو رافع رسول اللہ ﷺ کے سامان پر مقرر تھے۔

۳۱۷۴- ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کل ہم خدا چاہے گا تو خیف بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی آپس میں۔

۳۱۷۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منیٰ میں کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی اور کیفیت اس کی یہ تھی کہ قریش نے اور بنی کنانہ نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے یعنی ان کے قبیلوں سے نہ نکاح کریں نہ خرید و فروخت کریں جب تک وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کر دیں اور مراد خیف بنی کنانہ سے محص ہے (تفصیل اس کے آگے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

۳۱۷۶- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا کہ اگر

التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۷۳- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَمْ يَأْمُرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَ الْأَيْطَاحَ حِينَ خَرَجَ مِنْ مَنَىٰ وَلَكِنِّي جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيهِ قَبْتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَةٍ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَفِي رِوَايَةٍ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ عَلِيٌّ تَقْلِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۱۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((نَزَلْنَا عَدَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).

۳۱۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَنَحْنُ بِمَنَىٰ نَحْنُ نَازِلُونَ عَدَا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)) وَذَلِكَ إِذْ قُرَيْشٌ وَبَنِي كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَلِبِ أَنْ لَا يُبَايَعُوهُمْ وَلَا يُبَايَعُوهُمْ حَتَّىٰ يُسَلِّمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُحْصَبِ.

۳۱۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

(۳۱۷۶) غرض یہ محص میں اترا اس میں اختلاف تھا صحابہ کا، کوئی اس کو منزل اتفاقی کہتے تھے اور یہاں اترا مسنون نہ جانتے تھے اور کوئی اسے اقتدائے رسول جان کر مستحب ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ امام شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک مستحب ہے بنظر اقتدائے رسول اللہ و پیروی خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین مگر اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو اس پر کچھ الزام نہیں اور مستحب ہے کہ وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھے اور کچھ رات تک ظہر سے یا ساری رات بنظر اقتدائے رسول اللہ اور محص اور اٹھ اور صبح اور بظہار اور خیف بنی کنانہ یہ سب نام ایک ہی مقام کے ہیں۔ اور اصل میں خیف اس زمین کو کہتے ہیں جو قریب میں واقع ہے پہاڑ کے دامن میں اور وہاں سے مدینہ منورہ لڑھ

خدا نے چاہا اور فتح دی تو منزل ہماری خیف ہے جہاں قسم کھائی انھوں نے یعنی کافروں نے کفر پر۔

باب: ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا واجب ہے

مَنْ لَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ ((إِذَا فَتَحَ اللَّهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ))

بَابُ وَجُوبِ الْمَيْتِ بِمَنَى لَيْلِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَالتَّرْخِيسِ فِي تَرْكِهِ لِأَهْلِ السَّقَايَةِ

۳۱۷۷- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ عباسؓ نے اجازت مانگی رسول اللہؐ سے کہ رات کو منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہیں اس لیے کہ ان کے حصے زمرم پلانے کی خدمت تھی۔

۳۱۷۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيْلِي مَنَى مِنْ أَهْلِ سِقَايَتِهِ فَأُذِنَ لَهُ.

تین کا سیدھا راستہ ہے اسی لیے کہا کہ وہاں سے نکلنا آسان ہے اور حضرتؐ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں اتریں گے اس لیے کہ اللہ پاک کا حکم ہے کہ ولا نقولن لشيء اني فاعل ذلك غداً الا ان يشاء الله یعنی نہ کہنا کسی کو کہ کل میں اس کو کروں گا مگر یوں کہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور کفار نے جب حضرتؐ مکہ معظمہ میں تھے آپس میں قسم کھائی کہ رسول اللہؐ کو اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو مکہ سے نکال دیں اسی خیف بنی کنانہ کی گھاٹی میں اور آپس میں ایک اقرار نامہ لکھا اور طرح طرح کی لغویات اس میں تحریر کیں اور قطع رحم اور کفر پر کمر باندھی اور اس اقرار نامہ کو کعب میں لٹکادیا۔ اللہ پاک نے ایک دیکھ کو مقرر کیا کہ وہ سارا کاغذ کھاگئی صرف اللہ اور رسول کا نام اس میں رہ گیا اور جبرئیل نے رسول اللہؐ کو خبر دی اور آپ نے اپنے چچا ابوطالب کو خبر دی اور وہ ان کافروں کے پاس آئے اور یہ امر ظاہر کیا پھر انھوں نے وہ کاغذ نکال کر دیکھا اور ویسا ہی پایا۔ چنانچہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وہاں اترنا آپ کا شکر الہی کے ارادہ سے تھا کہ اس نعمت کا شکر بجالاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو ظاہر کیا اور عاجزوں کو غالب اور کافروں کو مغلوب فرمایا ایسا ہی کہا نوٹی نے۔

(۳۱۷۷) اس روایت سے دو مسئلے معلوم ہوئے اول یہ کہ منیٰ کی راتوں میں رات کو منیٰ ہی میں رہنا ضروری ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے کہ سنت ہے۔ امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ واجب ہے اور مالک اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے اور اسی کے قائل ہیں ابن عباسؓ اور حسن اور ابو حنیفہ۔ غرض جس نے واجب کہا ہے اس نے کہا ہے کہ اس کے ترک پر قربانی واجب ہوتی ہے اور جس نے سنت کہا ہے وہ تارک کے لیے قربانی مستحب کہتا ہے۔ اور کس قدر وہاں رہنا واجب ہے اس میں اختلاف ہے امام شافعی کے دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ اکثر رات میں رہنا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک ساعت ہر رات میں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ زمرم پلاتے ہیں ان کو شب کو منیٰ میں رہنا ضروری نہیں بلکہ ان کو ضروری ہے کہ مکہ میں جاویں اور رات کو زمرم پلاویں اور حوضوں میں پانی بھریں کہ پینے والے فراغت سے ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک یہ اولاد عباسؓ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو زمرم پلانے والا ہو اس کو رخصت ہے کہ منیٰ میں نہ رہے اور اسی طرح جو تینا شخص زمرم پلانے کا التزام کرے اس کو بھی رخصت ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ رخصت خاص آل عباسؓ کو ہے بعضوں نے کہا خاص عباسؓ کو تھی اور بعضوں نے کہ بنی عباسؓ اور بنی ہاشم کو خاص ہے۔ غرض یہ چار قول ہیں اصحاب شافعیہ کے اور صحیح ان میں یہاں قول ہے اور پانی پلانا خاص حق ہے آل عباسؓ کا اس لیے کہ ایام جاہلیت میں یہ خدمت خاص تھی عباسؓ کو اور آنحضرتؐ نے انہی کے لیے قرار دی اور ہمیشہ ان کے واسطے ہے نوٹی نے ایسا ہی کہا ہے۔

۳۱۷۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

باب: حج میں پانی پلانے کی فضیلت اور اس سے
دینے کی فضیلت

۱۹۷۹- عبد اللہ مزنی فرزند بکر نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کعبہ کے نزدیک کہ ایک گاؤں کا آدمی آیا اور اس نے کہا کیا سبب ہے کہ میں تمہارے چچا کی اولاد کو دیکھتا ہوں کہ وہ شہد کا شربت اور دودھ پلاتے ہیں اور تم کھجور کا شربت پلاتے ہو کیا تم نے محتاجی کے سبب سے اسے اختیار کیا ہے یا بخیلی کی وجہ سے؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ الحمد للہ نہ ہم کو محتاجی ہے نہ بخیلی اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی تشریف لائے اپنی اونٹنی پر اور ان کے پیچھے اسامہ تھے اور آپ نے پانی مانگا سو ہم ایک پیالہ کھجور کے شربت کالائے اور آپ نے پیا اور اس میں سے جو بچا وہ اسامہ کو پلایا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب اچھا کام کیا اور ایسا ہی کیا کرو۔ سو ہم اس کو بدلنا نہیں چاہتے جس کا حکم رسول اللہؐ دے چکے ہیں۔

باب: قربانی کا گوشت کھال وغیرہ سب
صدقہ کر دو

۳۱۸۰- حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا ہوں اور ان کا گوشت اور کھالیں اور جھولیں خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مزدوری قصاب کی ہم اپنے پاس سے دیں گے۔

۳۱۷۸- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ حُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِنْهُ
بَابُ فَضْلِ الْقِيَامِ بِالسَّقَايَةِ وَالشَّاءِ عَلَيَّ أَهْلِهَا وَتَسْتَحْيَابِ الشَّرْبِ مِنْهَا

۳۱۷۹- عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَزِيِّ قَالَ كُنْتُ خَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَأَتَانَهُ أُعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَا لِي أَرَى بَنِي عَمَّكُمْ يَسْتَقُونَ الْغَسْلَ وَاللَّيْنَ وَأَنْتُمْ تَسْتَقُونَ النَّبِيذَ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُحْلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُحْلِ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ رَاجِلِيَّةً وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْنَاهُ بِبِئَانٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ وَسَقَى فَضَلُّهُ أُسَامَةُ وَقَالَ ((أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوا)) فَلَا تُرِيدُ تَغْيِيرَ مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب في الصدقة بلحوم الهدى
وجلودها وجلالها

۳۱۸۰- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَمْرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَيَّ بُذْيِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجْلِيَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْحَزَارَ مِنْهَا قَالَ ((نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا))

(۳۱۷۹) ☆ اس حدیث سے فضیلت پلانے کی ثابت ہوئی اور پلانے والوں کی تعریف نکلی اور آخر میں جو ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ ہم بدلنا نہیں چاہتے اس سے ثابت ہوا اصل مذہب صحابہ کا کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تغیر کریں کسی امر میں خواہ تغیر صفات کا ہو۔ مثلاً کسی طاعت کے اعداد یا اوقات یا تعینات میں تغیر کریں یا کسی عبادت کے کاموں میں کوئی صفت اپنی طرف سے بڑھادیں یا گھٹادیں کہ یہ سب مجملہ احداث ہیں اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور طریقہ ہے جماعت صحابہ کا اور اس سے رد ہو گئے تمام امور محدث اور امر و نواہی مبتدعہ و ذلک المقصود۔

- ۳۱۸۱- عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْحِزْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.
- ۳۱۸۲- عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا أَحْرُ الْحَازِرِ.
- ۳۱۸۳- عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَحْبَرَهُ أَنَّ لَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُذْنِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُذْنَهُ كُلَّهَا لِحُومِهَا وَخُلُودِهَا وَجِلَالِهَا فِي الْمَسَاكِينِ وَلَا يُعْطِي فِي حِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا.
- ۳۱۸۴- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَحْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِمِثْلِهِ.
- ۳۱۸۱- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔
- ۳۱۸۲- حضرت علیؑ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں قصاب کی مزدور کا ذکر نہیں ہے۔
- ۳۱۸۳- حضرت علی بن ابوطالب سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ان کو حکم دیا کہ کھڑے ہوں وہ آپ کی قربانی کے اونٹوں پر اور حکم دیا ان کو کہ سارا گوشت اور جھولیں خیرات کر دیں مسکینوں کو اور قصاب کی مزدوری اس میں سے کچھ نہ دیں۔
- ۳۱۸۴- ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَابِ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ

- ۳۱۸۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْمُحَدَّثِيَّةِ الْبُدْنَةَ عَنْ سَبْعَةِ وَالْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةِ.
- ۳۱۸۶- عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَحْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
- ۳۱۸۵- جابرؓ نے کہا کہ نحر کیا ہم نے رسول اللہ کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور بیل سات آدمیوں کی طرف سے۔
- ۳۱۸۶- جابرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ

(۳۱۸۳) بد نہ کا استعمال اکثر حدیث اور کتب فقہ میں اونٹ پر آتا ہے مگر اہل لغت نے گائے اور بکری پر بھی اطلاق کیا ہے۔ اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے اول معلوم ہوا کہ قربانی کالے جانا مستحب ہے۔ دوسرے اس کے ذبح اور نحر کے لیے کسی کو نائب کرنا درست ہے۔ تیسرے خود نحر و ذبح کرنا مستحب ہے۔ چوتھے گوشت اور کھال اور جھول سب تقسیم و خیرات کرنا ضروری ہے۔ پانچویں اجرت قصاب کی اس میں سے نہ دینا چاہیے۔ چھٹے ثابت ہوئے کہ اجرت قصاب کی حلال اور درست ہے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ فروخت کرنا کھال کا درست نہیں نہ گوشت وغیرہ کا اور نہ اس سے گھر میں نفع لینا خواہ وہ قربانی واجب ہو یا مستحب۔ اور یہی قول ہے عطاء اور نخعی اور مالک اور احمد اور اہل حق کا۔ اور ابن منذر ابن عمر اور اہل حق اور احمد سے راوی ہیں کہ اس میں کچھ حرج نہیں کہ کھال اس کی بیچ ڈالیں اور اس کی قیمت خیرات کر دیں اور ابو ثور نے بھی اجازت دی ہے بیچنے کی اور نخعی اور اوزاعی نے بھی کہا ہے کہ اس کے عوض میں کچھ مضائقہ نہیں اگر چھلنی اور سوپ اور ترازو وغیرہ خرید لیں اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اجرت جزار میں کھال دینا روا ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور یہ قول حسن بصری خلاف حدیث ہے اس لیے مردود ہے۔ اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جھول ڈالنا خاص اونٹ پر ہے اور سنت ہے اور سلف سے مروی ہے اور مالک اور شافعی وغیرہ نے کہا ہے کہ بعد کوہان چیرنے کے جھول ڈالی جائے کہ خون میں نہ بھرے اور کہا ہے قیمت جھول کی بھی اونٹ کی حیثیت کے موافق ہو یعنی جیسی قیمت کا قربانی کا اونٹ ہو اس کے مناسب جھول بھی ہو۔ جیسے مثل مشہور ہے شملہ بمقدار علم۔

کر نکلے اور آپ نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہو جاویں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی ہم میں کے۔

۳۱۸۷- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہم نے اونٹ اور گائے کو سات افراد کی طرف سے ذبح کیا۔

۳۱۸۸- جابر نے کہا شریک ہوئے ہم ساتھ رسول اللہ کے حج اور عمرہ میں سات سات آدمی ایک بدنہ میں۔ ایک شخص نے جابر سے کہا کہ کیا بدنہ میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے جزور میں ہوتے ہیں؟ تو جابر نے کہا کہ بدنہ اور جزور تو ایک ہی چیز ہے (یعنی دونوں اونٹ کو کہتے ہیں) اور حاضر ہوئے جابر حدیبیہ میں تو انھوں نے کہا کہ نحر کیے ہم نے ستر اونٹ اور ہر اونٹ میں سات آدمی شریک تھے۔

۳۱۸۹- جابر بن عبد اللہ بیان کرتے تھے نبی کے حج کو تو کہا کہ حکم کیا ہم کو آپ نے کہ جب ہم احرام کھول ڈالیں تو قربانی کر لیں اور چند آدمی ہم میں سے ایک ایک قربانی میں شریک ہو جائیں اور یہ جب ہوا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں احرام حج کا عمرہ کروا کے کھلوادیا تھا۔

عَلَيْهِ مَهْلِينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْبَابِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

۳۱۸۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَجَّجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَحَرْنَا الْبَعِيرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

۳۱۸۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِحَابِرٍ أَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْحَزْوَرِ قَالَ مَا هِيَ إِلَّا مِنَ الْبَدَنِ وَحَصَرَ حَابِرٌ الْحُدَيْبِيَّةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ.

۳۱۸۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمَرَنَا إِذَا أَحَلَّلْنَا أَنْ نُهْدِيَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِي الْهَدْيَةِ وَذَلِكَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحْلُوا مِنْ حَجَّتِهِمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

(۳۱۸۹) ان حدیثوں سے شراکت قربانی میں ثابت ہوئی اور اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذہب شافعی یہی ہے کہ شراکت روا ہے خواہ قربانی واجب ہو خواہ مستحب اور برابر ہے کہ بعض شریکوں پر واجب ہو اور بعض کی نیت صرف قرب الہی ہو اور بعض صرف گوشت کھانے کا ارادہ رکھتے ہوں غرض سب کی شراکت درست ہے اور دلیل ان کی یہی حدیثیں ہیں اور امام احمد اور جہور اور داؤد ظاہری کا قول کہ شراکت بدی تطوع میں روا ہے نہ کہ واجب میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور مالکیہ نے کہا کہ مطلق شراکت روا نہیں مگر یہ قول بالکل خلاف احادیث صحیح ہے۔ لہذا سموع نہیں اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ شراکت جب درست ہے کہ سب کی نیت تقرب الی اللہ کی ہو اور نہیں تو نہیں (یعنی کوئی گوشت کھانے کی نیت اس میں نہ رکھتا ہو)۔ اور شراکت بکری میں جائز نہیں ہے اس میں سب کا اتفاق ہے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور ہر ایک جانور ان میں سے گویا سات بکریوں کے برابر ہے یہاں تک کہ اگر کسی پر سات قربانیاں ہوں تو ایک اونٹ کرنا اس کو سب سے کافی ہو جاوے گا۔ اور جابر کی اخیر روایت سے معلوم ہوا کہ محتج پر قربانی واجب ہے اور واجب قربانی میں بھی شراکت درست ہے اور اس سے امام مالک کا قول اور داؤد ظاہریہ وغیرہ کا رد ہو گیا۔ اور اسی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کی قربانی بعد عمرہ کے ذبح کر ڈالے اور قبل احرام حج کے اور اس میں اختلاف بھی ہے مگر صحیح یہی ہے کہ بعد عمرہ کے ذبح کرے۔

۳۱۹۰- جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تمتع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تو ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو جاتے تھے۔

۳۱۹۱- جابر نے کہا رسول اللہ نے جناب عائشہ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی نحر کے دن۔

۳۱۹۲- جابر سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ نے اپنی سب بیویوں کی طرف سے قربانی کی اور ابن بکر کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اپنے حج میں۔

باب: اونٹ کو بندھا کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے
۳۱۹۳- زیاد نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کرتا ہے تو کہا کہ اس کو اٹھا لو اور پیر باندھ دو اور نحر کرو یہ سنت ہے تمہارے نبی ﷺ کی۔

باب: قربانی کو حرم محترم میں بھیجنا مستحب ہے
۳۱۹۴- حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ مدینہ سے قربانی روانہ کر دیتے تھے اور میں ان کے گلوں کے ہار بٹ دیا کرتی تھی پھر وہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کیا کرتے تھے جیسے محرم پرہیز کیا کرتا ہے۔

۳۱۹۵- ابن شہاب سے وہی مضمون مروی ہوا۔
۳۱۹۶- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے آپ کو دیکھتی ہوں کہ میں بنا کرتی تھی رسول اللہ کی قربانیوں کے ہار۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرل۔

۳۱۹۷- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ کی

۳۱۹۰- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتُّعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ فَتَذْبَحُ الْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْرِكُ فِيهَا.

۳۱۹۱- عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ.

۳۱۹۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقْرَةَ فِي حَجَّتِهِ.

بَابُ نَحْرِ الْبُذْنِ قِيَامًا مُقَيَّدَةً
۳۱۹۳- عَنْ زِيَادِ بْنِ حَبِيبٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلِيَّ رَجُلًا وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةَ فَقَالَ ابْنُهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

بَابُ اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ
۳۱۹۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِي مِنَ الْمَابِيَةِ فَأَقْبَلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَحْتَبِبُ شَيْئًا مِمَّا يَحْتَبِبُ الْمُحْرِمُ.

۳۱۹۵- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.
۳۱۹۶- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيَّ أَقْبَلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَرُوهُ.

۳۱۹۷- عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ كُنْتُ أَقْبَلُ قَلَائِدَ

(۳۱۹۳) اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کا یا یاں پیر اس کے آگے کا باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرنا سنت ہے کہ وہ تین پیروں پر کھڑا ہو اور پیر اور بکری کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیے اور تین پیر گائے کے بھی باندھ دینے چاہیے اور ایک داہنا کھلا رہے اور یہی مذہب ہے شافعی کا کہ اونٹ کھڑے کر کے نحر کریں اور مالک اور احمد اور جمہور کا اور ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک کھڑے بیٹھے دونوں برابر ہے اور یہ خلاف احادیث ہے لہذا مردود ہے۔

قربانیوں کے ہار بنا کرتی تھی اپنے ہاتھوں سے پھر آپ کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے۔

۳۱۹۸- عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے ہاتھوں سے نبی اکرمؐ کے اونٹوں کے ہار بنا کرتی تھی پھر آپ ان کے کوبانوں کو چیرا لگاتے پھر ہار ڈالتے اور بیت اللہ کی طرف بھیجتے۔ پھر آپ خود مدینہ میں قیام کرتے تو آپ پر کوئی چیز جو پہلے حلال تھی حرام نہ ہوتی۔

۳۱۹۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے روایت کی گئی ہے۔

۳۲۰۰- ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ میں نے ہار بنے ہیں اون سے جو رکھی ہوئی تھی ہمارے پاس اور رسول اللہؐ ہمارے درمیان حلال رہے (یعنی قربانی بھیج کر) اور اپنی بیبیوں سے صحبت کرتے تھے جیسے حلال لوگ کرتے ہیں (یعنی جن کو احرام نہیں ہوتا)۔

۳۲۰۱- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے کو دیکھ چکی ہوں کہ بنتی تھی ہار رسول اللہؐ کی قربانی کی بکریوں کے لیے اور آپ ان کو بھیج کر پھر حلال رہتے تھے (یعنی محرم نہ ہوتے تھے)۔

۳۲۰۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔

۳۲۰۳- جناب عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے ایک بار بکریاں روانہ کیں بیت اللہ کو اور ان کے گلے میں ہار ڈالا۔

۳۲۰۴- حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ہم بکریوں کی گردنوں میں ہار ڈالتے اور ان کو روانہ کر دیتے اور نبی اکرمؐ حلال ہی رہتے وہ کسی چیز کو اپنے پر حرام نہیں کرتے تھے۔

۳۲۰۵- عمرہ عبدالرحمن کی بیٹی نے کہا کہ ابن زیاد نے جناب عائشہؓ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبدالرحمن بن عباس رضی اللہ عنہما

هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي هَاتِيْنِ ثُمَّ لَا يَغْتَرُّ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ.

۳۱۹۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَنْتُ قَلْبًا بِيَدِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرَّمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

۳۱۹۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ أَقْبَلَ قَلْبَهَا بِيَدِي ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ.

۳۲۰۰- عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَنَا فَلَنْتُ بِلَكَ الْقَلْبَاءِ مِنْ عَيْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

۳۲۰۱- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتِي أَقْبَلَ الْقَلْبَاءَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يَقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

۳۲۰۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَبَّمَا فَلَنْتُ الْقَلْبَاءَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقْلُدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يَقِيمُ لَا يَحْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَحْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۳۲۰۳- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَدَهَا.

۳۲۰۴- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَقْلُدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

۳۲۰۵- عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زَيْدٍ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ

کہتے ہیں کہ جس نے قربانی بھیجی اس پر حرام ہو چکیں وہ چیزیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ قربانی ذبح نہ ہو اور میں نے قربانی روانہ کی ہے سو جو حکم ہو مجھے لکھو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ابن عباس نے جیسا کہا ویسا نہیں ہے میں نے خود بٹے ہیں ہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے اور آپ نے ان کے گلے میں ڈال کر میرے باپ کے ساتھ قربانی روانہ کر دی اور کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی اس کے ذبح تک جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھی۔

۳۲۰۶- مسروق نے کہا کہ میں نے جناب عائشہؓ سے سنا کہ وہ پردے کی آڑ میں دستک دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں بنا کرتی تھی ہار قربانی کے اپنے ہاتھوں سے اور جناب رسول اللہ ان کو روانہ کر دیتے تھے اور پھر اس کے ذبح تک کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے تھے۔

۳۲۰۷- اس سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتی ہیں۔

باب: قربانی کے اونٹ پر بوقت ضرورت سوار ہونا جائز ہے

۳۲۰۸- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے ایک شخص دیکھا کہ قربانی کا اونٹ کھینچ رہا ہے آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا۔ اس نے

اللہ بن عباس قال من أهدى هدثا بحرّم عليه ما بحرّم على الحاج حتى يُنحر الهدى وقد نعت بهدي فاكتمى إليّ بأمرك قالت عَمْرَةَ قَالَتْ عَابِثَةٌ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا قُلْتُ قَالَتْ هَذَا هَدْيُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي ثُمَّ قَلَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ نَعَتْ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرَمْ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْءًا أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نَجَرَ الْهَدْيُ.

۳۲۰۶- عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُولُ كُنْتُ أُنْفِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي ثُمَّ يَنْعَتُ بِهَا وَمَا يُمَسِّكُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا يُمَسِّكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ.

۳۲۰۷- عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهَدَّاةِ لِمَنْ أَحْتَاجَ إِلَيْهَا

۳۲۰۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ((اُرْكَبْهَا)) قَالَ

(۳۲۰۶) ان سب روایتوں سے کئی مسئلے معلوم ہو گئے۔ (۱) قربانی بھیجنا حرام میں مستحب ہے۔ (۲) جو خود نہ جا سکے دوسرے کے ہاتھ روانہ کر دے۔ (۳) قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور کوہان کو چیرنا مستحب ہے۔ (۴) ہار ڈالنا بکری اور اونٹ اور گائے سب میں مستحب ہے۔ (۵) ہار بنا مستحب ہے۔ (۶) جو قربانی روانہ کرے محروم نہیں ہوتا کافہ علماء کے نزدیک اور یہی مذہب صحیح ہے اور جس نے خلاف کیا اس کا قول بسبب مخالفت حدیث کے مسوع نہیں۔ (۷) مالک اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ہار ڈالنا صرف اونٹ اور گائے میں مستحب ہے اور تخصیص بھی حضرت عائشہ کی روایت سے باطل ہے کہ اس میں بکری بھی مذکور ہے۔ (۸) اور ابن زیاد جو روایت میں وارد ہوا ہے یہ غلطی ہے صحیح زیاد بن ابی سفیان ہے اور ایسا ہی بخاری اور مؤطا اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے اور ابن زیاد نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ (نودوی)

(۳۲۰۸) اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس پر سوار ہونا روا ہے اور شافعی کے نزدیک بغیر ضرورت روا نہیں اور اس سے

عرض کی قربانی کا ہے۔ آپ پھر فرمایا سوار ہو جا۔ اس نے پھر وہی عرض کی۔ آپ نے تیسری بار فرمایا خرابی ہو تیری سوار ہو جا۔ ۳۲۰۹- ابو اثرناذ کی روایت میں بھی وہی مضمون ہے اور اس میں ہے کہ اس اونٹ کے گلے میں ہار بھی تھا۔

۳۲۱۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی حدیثیں روایت کیں ان میں یہ بھی تھی کہ ایک شخص ایک اونٹ کو کھینچ رہا تھا جو اونٹ مقلد تھا (یعنی اس کے گلے میں ہار پڑا ہوا تھا) تو رسول اللہ نے فرمایا خرابی ہو تیری اس پر سوار ہو لے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ قربانی کا ہے۔ آپ نے فرمایا سوار ہو لے خرابی ہو تیری سوار ہو لے خرابی ہو تیری۔

۳۲۱۱- انس روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی قربانی کے اونٹ کو دکھیل رہا تھا۔ آپ نے کہا سوار ہو جا۔ اس نے کہا یہ قربانی کا ہے۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ سوار ہو جا۔ ۳۲۱۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے اختلاف سے مروی ہے۔

۳۲۱۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۱۴- جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کو پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے نبی سے سنا ہے کہ اس پر ایسی طرح سوار ہو کہ تکلیف نہ دو اور جب تمہیں ضرورت ہو اور

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ((ارْكَبْهَا وَتِلْكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّلَاثَةِ.

۳۲۰۹- عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَتِمَّا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقْلَدَةً.

۳۲۱۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ يَتِمَّا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقْلَدَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَتِلْكَ ارْكَبْهَا)) فَقَالَ بَدَنَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَتِلْكَ ارْكَبْهَا وَتِلْكَ ارْكَبْهَا))

۳۲۱۱- عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ((ارْكَبْهَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۳۲۱۲- عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَرَّ عَلِيُّ النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ ((ارْكَبْهَا)) قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ أَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ ((وَإِنْ))

۳۲۱۳- عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ مَرَّ عَلِيُّ النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۳۲۱۴- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَرَّ عَلِيُّ النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ((ارْكَبْهَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

تلك طرح سوار ہوئے کہ اسے تکلیف نہ ہو یعنی جانور کو اور یہی مقولہ ہے مالگ اور ایک جماعت کا اور دوسری روایت مالگ کی اور قول احمد اور اسحاق کا یہ ہے کہ بغیر ضرورت بھی روا ہے اور اہل ظاہر کا مذہب بھی یہی ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے اور ابو حنیفہ کا قول ہے نہایت مجبوری کے وقت روا ہے۔

لطیفہ ۱۱۱ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقلد ہونا جانوروں کا کام ہے اور حضرت نے اور صحابہ نے جو مقلد بنایا تو جانوروں کو بنایا اور حاملان حدیث کی سواریاں ہیں۔ پس واسطے ہے ان لوگوں پر جو آدمی کی صورت ہو کر مقلد بننا چاہتے ہیں۔

الْجَنَّةِ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا))

سواری نہ ملے۔

۳۲۱۵- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۱۵- عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((اِرْكَبُهَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا))

باب: جب قربانی کا جانور راہ میں چل نہ

بَاب مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ فِي

سكے تو کیا کرے

الطَّرِيقِ

۳۲۱۶- موسیٰ بن سلمہ نے کہا میں اور سان دونوں عمرے کو چلے اور سان کے ساتھ ایک قربانی کا اونٹ تھا اور اسے کہہ بیٹھے تھے اور وہ راہ میں تھک گیا اور یہ اس کا حال دیکھ کر عاجز ہوئے کہ اگر یہ بالکل رہ گیا تو اسے کیوں کراؤں گا۔ اور کہنے لگے کہ اگر میں بلدہ پہنچا تو اس کا حکم بخوبی معلوم کروں گا پھر اتنے میں پہر دن چڑھا اور ہم بطحاء میں اترے اور سان نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ابن عباس کے پاس چلو کہ ان سے ذکر کریں غرض ان سے جا کر ذکر کیا انھوں نے کہا تم نے خبردار شخص کو پایا اب سنو جناب رسول اللہ نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ روانہ کئے اور وہ چلا پھر لوٹ آیا اور پوچھا یا رسول اللہ اگر ان میں سے کوئی تھک جاوے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اسے نخر کر دو اور اس کے گلے کی جوتیاں (جوہار) میں لٹکائی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ قربانی کا جانور ہے) ان کے خون میں رنگ کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دو اور اس میں سے نہ تم کھاؤ نہ تمہارا کوئی رفیق۔

۳۲۱۶- عَنْ مُوسَى بْنِ سَلْمَةَ الْهَدْيِيِّ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلْمَةَ مُعْتَمِرِينَ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بَدَنَةٌ يَسُوقُهَا فَأَرْحَفْتُ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ فَعَيَّ بِشَأْنِهَا إِنَّ هِيَ أَبْدَعَتْ كَيْفَ يَأْتِي بِهَا فَقَالَ لَيْنُ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَأَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ تَتَحَدَّثُ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَأْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ عَلَى الْحَبِيرِ سَقَطَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتِّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَأَمْرَةٍ فِيهَا قَالَ فَمَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أَبْدَعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ ((انْحَرِّهَا ثُمَّ اصْبِغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتَيْهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رِفْقَتِكَ))

۳۲۱۷- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے روانہ کرنے کا مضمون ہے مگر اس میں اٹھارہ اونٹ مذکور ہیں اور باقی مضمون وہی ہے اور اول کا قصہ سان وغیرہ کا اس میں نہیں ہے۔

۳۲۱۷- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِسِتِّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بَيْتِلَ خَدِيبِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ.

۳۲۱۸- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذویب نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ قربانی کے اونٹ روانہ کیے اور فرمایا کہ اگر کوئی ان میں سے تھک جاوے اور مرنے کا ڈر ہو تو اس کو نحر کرنا اور اس کی جوتیاں خون میں ڈبو کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دینا اور نہ تم کھانا اور نہ تمہارا کوئی رفیق۔

۳۲۱۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُوَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُذْنِ ثُمَّ يَقُولُ ((إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيَتْ عَلَيْهِ مَوْتًا فَأَنْحَرَهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دِمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهَا صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمَهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رِفْقَتِكَ))

باب : طواف وداع کا بیان اور حائضہ سے

بَابُ وَجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ

ساقط ہونے کا بیان

عَنْ الْحَائِضِ

۳۲۱۹- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ ادھر ادھر چل پھر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک چلتے وقت طواف نہ کر لے بیت اللہ کا۔ زہیر کی روایت میں ”فی“ کا لفظ نہیں۔

۳۲۱۹- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَنْفِرُونَ أَحَدًا حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ)) قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُونَ كُلِّ وَجْهِ وَلَمْ يَقُلْ فِيهِ

۳۲۲۰- ابن عباس نے کہا کہ لوگوں کو حکم ہوا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کے پاس سے ہو کر جاویں (یعنی طواف کر کے) اور حائضہ پر تخفیف ہو گئی (یعنی طواف وداع کے لیے)۔

۳۲۲۰- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِذَا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنْ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ

۳۲۲۱- طاؤس نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا اور زید بن ثابتؓ فتویٰ دیتے تھے کہ حائضہ عورت نکلنے سے پیشتر

۳۲۲۱- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ نَابِتٍ تَفْتِي أَنْ تَصُدَّرَ الْحَائِضُ

(۳۲۱۸) ☆ جب کوئی قربانی راہ میں تھک جاوے تو اس کا حکم یہی ہے جو مذکور ہو اور اس کا کھانا صاحب قربانی اور اس کے ساتھ والوں کو حرام ہے خواہ وہ اس کے شامل ہوں کھانے پینے میں یا جدا ہوں۔ اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ قربانی نفل کی ہے تو کھانا کھلانا اور بیچنا وغیرہ اس کا سبب روا ہے اور اگر ہدی نذر کی ہے تو اس کو ذبح کرنا اور چھوڑ دینا اگر ذبح نہ کیا اور وہ مر گئی تو اس کا بدلہ واجب ہے اور گوشت اس کا امراء کو روا نہیں مطلقاً سوا مساکین کے اور مساکین بھی وہ جو اس قربانی والے قافلہ میں نہ ہوں۔ جمہور کا قول یہی ہے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف اس وجہ سے نہیں کہ قافلے پے در پے آتے ہیں دوسرا قافلہ آوے گا اسے کھالے گا۔

(۳۲۲۰) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع واجب ہے اور اگر اس کو ترک کر دے تو دم لازم آتا ہے اور یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور اکثر علماء کا اور یہی قول ہے حسن بصری اور حکم اور حماد اور ثوری اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد اور ابن منذر نے کہا کہ وہ سنت ہے اور اس کے ترک سے کچھ لازم نہیں آتا اور مجاہد سے دونوں روایتیں آئی ہیں اور حائضہ عورت کو معاف ہے۔

(۳۲۲۱) ☆ غرض یہ ضروری نہیں کہ پہلے سے طواف کر رکھے قبل چلنے کے کہ شاید چلتے وقت حیض آجاوے بلکہ حکم یہ ہے کہ چلتے وقت اگر حیض نہ ہو طواف کرے اور اگر ہو تو معاف ہے۔

گو یا حیض سے پہلے طواف رخصت کرے۔ سواہن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو فلائی انصار کی بی بی سے پوچھو کہ آیا رسول اللہ نے بھی اس کا حکم دیا ہے یا نہیں۔ سوزید بن ثابت ابن عباس کے پاس لوٹ کر آئے اور بولے میں جانتا ہوں کہ آپ ہی سچ کہتے ہیں۔

۳۲۲۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ ہم کو روکنے والی ہے؟ میں نے عرض کیا وہ طواف افاضہ کر چکیں ہیں تب حائضہ ہوئی ہیں آپ نے فرمایا کہ کوچ کریں۔

۳۲۲۳- ابن شہاب اس سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت صفیہ طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہو گئیں۔ باقی حدیث گذشتہ کی طرح ہے۔

۳۲۲۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۲۵- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم ڈرتے تھے کہ صفیہ طواف افاضہ سے پہلے حائضہ نہ ہو جائیں۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کہا صفیہ ہم کو روکے رکھے گی۔ ہم نے بتایا کہ وہ طواف افاضہ کر چکیں ہیں آپ نے فرمایا تب نہیں۔

۳۲۲۶- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے مروی ہے۔

قُلْ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا لَا فَسَلْ فُلَانَةَ الْأَنْصَارِيَّةَ هَلْ أَمَرَهَا بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُولُ مَا أُرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ.

۳۲۲۲- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حَسِيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَذَكَرْتُ حَيْضَتَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَحَابِسْتُنَا)) هِيَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَلْتَسْفِرْ)).

۳۲۲۳- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ طَبِئْتُ صَفِيَّةُ بِنْتُ حَسِيٍّ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ طَاهِرًا بِبَيْتِ الْحُدَيْبِ اللَّيْثِ.

۳۲۲۴- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ صَفِيَّةَ قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ الرَّهْرِيِّ

۳۲۲۵- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَتَخَوَّفُ أَنْ نَحْيِضَ صَفِيَّةُ قَبْلَ أَنْ تُقْبِضَ قَالَتْ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((أَحَابِسْتُنَا صَفِيَّةُ)) قُلْنَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ ((فَلَا إِذْنَ)).

۳۲۲۶- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتُ حَسِيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَعَلَّهَا تَحْيِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ قَدْ طَافَتْ فَعَكُنْ بِالْبَيْتِ))

قَالُوا بَلَىٰ قَالَ ((فَأَخْرُجُنَّ)) .

۳۲۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارادہ ہو جو مرد کو اپنی بی بی سے ہوتا ہے تو عرض ہوئی کہ وہ حائض ہیں آپ نے فرمایا تو ہم کو روکا جاہتی ہیں عرض کی کہ وہ نحر کے دن طواف افاضہ کر چکی ہیں تب فرمایا تمہارے ساتھ کوچ کریں۔

۳۲۲۷- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا حَائِضٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَإِنَّهَا لِحَابِسَتُنَا)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ ((فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ)) .

۳۲۲۸- حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جب حضرت نے کوچ کا ارادہ کیا صفیہ اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین ادا اس تمہیں آپ نے فرمایا ہاتھیں سر موٹدیاں کیا ہم کو روکتی ہو پھر ان سے فرمایا کیا تم نے نحر کے دن طواف افاضہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا چلو (یعنی طواف و دواع معاف)۔

۳۲۲۸- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةَ عَلَىٰ بَابِ حَيْثُهَا كَتَبَتْ حَزْبِيَّةُ فَقَالَ ((عَقْرِي حَلَقِي إِنَّكَ لِحَابِسَتُنَا)) ثُمَّ قَالَ لَهَا ((أَكُنْتِ أَفْضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ)) قَالَتْ نَعَمْ قَالَ ((فَانْفِرِي)) .

۳۲۲۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اس میں غمگین ادا اس کے الفاظ نہیں ہیں۔

۳۲۲۹- عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ الْحَكَمِ غَيْرَ أَنَّهُمَا لَا يَذْكُرَانِ كَتَبَتْ حَزْبِيَّةُ .

باب: کعبہ کے اندر جانا مستحب ہے

۳۲۳۰- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم داخل ہوئے کعبہ میں اور دروازہ بند کر لیا اور آپ ٹھہرے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ تو انہوں نے کہا کہ تین ستون اپنے بائیں کیے اور ایک داہنے اور تین پیچھے اور کعبہ کے اندر ان دنوں چھ ستون تھے پھر نماز پڑھی۔

باب استحباب دخول الكعبة

۳۲۳۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأَسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَخْبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ مَكَثَ فِيهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ جَعَلَ عَمُودَيْنِ عَنْ بَسَارِهِ وَعَمُودًا عَنْ بَيْتِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَأَاهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَىٰ سِنَةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى .

(۳۲۲۸) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ طواف و دواع تو حائضہ کو معاف ہے اور طواف افاضہ رکن ہے کہ بغیر اس کے ادا کئے جائے رواں ہو سکتی اور اگر وہ اپنے وطن چلی گئی بغیر طواف افاضہ کے تو محرّمہ رہے گی اور معلوم ہوا کہ طواف افاضہ کو طواف زیارت بھی کہنا روا ہے اور مالک نے کہا کہ مکروہ ہے مگر ان کی کوئی دلیل معتبر نہیں۔

۳۲۳۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے فتح مکہ کے دن اور کعبہ کے میدان میں اترے اور عثمان بن طلحہ کے پاس کہلا بھیجا اور وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ اور آپ اور بلال اور اسامہ اور عثمان بن طلحہ اندر گئے اور دروازے کو حکم دیا کہ بند کر دو اور تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھولا پھر میں سب لوگوں سے پہلے آپ سے ملا کعبہ کے باہر اور بلال سے میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کہاں؟ انہوں نے کہا کہ دو ستونوں کے بیچ میں اپنے منہ کے سامنے اور میں بھول گیا کہ پوچھوں کتنی رکعتیں پڑھیں۔

۳۲۳۲- حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ جس سال مکہ فتح ہوا اسامہ کی اونٹنی پر سوار کعبہ کے صحن میں آئے اور اونٹنی کو بٹھایا اور عثمان کو بلایا اور فرمایا کنجی لاؤ وہ اپنی ماں کے پاس گئے اور انہوں نے نہ دی۔ پھر عثمان نے کہا کہ تم کنجی دے دو نہیں تو یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی تب دی اور وہ لے کر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو دی آپ نے دروازہ کھولا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا حماد کی روایت میں۔

۳۲۳۳- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں گئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان آپ کے ساتھ تھے اور لوگوں نے آپ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا بڑی دیر تک پھر دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر گیا اور میں بلال سے ملا اور کہا کہ کہاں نماز پڑھی رسول اللہ نے؟ انہوں نے کہا دو ستونوں کے بیچ میں جو آگے ہیں اور میں بھولا کہ ان سے یہ نہ پوچھا کہ کتنی نماز پڑھی۔

۳۲۳۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۳۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَزَلَّ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَأُرْسِلَ إِلَى عَثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ الْبَابَ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَأَمَرَ بِالْبَابِ فَأُغْلِقَ فَلْيَتُوا فِيهِ مِيلًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ﷺ فَبَادَرَتِ النَّاسَ فَتَلَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَارِجًا وَبِلَالٌ عَلَيَّ بِرِهِ فَقُلْتُ لَيْلَالٍ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ بِنِقَاءِ وَجْهِهِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى.

۳۲۳۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ عَلَيَّ نَاقَةً لِأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عَثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ ((الْتَبِي بِالْمِفْتَاحِ)) فَذَهَبَ إِلَيَّ فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَتُعْطِيَهُ أَوْ لِيُخْرِجَنِي هَذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي قَالَ فَأَعْطَنِي إِيَّاهُ فَجَاءَهُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِعَثْمَانَ حَدِيثَ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ.

۳۲۳۳- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَحَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيلًا ثُمَّ فَتِحَ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقَيْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَسَبَّيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۳۲۳۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَنْتَهَى إِلَيَّ الْكَعْبَةَ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأَسَامَةُ

وَأَجَافَ عَلَيْهِمُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابُ قَالَ
فَمَكَتُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ
ﷺ وَرَقِيتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ النَّبِيَّتَ فَقُلْتُ أَيْنَ
صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالُوا هَا هُنَا قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ
أَسْأَلَهُمْ كَيْفَ صَلَّى.

۳۲۳۵- وہی مضمون ہے لیکن اس میں اتنا ہے کہ راوی نے
کہا کہ نماز پڑھی آپ نے یمانی دو ستونوں کے بیچ میں۔

۳۲۳۵- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ
وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَعْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا
فَتَحُوا كُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ وُلِّجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا
فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ
صَلَّى بَيْنَ الْعُمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۳۲۳۶- سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی انھوں
نے کہا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کعبہ
میں گئے اور اسامہؓ اور بلالؓ اور عثمانؓ بھی اور کوئی ان کے ساتھ نہ
گیا پھر دروازہ بند کر دیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ خبر دی مجھے بلالؓ نے یا
عثمانؓ نے کہ جناب رسول اللہ نے نماز پڑھی کعبہ کے اندر دو یمانی
ستونوں کے بیچ میں۔

۳۲۳۶- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأَسَامَةُ بْنُ
زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ
أَحَدٌ ثُمَّ أَغْلَقْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ عِنْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
فَأَخْبَرَنِي بِلَالٌ أَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعُمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۳۲۳۷- ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا کہ تم نے سنا
ہے ابن عباسؓ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم کو حکم ہوا ہے طواف کا
اور نہیں حکم ہوا کعبہ کے اندر جانے کا؟ کہا عطاء نے کہ وہ منع نہیں

۳۲۳۷- عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّمَا
أَمْرُنَا بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِدُخُولِهِ قَالَ لَمْ

(۳۲۳۷) یہی قبلہ ہے یعنی قیامت تک اسی کی طرف نماز ہوگی اور یہ منسوخ نہ ہو گا جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا منسوخ ہو چکا یا
یہ مراد ہے کہ آپ نے گویا امام کا کھڑا ہونا سکھا دیا کہ امام کو منسوخ یہی ہے کہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو اور اس کے کونوں اور کناروں میں نہ کھڑا ہو
اگرچہ نماز ہر طرف روا ہے مگر امام کی وہی جگہ منسوخ ہے یا یہ مطلب ہے کہ قبلہ یہی کعبہ ہے نہ کہ ساری مسجد جو اس کے گرد بنی ہے۔

اور ان سب روایتوں میں محدثین نے بلالؓ کی روایت سے تمسک کیا ہے جس میں کعبہ کے اندر نماز کا ذکر ہے اور اسامہؓ کی روایت سے
تمسک نہیں کیا اس لیے کہ بلالؓ نے ایک امر زائد ثابت کیا اور مثبت مقدم ہے تاہی پر اس لیے اس کو ترجیح ہوئی اور نماز سے مراد یہی نماز معبود
ہے جس میں رکوع اور سجدہ ہوتا ہے اور اسی لیے ابن عمر نے کہا کہ میں بھول گیا کہ ان سے پوچھوں کتنی پڑھی اور اسامہؓ کے نہ دیکھنے کا صلہ

يَكُنْ يَنْهَى عَنْ دُخُولِهِ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ
أَحْبَبْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا
دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ
فِيهِ حَتَّى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبْلِ
الْبَيْتِ رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ ((هَذِهِ الْقِبْلَةُ)) فَنُتِ
لَهُ مَا نَوَاحِيهَا أَفِي رَوَايَاهَا قَالَ بِيٍّ مِي كُلِّ
قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ.

کرتے تھے اس کے اندر جانے سے مگر میں نے ان کو سنا کہ کہتے
تھے کہ خبر دی مجھ کو اسامہ بن زید نے کہ نبیؐ جب داخل ہوئے
کعبہ میں تو ہر طرف اس میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی پھر جب
نکلے تو دو رکعت پڑھی قبلہ کے آگے اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے۔
میں نے ان سے کہا کہ کیا حکم ہے اس کے کناروں کا اور کیا حکم ہے
اس کے کونوں میں نماز کا؟ تو انھوں نے کہا کہ ہر طرف بیت اللہ
شریف کے قبلہ ہے۔

۳۲۳۸- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ
الْكَعْبَةَ وَفِيهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ سَارِيَةٍ فَدَعَا
وَلَمْ يُصَلِّ.

۳۲۳۸- ابن عباس نے کہا کہ نبیؐ داخل ہوئے کعبہ میں اور اس
میں چھ ستون تھے سو ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز
نہیں پڑھی۔

۳۲۳۹- عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَالِدٍ قَالَ قُلْتُ
لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
أَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ قَالَ لَأَى.

۳۲۳۹- اسماعیل نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے
پوچھا جو صحابی تھے رسول اللہ کے کہ کیا داخل ہوئے ہیں نبیؐ بیت
اللہ میں اپنے عمرہ کی حالت میں؟ انھوں نے فرمایا کہ نہیں۔

سبب شاید یہ ہو کہ یہ اور گوشہ میں ہوں اور دعا میں مشغول ہوں اور حضرت سے دور ہوں بخلاف بلال کے کہ وہ جناب حضرت سے قریب
ہوں اور دروازہ بند ہونے سے اندھیرا بھی ہو اور نماز آپ کی وہاں ہلکی ہو اور علماء کا اختلاف ہے کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے میں بعضوں نے
کہا ہے کہ جب کسی دیوار کی جانب یا دروازہ کی جانب آ کر سے اور دروازہ بند ہو تو نماز روا ہے خواہ نفل ہو خواہ فرض اور یہ قول ہے شافعی اور
ثوری اور ابو حنیفہ اور جمہور اور احمد کا اور مالک نے کہا نفل مطلق صحیح ہے اور فرض اور تراویح سنتیں فجر کی اور دو رکعتیں طواف کی جائز نہیں اور
بعض اہل ظاہر اور اصحاب مالکی کا قول ہے کہ کوئی نماز اس میں نہیں نہ نفل نہ فرض اور جمہور کی دلیل یہی روایات بلال کی ہیں اور جب نفل روا ہوا
تو جائز ہے کہ فرض بھی روا ہوا پس مذہب جمہور قوی ہے اور عثمان بن طلحہ سے آپ نے کعبی لی اور بنی طلحہ کے سپرد کی اور فرمایا کہ ہمیشہ
تمہارے پاس ہی رہے گی فرض سدا نت کعبہ کی ان ہی کے خاندان میں ہے رسول اللہ کے زمانہ سے اور جب تک ان میں کوئی لائق اور قابل
ہو دوسرے کو دینا روا نہیں اور آپ کے اندر جانے کے بعد کعبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ کہ ہجوم خلائق نہ ہو اور آپ کا دل مطمئن اور خاطر تسکین
میں رہے۔

(۳۲۳۸) ☆ ان کی روایت نماز پڑھنے کے باب میں کیونکر مقبول ہو سکتی ہے اس لیے کہ یہ خود رسول اللہ کے ساتھ نہ تھے کعبہ کے اندر
بخلاف بلال کے کہ وہ ساتھ تھے۔ غرض بلال کی روایت کو ترجیح ہے کہ وہ مثبت ہے اور یہ نافی۔

(۳۲۳۹) ☆ مراد اس سے عمرہ قضا ہے کہ ساتویں سال ہجرت کے ہوا قبل فتح مکہ کے اور سب اس وقت میں نہ جانے کا یہ تھا کہ کعبہ کے اندر
بت رکھے تھے اور تصاویر تھیں اور مشرک ان کو وہاں سے اٹھانے نہیں دیتے تھے جس سال مکہ فتح ہوا بت نکال دئے گئے اور داخل ہوئے اور نماز
پڑھی اور تصاویر ہٹا دی گئیں۔

بَاب نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبَنَائِهَا

۳۲۴۰- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنْ قُرَيْشًا حِينَ بَنَى الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا))

۳۲۴۱- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَآبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَنِائِدِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۳۲۴۲- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَلَمْ تَرِي أَنَّ قَوْمَكَ حِينَ بَنَوْا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَمَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْلَا حَدَثَانِ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَفَعَلْتُ)) فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَيْنٍ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِئْطَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحَجَرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُنْمَسَمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ

۳۲۴۳- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُوا عَهْدَ بَجَاهِلِيَّةٍ)) أَوْ قَالَ بِالْكَفْرِ ((لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَجَعَلْتُ

بَاب كَعْبَةِ تَوْزُكِرُ جَانِبَانِهَا

۳۲۳۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ توڑتا اور اس کو ابراہیم کی نیو پر بنا دیتا اس لیے کہ قریش نے جب کعبہ بنایا تو چھوٹا کر دیا اور میں اس میں ایک دروازہ پیچھے بھی بنا تا۔

۳۲۳۱- کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور ابو کریم نے دونوں نے روایت کی ابن نمیر سے انھوں نے ہشام سے یہی حدیث اسی سند سے۔

۳۲۳۲- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ بنایا تو ابراہیم علیہ السلام کی نیوؤں سے کم کر دیا۔ سو میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں نہیں پھیر دیتے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی نیو پر؟ سو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں البتہ ایسا کرتا۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ بے شک یہ سنا ہو گا جناب عائشہ نے رسول اللہ سے اس لیے میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ نے چھوٹا ان دونوں کونوں کا اسی واسطے چھوڑ دیا کہ بیت اللہ ابراہیم کی نیوؤں پر نہیں تھا۔

۳۲۳۳- جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ اگر تمہاری قوم نئی نئی جاہلیت کو نہ چھوڑی ہوتی یا کفر کو تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا (یعنی جہاد میں) اور اس میں دروازے زمین کے

(۳۲۳۲) ☆ پس اگر ان دونوں کو چھوٹے تو پورے کعبہ کا طواف نہ ہوتا بلکہ کچھ زمین کعبہ کے اندر کی جو حطیم کی جانب میں ہے طواف سے رہ جاتی۔

برا بر بنا تا اور حطیم کو کعبہ میں ملا دیتا۔

۳۲۴۴- وہی مضمون ہے مگر یہ زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں کعبہ کو گرا کر اگر زمین سے اس کے دروازے ملا دیتا اور دروازے رکھتا ایک شرق کی جانب دوسرا غرب کی طرف اور چھ ہاتھ حطیم میں سے زمین میں ملا دیتا اس لیے کہ قریش نے جب بنایا تو چھوٹا کر دیا۔

۳۲۴۵- عطاء نے کہا کہ جب کعبہ جل گیا یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ مکہ میں آن کر شام والے لڑے تھے اور جو حال اس کا وہ ہوا اور ابن زبیر نے کعبہ شریف کو ویسا ہی رہنے دیا یہاں تک کہ لوگ موسم حج میں جمع ہوئے اور ابن زبیر کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ دکھا کر جرأت دلا دیں ان کو اہل شام کی لڑائی پر یا ان کا تجربہ کریں کہ انہیں کچھ حمیت دین ہے یا نہیں۔ پھر جب لوگ آگئے تو انہوں نے کہا اے لوگو! مشورہ دو مجھے خانہ کعبہ کے لیے کہ میں اسے توڑ کر نئے سرے سے بناؤں یا جو اس میں بودا ہو گیا ہے اسے درست کروں۔ ابن عباس نے کہا کہ مجھے ایک رائے سوچھی ہے اور میں تو یہ جانتا ہوں کہ تم صرف جوان میں بودا ہو گیا ہے اس کی مرمت کر دو اور خانہ کعبہ کو ویسا ہی رہنے دو جیسا کہ لوگوں کے وقت تھا اور ان ہی پتھروں کو رہنے دو جن کے اوپر لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور جناب رسول اللہ مبعوث ہوئے ہیں تو ابن زبیر نے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاوے تو اس کا دل کبھی نہ چاہے جب تک نیا نہ بناوے پھر تمہارے رب کا گھر تو اس سے کہیں افضل ہے اس کا کیا حال ہے اور میں اپنے رب سے استخارہ کرتا ہوں تین بار پھر مصمم ارادہ کرتا ہوں اپنے کام کا۔ پھر جب تین بار استخارہ ہو چکا تو ان کی رائے میں آیا کہ خانہ کعبہ کو توڑ کر بناویں اور جو لوگ خوف کرنے لگے کہ ایسا نہ ہو جو شخص کہ پہلے خانہ کعبہ کے اوپر توڑنے کو چڑھے اس پر کوئی بلائے آسانی نازل نہ ہو (اس سے معلوم ہوا کہ مالک اس گھر کا اوپر ہے

بأبها بالأرض ولأدخلت فيها من الحجر)).
۳۲۴۴- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ ((لَوْلَا أَنْ قَوْمَكَ حَدِيثُوا عَهْدَ بَشِيرِكَ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنْ قَرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتْ الْكَعْبَةَ)).

۳۲۴۵- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا اخْتَرَقَ الْبَيْتَ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرْكُهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُونَ أَنْ يُحْرِقُوا أَوْ يُحْرَبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ بِبَنَائِهَا أَوْ أَصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا وَتَدْعَ بَيْنَنَا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبِعَتْ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمْ اخْتَرَقَ بَيْتَهُ مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَحْجِرٌ رَبِّي ثَلَاثًا ثُمَّ عَازَمَ عَلِيٌّ أَمْرِي فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيُهُ عَلِيٌّ أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزَلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْنَعُهُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى صَعَدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَتَنَقَّضُوهُ

اور تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا) یہاں تک کہ ایک شخص چڑھا اور اس میں سے ایک پتھر گر اویا۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی بلا نہ اتری تو ایک دوسرے پر گرنے لگے اور خانہ کعبہ کو ڈھا کر زمین تک پہنچا دیا۔ اور ابن زبیر نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردہ ڈال دیا (تاکہ لوگ اسی پردہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں اور مقام کعبہ کو جانتے رہیں اور وہ پردے میں پڑے رہے۔) یہاں تک کہ دیواریں اس کی اونچی ہو گئیں اور ابن زبیر نے کہا کہ میں نے جناب عائشہ سے سنا ہے کہ فرماتی تھیں کہ نبیؐ نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ نئے نئے کفر نہ چھوڑے ہوتے اور میرے پاس اتنا خرچ بھی نہیں ہے کہ اس کو بنا سکوں ورنہ میں پانچ گز حطیم سے کعبہ کے اندر داخل کر دیتا اور ایک دروازہ تو اس میں ایسا بنے دیتا کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور دوسرا ایسا بنا تاکہ لوگ اس سے باہر جاتے۔ پھر ابن زبیر نے کہا کہ ہم آج کے دن اتنا خرچ بھی رکھتے ہیں کہ اسے صرف کریں اور لوگوں کا خوف بھی نہیں۔ کہا راوی نے پھر ابن زبیر نے پانچ گز اس کی دیواریں زیادہ کر دیں حطیم کی جانب سے یہاں تک کہ نکلی وہاں پر ایک نیو کہ لوگوں نے اسے خوب دیکھا (اور وہ نیو تھی حضرت ابراہیمؑ کی) پھر اسی نیو پر سے دیوار اٹھانا شروع کی اور طول کعبہ کا اٹھارہ ذراع تھا پھر جب اس میں زیادہ کیا تو چھوٹا نظر آنے لگا (یعنی چوڑان زیادہ ہو گئی اور لبان کم نظر آنے لگی) سو اس کی لبان میں بھی دس ذراع زیادہ کیے اور اس کے دو دروازے رکھے ایک میں سے اندر جاویں دوسرے سے باہر آویں۔ پھر جب عبد اللہ بن زبیر شہید ہوئے تو حجاج نے عبد الملک بن مروان کو یہ خبر لکھ بھیجی اور لکھا کہ ابن زبیر نے جو بنا کی وہ ان ہی نیوؤں پر کی جس کو معتبر لوگ مکہ کے دیکھ چکے ہیں (یعنی بنائے ابراہیم پر کی) سو عبد الملک نے اس کو جواب لکھا کہ ہم کو ابن زبیر کی لت پت سے کچھ کام نہیں اور تم ایسا کرو جو انہوں نے طول میں زیادہ کر دیا ہے اس کو تو رہنے دو اور جو حطیم کی طرف

حَتَّى تَلْفُوا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ
أَعْمِدَةً فَسَرَّ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ
بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ
تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
(لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثَ عَهْدِهِمْ بِكُفْرٍ
وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَقْوِي عَلَيَّ
بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَذْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ
خَمْسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ
النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ)) قَالَ فَأَنَا
الْيَوْمَ أَحَدُ مَا أَنْفَقُ وَلَسْتُ أَحَافُ النَّاسَ
قَالَ فزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى
أَبْدَى أَسَا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ
وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِي عَشْرَةَ فِرَاعًا
فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ فزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ
أَذْرُعٍ وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يَدْخُلُ مِنْهُ
وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ
كَتَبَ الْحِجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ
يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ
وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أَسْ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعَدُوُّ مِنَ
أَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ إِنَّا لَسْنَا
مِنْ تَلْطِيحِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ أَمَا مَا زَادَ
فِي طُولِهِ فَأَقْرَهُ وَأَمَا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ
فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ
فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ.

قَالَ فَفَكَتَ سَاعَةً بَعْضَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي تَرَكْتُهُ وَمَا تَحْمَلُ.

کہ وہ ایسا فرماتی تھیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تب وہ اپنی چھتری سے زمین کریدنے لگا (جیسے کوئی شرمندہ اور متفکر ہو جاتا ہے) اور پھر کہا میں آرزو کرتا ہوں کہ اسی طرح چھوڑ دیتا اور جو کچھ وہاں ہے۔ کہا

مسلم نے اور روایت کی ہم سے حدیث محمد بن عمرو نے ان سے ابو عاصم نے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے ان سے عبد الرزاق نے اور ان دونوں نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے ابن بکر کی حدیث کے مانند جو اوپر گزری۔

۳۲۴۷- عَنْ ابْنِ حُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ.

۳۲۴۸- عَنْ أَبِي قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ يَتِمَّعًا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلَيَّ أَمْ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ سَمِعْتَهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ لَوْلَا جِدْنَا قَوْمَكَ بِالْكَفْرِ لَنَقَضْنَا الْبَيْتَ حَتَّى أَزِيدَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قَوْمَكَ قَصَرُوا

۳۲۴۸- ابو قزعة سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان طواف کر رہا تھا بیت اللہ کا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ ہلاک کرے ابن زبیر کو کہ وہ جھوٹ باندھتا تھا امام المؤمنین جناب عائشہ پر اور کہتا تھا کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر حجر کو (حطیم کو) زیادہ کرتا اس لیے کہ تمہاری قوم نے بنائے

(۳۲۴۸) ☆ حضرت عائشہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ نے مقصدہ قوم کے خوف سے کعبہ کی تعمیر روانہ رکھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بعض امور شریعہ میں بنظر مصلحت شریعہ تاخیر روا ہے اور علماء نے کہا کہ کعبہ پانچ بار تیار ہوا۔ ایک بار فرشتوں نے بنایا پھر ابراہیم نے پھر قریش نے جاہلیت میں اور یہ تیسری بار تھی اور یہ حضرت کے سامنے ہوئی اور آپ کی عمر مبارک اس وقت پینتیس برس کی تھی یا پچیس کی اور اسی میں جب آپ کی تہہ گری ہے تو آپ زمین پر گر پڑے پھر چوتھی بار ابن زبیر نے بنایا اور پانچویں بار حجاج بن یوسف نے اور اب تک حجاج کی بنا موجود ہے۔ اور بعضوں نے کہا دو بار اور بنا ہے یا تین بار اور ہارون رشید نے امام مالک سے پوچھا کہ میں اسے توڑ کر ابن زبیر کی بنا پر بنا دوں؟ تو انہوں نے فرمایا اے امیر المؤمنین! میں آپکو قسم دیتا ہوں کہ اس کو بادشاہوں کا کھلوانا نہ بنائے اور یہ جو اوپر کی روایت میں آیا ہے کہ میں خرچ کر دیتا خزائنہ کعبہ کا صرف اللہ کی راہ میں درست ہے مگر بنظر مصلحت آپ نے اس میں دست اندازی نہ فرمائی کہ لوگ طعن نہ فرمائیں اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حطیم سے چھ ذراع بیت اللہ کی طرف بیت اللہ ہی میں داخل ہے بلا خلاف اور اس کے زائید میں اختلاف ہے اور اگر حطیم میں سے چھ ہاتھ بیت اللہ سے چھوڑ کر طواف کیا تو اس میں دو قول ہیں ایک تو یہ ہے کہ روا ہے حسب ظواہر ان حدیثوں کے اور دوسرے یہ کہ حجر کے اندر اور اس کی دیوار پر بھی اگر طواف کیا جب بھی طواف صحیح نہ ہو جب تک حجر کے باہر سے طواف نہ کرے اور یہی صحیح ہے اور اسی کی تصریح فرمائی ہے امام شافعی نے اور اسی کے قائل ہیں جمیع علماء مسلمین کے اور خلاف کیا ان سب کا ابو حنیفہ نے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر حطیم کے اندر سے کسی نے طواف کیا اور کہ میں ہے تو دوبارہ طواف کرے اور اگر چلا گیا تو قرآنی دے اور طواف اس کا کافی ہو گیا اور جمہور علماء کی سند یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر کے باہر سے طواف کیا اور فرمایا مجھ سے سیکھ لو مناسک اپنے حج کے پس لے

کعبہ کم کر دی۔ سو حارث نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ایسا نہ فرمائیں اس لیے کہ میں نے بھی ام المؤمنین سے سنا ہے وہ بھی یہی حدیث بیان فرماتی تھیں تو عبد الملک نے کہا کہ اگر کعبہ گرانے کے قبل میں یہ حدیث سنتا تو ابن زبیرؓ ہی کی بنا کو قائم رکھتا۔

باب: کعبہ کی دیوار اور دروازے کا بیان

۳۲۴۹- جناب عائشہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ حطیم کی دیوار بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (اس سے بھی رد ہو گیا مذہب ابو حنیفہ کا اور ناجائز ہوا طواف حطیم کے اندر اس لیے کہ وہ داخل بیت اللہ ہے)۔ میں نے پھر عرض کی کہ اس کو بیت اللہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قوم کی حرکت ہے کہ ان کے پاس خرچ کم ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ دروازہ اس کا کیوں اونچا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تمہاری قوم کا کیا ہوا ہے تاکہ جس کو چاہیں اسے جانے دیں اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں اور اگر تمہاری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے یہ خیال نہ ہو تاکہ ان کے دل بدل جائیں گے تو میں ارادہ کرتا کہ داخل کر دوں دیواروں کو یعنی حطیم کی بیت اللہ میں اور دروازہ اس کا زمین کو لگا دیتا۔ کہا مسلم نے روایت کی ہم سے یہی حدیث ابو بکر بن ابوشیبہ نے ان سے عبید اللہ یعنی ابن موسیٰ نے ان سے شیبان نے ان سے اشعث نے ان سے اسود نے ان سے حضرت عائشہؓ نے کہ انھوں نے کہا پوچھا میں نے رسول اللہؐ سے حجر کو اور بیان کی حدیث ابوالاحوص کی حدیث کے ہم معنی اور اس

فی البناء)) فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ لَا تَقُلْ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّا سَمِعْنَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تُحَدِّثُ هَذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلَى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ.

بَابُ جِدْرِ الْكَعْبَةِ وَبَابِهَا

۳۲۴۹- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْجِدْرِ أَمِنْ النَّيْتِ هُوَ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي النَّيْتِ قَالَ ((إِنَّ قَوْمَكَ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ ((فَعَلَّ ذَلِكَ قَوْمَكَ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْ لَأَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثَ عَهْدِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجِدْرَ فِي النَّيْتِ وَأَنْ أَلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ))

لقول ابو حنیفہ کا حدیث کے مخالف ہے اس لیے مردود ہے۔ اور ابن زبیر نے جب تک دیواریں اونچی نہیں ہوئیں پردے ڈالے رکھا۔ اور مذہب امام مالک کا یہی ہے کہ مقصود استقبال قبلہ سے بنائے قبلہ ہے نہ کہ زمین اور قاضی عیاض نے اسی سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے ابن عباس نے ان کو یعنی ابن زبیر کو پردہ ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ اگر تم اس کو گراتے ہو تو لوگوں کو بغیر قبلہ کے مت چھوڑو بلکہ پردہ ڈال دو۔ اور جانے کہا کہ پردوں کی ضرورت نہیں بلکہ زمین کعبہ کی قبلہ ہے اور مذہب شافعی وغیرہ کا یہی ہے کہ نماز زمین کعبہ کی طرف روا ہے بلا خلاف خواہ دیوار وغیرہ اس کی اونچی ہو یا نہ ہو۔

میں یوں ہے کہ کہا انہوں نے کہ دروازہ اس کا اتنا اونچا کیوں ہے کہ بغیر سیڑھی کے اس پر نہیں جاسکتے اور حضرت کے جواب میں یوں ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل نفرت نہ کر جائیں۔

۳۲۵۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس میں اتنا فرق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خانہ کعبہ کا دروازہ اتنا اونچا کیوں ہے کہ سیڑھی کے علاوہ نہیں چڑھا جاسکتا؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہونے کے ڈر کی وجہ سے۔

باب: بوڑھے اور میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

۳۲۵۱- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے پیچھے سوا یک عورت آئی تخم قبیلہ کی اور وہ پوچھنے لگی اور فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے۔ غرض اس عورت نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا وہ میرے باپ پر بھی ہوا اور وہ بوڑھے ہیں کہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں

۳۲۵۰- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْحَجْرِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَخْوَصِ وَقَالَ فِيهِ فَقُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسَلْمٍ وَقَالَ ((مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ))

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِرِمَانَةٍ وَهَرَمٍ وَنَحْوِهِمَا أَوْ لِلْمَوْتِ

۳۲۵۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَحَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ حَتَمٍ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِ الْآخِرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبُتَ عَلَيَّ الرَّاحِلَةَ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ ((نَعَمْ)) وَذَلِكَ

(۳۲۵۱) اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے (۱) ایک سواری پر وہ آدمیوں کا بیٹھنا روا ہے (۲) اجنبی عورت کی آواز عند الحاجت سننا روا ہے (۳) اور اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے (۴) امر بالمعروف ہاتھ سے کرنا کہ آپ نے ہاتھ سے فضل کا منہ پھیر دیا (۵) عاجز یا بوس کی طرف سے نیابت کے طور پر حج کرنا درست ہے اور اسی طرح میت کی طرف سے (۶) مرد کی طرف سے عورت کو حج کرنا درست ہے (۷) اور والدین کی خدمت کہ ان کا فرض ادا کرنا یا ان کی طرف سے حج یا ان کو نفقہ دینا موجب سعادت مندی ہے (۸) واجب ہونا حج کا ایسے شخص پر جو خود قدرت سفر کی نہیں رکھتا مگر دوسرے سے حج کر سکتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا (۹) اور روا ہونا عورت کے حج کا بلا محرم جب وہ اپنی جان سے مطمئن ہو اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور جائز ہے ان سب کے نزدیک حج کرنا عاجز یا میت کی طرف سے اور مالک اور لیث اور حسن بن صالح کا قول ہے کہ حج میت کی طرف سے اور نہ کسی اور کی طرف سے درست نہیں ہے اگرچہ میت نے وصیت بھی کی ہو اور یہی روایت ہے امام مالک کی طرف سے مگر یہ حدیث ان سب پر حجت ہے۔

فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

اور یہ ذکر حجۃ الوداع کا ہے۔

۳۲۵۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ عَشْمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرٍ بَعِيرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَحُجِّي عَنْهُ)).

۳۲۵۲- فضل سے روایت ہے کہ ایک عورت قبیلہ عشم کی اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ بوڑھا ہے اور اس پر حج اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے اور وہ سواری کی پیٹھ پر بخوبی نہیں بیٹھ سکتا تو آپ نے فرمایا کہ تم اس کی طرف سے حج کرو۔

بَابُ صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ وَأَجْرِ مَنْ

باب: بچے کا حج درست ہے اور اس کو حج کرانے والے کو

حَجَّ بِهِ

ثَوَابُ هُوَ

۳۲۵۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَسُولًا بِالرُّوحَاءِ فَقَالَ مَنْ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ ((رَسُولُ اللَّهِ)) فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلْهَذَا حَجٌّ قَالَ ((نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ)).

۳۲۵۳- ابن عباس نے نبی سے روایت کی کہ آپ کو کچھ اونٹوں کے سوار لوگ طے روحاء میں اور آپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا کہ مسلمان۔ آپ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ پاک کا رسول ہوں تو ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھوں سے بلند کیا اور عرض کیا کہ کیا اس کا حج صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں صحیح ہے اور ثواب اس کا تم کو ہے (یعنی ماں باپ کو)۔

۳۲۵۴- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتْ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْهَذَا حَجٌّ قَالَ ((نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ)).

۳۲۵۴- ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے بچے کو اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور تیرے لیے اس کا اجر بھی ہے۔

(۳۲۵۳) ☆ اس حدیث سے کئی مسائل معلوم ہوئے اول یہ کہ لقب اصلی اور صحیح اور مسنون ہم لوگوں کا مسلمان ہے اور اس کے سوا جو القاب پھیلے ہوئے ہیں جیسے حنفی، شافعی، چشتی، قادری یہ سب منجملہ بدعات و محدثات ہیں۔ پس مومن کو لازم ہے کہ اسی لقب مسنون کو پسند کرے اور القاب محدث سے محترز رہے۔ دوسرے یہ کہ حج چھوٹے لڑکے کا صحیح و معتقد ہے اور اسی پر ثواب مرتب ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور جماہیر علماء کا مگر اتنا ہے کہ حج نفل ہوتا ہے اور یہی حدیث ان سب کی سند ہے اور خلاف کیا ہے اس کے ابو حنیفہ نے اور کہا ہے کہ حج اس کا صحیح نہیں اور قول ان کا خلاف حدیث ہے اس لیے مردود و مطرود و متروک ہے اور حدیث کے خلاف جس امتی کا قول ہو مردود ہے امد قاضی عیاض نے کہا ہے کہ لڑکوں کا حج جائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں مگر ایک گروہ مبتدعین کا تیسرے یہ معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ کو ہوتا ہے اسی لیے چھوٹے لڑکے کے لیے اگر حج کیا اور بعد بالغ ہو اتوا اس پر حج فرض ہے اس پر سب کا اتفاق ہے مگر ایک گروہ کا کہ ان کی طرف علماء نے التفات نہیں کیا۔

۳۲۵۵- عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ
بَارَسُوا اللَّهَ إِلَهَنَا حَجَّ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ آخَرٌ.

۳۲۵۶- عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ.

بَابُ فَرَضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمْرِ

۳۲۵۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَخَطَنَا رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ

عَلَيْكُمْ الْحَجَّ فَحُجُّوا)) . فَقَالَ رَجُلٌ أَكَلْتُ عَامَ

يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ

قُلْتُ نَعَمْ لَوْحِيتَ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ)) . ثُمَّ

قَالَ ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ

كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَيَّ

أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا

اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ)) .

(۳۲۵۷) اس حدیث میں بڑے فوائد ہیں اور مروی ہے کہ یہ سائل اقرع بن حابس تھے اور اصولیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ امر متقاضی نکرار کا ہے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اول یہ کہ مقتضی نکرار ہے ثانی یہ کہ نہیں ثالث یہ کہ محل توقف ہے اور جو قائل توقف ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ امر متقاضی توقف ہے جب ہی سائل نے سوال کیا اور باقی بحث اس کی کتب اصول میں ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو اور اس سے ثابت ہوا کہ بندوں پر کوئی چیز واجب نہیں جب تک شارع کی طرف سے کوئی حکم نہ پہنچے اور یہی سچا مذہب ہے اصولیوں کا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كنا معذبين حتى ننبئ رسولنا وانما نطوف بالبيوت ايماناً ما كنا معبودين بل كبرياء فاعلموا ان الله عليم ذليل. اور یہی سچا مذہب ہے اصولیوں کا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كنا معذبين حتى ننبئ رسولنا وانما نطوف بالبيوت ايماناً ما كنا معبودين بل كبرياء فاعلموا ان الله عليم ذليل. اور یہی سچا مذہب ہے اصولیوں کا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما كنا معذبين حتى ننبئ رسولنا وانما نطوف بالبيوت ايماناً ما كنا معبودين بل كبرياء فاعلموا ان الله عليم ذليل.

غرض یہ فرمانا آپ کا کہ جب میں حکم کروں تم کو اور حج جو امع الکلم میں سے ہے کہ ہزار ہا مسائل ہیں مثلاً نماز و وضو میں سے جتنا ممکن ہو بجلاؤ اور جس پر قدرت نہ ہو مثلاً قیام یا استعمال پانی کا وہ معاف ہے اور اسی طرح ازالہ منکرات میں جہاں تک ہو سکے بجلاؤ اور یہ حدیث موافق ہے اس قول اللہ تعالیٰ کے۔

باب: عورت حج وغیرہ میں بغیر محرم کے سفر
نہ کرے

۳۲۵۸- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سفر نہ کرے تین دن کا جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

۳۲۵۹- عبید اللہ سے اسی سند سے ابو بکر کی روایت میں یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اور ابن نمیر کی روایت میں ان کے باپ سے کہ تین دن مگر اس کے ساتھ کوئی ذو محرم ہو۔

۳۲۶۰- ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ سفر کرے تین رات کا مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

بَابِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى
حَجِّ وَغَيْرِهِ

۳۲۵۸- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)) .

۳۲۵۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ الْأَسَدِيِّ... فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ... وَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِيهِ ((ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)) .

۳۲۶۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)) .

(۳۲۶۰) ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ ایک برید کا سفر نہ کرے اور برید آدھے دن کی مسافت ہے اور یہ اختلاف بہ سبب اختلاف سائلمین کے ہے جیسا جس نے سوال کیا ویسا جواب پایا۔ اور یہ مراد نہیں کہ جہاں تین دن کی نمی مذکور ہے وہاں ایک دن کا سفر جائز ہے یا ایک برید کا۔ چنانچہ بیہقی نے یہی تصریح کی ہے مثلاً کسی نے پوچھا کہ ایک دن کا سفر عورت کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر کسی نے کہا دو دن کا کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں اور جس نے جیسا سنا روایت کر دیا اور سب روایتیں صحیح ہیں اور مطلب سب کا یہی ہے کہ مطلق جس پر سفر کا نام آئے خواہ بہت ہو یا تھوڑا بے محرم کے روا نہیں ہے اور یہی مضمون ہے ابن عباس کی روایت کا جو مسلم میں وارد ہے کہ اس میں مطلق سفر کی نہی آئی ہے۔ اور اس پر اجماع ہے امت کا کہ عورت پر حج فرض ہے جب استطاعت ہو جیسے مرد پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عام حکم دیا ہے علی الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً مگر اس میں اختلاف ہے کہ محرم شرط ہے یا نہیں؟ سو ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ حج کے واجب ہونے کو محرم شرط ہے مگر اس وقت کہ مکہ کے اور اس کے بیچ میں تین منزل سے مسافت کم ہو اور ایک جماعت محدثین کی ان کے موافق ہے اور اصحاب رائے بھی اور حسن بصری اور نخعی اور لوگوں سے بھی مروی ہوا ہے اور عطاء اور سعید بن جبیر اور ابن میرین اور مالک اور اوزاعی اور شافعی کی مشہور روایت یہ ہے کہ محرم شرط نہیں بلکہ یہ شرط ہے کہ اس کو امن اور اطمینان ہو اپنی ذات کا۔ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ امن حاصل ہوتا ہے تین چیزوں سے یا شوہر ہو یا اور کوئی محرم ہو یا چند عورتیں معتبر قابل اطمینان ہوں اور جب تک ایک ان تینوں میں سے نہ ہو توجہ واجب نہیں اور اگر ایک عورت معتبر اس کو ملی توجہ واجب نہیں مگر جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور بعضوں نے حج نفل اور سفر تجارت وغیرہ کو رواد رکھا ہے جب کئی عورتیں ثقہ ساتھ ہوں اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں جب تک شوہر یا محرم نہ ہو اور یہی صحیح ہے احادیث صحیحہ کی رو سے اور استدلال کا سد اور متاع کا فاسد ہے اس لیے کہ روایات اس بارہ میں مختلف آئی ہیں اور سب کا مطلب ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ایک ہی ہے یعنی مطلق سفر ممنوع ہے تھوڑا ہو خواہ بہت۔ اور سفر کا اطلاق ایک برید سے لے کر زیادہ تک سب پر آتا ہے اور ان کے شبہوں کا جواب دعداں شکن میں نے خوب دیا ہے شرح مہذب میں۔ ایسا کہا نام نووی نے شرح مسلم میں۔

۳۲۶۱- عَنْ فَرْعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعَجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ

۳۲۶۱- فرعہ نے کہا کہ میں نے ابو سعید سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی اور میں نے ان سے کہا آپ نے رسول اللہ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا کہ جو میں نے ان سے نہ سنی ہوتی تو میں کیا رسول اللہ کی طرف نسبت کرتا ایسی بات جو آپ سے نہیں سنی اب سنو کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا نہ باندھو تم کجاووں کو (یعنی

(۳۲۶۱) ☆ اس میں بڑی فضیلت ہے ان تین مسجدوں کی اس لیے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی بنائی ہوئی ہیں اور افضل ہیں ان مساجد سے جو اور لوگوں نے بنائی ہیں۔ اور اگر نذر کی کسی نے مسجد الحرام کی تو وہ نذر لازم ہوگئی اور ضروری ہے اس کو کہ قصد کرے وہاں کاج اور عمرہ کے لیے اور ان کے سوا دو مسجدیں یعنی مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی اگر نذر کرے تو اس میں امام شافعی کے دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ قصد انکا بھی مستحب ہے اور واجب نہیں اور دوسرا قول ہے کہ واجب ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور سوال کے باقی جتنی مساجد ہیں ساری دنیا کی ان کا قصد نذر سے واجب ہوتا ہے نہ نذر سے ان کی زیارت کی منفعت ہوتی ہے یہی مذہب ہے ہمارا اور کاف علماء کا مگر محمد بن مسلمہ مالکی نے کہا ہے کہ جب نذر کرے مسجد قبا کے جائیگی تو واجب ہو جاتا ہے قصد اس کا اس لیے کہ نبی ہمیشہ ہر ہفتہ میں وہاں جاتے تھے کبھی سوار اور کبھی پیادہ اور مذہب جہنوز کا یہ ہے کہ اور مسجدوں میں سوا ان تین مسجدوں کے اگر نذر کی تو معتقد ہی نہیں ہوتی اور نہ اس پر کچھ لازم آتا ہے اور امام احمد نے کہا ہے کہ کفارہ یمن یعنی قسم کا اس پر واجب ہوتا ہے اور علماء کا اختلاف ہے ان تینوں مسجدوں کے سوا اور جگہ کے سفر میں جیسے قبور صالحین کی زیارت کو یا اور مواضع فاضلہ دیکھنے کو تو شیخ ابو محمد جوینی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے قاضی عیاض نے (نودوی)۔

مترجم کہتا ہے یہی قول حدیث سے مناسبت رکھتا ہے اس لیے کہ جب اور مساجد کی طرف سوا ان مسجدوں کے سفر درست نہ ہو اور نہ نذر ان کی صحیح ہوئی حالانکہ وہ خدا کے نام مبارک پر بنائی گئی ہیں اور ان کی طرف جانے کے فضائل بھی بے شمار حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں کہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور بشارت دی ہے جناب رسول اللہ نے نور تام کی مساجد کی طرف اندھیرے میں جانے والوں کو اور احتکاف کیا جاتا ہے ان میں خالص اللہ پاک کے واسطے اور ثواب پاتا ہے اس کو صاف رکھنے والا اور چھاڑ دینے والا اور بشارت جنت کی ہے اس کے بنانے والے کو اور خانہ خدا کہلاتا ہے پھر قبور صالحین وغیرہ کی طرف کیونکر جائز ہو گا کہ ان کے پختہ کرنے اور گنبد بنانے والے پر لعن و طعن شارع کی طرف سے مروی ہوئی ہے اور جب مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی نذر میں شافعی کے اور محدثین کے دو قول ہوئے تو اور کسی جگہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے اور جب مسجد قبا کی نذر کے صحیح ہونے میں تمام علماء کا اتفاق ہو اسوا محمد بن مسلمہ کے اور کوئی مقامات تبرکہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے غرض سفر کرنا قبور اولیاء کی زیارت کے لیے ناجائز ہے اور جن لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں جیسے امام الحرمین وغیرہ ہیں علی الخصوص اس وقت میں کہ مقابر اولیاء اوثان اور اصنام کا حکم پیدا کریں یعنی وہاں نذریں مانی جاویں دوئے پڑھائے جاویں اور ان پر سجدے کئے جاویں طواف کیا جاوے معاذ اللہ من ذلک اس وقت وہ حکم اوثان میں ہیں اور مرتکبین ان امور کے بت پرست اور مشرکین کے حکم میں ہیں اور مقابر اور جتا بذحانے اور منہدم کرنے کے قابل ہیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَوَلَدًا يُعْبَدُ يَا اللّٰهُ اميري قبر کو بت مت بنائیں کہ پوجی جاوے۔ پھر جب قبر مبارک مشرکوں کے حق میں بت ہو جاوے افعال شرکیہ کے ارتکاب سے توبہ ہو شہید اور منگلوں کے ساتھ تیرا کیا اعتقاد ہے پناہ اللہ تعالیٰ کی ان مشرکوں، گور پرستوں کے عقائد باطلہ سے جنہوں نے سفر مقابر کوچ سے بلا کر سمجھ لیا ہے اور مشرکوں کی طرح ان کو صنم اور دشمن بنا لیا ہے اور بڑے بڑے اکابر محدثین اور علمائے محققین نے ان کے ہدم و حرق کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ ابن قیم نے زاد العاد میں فرمایا ہے کہ ضروری ہے جلادینا ان کن معصیت کا جن میں تا فرمانی اللہ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَشْدُوا
الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا
وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَسَمِعْتُهُ
يَقُولُ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الذَّهْرِ إِلَّا
وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا))

سفر نہ کرو) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مہری یہ مسجد اور
دوسری مسجد الحرام اور تیسری مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔ اور
سنا میں نے آپ سے کہ فرماتے تھے کہ کوئی عورت سفر نہ کرے
دو دن کا زمانہ میں سے مگر اس کے ساتھ ذو محرم ہو یا اس کا شوہر
ہو۔

۳۲۶۲- عَنْ قَزَعَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ
الْحُدْرِيَّ قَالَتْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۳۲۶۲- قزعة نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدری سے سنا کہ
انہوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ نے چار باتوں کو سو مجھے پسند

تھی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جیسے جلا دیا رسول اللہ نے مسجد ضرار کو اور حکم دیا اس کے گرانے کا حالانکہ اس میں نماز پڑھی جاتی
تھی اور اللہ کا نام لیا جاتا تھا جب کہ بناء اس کی ضرار کے لیے اور مسلمانوں کو ایذا دینے کے لیے واقع ہوئی تھی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی
نیت سے اور منافقوں کو جگہ دینے کے ارادہ سے۔ اور معلوم ہوا اس سے کہ جو مکان اس نیت سے بنا دیا جائے حکم اس کا بھی یہی ہے اور امام وقت
اور حاکم زمان کو واجب ہے بیکار کر دینا اس کا خواہ گرانے سے ہو وے یا جلانے سے یا اس کی صورت بدل دینے سے اور اس کو اس وضع سے نکال
دینے سے جس کے لیے وہ بنایا گیا ہے۔ اور جب یہ حال ہو مسجد ضرار کا تو اب مشاہد شرک کہ جن کے مجاور لوگوں کو بلاتے ہیں کہ ان مشاہد کو اللہ
کا شریک ٹھہرا دیں اور بدرجہ اولیٰ جلانے اور گرانے کے لائق ہیں اور ان کا معدوم و منہدم کرنا مسجد ضرار سے زیادہ واجب ہے اور یہی حال ہے
-تقانات فسوق و معاصی کا جیسے شراب خانے اور سپند خانے ہیں اور تمام اماکن ہیں ارباب منکرات کے۔ اور حضرت عمر نے ایک گاؤں پورا جلا دیا
کہ جس میں شراب بکتی تھی اور حانوت رویشہ ثقفی کا جلا دیا اور اس کا نام خویسق رکھا اور محل سعد کا سر تاپا جلا دیا جب وہ رعیت سے اپنے محل میں
روپوش رہے اور ان کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور ارادہ کیا رسول اللہ نے ان لوگوں کے گھروں کے جلانے کا جو جمعہ اور جماعات میں نہ
آتے تھے اور ان گھروں کو آپ نے صرف عورتوں اور لڑکوں کے خیال سے نہیں جلا دیا کہ وہ بے قصور جل جائیں گے حالانکہ ان پر حضور
جماعت واجب نہیں۔ تمام ہوا مضمون زاد المعاد کا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ مقابر بلند بزرگوں کے اور جتا بزرگ عالیہ صالحوں کے یہ تو اسی غرض کے لیے بنائے گئے ہیں کہ اس کی پرستش کی
جاوے اور اسی لیے ان کی زینت اور آرائش کی گئی ہے کہ وہ اندام من دون اللہ ٹھہرائے جاویں اور سو اس غرض کے وہاں اور کوئی غرض ہو ہی
نہیں سکتی۔ پس یہ مسجد ضرار سے بدرجہا بدتر ہیں اس لیے کہ جب شارع نے قبروں کے بلند کرنے اور ان پر بنا کرنے سے منع فرمایا تو اب کوئی
غرض شرعی تو وہاں ممکن نہیں سوائے گور پرستی کے اور جن مقامات کے جلا دینے کا ذکر اوپر ہوا ان سب میں ایک نوع کافس تھا اس پر خلیفہ
راشد نے ان کو جلوا دیا "پھر شرک تو اکبر الکبائر ہے اور بیس الفسوق ہے اس کے مکانات کا جلا نا تو اہم مہمات سے ہے اور واجب واجبات سے اور
فرض فرائض سے ہے۔

۱۔ دکان سے فروشی۔

۲۔ جیسے اور امراء کا قاعدہ ہے کہ اپنے مخلوق میں عیش میں مشغول ہیں رعایا غریب امیدوار ہے 'مستغنی دھکے کھا رہے ہیں' فرمادی دھکیلی
جاتے ہیں۔

آئیں اور اچھی معلوم ہوئیں منع کیا آپ نے اس سے کہ سفر کرے عورت دودن کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا نالتے والا اور بیان کی باقی حدیث۔

۳۲۶۳- وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۳۲۶۴- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین دن سے زیادہ کوئی عورت سفر نہ کرے سوائے محرم کے ساتھ۔

۳۲۶۵- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۶۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک رات کی مسافت طے کرے سوائے اس کے کہ اس کا کوئی محرم ساتھ ہو۔

۳۲۶۷- ابو ہریرہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسکے لیے ایک دن کی مسافت طے کرنا جائز نہیں سوائے اپنے محرم کے ساتھ۔

۳۲۶۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۶۹- وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

۳۲۷۰- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہیں اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور

أَرْبَعًا فَأَعَجَبَنِي وَأَنْقَنِي نَهَى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِيَّاهُ وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَأَقْتَصَّ بَاقِيَ الْحَدِيثِ.

۳۲۶۳- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا))

۳۲۶۴- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ))

۳۲۶۵- عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.

۳۲۶۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَجُزُّ لِمَرْأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا))

۳۲۶۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَجُزُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ))

۳۲۶۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَجُزُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا))

۳۲۶۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَجُزُّ لِمَرْأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا))

۳۲۷۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَجُزُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ

پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ تین دن کا سفر کرے یا زیادہ کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا فرزند یا شوہر یا بھائی یا اور کوئی نانا دار کہ جس سے پردہ نہ ہو۔

۳۲۷۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۲۷۲- ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہؐ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور نہ عورت سفر کرے مگر نانا والے کیساتھ۔ سو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری عورت توج کو جاتی ہے اور میں فلاں لشکر میں لکھا گیا ہوں جو فلاں طرف جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

۳۲۷۳- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

۳۲۷۴- چند الفاظ کے فرق سے اس سند سے یہی حدیث مروی ہے۔

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَسَافِرَ سَفْرًا تَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أُخُوها أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا))

۳۲۷۱- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۳۲۷۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ ((لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تَسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي حَرَجَتْ حَاجَةً وَإِنِّي اكْتَبَيْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ ((انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ))

۳۲۷۳- عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۳۲۷۴- عَنْ ابْنِ حُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكَرْ ((لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ))

باب: مسافر کو سواری پر سوار ہو کر دعا پڑھنا (ذکر

کرنا) مستحب ہے

۳۲۷۵- عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے کہیں سفر میں جانے کو تو تین بار اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے سبحان سے والاہل تک یعنی پاک ہے وہ پروردگار جس

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ إِلَى سَفَرِ

الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

۳۲۷۵- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ

(۳۲۷۲) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں باہم جمع ہو جائیں اور دونوں ادا نہ ہو سکیں تو ان میں سے جو ضروری زیادہ ہو اس کو بجا لادیں اس لیے کہ غزوة میں دوسرا شخص بھی جاسکتا ہے بخلاف حج کے کہ دوسرا اس کی عورت کے ساتھ نہیں جاسکتا۔

(۳۲۷۵) ☆ اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کو جاوے سنت ہے کہ یہ دعا پڑھے تاکہ اس کے گھر میں اور سفر میں اللہ کی حمایت و ضمانت ہووے ایسا نہ کرے جیسے مشرکان بے دین کلمہ گویان مبتدعین کرتے ہیں کہ چلے وقت امام ضامن کی ضامنی بولتے ہیں اور ان کے نام کا پیسہ روپیہ اشرفی ہازرہ پر باعہ دیتے ہیں یہ خزان بے دم بصورت مردم یہ نہیں سمجھتے کہ ایک امام کس کس کی ضامنی کریں گے ہر روز لاکھوں آدمی سفر لے

نے ہمارا دخیل کر دیا اس جانور کو اور ہم اس کو دبانہ سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں۔ یا اللہ! ہم مانگتے ہیں تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری اور ایسے کام جسے تو پسند کرے۔ یا اللہ! آسان کر دے ہم پر اس سفر کو اور اس لمبان کو ہم پر تھوڑا کر دے۔ یا اللہ! تو رفیق ہے سفر میں اور تو خلیفہ ہے گھر میں یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور برے حال میں لوٹ کر آنے سے مال میں اور گھردالوں میں۔ (یہ تو جاتے وقت پڑھتے) مگر اس میں اتنا زیادہ کرتے آئیوں سے آخر تک یعنی ہم لوٹنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے خاص اپنے رب کو پوجنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے۔

۳۲۷۶- عبد اللہ بن سر جس نے کہا ہے کہ رسول اللہ جب سفر کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے سفر کی مشقتوں سے اور غمگین ہو کر لوٹنے سے اور بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنے سے اور اہل و عیال میں برائی کے دیکھنے سے۔

۳۲۷۷- عاصم سے اسی اسناد سے وہی دعا مذکور ہوئی مگر عبد الواحد کی روایت میں فی المال والاہل ہے اور محمد بن حازم کی روایت میں یہ ہے کہ اہل کا لفظ پہلے بولتے جب لوٹتے اور دونوں کی روایتوں میں یہ لفظ ہے اللہم سے آخر تک یعنی یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقتوں سے۔

باب: سفر حج وغیرہ سے واپس آ کر کیا دعا پڑھے

۳۲۷۸- عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ جب لوٹتے لشکروں سے یا

((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا واطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْظَرِ وَسَوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ ((آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ))

۳۲۷۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُونِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسَوْءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.

۳۲۷۷- عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنْ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَفِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ يَبْدَأُ بِالْأَهْلِ إِذَا رَجَعَ وَفِي رِوَايَتَيْهِمَا حَمِيمًا ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ))

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا قَفَلَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

۳۲۷۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ

لہ کرتے ہیں اور یہ طریقہ انہوں نے مشرکان مکہ سے سیکھا ہے کہ وہ ہر جگہ میں جب اترتے کہتے کہ اس جگہ کے جن کی پناہ میں آئے غرض غیر خدا کی حمایت میں آنے میں یہ اور وہ دونوں برابر ہیں نعوذ باللہ من ذلك۔

(۳۲۷۶) بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنا یہ ہے کہ اطاعت سے معصیت کی طرف یا ایمان سے کفر کی طرف یا ست سے بدعت یا توحید سے شرک کی طرف آجانا۔ پناہ اللہ کی ایسی حالت سے۔

چھوٹی جماعت سے لشکر کی یا حج و عمرہ سے توجہ پہنچ جاتے کسی نیلہ پر یا اونچی زمین کنکریلی پر تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر لا الہ الا اللہ سے آخر تک پڑھتے یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے سوا اللہ کے اور کوئی شریک نہیں اس کا اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم لوٹنے والے رجوع کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں۔ سچا کیا اللہ پاک نے اپنا وعدہ اور مدد کی اپنے غلام کی اور شکست دی لشکروں کو اسی اکیلے نے۔

۳۲۷۹- وہی مضمون نبی سے مروی ہے مگر ایوب کی روایت میں تکبیر دوبارہ مذکور ہے۔

۳۲۸۰- انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور صفیہ سلام اللہ علیہا آپ کی اونٹنی پر آپ کے پیچھے سوار تھیں یہاں تک کہ ہم مدینہ کے پشت پر پہنچے آپ فرمانے لگے انہوں سے حامدون تک۔ غرض مدینہ تک یہی کہتے چلے آئے۔

۳۲۸۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

باب: بطحائے ذوالحلیفہ میں اترنے وغیرہ کا بیان

۳۲۸۲- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے اونٹ بٹھایا کنکریلی زمین میں ذی الحلیفہ کی اور وہاں نماز ادا کی اور ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۲۹۸۳- نافع نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر بطحائے ذی الحلیفہ میں اپنا اونٹ بٹھاتے اور نماز پڑھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور نماز پڑھی ہے۔

۳۲۸۳- نافع نے کہا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ سے

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَلَ مِنْ الْحَيْوُسِ أَوْ السَّرَايَا أَوْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى نَيْبَةٍ أَوْ فَدَفِدٍ كَبَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ))

۳۲۷۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَّا حَدِيثَ أَيُّوبَ فَإِنَّ فِيهِ التَّكْبِيرَ مَرَّتَيْنِ

۳۲۸۰- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ ((آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ))

۳۲۸۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

باب التَّغْرِيسِ بِذِي الْحَلِيفَةِ وَالصَّلَاةِ بِهَا إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ

۳۲۸۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحَلِيفَةِ فَصَلَّى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۳۲۸۳- عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُبِيخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحَلِيفَةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبِيخُ بِهَا وَيُصَلِّي بِهَا.

۳۲۸۴- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا

لوٹے تو بطحائے ذی الحلیفہ میں اونٹ بٹھاتے جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بٹھاتے تھے۔

۳۲۸۵- سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ آخر شب میں ذوالحلیفہ میں اترے ہوئے تھے کہ آپ سے کہا گیا کہ تم مبارک میدان میں ہو۔

۳۲۸۶- سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ نبی کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور آپ آخر شب میں ذی الحلیفہ میں اترے ہوئے تھے میدان میں سو آپ سے اس نے کہا کہ آپ مبارک میدان میں ہیں۔ اور موسیٰ راوی نے کہا کہ ہمارے ساتھ سالم بن عبد اللہ نے اونٹ بٹھائے اس جگہ میں نماز کی جہاں عبد اللہ بٹھادیتے تھے اور اس کو جانتے اور خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ کے اترنے کی جگہ ہے اور وہ اس مسجد سے نیچے ہے جو بطن وادی میں بنی ہوئی تھی اور مسجد اور قبلہ کے بیچ میں وہ مقام واقع ہوا ہے۔

باب: مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور برہنہ ہو کر

بیت اللہ کا طواف نہ کیا جائے اور یوم حج اکبر کا بیان

۳۲۸۷- ابو ہریرہ نے کہا کہ مجھے ابو بکر صدیق نے اس حج میں روانہ فرمایا جس میں رسول اللہ نے ان کو امیر کیا حجۃ الوداع کے

صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بَدَى الْخَلِيفَةَ الَّتِي كَانَ يُبِيحُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۳۲۸۵- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى فِي مَعْرَسِهِ بَدَى الْخَلِيفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بَبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.

۳۲۸۶- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى وَهُوَ فِي مَعْرَسِهِ مِنْ ذِي الْخَلِيفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ إِنَّكَ بَبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٍ بِالْمَنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُبِيحُ بِهِ يَنْحَرِي مَعْرَسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بَبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذَلِكَ

بَابُ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكًا وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

۳۲۸۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ

☆ (۳۲۸۶) ان سب حدیثوں کی رو سے قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اترنا بطحائے ذی الحلیفہ میں اگرچہ مناسک حج میں نہیں ہے مگر ایک فعل ہے جناب رسول اللہ کا اور عمل ہے اس پر اہل مدینہ کا جو برکت ڈھونڈتے ہیں آثار سے رسول اللہ کے اور اس لیے کہ وہ میدان مبارک ہے۔ اور امام مالک نے بھی اسے مستحب کہا ہے اور وہاں نماز ادا کرنے کو بھی اور مستحب ہے کہ وہاں سے آگے نہ جاوے جب تک نماز نہ ادا کرے اور اگر ایسے وقت پہنچے کہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہرا رہے کہ وقت آ جاوے اور نماز ادا کرے اور پھر چلے۔

☆ (۳۲۸۷) یعنی اللہ پاک ہل جلالہ نے حکم فرمایا واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر یعنی پکار دینا ضروری ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں میں حج اکبر کے دن کہ اللہ اور رسول بیزار ہیں مشرکوں سے۔ اور یہ پکارنا نحر کے دن ہوا تو قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ نحر ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے اور یہ عوام کا لانعام میں مشہور ہے کہ حج اکبر وہ ہے کہ عرفہ جمعہ کے دن پڑے۔ یہ شیطان علیہ اللعنت نے ان کو بتایا ہے اور قرآن وحدیث میں کہیں نہیں آیا اور محض خبط و جنون عوام ذی فنون ہے اور اکثر کلمہ ملاحظہ فرمائیے

قبل اور مجھے روانہ کیا اس جماعت میں کہ جو پکارتے تھے نحر کے دن کہ اس سال سے بعد اب کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ کوئی بیت اللہ کا ننگا ہو کر طواف کرے (جیسے مشرک لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے)۔ ابن شہاب زہری نے کہا کہ عبدالرحمن کے فرزند حمید یہی کہتے تھے کہ حج اکبر کا دن وہی نحر کا دن ہے اسی ابوہریرہ کی حدیث کے سبب سے۔

باب : حج ، عمر اور عرفہ کے دن کی فضیلت

عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَأَ يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ يَوْمَ النَّحْرِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ .

بَاب فِي فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ

۳۲۸۸- سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جناب عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ

۳۲۸۸- عَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ)) .

لے بھی اس خطبہ میں گرفتار ہیں۔ اور اختلاف ہے علماء کا کہ حج اکبر کا دن ہے یا نحر کا۔ امام مالک اور شافعی اور جمہور نے کہا ہے کہ یوم النحر ہے اور قاضی عیاض نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ عرفہ کا دن ہے اور بعضوں کا قول ہے کہ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور جو قائل ہیں کہ حج اکبر عرفہ ہے انہوں نے استدلال کیا ہے اس سے کہ حدیث میں آیا ہے الحج عرفہ کہ حج عرفہ ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ آج سے کوئی مشرک حج نہ کرے موافق ہے اس آیت مبارک کے انصا المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا یعنی مشرک ناپاک ہیں سو نزدیک نہ آویں المسجد الحرام کے اس سال کے بعد اور مراد مسجد حرام سے سارا حرم ہے غرض مشرک کو داخل ہونا حرم میں کسی حال میں روا نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کا قصد بن کر آوے تب بھی حرم سے باہر ٹھہرے اور وہاں سے کسی اور کو بھیج دے کہ اس کا پیغام پہنچا دے اور اگر آیا اور مر گیا پیار ہو کر خفیہ اور بعد کو معلوم ہوا کہ مشرک تھا تو حکم ہے کہ اس کی قبر کھود کر مردہ کو حرم کے باہر لے کر گاڑ دیا جائے۔ اور جاہلیت میں عرب کا قاعدہ تھا کہ برہنہ طواف کرتے اور کہتے کہ جن کپڑوں سے ہم نے گناہ کئے ہیں ان سے طواف کیونکر کریں۔ حضرت نے اس امر فتنج کو پردہ زمین سے مٹا دیا۔

(۳۲۸۸) عبد الرزاق نے اپنی سند میں ابن عمر سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس میں یوں ہے کہ اللہ پاک اترتا ہے آسمان دنیا میں اور بندوں کا فخر کرتا ہے فرشتوں پر اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں میرے پاس حاضر ہوئے ہیں پریشان بال اور گرد آلود چہروں سے اور میری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں حالانکہ مجھے انہوں نے دیکھا نہیں اور کیا حال ہو ان کا اگر مجھے دیکھیں؟ پھر باقی حدیث ذکر کی اور اس سے اترنا خدا کا آسمان دینا پر ثابت ہو اور اس کے ظاہر پر ہم ایمان لاتے ہیں اور کیفیت اس کی پروردگار کو سوچتے ہیں اور نہیں تاویل کرتے اور یہی مسلک ہے صحابہ کرام اور تابعین اور تمامی اسلاف صالحین کا۔

کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں؟

باب: حج اور عمرہ کی فضیلت کا بیان

۳۲۸۹- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ کفارہ ہو جاتا ہے بیچ کے گناہوں کا اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

۳۲۹۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

۳۲۹۱- ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو اس گھر میں آیا اور بے ہودہ شہوت رانی کی باتیں نہ کہیں نہ گناہ کیا وہ ایسا پھر آ کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا (یعنی گناہوں سے پاک ہو گیا)۔

۳۲۹۲- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۲۹۳- ابو ہریرہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث اس سند سے روایت کرتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

۳۲۸۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمُبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)) .

۳۲۹۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ .

۳۲۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْتَفُ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) .

۳۲۹۲- عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْتَفُ وَلَمْ يَفْسُقْ .

۳۲۹۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ .

(۳۲۹۱) حدیث اول سے اس باب کی استدلال کیا ہے جمہور نے اور شافعیہ نے کہ عمرہ کو مکرر نہ کر ایک سال میں بجالاتا مستحب ہے اور مالک نے اور اکثر ان کے شاگردوں نے کہا ہے کہ ہر سال میں ایک عمرہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے اور قاضی عیاض نے اور دوسرے عالموں نے کہا ہے کہ ہر ماہ میں ایک عمرہ سے زیادہ نہ لاوے اور جاننا چاہیے کہ سال بھر عمرہ کا وقت ہے مگر جو شخص افعال حج میں مشغول ہو سو اس کا عمرہ صحیح نہیں جب تک حج سے فارغ نہ ہو اور جو حاجی نہیں اس کو عرفہ کے دن بھی عمرہ مکروہ نہیں اور یہی حکم ہے عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کا جو حاجی نہ ہو اور اسی طرح سارے برس کے دنوں کا غرض کسی دن میں عمرہ مکروہ نہیں ہمارے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک اور جماہیر کا کہ غیر حاجی کو عرفہ اور ایام نحر و تشریق وغیرہ میں مکروہ نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ پانچ دن مکروہ ہیں یوم عرفہ یوم النحر اور ایام تشریق اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ چار دن عرفہ اور ایام تشریق مگر ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی سند کیا ہے اور بے دلیل کے کسی کا قول قابل تسلیم نہیں اور عمرہ کے وجوب میں بھی علماء کا اختلاف ہے شافعی اور جمہور کا قول ہے کہ واجب ہے اور اس کے قائل ہیں عمر اور ابن عمر اور ابن عباس اور طاؤس اور عطاء اور ابن المسیب اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور مسروق وغیرہم اور مالک اور ابو حنیفہ اور ابو ثور نے کہا ہے کہ سنت ہے اور واجب نہیں اور حج مقبول وہ ہے کہ اس میں کسی گناہ کی طوئی نہ ہو اور علامت قبول حج یہ ہے کہ حاجی پھر گناہوں کی طرف مائل نہ ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ قبولیت نصیب کرے جیسے توفیق حج عنایت فرمائے۔

بَابُ النَّزُولِ بِمَكَّةَ لِلْحَاجِّ وَتَوْرِيثِ ذُورِهَا

باب: حاجیوں کے اترنے کا مکہ میں اور اس کے گھروں
کے وارث ہونے کا بیان

۳۲۹۴- اسامہ بن زید بن حارثہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ مکہ میں اپنے گھر میں اتریں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی چار دیواری یا مکان چھوڑا ہے اور حقیقت اس کی یہ تھی کہ عقیل اور طالب وارث ہوئے ابو طالب کے اور جعفر اور علی کو ان کے ورثہ میں سے کچھ نہ ملا اس لیے کہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔

۳۲۹۵- حضرت اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل خدا نے چاہا اور ہم پہنچ گئے تو آپ کہاں اتریں گے؟ اور یہ بات فتح مکہ کے دنوں میں کہی تو آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہی نہیں۔

۳۲۹۶- اس سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

۳۲۹۴- عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ ذُورٍ)) وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيُّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ.

۳۲۹۵- عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَذَلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِينَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلٌ))

۳۲۹۶- عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَذَلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ))

باب: مہاجر کے مکہ میں رہنے کا بیان

بَابُ جَوَازِ الْبِقَامَةِ بِمَكَّةَ

۳۲۹۷- عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ

(۳۲۹۷) قاضی عیاض نے کہا کہ اسامہ نے جو کہا کہ آپ اپنے گھر میں اتریں گے مراد اس سے یہ ہے کہ جس میں آپ کی سکونت تھی اس لیے کہ اصل میں تو وہ گھر ابو طالب کا تھا اس لیے کہ وہی متکفل تھے آپ کی پرورش کے اور ابو طالب بڑے بیٹے تھے عبدالمطلب کے اور عبدالمطلب کی ساری املاک کے وہی اکیلے وارث تھے جیسا قاعدہ تھا ایام جاہلیت کا اور یہی گمان ہے کہ شاید عقیل نے سب گھر بیچ ڈالے ہوں اور اپنی ملک سے نکال دیئے ہوں جیسے ابوسفیان وغیرہ نے مہاجرین کے گھر تمام بیچ ڈالے۔ چنانچہ داؤدی نے ایسا ہی کچھ کہا ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی اٹخ اس سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اور ان کے موافقین نے کہ مکہ صلحا فتح ہوا ہے اور مکان اس کے مملوک ہیں مکان والوں کے جیسے اور شہروں کے مکان ہیں اور ان میں میراث وغیرہ جاری ہوتی ہے اور بیچ اور رہن اور اجارہ ان مکانوں کا وہی ہے مثل اور تصرفات کے اور مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور دوسرے فقہاء کا قول ہے کہ وہ جبر اور قہر کی راہ سے فتح ہوا ہے اور یہ تصرفات کوئی وہاں کے مالکوں کو اپنے مکانوں پر روا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور یہ تمام علماء کا مذہب ہے۔

(۳۲۹۷) مراد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ مکہ میں رہتے تھے اور پھر اسلام کی وجہ سے انھوں نے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے ہجرت کی تھی وہ اگر حج کو آئیں یا عمرہ کو تو بعد فراغ کے تین روز سے زیادہ مکہ میں نہ رہیں۔ اور اس سے شافعیہ نے استدلال کیا ہے کہ تین دن کی اقامت لے

نے مکہ میں رہنے کے باب میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے علاء بن حضرمی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہاجر کو اجازت ہے حج کے بعد لوٹنے کے پیچھے تین روز تک مکہ میں رہنے کی۔ مراد یہ تھی کہ اس سے زیادہ نہ رہے۔

۳۲۹۸- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مکہ میں تین دن قیام کر سکتا ہے۔

۳۲۹۹- اسی طرح کی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۰۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۰۱- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آتی ہے۔

باب : مکہ میں شکار وغیرہ کا حرام ہونا

۳۳۰۲- ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا کہ آج سے مکہ کی ہجرت نہیں رہی مگر جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تم کو حکام جہاد کو بلائیں تو نکلو اور چلو اور فرمایا کہ یہ شہر ایسا

السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةٌ ثَلَاثَ بَعْدَ الصَّدْرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا)) .

۳۲۹۸- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ أَوْ قَالَ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا)) .

۳۲۹۹- عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((ثَلَاثَ لَيَالٍ يَمَكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدْرِ)) .

۳۳۰۰- عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَكَثَ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا)) .

۳۳۰۱- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ .

باب تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَغَيْرِهَا

۳۳۰۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتَحَ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ وَإِذَا

تو حقیقت میں اقامت میں داخل نہیں بلکہ تین دن کارہنے والا مسافر ہے اور اگر کوئی مسافر تین روز تک اقامت کی نیت کرے سو روز خروج کے اور روز دخول کے تو وہ مقيم نہیں اور حکم مسافر میں ہے اور رخصتیں مسافر کی سب اس کو روا ہیں جیسے قصر نماز کا اور انظار روزہ کا۔

(۳۳۰۲) علماء نے کہا ہے کہ ہجرت دار الحرب سے دار السلام کی طرف قیامت تک باقی ہے اور اس حدیث کی تاویل میں دو قول ہیں اول یہ کہ مراد یہ ہے کہ مکہ کی ہجرت اب نہیں رہی اس لئے کہ وہ دار السلام بن گیا بعد فتح کے اور ہجرت تو دار الحرب سے ہوتی ہے اور اس میں پیشینگوئی اور معجزہ ہے رسول اللہ کا کہ ہمیشہ یہ دار السلام رہے گا اور ایسا ہی ہو اور دوسری یہ کہ جو ثواب ہجرت کا قبل فتح مکہ کے تھا وہ ثواب اب نہیں رہا گو کہ ہجرت باقی ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل یعنی جس نے بعد فتح کے جہاد کیا اور مال خرچ کیا وہ ان کے برابر نہیں ہیں جنہوں نے قبل فتح یہ کام کئے مگر جہاد و نیت ہے یعنی تحصیل ثواب کا ذریعہ یہ ہے کہ جہاد کرتے رہو اور نیک نیتی سے

ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ قرار دیا ہے جس دن سے آسمان وزمین بنایا ہے غرض وہ اللہ کے مقرر کرنے سے حرمت و ادب کی جگہ ٹھہرایا گیا ہے قیامت تک اور کسی کو اس میں قتال روا نہیں ہوا مجھ سے پیشتر اور مجھے بھی ایک دن کی صرف ایک گھڑی اجازت ہوئی تھی (یعنی لڑائی کی) اور وہ پھر ویسا ہی حرام ہو گیا اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے قیامت تک کہ نہ اس کا کاٹنا اکھاڑا جاوے اور نہ اس کا شکار بھگایا جاوے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جاوے مگر وہ اٹھاوے جو اس کو پہنچوائے (کہ جس کی ہو اس کو دے دے) اور نہ اس کی ہری گھاس اکھاڑی جاوے۔ سو عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! مگر اذخر (یعنی اس کی اجازت دیجئے) کہ وہ سناروں لوہاروں کے کام آتی ہے اور اس سے گھر چھائے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مگر اذخر یعنی اس کے توڑنے کی اجازت ہے۔

۳۳۰۳۔ چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

اسْتَنْفَرْتُمْ فَاَنْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتَحَ مَكَّةَ ((اِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمَةٌ لِلَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَهُوَ حَرَامٌ بِحَرَمَةِ اللَّهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَجْلُ الْفِتَالِ فِيهِ لِأَخِي قَبْلِي وَلَمْ يَجْلُ لِي اِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحَرَمَةِ اللَّهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأُيَعَضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ اِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِلَّا الْاَذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ فَقَالَ ((اِلَّا الْاَذْخِرَ))

۳۳۰۳۔ عَنْ مَنْصُورٍ فِي هَذَا الْاِسْنَادِ بِعَيْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ)) وَقَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ ((الْقِتْلَ)) وَقَالَ ((لَا يَلْتَقِطُ لِقَطْنَهُ اِلَّا مَنْ عَرَفَهَا))

لہ سے اعمال صالح بجاوے کہ اس سے ثواب حاصل ہوگا جیسے ہجرت سے حاصل ہوتا تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ مقرر کیا ہے جس دن سے آسمان وزمین بنایا ہے یعنی اصل حرمت تو اسی دن سے ہے مگر وہ پوشیدہ ہو گئی تھی پھر حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ظاہر ہو گئی۔ اس لیے کہ آگے مسلم میں مروی ہوا ہے کہ ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور اس معنی میں دونوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور روایات سب سے ثابت ہوا ہے کہ قتال مکہ میں حرام ہے۔ چنانچہ ابوالحسن ماوردی نے احکام سلطانیہ میں لکھا ہے کہ خصائص حرم میں سے ہے کہ وہاں کے لوگوں سے لڑائی نہ کی جاوے پھر اگر سلطان عادل صاحب عدل سے وہاں کے لوگ بغاوت کریں تو ان کو تنگ کیا جاوے کہ اطاعت قبول کریں نہ کہ جنگ کی جاوے اور جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ اگر وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آویں اور احکام شرع جو موافق عدل ہوں قبول نہ کریں تو البتہ ان سے لڑائی کی جاوے اس لیے کہ باغیوں سے لڑنا بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے اور یہی قول قرین صواب ہے اور اس پر تخصیص کی ہے امام شافعی نے کتاب اختلاف الحدیث میں کتب ام سے۔ اور قتال مروزی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ اگر ایک جماعت کفار کی بھی قلعہ نشین ہو جاوے مکہ میں تو ہم کو ان سے لڑنا بھی روا نہیں جب تک وہ مکہ میں ہوں اور یہ قول قتال کا محض غلط ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں اور مجوزین قتال ان احادیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد ان حدیثوں کی جو تحریم قتال میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ جب تک بغیر قتل کے کام نکلے جب تک اپنی جانب سے اہل مکہ سے لڑائی شروع نہ کرے اور جب مجبور ہو جاوے تو پھر روا ہے بخلاف اور شہروں کے کہ قتال وہاں ہر طور روا ہے۔

۳۳۰۴- ابو شریح عدویٰ نے عمرو بن سعید سے کہا کہ جس وقت وہ لشکروں کو روانہ کرتا تھا مکہ کے اوپر (یعنی عبد اللہ بن زبیر کے قتل کو) کہ اجازت دو مجھے اے امیر کہ میں ایک حدیث بیان کروں کہ جو خطبہ کے طور سے کھڑے ہو کر فرمائی رسول اللہ نے دوسرے دن مکہ کی فتح کے اور میرے کانوں نے سنی اور دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے دیکھا آپ کو جب آپ نے وہ بیان فرمائی۔ پہلے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے اور لوگوں نے حرام نہیں کیا سو کسی شخص کو روا نہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ یہ حلال ہے کہ اس میں درخت کاٹے۔ پھر اگر میرے قتال کی سند سے قتال کی اجازت کوئی شخص نکالے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی اس کی اور تم کو اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن میں ایک گھڑی کے لیے اجازت دی اور پھر اس کی حرمت آج ویسے ہی لوٹ آئی جیسے کل تھی اور ضروری ہے کہ جو حاضر ہے غائبوں کو یہ حدیث پہنچادے۔ لوگوں نے ابو شریح سے کہا کہ پھر عمرو نے آپ کو کیا جواب دیا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ اے ابو شریح! میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں (ہائے ظالم) حرم پناہ نہیں دیتا فرمان کو (یہ عبد اللہ بن زبیرؓ کو کہا معاذ اللہ من ذلک) اور نہ اس کو جو خون کر کے بھاگا ہو اور نہ اس کو جو چوری اور فساد کر کے بھاگا ہو۔

۳۳۰۴- عَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ أَتَدْنُ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أَحَدُتُكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْغَدَا مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعْتُهُ أُذْنَايَ وَوَعَاةَ قَلْبِي وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمْتُ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَنْتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحْرَمَهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِأَمْرِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْصِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذُنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَتَبْلُغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٍو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أبا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرَابَةٍ.

۳۳۰۴) قولہ روا نہیں ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں کہ کفار فروع اسلام کے مخاطب نہیں ہیں اور صحیح مذہب شافعیہ اور دوسرے فقہاء کا ہے کہ مخاطب ہیں فروع کے بھی جیسے مخاطب ہیں اصول کے۔ اور یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ پکا مومن تو وہی ہے جو تبع فرمان ہو اور محرمات شرعیہ سے بچنے والا ہو۔ اور یہ مراد نہیں کہ جو مومن نہ ہو مخاطب ہی نہیں۔ قولہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف قہر اور قتال فتح ہوا ہے نہ کہ صلحا اور جو کہتے ہیں صلحا فتح ہوا ہے وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ قتال کو تیار تھے مگر ضرورت نہ پڑی۔ پس تیاری بہ سبب جواز قتل کے تھی گواقتا قتال نہ ہوا۔

۳۳۰۵- ابو ہریرہؓ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اپنے رسول کو تو آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ پاک نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول کو اور مومنوں کو اس کا حاکم فرمایا اور اس میں لڑنا کسی کو حلال نہیں ہوا مجھ سے پہلے اور مجھے بھی ایک گھڑی کی اجازت ملی دن سے اور اب کبھی حلال نہ ہو گا میرے بعد کسی کو پھر اس کا شکار بھگا یا نہ جاوے اس کا کٹا توڑا نہ جاوے اس کی گری پڑی چیز اٹھائی نہ جاوے مگر وہ شخص اٹھاوے جو بتاتا پھرے کہ جس کی ہوا سے دے دے۔ اور جس کا کوئی شخص مارا گیا اس کو دو باتوں کا اختیار ہے خواہ فدیہ لے لے یعنی خون بہا لے خواہ قاتل کو قصاص میں مروا ڈالے سو عباسؓ نے عرض کی کہ مگر اذخریا رسول اللہؐ کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں اور گھروں کو اس سے چھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خیر اذخرتوڑلو (گھاس کو اذخر کہا) پھر ابو شاہ ایک شخص یمن کا اٹھا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہ مجھے لکھ دو آپ نے فرمایا لکھ دو ابو شاہ کو ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب کہ یا رسول اللہؐ! یہ مجھے لکھ دو؟ انھوں نے کہا یہی خطبہ جو رسول اللہؐ نے فرمایا (یعنی اس کو ابو شاہ نے لکھو الیا کہ بڑے نفع کی بات تھی)۔

۳۳۰۶- ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ خزاعہ والوں نے ایک شخص کو مار ڈالا قبیلہ بنی لیث سے جس سال مکہ فتح ہوا اپنے ایک مقتول کے بدلے جس کو بنی لیث نے مار ڈالا تھا اور اس کی خبر رسول اللہؐ کو ہوئی

۳۳۰۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَن مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَن تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أَجَلَتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَن تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قَتَلَ لَهُ قَتِيلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقْتَلَ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْحَجِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّا نَحْمَلُهُ فِي قُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِلَّا الْإِذْحَجِرَ)) فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ)) قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ ((اكْتُبُوا لِي)) يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هَذِهِ الْحُطْبَةُ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۳۳۰۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ خِزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَكِبَ

(۳۳۰۵) اس حدیث سے امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے خون بہا لے اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور ابن سیرین اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور امام مالک نے کہا کہ ولی کو اختیار نہیں مگر قتل کا یا بخش دینے کا اور دیت کا اختیار نہیں مگر برضائے قاتل اور یہ اس حدیث کی خلاف ہے اور ابو شاہ کا نام نہیں معلوم سوا کنیت کے اور آپ نے جو حدیث لکھوادی اس سے علماء کا لکھنا اور حدیثوں کا قلم بند کرنا اور کتب کا تصنیف کرنا اور اس کا جواز اور بھی روایتوں سے پچھانا جاتا ہے۔ اور اب تو امت کا اجماع ہے اس کے احتیاج پر۔

اور آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اصحاب قبیل کو روکا اور اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر حاکم کیا اور وہ مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کو حلال ہوگا اور مجھے بھی ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا اور اب اس گھڑی میں پھر ویسا ہی مجھ پر حرام ہو گیا (یعنی جیسے پہلے تھا) سو اس کا کائنات نہ اکھاڑا جاوے اور درخت نہ کاٹا جاوے اور پڑی چیز نہ اٹھائی جاوے مگر بتانے والا اٹھاوے اور جس کا کوئی شخص مارا جاوے اس کو دو چیزوں کا اختیار ہے خواہ دیت لے لے خواہ قصاص لے لے۔ پھر ایک شخص یمن کا آیا کہ اسے ابو شاہ کہتے تھے اور اس نے کہا کہ مجھے لکھ دیجئے یا رسول اللہ! آپ نے یاروں سے فرمایا کہ اسے لکھ دو۔ پھر ایک شخص نے قریش میں سے کہا کہ مگر آخر کو کہ وہ ہمارے گھروں اور قبروں میں کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خیر مگر آخر۔

باب: مکہ مکرمہ میں بلا ضرورت ہتھیار اٹھانا

منع ہے

۳۳۰۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے حلال نہیں کسی کو مکہ میں ہتھیار اٹھاوے۔

باب: مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا وہاں ہے

۳۳۰۸- یحییٰ نے یہ لفظ بیان کیے کہ میں نے مالک سے پوچھا کہ ابن شہاب نے انس سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ

رَاحِلَتُهُ فَحَطَبَ فَقَالَ ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَبِيلَ وَسَلَطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَجَلْ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَنْ تَجَلْ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُحْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْبَذًا وَمَنْ قَبِلَ لَهُ قَبِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْطَى يَغْنِي الدِّيَةَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَبِيلِ)) قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ أَكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَا أَبَا الْإِذْخِرِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِلَّا الْإِذْخِرَ))

بَابُ النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السَّلَاحِ بِمَكَّةَ

بِلا حَاجَةٍ

۳۳۰۷- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لَا يَجِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السَّلَاحَ))

بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

۳۳۰۸- عَنْ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ أَخَذْتَنِكَ ابْنُ شَهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

(۳۳۰۷) یعنی بے حاجت کے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جماہیر کا۔ تاضی عیاض نے کہا ہے کہ اہل علم کے نزدیک یہ نبی محمول ہے اس پر کہ بلا ضرورت نہ اٹھاوے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور عطا کا اور حسن بصری نے مطلق ہتھیار باندھنا مکروہ کہا ہے بنظر ظاہر اسی حدیث کے۔ اور جمہور نے استدلال کیا ہے اس سے کہ رسول اللہ عمرہ قضاء میں شرط کئے تھے کہ ہتھیار لاویں گے میان میں اور اٹھانے سے مراد ہتھیار باندھنا ہے۔

(۳۳۰۸) ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور دونوں میں تطہیق اس طرح ہے کہ اول دخول کے وقت خود تھا پھر اسے اتار کر عمامہ باندھ لیا۔ اور اس حدیث سے سند لی ہے انھوں نے جنھوں نے کہا ہے کہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے اس کو ظن

میں آئے اور آپ کے سر پر خود تھا جس سال مکہ فتح ہوا پھر جب خود اتار ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔ مالک نے کہا کہ ہاں مجھ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

۳۳۰۹- جابر نے روایت کی کہ رسول اللہ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا بغیر احرام کے اور آگے کی روایت میں ہے کہ جابر نے روایت کی کہ نبی داخل ہوئے فتح مکہ کے دن اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا۔

۳۳۱۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

۳۳۱۱- عمرو بن حرث سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ پڑھا اور آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔

۳۳۱۲- جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں گویا دیکھ رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کے اوپر اور آپ کے اوپر سیاہ عمامہ ہے کہ آپ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے شانوں کے بیچ میں لٹکا دیا ہے۔ اور ابو بکر کی روایت میں منبر کا ذکر نہیں ہے۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ حَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ حَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ ((اِقْتُلُوهُ)) فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ.

۳۳۰۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَفِي رِوَايَةٍ قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

۳۳۱۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ أَحْبَبْنَا شَرِيكَ عَنْ عَمَّارِ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۳۳۱۱- عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۳۳۱۲- عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أُرْحَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ.

لہ جو ارادہ حج و عمرہ کا نہ رکھتا ہو اور کسی کام کے لیے آیا ہو یا ان کو روا ہے جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں جیسے لکڑیاں باہر سے لانے والے یا گھاس یا شکار لانے والے یا ان کے سوا کوئی اور غرض ہو سب کو رخصت ہے بلا احرام داخل ہونے کی جو ارادہ حج و عمرہ نہ رکھتا ہو اور برابر ہے کہ امن ہو یا خوف اور یہ صحیح تر قول ہے شافعی کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ داخل ہونا بغیر احرام کے روا نہیں ہے اس کو جس کو بار بار حاجت آنے کی نہیں ہوتی مگر اس کو جو مقاصد ہو یا خانف ہو قتال سے کسی ظالم کے کہ اگر اس پر ظاہر ہو جاوے تو اس کو ضرر پہنچے گا۔ اور نقل کیا قاضی نے یہ قول اکثر علماء سے۔

(۳۳۱۲) ان روایتوں سے سیاہ کپڑے پہننے کا جو از معلوم ہو گیا خواہ خطبہ کے وقت ہو یا سو اس کے اور اگرچہ سفید کپڑا افضل ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔

باب: مدینہ کی فضیلت اور نبیؐ کی دعا اور
اس کے شکار کے حرام ہونے اور اس کے
حرم کی حدوں کا بیان

۳۳۱۳- عبد اللہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ حرم مقرر کیا (یعنی حرمت اس کی ظاہر کی ورنہ حرمت اس کی آسمان و زمین کے بننے کے دن تھی) اور اس کے لوگوں کے لیے دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرام کیا جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرام کیا اور میں نے دعا کی مدینہ کے صاع اور مد کے لیے اس سے دو حصے برابر جیسے ابراہیم نے کی تھی اہل مکہ کے لیے۔

۳۳۱۴- عمرو سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور لیکن وہیپ کی روایت میں تو در اور دی کی مثل یہی ہے کہ میں نے دعا کی ابراہیم کے دو حصہ برابر۔ اور سلیمان بن بلال اور عبد العزیز کی روایت میں یہ ہے کہ دعا کی میں نے ابراہیم کی دعا کے برابر۔

۳۳۱۵- رافعؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں حرم قرار دیتا ہوں مراد آپ کی مدینہ ہے۔

۳۳۱۶- نافع نے کہا کہ مروان نے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا مکہ کا اور اس کے رہنے والوں کا سو پکارا اس کو رافع بن خدیج صحابی نے اور کہا کہ یہ کیا سنتا ہوں میں تجھ سے کہ تو نے ذکر کیا مکہ کا اور اس کے لوگوں کا اور اس کے حرم کے ہونے کا اور نہ ذکر کیا مدینہ کا اور نہ وہاں کے لوگوں کا اور نہ اس کے حرم ہونے کا اور رسول اللہؐ نے حرم ٹھہرایا ہے دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں اور یہ حدیث رسول اللہؐ کی حرم ٹھہرانے کی ہمارے پاس ایک خولانی چیزے پر لکھی ہوئی ہے اگر تم چاہو تو میں تم کو پڑھا دوں۔ راوی نے کہا کہ مروان خاموش ہو رہا اور کہا کہ میں نے بھی اس میں سے کچھ سنا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِهَا وَتَحْرِيمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَبَيَانِ حُدُودِ حَرَمِهَا
۳۳۱۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمَدَّهَا بِمِثْلِي مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ))

۳۳۱۴- عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيثُ وَهَيْبِ فَكَرَوَاتِهِ الدَّرَاوَرْدِيُّ ((بِمِثْلِي مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ)) وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ الْمُحْتَارِ فَفِي رَوَاتِهِمَا مِثْلُ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ.
۳۳۱۵- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أَحَرَّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ))

۳۳۱۶- عَنْ نَافِعِ بْنِ جَبْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ حَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحَرَمَتَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحَرَمَتَهَا فَذَكَرَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحَرَمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرْ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحَرَمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذَلِكَ عِنْدَنَا فِي أُودِيمِ خَوْلَانِي إِنْ شِئْتَ أَقْرَأُكَ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضُ ذَلِكَ

۳۳۱۷- جابر نے کہا کہ نبی نے فرمایا کہ ابراہیم نے حرم مقرر کیا مکہ کا اور میں حرم مقرر کرتا ہوں مدینہ کا دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں (یعنی جو مدینہ کے دونوں طرف واقع ہیں) کوئی کانٹے دار درخت نہ کاٹنا جاوے اور نہ کوئی جانور شکار کیا جاوے۔

۳۳۱۸- عامر بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے حرم مقرر کر دیا درمیان دونوں میدانوں کالے پتھر والوں کے کہ نہ کاٹنا جاوے کانٹے دار درخت وہاں کا اور نہ مارا جاوے شکار وہاں کا اور فرمایا کہ مدینہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے کاش وہ اس کو سمجھتے (یہ خطاب ہے ان لوگوں کو جو مدینہ چھوڑ کر اور جگہ چلے جاتے ہیں یا تمام مسلمانوں کو) اور نہیں چھوڑتا کوئی مدینہ کو مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی آدمی اس میں بھیج دیتا ہے اور نہیں صبر کرے کوئی اس کی بھوک پیاس پر اور محنت و مشقت پر مگر میں

۳۳۱۷- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقَطَّعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا)) .

۳۳۱۸- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي أَحْرَمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ الْمَدِينَةِ أَنْ يُقَطَّعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَدْغُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبَدَلَ اللَّهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَيَّ لَأَوَانِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) .

(۳۳۱۸) ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے ایک جماعت نے مدینہ کے حرم ہونے پر اور وہاں کے شکار کے حرام ہونے پر اور درخت نہ توڑنے پر اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور امام مالک اور ان کے موافقین کا اور ابو حنیفہ نے ان حدیثوں کا خلاف کیا ہے یہ سب قلت علم حدیث کے اور احتجاج کیا ہے حلال ہونے پر شکار مدینہ کے حدیث یا عمیر ما فعل النعیر سے اور خیر ایک چڑیا ہے کہ وہ کسی صحابی کے پاس تھی آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا ہوئی؟ حالانکہ اس حدیث سے استدلال ان کا محض لنگڑ اور پایہ چوبیس اس لیے کہ احتمال ہے کہ وہ چڑیا قبل ان حدیثوں کے پکڑی گئی ہو جب شکار حرام نہ ہوا ہو دوسرے یہ احتمال ہے کہ اس کو حل مدینہ سے یعنی حرم کے باہر سے پکڑ کر لائے ہوں اور یہ احتمال ثانی حنیفہ کے مذہب پر درست نہیں ہوتا اس لیے کہ ان کا مذہب کہ حل میں سے جو شکار پکڑ کر حرم میں لاویں اس کا بھی چھوڑ دینا واجب ہے اس لیے کہ اس کا بھی حکم صدی حرم کا ہے اور یہ اصل مذہب ان کا بھی محض بے اصل اور ضعیف و ست ہے اور جب حدیث خیر میں احتمال ہو تو قابل استدلال نہیں خصوصاً ان احادیث صحیحہ متصل استاد کے روبرو جس میں صاف نص صریح ہے مدینہ کے حرم ہونے پر اور مشہور مذہب مالک اور شافعی کا یہ ہے کہ صدی مدینہ میں اور اس کے درخت اکھاڑنے میں امان نہیں ہے اگرچہ حرام ہے اور ابن ابی ذئب اور ابن ابی لیلی نے کہا کہ اس میں بھی جزا واجب ہوتی ہے جیسے حرم مکہ صید و قطع اشجار میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ اس کے کپڑے اور سامان چھین لیا جائے یعنی جو مدینہ کا درخت کانٹے یا شکار کرے اس لیے کہ سعد بن ابی وقاص کی روایت میں جس کو مسلم نے ذکر کیا ہے ایسا ہی وارد ہوا ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ بعد صحابہ کے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا سو امام شافعی کے کہ ان کا قول قدیمی ہے۔

اور قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ والوں کے لیے یہ جو فرمایا کہ میں شفیع ہوں گایا گواہ مراد اس سے یہ ہے کہ اطاعت کرنے والوں کے لیے گواہ ہوں گا اور اہل معاصی کے لیے شفیع ہوں گا اور اس میں مزید فضیلت اور زیادہ خصوصیت نکلی مدینہ والوں کے لیے جیسے آپ نے شہدائے احد کے لیے فرمایا کہ میں ان لوگوں پر گواہ ہوں اور اس سے فضیلت ثابت ہوئی مدینہ کی اور بزرگی نکلی وہاں کی سکونت کی۔

اللہ تعالیٰ اس خادم حدیث کو مع اقرار و مومنین و احباب مخلصین کے وہاں کی سکونت اور موت عنایت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

اس کا شفع یا گواہ ہوتا ہوں قیامت کے دن۔

۳۳۱۹- عامر رضی اللہ عنہ نے وہی روایت بیان کی مثل حدیث ابن نمیر کی اور اس میں زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا کہ نہیں ارادہ کرتا کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا مگر اللہ تعالیٰ اس کو گھلا دیتا ہے ایسا جیسے سیسہ گل جاتا ہے آگ میں یا نمک گل جاتا ہے پانی میں۔

۳۳۲۰- عامر بن سعد نے کہا کہ سعد اپنے مکان کو چلے جو عقیق میں تھا راہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کاٹ رہا ہے یا پتے توڑ رہا ہے سو اس کے کپڑے چھین لیے اور اس کے گھر والے آئے اور انھوں نے کہا آپ وہ اس کو پھیر دیجئے یا ہم کو عنایت کیجئے انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ میں وہ چیز پھیر دوں جو مجھے بطریق انعام کے عنایت کی ہے رسول اللہ نے اور ہر گز نہ

۳۳۱۹- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي رِفَاعٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَرَأَى فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُرِيدُ أَخَذَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ ذُوبَ الرِّصَاصِ أَوْ ذُوبَ الْمَلْحِ فِي الْمَاءِ.

۳۳۲۰- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجْرًا أَوْ يَحْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعَدٌ حَاوَاهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلَامِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا تَقَلَّبِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

(۳۳۲۰) ☆ غرض ان سب احادیث صحیح متواتر المعنی سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حرم مدینہ کا حکم ویسا ہی ہے جیسے حرم مکہ کا اور ابو حنیفہ کو شاید یہ احادیث نہ پہنچیں سو ان کا عذر مقبول ہے مگر متعصبان حنفیہ کو جن کو بخوبی ان کی آوازیں کان ٹھونک چکیں ان کا معلوم نہیں کیا حال ہوگا کہ یہ سب تعصب کے اور تصلب فی تقلید کے امام ہی کے قول مردود کو لیے جاتے ہیں امام ابن قیم نے کہا کہ رد کردیا سنت صحیحہ صریحہ محکمہ کو جسے میں پر کئی صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ مدینہ حرم ہے اور وہاں کا شکار حرام ہے اور دعویٰ کیا کہ یہ اصول کے خلاف ہے اور معارضہ کیا اس کا ایک متشابہ قول سے رسول اللہ کے کہ آپ نے فرمایا اے ابوعبیر کیا حال ہے خیر کا؟ اور بڑی تعجب کی بات ہے یا اللہ وہ کونسا اصول ہے جو ان سنن صحیحہ کا مقابل ہو سکے حالانکہ سنت اعظم اصول ہے اور لازم تھا کہ حدیث ابو عبیر کو ان روایتوں کی رو سے جو شہرت اور تصریح میں بدرجہا اس سے زیادہ تھیں رد کیا جاتا اور ہم تو اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ رد کریں رسول اللہ کی کسی سنت صحیحہ کو جب تک اس کا نسخہ نہ معلوم ہو جائے حالانکہ حدیث ابو عبیر میں چار احتمال ہو سکتے ہیں کہ ہر طرف ایک جماعت گئی ہے۔ اور اول یہ کہ احادیث تحریم مدینہ سے مقدم ہو اور ان حدیثوں نے اسے منسوخ کر دیا۔ دوسرے یہ کہ ان سے متاخر ہو اور ان حدیثوں کو منسوخ کر دیا۔ تیسرے یہ کہ خیر مدینہ کے حرم سے باہر پکڑی گئی ہو جیسے اکثر شکاری جانوروں میں ایسا ہوتا ہے کہ شہر کے باہر پکڑے جاتے ہیں چوتھے یہ کہ خاص اس لڑکے کے لیے اجازت دی گئی دوسروں کو نہیں جیسے ابو بردہ کو عناق کی قربانی کی اجازت دی گئی غرض ان چاروں احتمالات کی وجہ سے یہ حدیث خیر متشابہ ہوئی اور ان نصوص صریحہ کے رد کے قابل نہ رہی جو صراحتہ بلا اشتباہ دلالت کرتی ہیں حرم ہونے پر مدینہ کے کذا فی الروضة الندیہ۔ اور امام نووی نے فرمایا ہے کہ ضمان واجب ہوتا ہے اس شخص پر جو پتے توڑتا یا درخت کاٹتا ہے مدینہ کے یہ قول قدیم ہے شافعی کا اور اس حدیث سعد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث کا کوئی معارض نہیں۔ اور ضمان کی کیفیت میں دو وجہیں ہیں ایک تو وہ شکار جو اس نے مارا اور وہ درخت یا گھاس جو کاٹی ہے اس کی ضمانت اسی پر آتی ہے یعنی قیمت اس کی لازم ہوتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس شخص کی اشیاء جس نے یہ حرکت کی ہے سلب کی جاویں۔ اور اس میں دو قول ہیں اول یہ کہ فقط کپڑے اس کے چھین لیے جاویں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کا سب سامان سلب کر لیا جائے

سَلَّمَ وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ.

پھیر انھوں نے سامان اس کا۔
۳۳۲۱- حضرت انسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ ایک لڑکا ڈھونڈو جو ہماری خدمت کرے۔ سو ابو طلحہؓ مجھے لے کر گئے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر اور میں رسول اللہؐ کی خدمت کیا کرتا تھا جب آپ اترتے تھے پھر ایک حدیث میں کہا کہ آپ تشریف لائے یہاں تک کہ جب کوہ احد آپ کو دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا احد ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم احد کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر جب مدینہ کے قریب آئے تو فرمایا کہ یا اللہ! میں حرام کرتا ہوں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کو جیسا ابراہیمؑ نے حرام کیا کہ کو۔ یا اللہ! برکت دے ان کو انکے مد اور صاع میں۔

۳۳۲۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ ((التَّمَسُّ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي)) فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرِدُّنِي وَرَأَاهُ فَكُنْتُ أُحْدِثُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَأَ لَهُ أَحَدٌ قَالَ هَذَا حَبْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَدِينِهِمْ وَصَاعِهِمْ)).

۳۳۲۲- انس سے روایت ہے جناب رسول اللہؐ سے مثل اس کے جو اوپر گزرا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا میں حرام ٹھہراتا ہوں درمیان دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں۔

۳۳۲۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((إِنِّي أَحْرَمُ مَا بَيْنَ لَاتَيْتِيهَا)).

۳۳۲۳- عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم ٹھہرایا مدینہ کو؟ کہا ہاں فلاں مقام سے فلاں تک سو جو اس میں کوئی نئی بات نکالے یعنی گناہ کی تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن فرض نہ نفل اور انس کے بیٹے نے کہا یا جگہ دی کسی نئے گناہ کی بات کرنے والے کو۔

۳۳۲۳- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي هَذِهِ شَدِيدَةٌ ((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) قَالَ فَقَالَ ابْنُ أَنَسٍ أَوْ أَوْى مُحَلِّدًا.

۳۳۲۴- عاصم نے کہا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے کیا مدینہ کو حرم ٹھہرایا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں وہ حرم ہے

۳۳۲۴- عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَحْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ

تو ہاں ہے میرے کافر مشرکوں کا سب سامان غازی قاتل لے لیتا ہے کہ اس میں گھوڑا اور ہتھیار اور نقد اس کا سب داخل ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

نہ توڑا جاوے گا درخت اس کا اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہے۔

۳۳۲۵- حضرت انسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ برکت دے ان کو (یعنی مدینہ والوں کو) ان کے باپ میں اور برکت دے ان کے صاع میں اور برکت دے ان کے مد میں۔

۳۳۲۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ! مدینہ میں مکہ سے دوئی برکت دے۔

۳۳۲۷- ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ خطبہ پڑھا ہم پر علی بن ابوطالب نے اور فرمایا کہ جو دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس (یعنی اہل بیت کے پاس) کوئی اور چیز ہے سو کتاب اللہ اور اس صحیفہ کے اور راوی نے کہا کہ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا ان کی تلوار کے میان میں تو اس نے جھوٹ کہا اور اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمریں (یعنی زکوٰۃ کے متعلقات) اور کچھ زخموں کا بیان تھا (یعنی ان کے قصاص اور دیتوں کا بیان) اور اس صحیفہ میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا مدینہ حرم ہے عمر اور ثور کے بیچ میں۔ سو جو شخص کہ کوئی نئی بات نکالے اس جگہ یا جگہ دے کسی نئی بات نکالنے والے کو تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض نہ سنت۔ اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے ادنیٰ مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اور جس نے اپنے کو اپنے باپ کے سوا غیر کا فرزند ٹھہرایا اپنے آقاؤں کے سوا کسی دوسرے کا غلام اپنے کو قرار دیا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرض اور سنت۔ مسلم نے کہا کہ روایت ابو بکر وزہیر کی تو وہیں تک ہو چکی کہ ادنیٰ

حَرَامٌ لَّا يُحْتَلَى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

۳۳۲۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَكِّيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مَدْيَمِهِمْ)).

۳۳۲۶- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا بِيَمَكَةَ مِنَ الْبَرَكَةِ)).

۳۳۲۷- عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَطَبْنَا عَلَيَّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقَرُوهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجَرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَجْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَّا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ اتَّصَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَّا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهِ ((يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا

مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اعتبار ہے اور ان دونوں کی روایت میں یہ ذکر نہیں کہ صحیفہ تلموار کے میان میں لٹکا ہوا تھا۔

۳۳۲۸- اعمش نے اسی اسناد سے یہی مضمون مثل ابو کریب کے روایت کیا جو ابو معاویہ سے مروی ہے اخیر تک بیان فرمایا اور اتنا زیادہ کہا کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ جو پناہ توڑے کسی مسلمان کی اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن فرض اور سنت اور ان کی دونوں حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ جو اپنے کو باپ کے سوا کسی غیر کا فرزند بناوے اور کعب کی روایت میں قیامت کا دن مذکور نہیں۔

۳۳۲۹- مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ اس سند

بَعْدَهُ وَنَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِي قَرَابِ سَيْفِهِ.

۳۳۲۸- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ إِلَى آخِرِهِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ ((فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) وَنَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ((مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ)) وَنَيْسَ فِي رِوَايَةِ وَكَيْعٍ ذَكَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۳۳۲۹- عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ

(۳۳۲۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو خطبہ میں فرمادیا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس کے صحیفہ کے سوا کچھ نہیں اٹھ اس میں رد کر دیا زعم باطل رافضیوں اور شیعوں کے اور جھوٹا کر دیا ان کے اس قول کو جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو نبیؐ نے بہت سی وصیتیں کی تھیں اور اسرار علوم اور تواضع دین اور غوامض شریعت بتائے تھے اور اپنا وصی قرار دیا تھا اور اہل بیت کو بعض اشیاء ایسی تعلیم کی تھے کہ ان کے سوا اور کوئی ان پر مطلع نہیں ہوا۔ غرض اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ سب دعوے باطل اور خیالات فاسدہ ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اور ان دعوؤں کے ابطال کے لیے صرف حضرت علیؑ کا قول کافی ہے اور اس سے جائز ہوا لکھنا علم کا۔

اور یہ جو فرمایا کہ مدینہ حرم ہے غیر اور ثور کے بیچ میں ثور کا لفظ غالباً یہاں غلط ہے راوی سے بھول ہو گئی اس لیے کہ جبل ثور تو مکہ کے قریب ہے اور صحیح یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے غیر اور احد کے بیچ میں۔ چنانچہ مازری اور بعض علماء نے اس پر یہی کہا ہے اور شاید یہ بھی احتمال ہے کہ احد یا اس کے سوا ثور کسی اور پہاڑ کا نام ہو تو اس مدینہ میں اور اب وہ نام مخفی ہو گیا۔

اور اوپر کی روایتوں میں جو وارد ہوا کہ درمیان دو کالے پتھر والے میدانوں کی حد ہے حرم مدینہ کی یہ بیان ہے اس کی حد کا جو مشرق سے مغرب تک ہے اور اس روایت میں جو وارد ہوا کہ حد اس کی درمیان دونوں پہاڑوں کے ہے یہ جنوب و شمال کی حد ہے۔ اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے مراد اس سے یہ ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ تک جو مسلمان کسی کافر کو پناہ دے دے وہ سب مسلمانوں کی پناہ میں آ گیا اور کسی مسلمان کو رو نہیں کہ اسے ایذا دے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور ان کے موافقین تبعین سنت کا کہ اگر غلام اور عورت بھی کسی کافر کو امان دے تو امان دینا اس کا صحیح ہے۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے اپنے باپ کے سوا کسی کی اولاد کہلانا جس نے اپنے کو آزاد کیا اس کے سوا کسی کو مولیٰ ٹھہرانا اور وعید ہے اس میں ان لوگوں کو جو اپنی ذات بدل دیتے ہیں یعنی شیخ سے سید ہو جاتے ہیں اور دوسروں کا غلام اپنے کو غلام تسلط ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً نام رکھ لیتے ہیں غلام محی الدین یا غلام علی یا غلام نبی۔ قولہ اور جس نے پناہ توڑی کسی مسلمان کی یعنی ایک مسلمان نے کسی کافر کو پناہ دی اب جو اس کو ایذا دے اس نے پناہ توڑی وہ موذی ملعون ہے۔

حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَوَكَيْعٍ إِذَا قَوْلُهُ مَنْ تَوَلَّى
غَيْرَ مَوَالِيهِ وَذَكَرَ اللَّغْنَةَ لَهُ.

۳۳۳۰- ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ نبیؐ نے فرمایا کہ مدینہ حرم ہے پھر جو کوئی اس میں گناہ کرے یا کوئی گناہ کرنے والے کو جگہ دے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کوئی فرض نہ کوئی نفل۔

۳۳۳۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُخْدَبًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

۳۳۳۱- مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں ”یوم القیامۃ“ کے الفاظ نہیں۔ اور یہ اضافہ ہے کہ مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے اور ایک عام مسلمان کی پناہ کا بھی اعتبار کیا جائے گا جس کسی نے مسلمان کی پناہ کو توڑا تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اس سے قیامت کے روز کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کیا جائے گا۔

۳۳۳۱- عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَكَمْ يَقُولُ ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَادَ وَذِمَّةَ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةً يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

۳۳۳۲- ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر میں کسی ہرن کو مدینہ میں چرتا دیکھوں تو کبھی نہ ڈراؤں۔ اس لیے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے۔

۳۳۳۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظَّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا دَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)).

۳۳۳۳- ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے حرم قرار دیا دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں کہ جو مدینہ کے مشرق اور مغرب کی طرف واقع ہیں۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر میں کسی ہرن کو پاؤں جو ان کے بیچ میں چرتا ہو تو کبھی نہ ڈراؤں اور نہ بھگاؤں اس کو اور آپ نے بارہ میل کو مدینہ کے گرد اگر درمنہ مقرر کر دیا۔

۳۳۳۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ الْمَدِينَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظَّبَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا دَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا حَوْلَ الْمَدِينَةِ حِمَى.

۳۳۳۴- ابوہریرہؓ نے کہا کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جب نیا کوئی پھل دیکھتے تھے (یعنی ابتدائے فصل بنا) تو رسول اللہؐ کے پاس لاتے اور آپ جب اس کو لے لیتے تو دعا کرتے کہ یا اللہ! برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت

۳۳۳۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي

(۳۳۳۳) ☆ رمنہ اس زمین کو کہتے ہیں جس میں دکام و امراء حکم کر دیتے ہیں کہ سوا ہمارے جانوروں کے اور کوئی نہ چرے تو حرم گویا اللہ تعالیٰ کا رمنہ ہے کہ سوا جنگلی جانوروں کے جو وہاں کے باشندے ہیں اور کوئی نہ چرے۔

دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مد میں۔ یا اللہ ابراہیم تیرے غلام اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں تیرا غلام اور نبی ہوں اور انھوں نے دعا کی تجھ سے مکہ کے لیے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے لیے اس کے برابر جو انھوں نے مکہ کے لیے کی اور مثل اس کے اور بھی اس کے ساتھ پھر بلا تے آپ کسی چھوٹے لڑکے کے اپنے کو اور وہ پھل دیدیتے اسے۔

۳۳۳۵- ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ کے پاس پہلا پھل آتا اور آپ دعا کرتے کہ یا اللہ! برکت دے ہمارے شہر میں اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینہ میں اور ہمارے صاع میں برکت پر برکت دے پھر وہ پھل دے دیتے کسی چھوٹے لڑکے کو جو اس وقت حاضر ہوتا۔

باب: مدینہ میں رہنے کی ترغیب اور اس کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی فضیلت

۳۳۳۶- ابو سعید مولیٰ مہری نے کہا کہ ہم کو مدینہ میں ایک بار محنت اور شامت فاقہ کو پہنچی اور میں ابو سعید خدری کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں کثیر العیال ہوں اور ہم کو سختی پہنچی ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے عیال کو کسی ارزاں اور سرسبز ملک میں لے جاؤں ابو سعید نے فرمایا کہ مدینہ کو نہ چھوڑو اس لیے کہ ہم ایک بار نبی کے ساتھ نکلے میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچ گئے اور وہاں کئی شب ٹھہرے سو لوگوں نے کہا تم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم یہاں بے کار ٹھہرے ہوئے ہیں اور ہمارے عیال پیچھے چھٹے ہوئے ہیں اور ہم کو ان کے اوپر اطمینان نہیں (یعنی خوف ہے کہ کوئی دشمن نہ ستاوے) اور یہ خبر جناب رسول اللہ صلی

تَمَرْنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدَنَّا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ ((قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَيَلِدُ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ التَّمْرَ.

۳۳۳۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِأَوَّلِ التَّمْرِ فَيَقُولُ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثَمَارِنَا وَفِي مَدَنَّا وَفِي صَاعِنَا بِرَكَّةٍ)) مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ.

باب التَّارِغِيبِ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالصَّبْرِ عَلَى لَأْوَانِهَا

۳۳۳۶- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرَّيْفِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا تَفْعَلْ الزَّمِ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا حَرَحْنَا مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لِيَالِي فَقَالَ النَّاسُ وَاللَّهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَحُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ

(۳۳۳۵) حضرت کے پاس وہ پھل اسی لیے لاتے تھے کہ آپ کی دعائے خیر کا ثمرہ پائیں اور موجب برکات ہو اور مد ایک سیر اور صاع چار سیر کے قریب ہے اور لین دین غلوں اور جوب کا ان ہی سے ہوتا ہے اس لیے ان میں برکت کی دعا فرماتے اور چھوٹے بچوں کا دل خوش کرنا مکارم اخلاق و محبت و شفقت کا باعث ہے۔

اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے وہ مجھ کو پہنچی ہے؟ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ کیا قسم ہے اس خدا کی جسکی میں قسم کھاتا ہوں یا فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی گو میری جان اس کے ہاتھ میں ہے البتہ میں نے ارادہ کیا یا فرمایا اگر چاہو تم میں نہیں جانتا کہ کیا فرمایا ان دونوں باتوں میں سے فرمایا کہ البتہ حکم کروں میں اپنی اونٹنی کو کہ وہ کسی جاوے اور پھر اس کی ایک گرہ بھی نہ کھولوں یہاں تک کہ داخل ہوں میں مدینہ میں اور فرمایا کہ للہ ابراہیم نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ کو حرم ٹھہرایا دو گھائیوں یادو پہاڑوں کے بیچ میں کہ نہ اس میں خون بہایا جاوے اور نہ اس میں لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھایا جاوے نہ اس میں کسی درخت کے پتے جھاڑے جاویں مگر صرف چارے کے لیے (کہ اس سے درخت کا چنداں نقصان نہیں ہوتا) یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں یا اللہ برکت دے ہماری چو سیری میں یا اللہ برکت دے ہمارے سیر میں یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں یا اللہ برکت کے ساتھ دو برکتیں اور دے اور فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی گھائی اور کوئی ناکہ مدینہ کا ایسا نہیں ہے جس پر دو فرشتے نگہبان نہ ہوں جب تک کہ تم وہاں نہ پہنچو گے (یعنی تب تک وہ نگہبان رہیں گے)۔ پھر آپ نے فرمایا کوچ کر اور ہم نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے سو ہم قسم کھاتے ہیں اس پروردگار کی جس کی ہمیشہ قسم کھایا کرتے ہیں یا کہا جس کی قسم کھائی جاتی ہے غرض حماد کو اس میں شک ہوا غرض جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے ابھی کجاوے اونٹوں پر سے نہیں اتارے تھے کہ بنو عبد اللہ بن غطفان نے ہم پر ڈاکہ ڈالا اور اس سے پہلے ان کی ہمت نہ ہوئی (کہ وہاں آسکیں) یہ تصدیق ہوئی رسول اللہ کے فرمانے کی کہ فرشتے وہاں نگہبان ہیں)

۳۳۳- ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے دعا کی کہ یا اللہ! برکت دے ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ ((مَا هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ)) مَا أُدْرِي كَيْفَ قَالَ ((وَالَّذِي أَخْلِفَ بِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ)) لَأُدْرِي أَتَيْتُمَا قَالَ ((لَأَمْرُنْ بِنَاقَتِي تَرْحَلُ نَمَّ لَأُحِلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتَّى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ)) وَقَالَ ((اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَازِمَيْهَا أَنْ لَا يَهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُحْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ الْمَدِينَةِ شَعْبٌ وَلَا نَقَبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانَ يَحْرُسَانَهَا حَتَّى تَقْدُمُوا إِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي نَخْلِفُ بِهِ أَوْ يُخْلِفُ بِهِ الشُّكُّ مِنْ حَمَادٍ مَا وَضَعْنَا رِجَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غُطْفَانَ وَمَا يَهِيحُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ.

۳۳۳۷- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا

اور ایک برکت پر دو برکتیں اور عنایت فرما۔
۳۳۳۸- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَمُذْنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبُرْكَاتِ بَرَكَتَيْنِ))
۳۳۳۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
مِثْلُهُ.

۳۳۳۹- ابو سعید مولیٰ مہری سے روایت ہے کہ وہ ابو سعید خدری کے پاس آئے حرہ کی راتوں میں (یعنی جن دنوں مدینہ طیبہ میں ایک فتنہ مشہور ہوا ہے اور ظالموں نے مدینہ طیبہ کو لوٹا ہے ۶۳ھ میں) اور مشورہ کیا ان سے کہ مدینہ سے کہیں اور چلے جاویں اور شکایت کی ان سے وہاں کی گرانی نرخ کی اور کثرت عیال کی اور خبر دی ان کو کہ مجھے صبر نہیں آسکتا مدینہ کی محنت اور بھوک پر تو ابو سعید خدری نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری میں تجھے تھوڑی یہاں رہنے کا حکم کرتا ہوں بلکہ میں نے جناب رسول اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ صبر نہیں کرتا کوئی یہاں کی تکلیفوں پر اور پھر مر جاتا ہے مگر میں اس کا شفیق یا گواہ ہوں قیامت کے دن جب وہ مسلمان ہو۔

۳۳۳۹- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمُهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ لِيَالِي الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْخَلَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَشَكَا إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ لَنَا صَبْرًا لَهُ عَلَى جَهْدِ الْمَدِينَةِ وَلَأَوَائِبَهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ لَا أَمْرُكَ بِذَلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأَوَائِبِهَا فَيَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا))

۳۳۴۰- ابو سعید نے بنا رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے میں نے حرم مقرر کیا ہے درمیان دونوں کالے پتھروں کے میدانوں میں مدینہ کے جیسے حرم قرار دیا تھا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو یہاں تک کہ ایک ہم میں کا پاتا تھا یا لیتا تھا اپنے ہاتھ میں چڑیا اور اس کو جدا کر دیتا تھا پھر چھوڑ دیتا تھا۔

۳۳۴۰- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ)) قَالَ ثُمَّ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يَأْخُذُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَا فِي يَدِهِ الطَّيْرُ فَيَمُوتُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ.

۳۳۴۱- سہل بن حنیف نے کہا کہ رسول اللہ نے اپنا دست مبارک مدینہ کی طرف جھکایا اور فرمایا کہ وہ حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔

۳۳۴۱- عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ أَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ ((إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ))

۳۳۴۲- جناب صدیقہ نے کہا کہ رسول اللہ اور ہم جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں وبا تھی اور ابو بکر اور بلال بیمار ہوئے پھر

۳۳۴۲- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ

(۳۳۴۲) مجھے ان دنوں وطن تھا یہود کا۔ غرض اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بددعا کرنا کافروں پر بیماری اور ہلاکت اور خسراں کے ساتھ درست ہے اور اس میں دعائے خیر ہوئی مسلمانوں کے ساتھ صحت اور تندرستی کے اور یہی مذہب ہے کافر علماء کا کہ بددعا کافروں کے

جب رسول اللہ نے اپنے اصحاب کی بیماری دیکھی تو دعا کی یا اللہ! دوست کر دے ہمارے مدینہ کو جیسے دوست کیا تھا تو نے مکہ کو یا اس سے بھی زیادہ اور صحت عطا کر اس کے رہنے والوں کو اور برکت دے ہم کو اس کے چوسیری اور سیر میں اور اس کے بخار کو جھکے کی طرف پھیر دے۔

۳۳۴۳- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۳۳۴۴- عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جو صبر کرے مدینہ کی بھوک پر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا قیامت کے دن۔

۳۳۴۵- یحییٰ بن زبیر کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ایک آزاد باندی آئی اور ان کو سلام کیا اور یہ فتنہ کے دن تھے (یعنی فتنہ حرہ کے دن جس کا ذکر ابھی تھوڑی دور گزرا) اور اس نے کہا اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبد اللہ بن عمر کی) ہم پر سخت دن ہیں اور میں ارادہ کرتی ہوں مدینہ سے نکلنے کا تو عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ بیٹھے اے نادان! اس لیے کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے جو صبر کرے گا مدینہ کی بھوک پیاس اور مشقت پر تو میں اس کا شفیع ہوں گا (یعنی اگر وہ گنہگار ہے) یا گواہ ہوں گا (یعنی اگر وہ نیکو کار ہے) قیامت کے دن۔

۳۳۴۶- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہی قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

وَاشْتَكِي بِلَاءَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدَّهَا وَحَوْلِ حُمَاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ)).

۳۳۴۳- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۳۳۴۴- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَيَّ لَأَوَانِيهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۳۳۴۵- عَنْ يُحْيَى بْنِ زُبَيْرٍ أَعْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَاتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تَسَلَّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أُرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللَّهِ أَقْعُدِي لِكَأَعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَصْبِرُ عَلَيَّ لَأَوَانِيهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۳۳۴۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَبَرَ عَلَيَّ

لہ پر درست ہے اور قول بعض جہلے صوفیہ کا مقبول نہیں جو اس کو منع کرتے ہیں اور موافقت کی ہے ان جہلے متصوفہ نے معتزلہ کی کہ وہ بھی ایسی دعا کو بے فائدہ جانتے ہیں۔ غرض دونوں اس حدیث سے مردود ہو گئے اور اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ کا کہ آج تک جھکے کا پانی جو پیتا ہے اسے بخار چڑھتا ہے۔

لَأَوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ((يَعْنِي الْمَدِينَةَ.

۳۳۴۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأَوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيدًا)).

۳۳۴۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۳۴۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأَوَاءِ الْمَدِينَةِ بِمِثْلِهِ)).

باب: طاعون اور دجال سے مدینہ طیبہ کا

محفوظ رہنا

۳۳۵۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہیں کہ اس میں طاعون اور دجال نہیں آسکتا۔

۳۳۵۱- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح دجال آوے گا مشرق کی طرف سے ارادہ اس کا مدینہ کا ہو گا یہاں تک کہ اترے گا کوہ احد کے پیچھے اور فرشتے اس کا منہ وہیں سے شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں تباہ ہو جائے گا۔

بَاب صِيَانَةِ الْمَدِينَةِ مِنْ دُخُولِ

الطَّاعُونَ وَالذَّجَالِ إِلَيْهَا

۳۳۵۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الذَّجَالُ)).

۳۳۵۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِينَةَ حَتَّى يَنْزِلَ ذُبُرٌ أَحَدٌ نَمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهَذَا يَهْلِكُ)).

(۳۳۵۰) ☆ اس حدیث سے فضیلت مدینہ کی اور ثواب وہاں کی سکونت کا اور درجہ وہاں کے ساکنین کا معلوم ہوا۔

(۳۳۵۱) ☆ مسیح کا لفظ جناب مسیحی کے واسطے بولا جاتا ہے اور دجال کے واسطے بھی اور اس کے دو معنی ہیں ایک چھوٹے والا۔ اس معنی سے حضرت یحییٰ پر اس کا اطلاق آتا ہے کہ وہ جس کو چھو دیتے تھے اچھا ہو جاتا تھا۔ اور مسیح کے معنی مسوح بھی ہیں یعنی ملا ہوا دبا ہوا اس کی آنکھ چونکہ اندھی ہے اس لیے اسے مسیح کہا یا اس نظر سے کہ وہ بھی دعویٰ کرے گا کہ میں مسیح ہوں اور لوگ اس خبیث کے دھوکے اور فریب میں آجائیں گے۔

بَابُ الْمَدِينَةِ تَنْفِي شِرَارِهَا وَ تَحْمِي طَابَةِ وَ طَيْبَةِ

باب: مدینہ کا طابہ اور طیبہ نام ہونا اور بری چیزوں کو اپنے سے دور کرنا

۳۳۵۲- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آوے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے کو اپنے قرابت والے کو پکارے گا کہ آؤ ارزانی کے ملک میں آؤ ارزانی کے ملک میں اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش کہ وہ جانتے ہوتے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی شخص مدینہ سے بیزار ہو کر نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا شخص بھیج دیتا ہے مدینہ میں آگاہ ہو کہ مدینہ ایسا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ نکال دیتا ہے میل کو اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ نہ نکال دے گا اپنے شریر لوگوں کو جیسے کہ بھٹی نکال دیتی ہے لوہے کی میل کو۔

۳۳۵۳- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ مجھے حکم ہوا ہے (یعنی ہجرت کا) ایسے قریہ کی طرف جو سب قریوں کو کھا جاوے گا۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے اور لوگوں کو ایسا چھانٹتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی میل چھانٹتی ہے۔

۳۳۵۴- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

۳۳۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكَبِيرِ تُخْرَجُ الْحَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِي الْمَدِينَةَ شِرَارِهَا كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ))

۳۳۵۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمْرٌ بِقَرِيْبَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ))

۳۳۵۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ

(۳۳۵۲) ☆ شاید یہ بات دجال کے وقت ہوگی کہ حدیث میں آیا ہے کہ دجال جب مدینہ کے قریب پہنچے گا تو مدینہ میں تین بار زلزلہ آوے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سب سے ہر کافر اور منافق کو نکال دے گا یا ہمیشہ مدینہ میں ایسا ہوتا ہے۔

(۳۳۵۳) ☆ سب قریوں کو کھا جاوے گا یعنی وہیں لشکر اسلام جمع ہو کر چاروں طرف پھیلے گا اور تمام بلاد کو مسخر اور فرمانبردار بنا دے گا سب اطراف سے اموال غنیمت اسی میں آکر جمع ہو گئے اور وہاں کے لوگوں کے صرف میں آویں گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور یثرب کو آپ نے مکروہ جانا اس لیے کہ وہ تشریب سے مشتق ہے اور تشریب کے معنی جھڑکنا اور ملامت ہے اور مسند احمد میں ایک روایت آئی ہے کہ اہت میں یثرب کہنے کے اور قرآن مجید میں جو یثرب واقع ہوا ہے وہ بھی مقولہ کفار کا ہے یا منافقین کا اور مدینہ جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہے وہ منافقوں کا قول نہیں۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز کا نام برا رکھنا یہ بھی ایک نفاق کا شعبہ ہے اور مسلک نبوت کے خلاف ہے جیسے محبت الہی کو شراب سے تعبیر کرنا یا عشق الہی کو جنون سے یا خداوند تعالیٰ کو معاذ اللہ صنم یا معشوق سے یا نبی کو بت سے یہ تعبیرات جو اکثر شعرا کی زبان زد ہیں وہ سب مردود اور مذموم ہیں اور مجملہ محدثات اور شرا مومر ہیں ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

۳۳۵۵- جابرؓ نے کہا کہ ایک گاؤں کا آدمی تھا کہ اس نے رسول اللہؐ سے بیعت کی اور اس کو شدت سے بخار آنے لگا مدینہ میں پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا محمد! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ نے انکار کیا اور پھر آیا اور کہا کہ یا محمد! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ نے پھر انکار کیا اور وہ پھر آیا اور کہا کہ یا محمد! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو آپ نے انکار کیا اور وہ اعرابی مدینہ سے چلا گیا تب جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مدینہ تو بھٹی کے مانند ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتا ہے اور پاک کو خالص اور صاف کر لیتا ہے۔

۳۳۵۶- زید بن ثابت نے نبیؐ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور پہلے پہل یہ مدینہ میل کو دور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کو دور کرتی ہے۔

۳۳۵۷- جابرؓ نے کہا سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے نام رکھا مدینہ کا طابہ۔

باب: اہل مدینہ سے برائی کرنا منع ہے اور جو ایسا کرے گا خدا اس کو سزا دے گا

۳۳۵۸- ابو عبد اللہ قراظ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ابو القاسم نے فرمایا جو ارادہ اس شہر والوں کی (یعنی مدینہ والوں کی) برائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

۳۳۵۹- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

((كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ الْخَبَثَ لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيدَ)) .

۳۳۵۵- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكَتْ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْلِنِي يَبْعَنِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي يَبْعَنِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي يَبْعَنِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيْبَهَا)) .

۳۳۵۶- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّهَا طَيِّبَةٌ (بِعْنِي الْمَدِينَةُ) ((وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)) .

۳۳۵۷- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةً .

بَاب مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

بِسُوءِ أَذَابِهِ اللَّهُ

۳۳۵۸- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْقَرَّاطِ أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هَذِهِ الْبَلَدَةِ بِسُوءٍ)) بَعْنِي الْمَدِينَةَ ((أَذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)) .

۳۳۵۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا بِسُوءٍ يُرِيدُ)) الْمَدِينَةَ ((أَذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)) قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي

(۳۳۵۵) ☆ اس نے اسلام پر اور حضرت کے ساتھ قیام پر بیعت کی تھی پھر اس کا اقالہ آپ کیوں فرماتے۔

(۳۳۵۶) ☆ مدینہ کو طیبہ فرمایا یعنی پاکیزہ کہ نجاست شرک سے اور خباثات کفر سے پاک ہے یا طیب عشق وہاں حاصل ہے اور طابہ بھی اس معنی سے فرمایا جیسے آگے آتا ہے

حَدِيثِ ابْنِ يَحْنَسَ بَدَلَ قَوْلِهِ بِسُوءِ شَرًّا.

۳۳۶۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۳۶۱- عَنْ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ

اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمَلْحُ فِي الْمَاءِ)).

۳۳۶۲- عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((بَدَّهْمُ أَوْ بِسُوءٍ)).

۳۳۶۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَعْدًا يَقُولَانِ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي

مَدَّهْمٍ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَهَا

بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمَلْحُ فِي الْمَاءِ)).

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْمَدِينَةِ عِنْدَ فَتْحِ

الْأَمْصَارِ

۳۳۶۴- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((تَفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنْ

الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَسُونُ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ

لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تَفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ

مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَسُونُ وَالْمَدِينَةَ

خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ تَفْتَحُ الْعِرَاقُ

فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيهِمْ يَسُونُ

وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ)).

۳۳۶۵- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((يَفْتَحُ الْيَمَنُ

۳۳۶۰- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۶۱- ابو وقاص روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا کہ جو

کوئی اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے پگھلا

دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

۳۳۶۲- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۶۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ

دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ

یا اللہ! برکت دے مدینہ والوں کے مد میں اور آگے وہی مضمون

بیان کیا جو اوپر کئی بار گزرا۔

باب: لوگوں کو مدینہ میں سکونت کی ترغیب دینا جب

شہر فتح ہو جائیں

۳۳۶۴- سفیان نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ شام فتح ہوگا اور

کچھ لوگ مدینہ سے نکلیں گے اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو

ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے لیے بہتر تھا کاش وہ جانتے ہوتے۔

پھر فتح ہوگا یمن اور نکلے کی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر والوں کے

ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش

وہ جانتے۔ پھر فتح ہوگا عراق اور نکلے کی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر

والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں

بہتر تھا کاش وہ جانتے۔

۳۳۶۵- سفیان نے کہا میں نے سنا رسول اللہ سے کہ فرماتے

تھے کہ یمن فتح ہوگا اور لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے

(۳۳۶۵) ☆ ان حدیثوں میں چند معجزے ہیں رسول اللہ کے۔ اول یہ کہ آپ نے شام اور عراق و یمن کی فتح کی خبر دی اور ویسا ہی ہوا کہ

خلفائے راشدین کے ہاتھ پر یہ ممالک فتح ہوئے اور مصداق خلافت راشدہ یہی لوگ ٹھہرے اور مواعد الہی ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ لہذا

ہوئے اور لادے جاویں گے اپنے گھر والوں کو جو ان کا کہنا مانے اور مدینہ ان کے لیے بہتر تھا اگر وہ جانتے ہوتے۔ پھر شام فتح ہو گا تو لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لادے جاویں گے اپنے گھر والوں اور جو ان کا کہنا مانے اور مدینہ بہتر تھا ان کے لیے اگر وہ جانتے ہوتے۔ پھر عراق فتح ہو گا اور لوگ وہاں جاویں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لادے جاویں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کا کہنا مانے اگر جانتے ہوتے تو مدینہ طیبہ ان کے حق میں بہتر تھا۔

باب: جناب رسول اللہ کا خبر دینا کہ لوگ مدینہ چھوڑ

دیں گے

۳۳۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے لیے کہ لوگ وہاں کے مدینہ کو چھوڑ دیں گے اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہو گا اور ایسا چھوڑیں گے کہ وطن ہو جائے گا درندوں اور پرندوں کا۔

۳۳۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے لوگ مدینہ کو چھوڑ دیں گے اور وہ بہتر ہو گا اور نہ رہے گا اس میں کوئی مگر درندے اور پرندے پھر نکلیں گے دو چرواہے قبیلہ مزنیہ سے

فَيَأْتِي قَوْمٌ يُسُونُ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ يَفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُسُونُ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ثُمَّ يَفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُسُونُ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ((

بَاب فِي الْمَدِينَةِ حِينَ يَتْرُكُهَا أَهْلِهَا

۳۳۶۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمَدِينَةِ ((لَيْتُرُكْنَهَا أَهْلُهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ مُذَلَّةً لِلْعَوَافِي)) يَعْنِي السَّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو صَفْوَانَ هَذَا هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيمٌ ابْنُ حُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِينَ كَانَ فِي حَجْرِهِ.

۳۳۶۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ)) مَا كَانَتْ ((لَأَ يَغْشَاهَا إِلَّا الْاَعَوَافِي)) يُرِيدُ عَوَافِي السَّبَاعِ وَالطَّيْرِ

لہ دوسرے یہ کہ لوگ ان ملکوں میں جا سکیں گے اور اپنے اہل و عیال کو لے جاویں گے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ مفتوح ہونا ان بلاد کا اس ترتیب سے ہو گا کہ پہلے یمن پھر شام پھر عراق اور اسی ترتیب سے یہ بلاد فتح ہوئے اور روایتوں سے بڑی فضیلت سکونت مدینہ طیبہ کی ثابت ہوئی۔

☆ (۳۳۶۶) یہ پیشین گوئی بھی آپ کی سچی ہے اور قیامت کے قریب ہوگی۔ مسلم نے کہا کہ ابو صفوان جن کا نام عبد اللہ بن عبد الملک ہے وہ یتیم تھے اور ابن جریج کی گود میں دس برس پرورش پائی۔

☆ (۳۳۶۷) یہ اخیر زمانہ میں ہو گا قیامت کے قریب کہ جب وہ دونوں ٹیلہ کے پاس پہنچیں گے قیامت آجائے گی اور وہ اخیر میں ہوں گے ان سب لوگوں کے جن کا حشر ہو گا جیسا کہ بخاری میں ثابت ہوا ہے اور یہی مطلب اس حدیث کا ظاہر و مختار ہے۔ اور یہ معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض فتن میں ایسا بھی ہو چکا ہے۔

ارادہ کرتے ہوئے مدینہ کال لکارتے ہوئے اپنی بکریوں کو اور پاویں گے مدینہ کو ویران یہاں تک کہ جب پہنچیں گے ثنیۃ الوداع تک کہ ایک ٹیلہ ہے گر پڑیں گے منہ کے بل۔

باب: قبر مبارک اور منبر کے درمیان اور موضع منبر کی فضیلت کا بیان

۳۳۶۸- عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک چمن ہے جنت کے چمنوں میں سے۔

۳۳۶۹- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۷۰- ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی کیاریوں میں سے اور منبر میرے حوض پر ہے۔

باب: احد پہاڑ کی فضیلت

۳۳۷۱- ابو حمید نے کہا کہ نکلے ہم رسول اللہ کے ساتھ غزوہ تبوک میں اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ کہا کہ چلے ہم یہاں تک کہ پہنچے وادی قرئی میں اور رسول اللہ نے فرمایا کہ میں جلدی چلنے والا ہوں جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے اور جس کا جی چاہے ٹھہر کر آوے سو ہم نکلے یہاں تک کہ دیکھنے لگے ہم مدینہ کو

((ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مَزِينَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بَعْضُهُمَا فَيَجِدَانَهَا وَخَشَا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ حَرًّا عَلَى وَجْهِهِمَا))

بَاب مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمَنْبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

۳۳۶۸- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ))

۳۳۶۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا بَيْنَ مَنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ))

۳۳۷۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي))

بَاب أَحَدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنَحِبُهُ

۳۳۷۱- عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِي الْقُرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ))

(۳۳۷۰) ☆ اس حدیث کے دو معنی ہوتے ہیں کہ حجرہ مبارک اور منبر کے بیچ کا ایک موضع جنت میں چلا جاوے گا قیامت کے دن۔ دوسرے یہ کہ وہاں عبادت کرنا جنت میں جانے کا سبب ہے کہ جس نے وہاں عبادت کی گویا داخل جنت ہو اور بعضی روایتوں میں یوں آیا ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی اور مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ قبر اور حجرہ مبارک گویا ایک ہے اس لیے کہ قبر حجرہ کے اندر ہے اور میرا منبر حوض پر ہے اس کی بھی دو مرادیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جو منبر کے قریب عبادت کرے گا اس حوض سے سیراب ہوگا اور دوسرے یہ کہ یہی منبر مبارک آپ کے حوض کو شہر پر رکھ دیا جائے گا یا میدان قیامت میں جو منبر عنایت ہو گا وہ حوض کو شہر پر رکھا جاوے گا۔

اور آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے اور یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم اس کو دوست رکھتے ہیں اور یہ ہم کو دوست رکھتا ہے۔

۳۳۷۲- انسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو۔

۳۳۷۳- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

باب: مسجد مکہ اور مدینہ میں نماز کی فضیلت

۳۳۷۴- ابو ہریرہؓ اس بات کو جناب رسول اللہؐ تک پہنچاتے تھے کہ آپ نے فرمایا ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی افضل ہے سوا مسجد الحرام کے یعنی مکہ کی مسجد کے۔

۳۳۷۵- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی افضل ہے سوا مسجد حرام کے۔

۳۳۷۶- ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ ایک نماز مسجد میں رسول اللہؐ کی افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی سوا مسجد الحرام کے اس لیے کہ رسول اللہؐ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخری۔ مسجد ہے (یعنی جو نبیوں نے بنائی ہیں)۔ اور ابو سلمہ اور ابو عبد اللہ نے کہا کہ بلا شک ابو ہریرہؓ نے جو یہ بات کہی تو رسول اللہؐ کی حدیث سے کہی ہوگی (اس لیے کہ ایسی بات کوئی قیاس سے نہیں کہہ سکتا) اور ہم نے اس حدیث کو ابو ہریرہؓ سے چکے طور پر دریافت نہیں کیا تو اسی وجہ سے کہ انہوں نے حضرت سے سنا ہوگا جب تو کہا یہاں تک کہ جب وفات ہوئی ابو ہریرہؓ کی تو ہم نے آپس

فَحَرَّحْنَا حَتَّىٰ أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ ((هَذِهِ طَابَةٌ وَهَذَا أَحَدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) .

۳۳۷۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) .

۳۳۷۳- عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَحَدٍ فَقَالَ ((إِنَّ أَحَدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) .

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدِي مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ

۳۳۷۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَتْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) .

۳۳۷۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) .

۳۳۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ ((صَلَاةٌ)) فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَيْدٍ اللَّهُ لَمْ نَشْكُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنْعَنَا ذَلِكَ أَنْ نَسْتَشِيبَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حَتَّىٰ إِذَا تُوَفِّي أَبُو هُرَيْرَةَ تَذَاكُرْنَا ذَلِكَ وَتَلَاوَمْنَا

(۳۳۷۲) ☆ معلوم ہوا کہ جس کے دل میں آپ کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے سخت اور بدتر ہے۔

میں اس کا ذکر کیا اور ایک دوسرے کو ملامت کی کہ کیوں نہ پوچھ لیا ہم نے ابو ہریرہؓ سے اس کو کہ وہ نسبت کرتے اس حدیث کی رسول اللہ تک اگر آپ سے سنی ہوتی۔ غرض ہم اسی بات چیت میں تھے کہ عبد اللہ بن ابراہیم کے پاس جا بیٹھے اور ان سے اس کا ذکر کیا اور یہ وجہ بیان کی جس کے سبب سے ہم نے ابو ہریرہؓ سے اس کو دریافت نہیں کیا تھا۔ تب عبد اللہ نے ہم سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ بیشک میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

۳۳۷۷- یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ میں نے ابو صالح سے پوچھا کہ تم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ کی مسجد میں نماز کی فضیلت بیان فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں مگر مجھے عبد اللہ بن ابراہیم نے خبر دی ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزاروں نمازوں سے جو اور مسجدوں میں ادا ہوں مگر مسجد حرام میں۔

۳۳۷۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۳۳۷۹- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجد میں پڑھنے سے سوا مسجد حرام کے۔

۳۳۸۰- مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

۳۳۸۱- ابن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آگے

أَنْ لَا نَكُونَ كَلَمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ جَالِسْنَا عِنْدَ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَبِأَنِّي أَخْبَرُ الْأَنْبِيَاءَ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ)) .

۳۳۷۷- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا صَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ أَوْ كَأَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامَ)) .

۳۳۷۸- وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ .

۳۳۷۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) .

۳۳۸۰- وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ .

۳۳۸۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

وہی جو اوپر گذرا۔

۳۳۸۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا ہے۔

۳۳۸۳- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک عورت بیمار ہوئی اور اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں جاؤں گی اور بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی۔ پھر وہ اچھی ہو گئی اور تیاری کی اس نے جانے کی اور میمونہ ام المؤمنین بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور ان کو سلام کیا اور اپنے ارادہ کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا کہ جو تم نے توشہ تیار کیا ہے وہ کھاؤ اور رسول اللہ کی مسجد مبارک میں نماز پڑھو اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ایک نماز اس میں ادا کرنا افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں سے سوا مسجد کعبہ کے۔

باب: تین مسجدوں کی فضیلت

۳۳۸۴- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جاویں مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد یعنی جو مدینہ میں ہے اور مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔

۳۳۸۵- زہری سے اس سند سے روایت ہے کہ تین مسجدوں کی طرف کجاوے باندھے جائیں۔

۳۳۸۶- ابوہریرہ خبر دیتے تھے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ سفر نہ کرے کوئی مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد کعبہ اور میری مسجد اور مسجد ایلیماء (یعنی بیت المقدس)۔

عَلَيْهِ يَقُولُ بِمِثْلِهِ.

۳۳۸۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۳۳۸۳- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوَى فَقَالَتْ إِنَّ شَفَائِي اللَّهُ لَا أُخْرَجَنَّ فَلَأَصَلِّنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَبَرَأْتُ ثُمَّ تَجَهَّزْتُ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَاءَتْ مَيْمُونَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذَلِكَ فَقَالَتْ اجْلِسِي فَكَلِمِي مَا صَنَعْتُ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي مَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ)).

بَابُ لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةٍ

مَسَاجِدَ

۳۳۸۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُبَلِّغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى)).

۳۳۸۵- عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ)).

۳۳۸۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يُسَافَرُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِ مَسْجِدِي وَمَسْجِدِ إِيْلِيَاءَ

(۳۳۸۶) ☆ جب کسی خانہ خدا کی طرف سفر درست نہ ہو اسوا ان تین کے تو قبروں کی زیارت کے لیے کیونکر درست ہوگا کہ وہ خانہ عباد ہیں اور اوپر اس کی شرح ہم خوب کر آئے ہیں جہاں بیان کیا ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہیں۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى

باب: اس مسجد کا بیان جس کی بنا تقویٰ پر ہے

۳۳۸۷- ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ میرے پاس سے عبد الرحمن بن ابوسعید خدریؓ گزرے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد کو کیسے سنا کہ وہ بیان فرماتے تھے کہ وہ مسجد کون سی ہے جس کی بنا تقویٰ پر ہوئی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میرے باپ نے کہا کہ داخل ہوا میں رسول اللہؐ کے پاس آپ کی بیبیوں سے کسی کے گھر میں اور میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ! وہ مسجد کون سی ہے جس کو اللہ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے؟ سو آپ نے ایک مٹھی کنکر لیے اور زمین پر مارے اور فرمایا کہ وہ یہی تمہاری مسجد ہے مدینہ کی مسجد۔ سو میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سے سنا ہے کہ ایسا ہی ذکر کرتے تھے اس مسجد کا۔

۳۳۸۷- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيُّ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ قَالَ أَبِي دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتٍ بَعْضِ نِسَائِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ فَأَخَذَ كِفًّا مِنْ حَصِيَاءٍ فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ ((هُوَ مَسْجِدُكُمْ هَذَا)) لِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ هَكَذَا يَذْكُرُهُ.

۳۳۸۸- اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

۳۳۸۸- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ فِي الْإِسْنَادِ.

باب: مسجد قباء کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کا ذکر

بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلَاةِ فِيهِ وَزِيَارَتِهِ

۳۳۸۹- عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ زیارت کرتے تھے مسجد قباء کی سوار بھی اور پیادہ بھی۔

۳۳۸۹- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَزُورُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء کو تشریف لاتے تھے سوار بھی اور پیادہ بھی

۳۳۹۰- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا فَيُصَلِّي

(۳۳۸۷) اس روایت سے صاف کھل گیا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس مسجد کو فرمایا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے وہ مسجد نبویؐ ہے نہ کہ مسجد قباء ہے اور رد ہو گیا ان مفسرین کے قول کا جنہوں نے مسجد قباء کو کہا ہے۔ اور آپ کا کنکر اٹھا کر مارنا تاکید کی راہ سے تھا کہ خوب یقین آجاوے سامع کو کہ یہی مسجد ہے۔

فِيهِ رَكَعَتَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ
نُمَيْرٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكَعَتَيْنِ.

۳۳۹۱- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي
قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۲- عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ
حَدِيثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ.

۳۳۹۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَقُولُ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

۳۳۹۵- عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
جَاءَتْهُ تَحْتَهُ مَسْجِدَ قُبَاءَ فِيهِ أَوْ كَيْتَ تَحْتَهُ
كَيْتَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَوَيْتَ
يَكُونُ فِيهِ قُبَاءَ كُلِّ سَبْتٍ.

۳۳۹۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ يَعْطِي كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَأْتِيهِ
رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ ابْنُ دِينَارٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ
يَفْعَلُهُ.

۳۳۹۷- عَنْ ابْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ
يَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ.



(۳۳۹۲) ان حدیثوں سے فضیلت قبا کی اور فضیلت وہاں کی مسجد کی اور فضیلت اس کی زیارت کی معلوم ہوئی اور زیارت اس کی سوار پیادہ دونوں طرح درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز نفل دن کو دور رکعت ہے اور یہی مذہب ہمارا اور جمہور کا ہے اور ابو حنیفہ نے ان کا خلاف کیا ہے اور قول ان کا نظر مخالفت حدیث غیر مسموع ہے اور معلوم ہوا کہ زیارت مسجد یہی ہے کہ اس میں دور رکعت ادا کرے نہ کہ یہ اس کی گل کاریاں دیکھتا پھرے یا بیٹھیں گنا کرے کہ یہ تمنا شایوں کا کام ہے نہ کہ متوجعان انبیاء کا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

شرعی احکام کا دہنشین دل آویز اور دلکش مجموعہ

ضیاء الکلام

از قلم: ابوضیاء محمود احمد غضنفر

زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول متفق علیہ احادیث پر مشتمل یہ کتاب اردو دان طبقے کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل دلزبا و نظریب اور دلکش انداز میں مرتب کی گئی ہے۔

♦ سب سے پہلے حدیث کا متن مع اعراب پھر اس حدیث کا ترجمہ پھر حدیث میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی پھر حدیث کا آسان انداز میں مفہوم اور آخر میں حدیث سے ثابت ہونے والے مسائل ترتیب وار بیان کر دیئے گئے ہیں۔

♦ ہر حدیث کا تفصیلی حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

♦ کاغذ طباعت اور جلد ہر لحاظ سے اعلیٰ عمدہ اور نفیس ہیں۔

♦ اہل نظر اہل ذوق اور اہل دل کے لیے خوش نما گلدستہ احادیث کا ایک ائمومل تحفہ۔

♦ ہر گھر کی ضرورت اور ہر لائبریری کی زیست۔

♦ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔